Title - TOHFATUL MOMINEEN

Creator - Mohd. Zaman Khan

Publisher - Anwaar Mohammadi.

Date - 1307 H.

Pages - 584

Subjects - Islamiyaat; Deeniyaat; Islam - Tareekh; Shaiyat; Shaiya Mak.
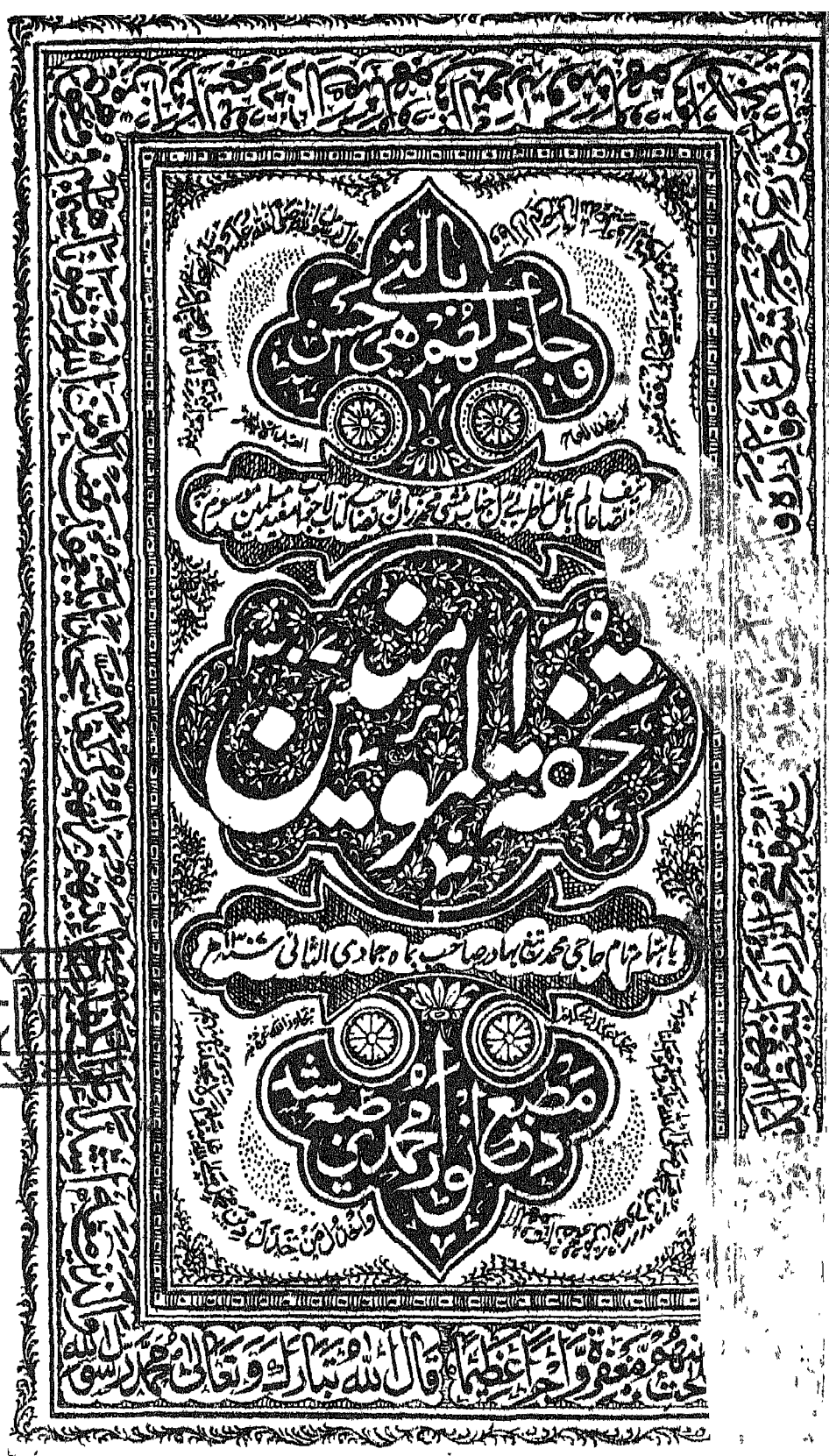
فجادلهم بالتي هي احسن
تحفة المؤمنين
باہتمام حاجی محمد شفیع بہادر صاحب بماہ جمادی الثانی
مطبع انوار محمدی طبع شد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تحسین اور آفرین بے حد لائق اوس حضرت احدیت قدیم مطلق کو ہے کہ جسنے محض اپنے
حکمت بالغہ سے وجود نابود عالم اور عالمیان کو حادث اور پیدا کیا۔ اور حمد وثناہی لاتعد
اوس قادر برحق کو ہے کہ جسنے محض بعنایات قدرت کاملہ خود بامتزاج عناصر اربعہ بتقضا
صورت بقارنگ بنگار رنگ آدم اور آدمیان کو ظاہر اور ہویدا کیا جل شانہ وہ ایساہی واجب
لایزال کہ اوسنے ان سب ممکنات کو بفیض اپنی ذات مقدس کے موجود فرمایا۔ اور وہ ایسا
واہب الجود ہے بے مثال کہ جسنے ان سب تمثالات کو باعداد بے شمار کے معدود کیا۔ ا
اوسکا بے منت وسوال ہے۔ اکرام اوسکا بدون کوشش و ابتہال ہے۔ سب کوئی اوس
نصیبۂ اکرام سے ہین خورسند۔ اور ہر شخص اوسی کے وظیفۂ انعام سے ہے بہرہ مند۔ اوسی
ارزاق اور اطعام سے ہین دوست اور دشمن روزی خوار۔ اور اوسی کی عام بخشش سے
نیک اور بد امیدوار۔ ذات احدیت اوسکی ہمسر اور مثال سے مبرا ہے۔ اور صفات ازلیہ
اوسکی فنا اور زوال سے منزہ و معرا ہے۔ فَسُبْحَانَ اللّٰہِ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَا
اور عمدہ سے عمدہ درود نامعدود اور سلام مسک الختام اوس رسول اکرم اور نبی محتر
کہ وہ شفیع المذنبین ہے رحمۃ للعالمین ہے خاتم المرسلین ہے ہادی الثقلین۔

سردار ین ہے دستگیر کونین ہے نام مقدس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور کل انبیا
مرسلین مین وہ مکرم اکرم ہے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ اوسکی شان مین فرمایا ہے اور اوسکو سب انبیا اور مرسلین پر سردار
کیا ہے پس اوسکی نعت مین اگر ہم مُنہ کھولین تو چھوٹا مُنہ بڑی بات ہے اور اگر کچھ کہین تو ایک کسی
شاعر کے قول پر اکتفا کرین ؎ لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ ٭ بعد از خدا بزرگ توئی
قصہ مختصر ٭ اور نیز تحفۂ درود اور سلام اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامِ اوسکی آل اطہار اور اصحاب کبار پر کہ
جنھون نے ترویج دین محمدی مین جان و مال اپنا نثار کیا۔ اور جہان کو بیخ خارستانِ کفر و
ضلال سے پاک و صاف کیا پورب سے پچھم تک چارون دانگ عالم مین جھنڈے دین اسلام کے
گاڑ دیے اور مراسم دین متین کے پھیلا دیے سقف ایوان دین محمدی کے وہ سب ستون ہین بدخواہ
اور معاند ین اونکے دونون جہان مین زیان کار اور ملعون ہین۔ کتاب اللہ اور حدیث نبوی اونکے
اوصاف بیشمار پر ناطق ہے۔ بہرحال رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اونھین کی شان مین صادق ہے
محبت اونکی جزو ایمان ہے اونکی عداوت مین ایمان کا نقصان ہے اما بعد واضح ہو کہ دین
اسلام مبنی ہے عدل و وداد اور باخوہا اہل اسلام کی محبت و وداد پر چنانچہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ
اِخْوَةٌ۔ اور آیت شریف فرقان حمید اور قرآن مجید كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ
فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا اسپر شاہد ہے یعنے تم دشمن تھے سو خدا نے تمھارے دلون مین الفت
پیدا کر دی اور ہو گئے تم اوسکے فضل سے بھائی بھائی۔ یعنے ایام جاہلیت مین تم لوگ آپس مین
دشمن تھے سو اب بسبب قبول اور حصول نعمت دین اسلام کے تمھارے دلونمین محبت پیدا ہو گئی
اور تم لوگ بھائی ہو گئے۔ مگر اوس وقت مین دین اسلام مین ایک ہی مذہب تھا سب لوگ باخوہا
بھائیون سے زیادہ الفت اور محبت رکھتے تھے لیکن بوجہ القاع بغض و عناد و آتش فساد
عبداللہ بن سبا مخرب امتِ محمدیہ کے دینِ اسلام مین مذاہب متعددہ کی بنیاد قائم ہوئی رفتہ
رفتہ اتنے بہت سے مذہب ہو گئے اور بوجہ اختلاف مذاہب آپسمین بجاے محبت کے رنج و عناد

پڑ گئے خاصکر اس ملک ہند مین مذہب شیعہ و سنی کے مسلمانون مین زبردست ہین ان دونون
مذہب مین بہت لوگ پائے جاتے ہین اور ان دونون مذہب مین کہ ان سے خالی کوئی شہر اور
قصبہ اور دیہ نہین ہے ایسی دشمنی اور عداوت پڑ گئی ہے کہ آہی تو یہ اخوۃ اسلام تو درکنار حقیقی
بھائیون اور باپ بیٹے میان بی بی اور عزیز و اقارب مین باخود ہا ان دونون مذہب والون مین
نزاع لفظی سے نوبت جنگ و جدال بلکہ قتال کی پہونچ جاتی ہے اور اوسکے امن و امان قائم
رکھنے مین حکام وقت کو بھی تردد کرنا پڑتا ہے اور باعث اس رنج و عناد و فساد باہمی کا درمیان
شیعہ و سُنّی کے بڑا معاملہ اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا ہے کیونکہ اہل سنت و جماعت بعد
از حضرت خیر البشر حضرات اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم کو افضل و بہترین اُمّت محمدی صلی اللہ علیہ
وسلم جانتے ہین اور اونکی افضلیت اور محبت اور ترتیب خلافت کو بحکم خدا اور رسول صلعم مان کر
جزو[1] ایمان جانتے ہین حضرات شیعہ برخلاف اسکے بحضور اصحاب ثلثہؓ گستاخیان بے ادبانہ
کرتے ہین بلکہ اونکی نسبت تبرّا اور دشنام دہی کو جزو ایمان سمجھتے ہین اور اسکو افضل عبادات
جانتے ہین یہانتک اوسمین غلو اور تعصب بہم پونہچایا کہ اگر کوئی شیعی کبھی کسی قسم کی عبادت
اونکرے صرف صبح و شام معاذ اللہ اصحاب کرامؓ پر تبرّا اور دشنام کر لیا کرے تو وہ شیعی
بلا پرسش و بغیر حساب و کتاب داخل بہشت ہوگا کیا خوب کسی نے کہا ہے ؎ دشنام
بمذہبے کہ طاعت باشد ÷ مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم ÷ دشنام دہی کو عبادت سمجھنا
محض تعصب سے ہے اور سراسر خلاف عقل اور نقل سے ہے کیونکہ ابتدا سے آفرینش عالم حضرت
آدم سے تا این دم کسی ملت و مذہب مین یہ نہین پایا جاتا کہ کسی معاندین اور مخربان دین
کی دشنام دہی سے خواہ وہ دشمنان حضرت مسیح و مریمؑ و موسیٰؑ و سائر انبیا علی نبینا و علیہم السلام
یا دشمنان اصنام کے ہون جنت اور بیکنٹھ ملے گی اور سلف سے خلف تک کسی نے
سوا ے حضرات شیعہ کے دشنام دہی کو عبادت اور باعث نجات نہین تسلیم کیا بلکہ اس فعل
قبیح اور شنیع کو سب لوگ بد اور برا اور قابل عذاب جانتے اور مانتے آئے ہین اور سب اس فعل ناقص سے

[1] جزو یعنی حصہ یعنی ٹکڑا حصہ ایمان کا ہے یعنی ایک حصہ ہے بدون اس کے ایمان ناقص رہیگا ۱۲

باز رہنے کی تاکید مزید کرتے آئے ہین شیطان کہ دشمن آدم اور بنی آدم اور موسوسِ حسن افعال بد
تمام عالم کا ہے اور ہر دین و مذہب والے اوسکو بد جانتے ہین مگر اوسکی بھی دشنام ہی باتفاق
رائے ہر دین و مذہب اونکی عبادت نہین اور نہ صرف ان افعال سے جنت مل سکتی ہے ہر وقت
مین بڑے بڑے کافر اور عدو اللہ و الرسول گذرے ہین لیکن اونمین سے کسی کی دشنام ہی
عبادت نہین ہے شداد و فرعون و ہامان و قارون و عازم قتل حضرت مسیح و ابوجہل و ابولہب
وغیرہ و شیطان ان مین سے کسی کی دشنام دہی پر نجات اخروی اور حصول جنت موعود نہین ہے
جبکہ ایسے ایسے دشمنانِ خدا اور رسول کی دشنام دہی عبادت نہین ہے تو کیونکر ہو سکتا ہے
کہ جن لوگون نے اپنا جان و مال محض بامید نجات آخرت بلا طمع و لوث دنیا کہ اسکے خیال
کی بھی گنجایش نہین اور صرف بخیال رضامندی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار کیا ہو
اور رسول اللہ صلعم پر ایمان لانے کے باعث اور نیز اونکی شرکت اور مددگاری اور اعانت
کی وجہ سے ہر طرح کی ایذا اور تکلیف اوٹھائی ہو اور ہر طرح پر دولت و حشمت خدا و رسول صلعم
کی راہ مین لٹائی اور مٹائی ہو اور سب سے پہلے اسلام قبول کیا ہو اور اول ہی اول آپکی
تصدیق نبوت و معراج کی ہو اور بغیر کسی شک اور شبہے کے بلا تامل و توقف کلمہ شہادت
پڑھا ہو اور بغیر کسی مشورہ اپنے اعزہ اور اقارب کے دین آبائی چھوڑا ہو اور اپنے بھائی
بندون سے منہ موڑا ہو۔ اپنا پیارا وطن اور دوست احباب خدا اور رسول کی رضامندی
کے لیے ترک کیے ہون محض خوشنودی خدا و رسول کے لیے ہجرت اور غریب الوطنی اختیار
کی ہو۔ تمام دنیا کے اکثر حصون مین اسلام کے ڈنکے بجا دیے اسلام پھیلا دیا دشمنانِ
اسلام کو معدوم اور نابود کر دیا ایک ہی قانون اسلام کا عالم مین جاری کر دیا۔ جن سے
خدا اور رسول راضی اور خوشنود ہو۔ جنکی جان اور مال کو اللہ جل شانہ نے بعوض ہمیشگی
عطاے بہشت خرید لیا ہو جنکا درجہ اللہ تعالے کے نزدیک بہت بڑا ہو جنکے فضائل اللہ
اور رسول صلعم اور ائمہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہایت شد و مد سے بیان فرمائے ہون

اور جنکی مدح اور ثنا توریت اور انجیل مین بھی موجود ہو جنکی تعریف غیر دین اسلام والے بھی
کرتے ہون کہ ان سب باتونکا ذکر اپنے مواقع پر بالتفصیل کیا جائیگا۔ افسوس ہزار افسوس
کہ اونکی نسبت اسلام ہی مین سے ایک فرقہ یعنی حضرات شیعہ صرف اس قصور کے شبہے پر
کہ اونھون نے حق خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا لے لیا۔ باغ فدک مین حصہ نہ دیا
بوقت وفات آنحضرت صلعم بوقت طلب کاغذ وقلم ودوات پیش نکیا وغیرہ وغیرہ۔ ایسے ہی
قصور کے احتمالات پر (حالانکہ یہ سب باتین محض بے اصل اور بہتان صریح ہین اپنے موقع پر
بالتصریح اسکا بھی بیان کیا جاویگا) سب جان نثاریان اور فضیلتین اصحاب کرامؓ کی برباد کرین
اور قرآن اور احادیث اور اقوال ایمۂ اطہار سب کو مثل ردی کے طاق نسیان پر ڈال دیا
اصحاب کرام وبعض اہل بیت نبوی صلعم برگزیدۂ انام کو مورد لعن وطعن بنا دیا۔ کچھ ذرا بھی خوف
خدا اور شرم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نکیا۔ یہی ایک امر عظیم درمیان شیعہ وسنی کے سخت
فساد اور بغض وعناد کا باعث ہے مگر حیرت تو یہ ہے کہ جبکہ قرآن اور حدیث اور اقوال حضرات
ایمۂ اطہار علیہم السلام سے بخوبی فضائل اور عظمت شان عالی جناب صحابہؓ کی ثابت ہے
اور نیز معتبر کتب سیر سے وہ امور کہ جنکے شک اور شبہے پر اہل شیعہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو
قصور وار ٹھیراتے ہین حضرات ممدوحین مقدسین رضی اللہ عنہم اجمعین کی صفائی اور بے قصوری
پر پورے پورے گواہ ہین کہ بیان اور تصریح اوسکی اپنے موقع پر کیجاویگی تو سخت تعجب لاحق حال
ناظرین اور سامعین کے ہوگا کہ باوجود ایسی صفائی اور محبت کے پھر کیون حضرات تشیع
صحابۂ کرام کو مورد طعن بناتے ہین جہانتک اس بارہ مین سوچا اور خیال کیا گیا تو وجہ
اسکی تعصب یا عدم واقفیت اصل حالات سے معلوم ہوئی کیونکہ اکثر شیعہ علم تاریخ اور اپنے اخبار
سے محض بےخبر ہین اور اپنے اصول اور اسلاف کے حال سے غافل سراسر ہین یہان تک
کہ جب ان حضرات سے اور کسی اہل سنت وجماعت سے کسی جگہ کوئی گفتگو مذہبی ہوتی ہے
تو باتین بیجا کچھ کہتے ہین اور بوجہ اسی لاعلمی اور بےخبری کے باتین مخالف اور نامناسب

بکنے لگتے ہین کہ مباحثہ سے نوبت مجادلہ کی بلکہ مقاتلہ کی پہونچ جاتی ہے اور بعض باتین تو ایسی دور از قیاس کہتے ہین جیسے کوئی کہے کہ اونٹ بلی کھاتا ہے۔ میرے ایک یار غمگسار نے کہ بڑے معزز اور اعلی درجہ کے اہل کار ہین مجھسے ایک مرتبہ فرمایا کہ حضرت امیرؑ کے عقد نکاح مین ایک دیونی بھی تھی اور اوس دیونی سے اولاد بھی ہوئی اور موجود رہی مینے عرض کیا کہ حضور وہ دیونی حضرت امیرؑ کی دعا سے بشکل انسان ہو گئی تھی جب آپ اپنے عقد نکاح مین لائے تھے یا بشکل اصلی یعنی دیونی کی صورت ہی مین نکاح کیا تھا یار عزیز نے جواب دیا کہ یہ ہمین معلوم نہین ہے۔ اور سبب اس بے خبری اور نادانی کا یہ ہے کہ اول تو کتاب بینی کا شوق ہی معلوم دوسرے کوئی کتاب بھی اس بارہ مین اردو زبان مین موافق استعداد اور فہم زمانہ حال کے موجود نہین کہ اوس سے پوری پوری واقفیت حاصل ہو جاوے اگر کسی نے بڑی ہمت باندھی اور کسی شخص کو واقف کار سمجھکر اوس سے دریافت کیا اگر وہ شخص واقف کار ہے مگر متعصب ہے جو اس زمانے مین نہایت ترقی پر ہے تو اوسنے اپنے تعصب کی وجہ سے اور بھی خرابی ڈالدی راہ مقصود سے اوس بیچارے کو ہزارون کوس دور پھینکا لینے کے دینے پڑ گئے اور ہی خیالات پلٹ گئے طرح طرح کے سوچ اور جھگڑون مین وہ پڑگیا سیدھی راہ چھوڑ کر فساد کی راہ چلنے لگا اور اگر متعصب نہین ہے تو کچھ مختصر طور پر مذہب بیان کردیا جو وہ اچھی طرح سمجھا بھی نہین اور اگر وہ شخص جس سے دریافت کیا واقف کار نہین ہے تو کچھ سنی سنائی اوڑا دی نہین معلوم اوسنے کہا کیا اور یہ سمجھے کیا۔ علما کو ادھر توجہ نہین ہوئی اگر تصنیف بھی کیے تو ایسے رسالے کہ جن سے سوال جواب واعتراض اور تعصب بڑھا اور آپس کے رنج وفساد بغض وعناد اور زیادہ ہو گئے لہذا کمترین اززمین وزمان بندہ **محمد زمان ولد [illegible] خان** ساکن آلہ آباد محلہ نئی بستی خلد آباد نے بہ تصحیح و ترمیم جناب مجمع فضائل و منبع فواضل جناب مولوی **سید عبد القادر صاحب** سلمہ اللہ تعالی ساکن کڑا ضلع آلہ آباد ولد جناب قدوۃ السالکین و زبدۃ العارفین حضرت مولانا **سید زین العابدین صاحب** مرحوم مغفور نور اللہ مرقدہ

امام مسجد چوک آرہ آباد کے حسبۃ للہ بنظر درداخوت اسلام بامید رفع قباحات مذکورہ بالا بخیال رفاہ عام مفید انام مالا کلام اس رسالے کو اردو زبان مین بعبارت عام فہم لکھا تا شنیدہ کے بود مانند دیدہ پر عمل کرین سُنی سنائی بات پر کان نہ دھرین فریقین اصل حالات کتاب ہذا مین کہ بلا رو و رعایت اور تعصب لکھا ہے دیکھ کر خود سمجھ لین اور انصاف کرین اور آپس کی لڑائی جھگڑے اور کج بحثی سے باز آوین اور امید ہے کہ پس از ملاحظۂ رسالۂ ہذا بوقت مناظرہ ومباحثہ باخود ہا کوئی اپنی حد سے قدم باہر نہ رکھہ سکین گے اور نہ اپنے اصول اور احوال اسلاف اور اخبار سے منکر ہو سکین گے اور بدین خیال کہ اہالیان مذہب تشیع کتب احادیث اہل سنت وجماعت کو نہین مانتے لہذا رسالۂ ہذا مین اکثر استدلال آیات قرآنی خواہ کتب معتبرۂ مذہب امامیہ وکتب سیر سے کیا گیا ہے کہ حضرات اہل تشیع کو ہرگز جائے انکار وعذر باقی نرہے اور اگر اہل سنت وجماعت کی کوئی حدیث بیان بھی کی گئی ہے تو وہ ایسی حدیث ہے کہ آیات قرآنی اور آثار مرویۂ مذہب امامیہ اوسکے شاہد ہین چونکہ رسالۂ ہذا مین مضامین راست بلا کم وکاست تحریر ہین اور کسی کی رو و رعایت نہین کی گئی اور تعصب کو مطلق دخل نہین دیا ہے لہذا نام اس رسالہ کا تحفۃ المؤمنین رکھا ہے وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْہِ التُّکْلَانُ اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ رَبِّ یَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ

ثبوت فضائل صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کا بدلائل عقلی

پہلی مین اون دلائل عقلی اور شواہد نقلی کو بیان کرتا ہون کہ جسکے دیکھنے سے اور نیز سننے سے اہل انصاف پر عمدگی اور خوبی مذہب اہل سنت وجماعت کی کھل جاوے اور نیز بخوبی یہ بات ظاہر ہو جاوے کہ سب مذہبون مین سے یہی مذہب اچھا اور سچا قابل اختیار کرنے کے ہے یہ تو سب جانتے ہین کہ اصل باعث لڑائی اور فساد درمیان شیعہ اور سُنی کے معاملہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کا ہے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہین کہ اہل سنت وجماعت اون کو مرتبہ مین افضل اور ایمان مین اسبق تمام امت محمدیہ سے جانتے ہین اور شیعہ اون کو سب سے

زیادہ برا بلکہ معاذ اللہ کافر اور مرتد بناتے ہین لیکن حقیقت مین یہ ہی ایک مسالہ ہے کہ جس پر دونون مذہب کے حق اور باطل ہونے کا دارومدار ہے لہذا پہلے فضائل صحابہؓ اور ثبوت اس امر کا کہ یہ ہی قرآن شریف مروج اصلی ہے بجنسہ وہی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا بلا کسی زیادتی و نقصان کے بیان کیے جاتے ہین اوسکے بعد خلافت کی ضرورت بیان کرینگے اور خلافت راشدہ کو ثابت کرینگے اور پھر جو کچھ اہل تشیع حضرات صحابہؓ کی نسبت طعن کرتے ہین اوسکے جواب لکھین گے اور اوسکے بعد پھر کچھ آثار اور اسلاف اور حدوث اور تواریخ مذہب اہل تشیع سے خبردار کرین گے تاکہ اہل انصاف انصاف کرسکین اور نیک و بد مین تمیز کرسکین۔ اس بات کو سب جانتے ہین کہ جب اللہ تعالی جل شانہ نے حضرت محمد مصطفے صلعم کو ملک عرب مین بدرجۂ نبوت مبعوث فرمایا اور شروع شروع آپکو مکہ معظمہ مین اظہار نبوت کا حضور باری تعالے سے حکم ملا اوسوقت سب کے سب کافر اور مشرک تھے یہانتک کہ آپ کے اکثر عزیز اور رشتہ دار بھی اسی قسم کے تھے چنانچہ وہ لوگ آپ کی خبر نبوت سنتے ہی تعصب اور حسد اور غصے کی آگ سے جل بھنکر خاک ہوگئے اور آنحضرت صلعم کے جانی دشمن ہوگئے اور کوئی آپ کے قول کی تکذیب کرتا تھا کوئی معاذ اللہ من ذلک آپکو مجنون و دیوانہ بتاتا تھا کوئی ساحر اور کاہن بتاتا تھا اظہار حکم نبوت ملنے پر آپ نے چھ برس تک دعوت اسلام فرمائی اور معجزات ظاہر کیے باوجود اس کے اس مدت مین صرف اونتالیسؓ آدمی مسلمان ہوئے البتہ چھ برس کے بعد جماعت مسلمانون کی کسی قدر زیادہ ہوگئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے پر حسب معروض حضرت عمرؓ دعوت اسلام عام طور پر علانیہ ہونے لگی اور ارکان دین اسلام برملا ادا ہونے لگے پھر تو اہل مکہ نے وہ ایذا رسانی شروع کی کہ الامان الامان آخرکار بباعث دشمنی اور ایذا دہی اہل مکہ کے مکہ چھوڑا اور مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی وہان پہونچکر دین اسلام مین رفتہ رفتہ ترقی شروع ہوئی اور اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا کے ظہور کا وقت آیا پھر تو اسقدر جلد اسلام پھیلا کہ تھوڑے ہی عرصہ مین

سیکڑون سے ہزارون اور ہزارون سے لاکھون کی تعداد مسلمانون کی ہوگئی اور روز بروز ترقی ہوتی چلی گئی پھر تو دس بیس کا کیا ذکر تھا ٹکڑی ٹکڑی بلکہ فوج فوج اللہ کے دین مین داخل ہونے لگی۔ پس مقام غور و انصاف ہے کہ ابتداے دعوتِ اسلام مین بغیر کسی حجت اور تکرار اور شک اور شبہے کے جن لوگون نے اسلام قبول کر لیا اور جو کچھ پیغمبر صاحب نے فرمایا اوسکو اٰمَنَّا صَدَّقْنَا کر کے سچ جانا اور اول ہی اول آپ کی نبوت کی تصدیق کی اور اپنے عزیزا و اقربا کے بغیر صلاح و مشورہ کے اپنے آبا و اجداد کے قدیمی دین کو چھوڑ عزیزون اور رشتہ دارون سے منہ موڑ بلا توقف اور تردد کلمہ شہادت پڑھا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ بتصدیق قلب زبان سے اقرار کیا اور اپنے اختیار کی باگ نبی اکرم صلعم کے ہاتھ مین دیکر دل و جان سے سچے خیر خواہ و جان نثار غلامون سے بڑھکر تابعدار و فرمان بردار بن گئے اپنے دوست آشناؤن سے صاف بگڑ گئے قدیمی اور خاندانی ارتباط اور محبت اور قرابت کا کچھ بھی پاس و لحاظ نکیا فرمان خدا اور رسول سب سے مقدم جانا اپنے بھائی بندون عزیزون قریبون کو جو خدا اور رسول سے دشمنی رکھتے تھے بغیر کسی مروت اور جھجک کے نہایت مستعدی سے اپنے ہاتھون سے قتل کیا تمامی مال و اسباب اپنا برغبت خاطر راہِ خدا مین دیا ظاہر ہے کہ ان لوگون نے جو یہ سب کچھ کیا اور اپنے آبا و اجداد کے قدیمی دین و مذہب کو چھوڑ کر نیا دین اسلام جو اون کے آبائی دین کے سراسر مخالف تھا قبول کر لیا اسکا کوئی بڑا ہی سبب ہوگا ورنہ یہ بات تو اَظْهَرُ مِنَ الشَّمْسِ ہے کہ قدیمی دین چھوڑنا اور نیا دین اختیار کر لینا کچھ ایسی چھوٹی بات نہین ہے بڑی ہی سخت بات ہے خاص کر جبکہ نئے دین مین داخل ہونے سے بالکل عیش و آرام دنیوی جاتا ہو عزیز قریب دوست آشنا چھوٹتے ہون چنانچہ نئی نئی مصیبتین اور اذیتین پیش آئین ہر روز ایک ایک تازہ تکلیف اوٹھانا پڑی دولت دنیا سے ہاتھ دھوکر جلاوطنی اختیار کرنا پڑی بجاے امارت و ریاست فقراے مہاجرین کے لقب سے پکارے گئے امید اور طمع نفع اور راحتِ دنیوی کچھ نہین۔ پس اسکا کوئی ایسا ہی بڑا بھاری سبب ہوا ہوگا جس سے یہ لوگ ایسے نازک وقت مین

سے نئے دین مین داخل ہوکر مستقیم الحال رہے پس ذراسی توجہ اور ادنی عقل و شعور سے یہ بات بخوبی ذہن نشین ہوسکتی ہے کہ وہ اسباب جن سے اول اول حضرات صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین نے دین اسلام قبول کیا وہ صرف دو ہی صورتین ہوسکتی ہین۔ اوّل امید نجات آخرت و دین کی خواہش دوسرے لالچ مال و دولت کا اور طمع دنیا کی۔ پس اگر پہلی صورت تسلیم کیجاوے یعنی صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے صرف بامید نجات آخرت اور خالصۃ خدا کی رضامندی کے واسطے دین اسلام قبول کیا اور اپنا کنبہ قبیلہ اور گھر بار چھوڑا تھا تو کسی کے وہم و گمان مین بھی یہ بات نہین گذر سکتی کہ وہ حضرات پھر کسی وقت مین اوس دین سے پھر گئے ہون گے اور دینِ اسلام اور ایمان کی محبّت اونکے دل سے جاتی رہی ہوگی۔ بلکہ یہ یقین ہوسکتا ہے کہ جن حضرات نے محض خداہی کی خوشنودی اور رضامندی کے واسطے دین اسلام کو ایسی مصیبت اور تکلیف کے وقت مین اختیار کیا ہوگا اور برسون اذیتین اوٹھائی ہونگی وہ کبھی بھی اوس دین سے نہ پھرے ہونگے۔ بلکہ ضرور ہے کہ وہ اوسپر مرتے دم تک ثابت قدم رہے ہونگے۔ اب رہی دوسری صورت یعنی حضرات صحابہؓ نے دین اسلام بطمع دنیا اور مال و دولت کے اختیار کیا تو یہ ایک ایسی مہمل بات ہے کہ اوسکی طرف فرضی خیال بھی نہین ہوسکتا اور نہ کوئی آدمی جسکو ذرا بھی عقل اور شعور اور شرم اور ایمان کا پاس ہوگا یا کچھ بھی واقفیت علم تاریخ اور سیر سے رکھتا ہوگا وہ اس امر کو مطلق نہین خیال کر سکتا خیال تو در کنار ہے ایسے خیال کے وہم و گمان کا بھی خیال نہین کر سکتا اسواسطے کہ ابتداے اسلام مین جو کچھ دنیا کی طمع تھی وہ ظاہر ہے جو کچھ مال و دولت کی حرص تھی وہ معلوم جبکہ بوقت مقابلۂ اعدا بوجہ نہونے کے چند ہتھیارون سے باری باری سے کام لیا جاوے اور دوسرے تیسرے وقت اہل فوج کو کھانا تقسیم ہوا اور فوج مین سوارون کے لیے سواریان براے نام ہون اور یہ سامان بھی خلیفہ اول اور خلیفۂ ثالث وغیرہ کے طفیل سے فراہم ہوگیا تھا کہ ان صاحبون نے اپنا مال خدا کیواسطے وقف کر دیا تھا ورنہ اہل بیت کو تو اپنا پیٹ بھی پالنا دشوار تھا وہ اور کسی کو کیا کھلاتے اور لشکر کا

سامان کہان سے درست کرتے اگر اہل بیت کے نسبت یہی خیال کیا جاوے تو ممکن معلوم
ہوتا ہے کیونکہ وہ نہایت مفلوک تھے۔ اور جہان کسی مہمان کے آنے سے اپنا کھانا اوسکو
کھلایا جاوے اور اپنا پیٹ عبادت خدا سے بھرا جاوے وہان دولت و خزانہ خیال کرنا اور
کسی کا اودھر بطمع دنیا و مال و زر کے رجوع کرنیکا گمان کرنا بڑے ہی بے عقل بے ہوش کا کام ہے
اب تواریخ غیر دین اسلام کے مورخون کی موجود ہے جسکا جی چاہے دیکھ لیوے کسی مورخ نے
یہ نہین لکھا کہ ابتدائے اسلام مین بانی دین کے پاس ایسی دولت و خزانے تھے کہ لوگ بطمع
اوسکے دین اسلام مین داخل ہوے۔ چنانچہ یہان پر ایک عیسائی مورخ کا قول نقل کیا جاتا ہے
کہ اوس سے بخوبی ثابت ہوگا کہ وہان کچھ بھی مال و دولت اور خزانہ نہ تھا کہ کبھی طمع سے کوئی دین
اسلام مین داخل ہوا ہو۔ ڈاکٹر ویٹ کے چوتھے بمپٹن لکچر کا مقولہ جسکو مشہور عالم مذہب عیسوی مسمی
گاڈفری ہینگس صاحب نے اپنی انگریزی کتاب موسومہ اپالوجی مین نقل کیا ہے اوسکا ترجمہ ذیل
مین لکھا جاتا ہے۔ محمدؐ کے اوائل عمر کے کوائف یقیناً ایسے تھے جن سے ایسی امید جاہ و جلال
اور اولو العزمی آیندہ کی نہین پائی جاتی تھی گو وہ عرب کی ایک نہایت معزز قوم اور نہایت عمدہ
خاندان مین تھے مگر مصیبت اور افلاس کے سوا آپ کو کچھ ترکہ نہ ملا اور یہ بھی نہ ہوا کہ والدین کی
نازبرداری اور نگرانی سے یہ مصیبت کچھ کم ہو جاتی۔ علاوہ اسکے اگر حسب گمان باطل اہل تشیع
کے معاذ اللہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا مرتے دم تک ایمان پر ثابت قدم رہنا تسلیم نکیا جاوے تو
معاذ اللہ معاذ اللہ خداوند تعالیٰ جلشانہ کا انجام کار سے جہل ثابت ہوگا جو شان علم قدیم خداوندی
کے سراسر خلاف ہے صفتِ علام الغیوبی مین پورا دہبہ آویگا اور قرآن مجید بھی بے معنی ہوا جاتا ہے
اسلیے کہ قرآن مجید مین تو اللہ تعالیٰ نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے نسبت بہت جگہ
اپنی رضامندی اظہار فرمائی اور صاف صاف کہدیا کہ وہ لوگ ہمیشہ بہشت مین رہین گے
اور اونکا اللہ کے نزدیک بڑا درجہ ہے اور اونھین کے واسطے دونون جہان کی خوبیان ہین
اور اللہ جل شانہ نے اون کے جان و مال کو اس قیمت پر خرید لیا کہ اون کے واسطے بہشت ہے

اور جو دین و مذہب اون کے وقت مین جاری ہوگا وہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہے
چنانچہ ان کل آیات کا ذکر بالتصریح فضائل صحابہ مین اچھی طرح بیان کیا جاویگا۔ پس ظاہر
ہے کہ اگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا مرتے دم تک ایمان پر ثابت قدم رہنا نہ سمجھا
جاوے تو پھر کیونکر اللہ تعالیٰ جلشانہ نے اونکو ہمیشہ کے واسطے بہشت مین رکھنے کا وعدہ
فرمایا اور پھر اونپر مہربانی اور اون سے رضامندی کی کیا وجہ اور پھر کس طرح اللہ تعالیٰ نے اونکا بڑا
درجہ اپنے نزدیک ٹھہرایا اور کیونکر اون کے واسطے دونون جہان کی خوبیان ارشاد فرمائین
اور اونکا دین کس طرح اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہوسکتا ہے۔ یہ باتین تو بدون ایمان کامل
اور اعلے درجہ کے تقوے اور اطاعت خدا اور رسول کے ممکن ہی نہین۔ کیا غیر ایمان والون کے
واسطے بھی یہ باتین حسب منشای شریعت اسلامی ہوسکتی ہین یا معاذ اللہ اللہ تعالیٰ جلشانہ ان
لوگون کے انجام کار سے واقف نہ تھا آیندہ کا اوسکو حال معلوم نہو سکا کہ یہ لوگ آخر کار ایمانپر
ثابت قدم نہ رہین گے جو اکثر جگہ قرآن مجید مین اونکی تعریف اور فضیلت اور اپنی خوشنودی
اونسے ظاہر فرمائی اور ہمیشہ ابدالآباد اون کے بہشت مین رہنے کا وعدہ فرمایا۔ ارے بھائیو
تعصب کو چھوڑ دو اور انصاف کرو انصاف تمپر بخوبی کھل جائیگا کہ یہ سب اوہام باطلہ ایجاد کردہ
اوسی عبد اللہ بن سبا یمنی صنعانی دشمن امت محمدیہ علیہ السلام کے ہین۔ جناب
مولوی مہدی علی خانصاحب جو ایک نامی گرامی مولوی مذہب شیعہ کے تھے اونھون نے
تعصب کو چھوڑ کر انصاف کی نیت سے دونون مذہبون کی کتابون اور نیز تواریخ کو دیکھا تو
اونکو مذہب تشیع سے نفرت کلی ہوگئی اونھون نے مذہب اہل سنت وجماعت برغبت تمام
اختیار کیا اور اپنے اعزہ کی ہدایت کے لیے جو ایک کتاب موسومہ آیات بینات لکھی ہے
اوسمین مضامین نہایت صحیح لکھے ہین قابل پسند اہل انصاف کے ہین نہایت عمدہ کتاب لاجواب
ہے اوس کتاب مین مولوی صاحب ممدوح نے چند دلائل عقلی فضائل صحابہ مین لکھے ہین
اونکو مختصراً یہان پر لکھتا ہون وہ یہ ہین کہ خلفای راشدین اور مہاجرین اور انصار رضی اللہ

عنہم اجمعین جملہ حالات اور چال چلن مین قدم بقدم اپنے پیغمبر صلعم کے تھے حرص و ہوا کو وہان دخل نتھا شب و روز خدا اور رسول خدا کی رضامندی مین رہتے تھے اس بات سے تو مخالفین بھی نہین منکر ہو سکتے کہ صحابہؓ نے حق رفاقت پیغمبر خدا صلعم کا جیسا چاہیے بخوبی ادا کیا اپنا جان و مال نہایت ہی خوشی سے آنحضرت صلعم پر فدا کیا کوئی ایذا اور مصیبت نہین رہگئی جو مشرکین سے صحابہؓ کو نہین پہنچائی جب کفار سے نے آنحضرت صلعم کی ایذارسانی پر کمر باندہی اوسوقت صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے کیسی کچھ حمایت اور رفاقت کی اور دعوتِ اسلام مین وہ سعی بلیغ فرمائی کہ بایداوسا شاید جسوقت عموماً اہلِ عرب خاص کر قریش آنحضرت صلعم کی ایذا دہی پر ہمہ تن مستعد ہوگئے تھے اوسوقت صحابہؓ نے اپنے آپکو سپر بنا دیا اوسوقت ان حضرات کے واسطے کون سی بات اوٹھہ رہی تھی جب آنحضرت صلعم کو جہاد اور ہجرت کا حکم ہوا تو آپ کے اصحابؓ نے بمقابلہ کفار کون سے رنج و غم نہین اوٹھائے۔ پس اگر ان حضرات صحابہؓ کو محبت خدا و رسول کی نہ تھی تو کس چیز نے مہاجرین اور انصار کو دیوانہ بنایا تھا اُنھون نے کیون اپنے جان و مال کو تلف کیا یہ سختیان اور مصیبتین اونھون نے کیون جھیلین اسے کچھ تو سوچو اور انصاف کرو اب ہم معاندین صحابہؓ سے پوچھتے ہین کہ صحابہ کبارؓ اور مہاجرین اور انصار رنج و مصیبت کے وقت مین آنحضرت صلعم کے شریک تھے یا نہین اور اپنا جان و مال عزت اور آبرو آنحضرت صلعم پر نثار کیا یا نہین آنحضرت صلعم کے پیچھے اونھون نے اپنے عزیزون اور قریبون اور پیارے وطنون کو چھوڑا یا نہین۔ اسلام کے پھیلانے مین اونھون نے ایذا پائی یا نہین یا آپ ایسے بدیہیات سے انکار کیجیے یا اقرار آخرکار انکار کر ہی نہین سکتے لہذا اقرار لازم آیا۔ پھر اب ذرا انصاف بھی چاہیے کہ جسکے پیچھے اونھون نے اس قدر تکلیفین اور اذیتین اوٹھائی ہونگی اوسکی نگاہ مین کیا کچھ بھی قدر اور منزلت اونکی نہوگی اور جسکے لیے ان لوگون نے اپنا گھر بار چھوڑا ہوگا کیا اوسکے دل مین انکی کچھ بھی محبت نہ ہوگی۔ اے یارو تمکو حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام ہی کی قسم ہے کہ اگر رنج و مصیبت کیوقت مین تمھارا کوئی شریک ہو اور تمھارے دکھ درد مین ساتھ دیوے اور بھائی بندون اور وطنون کو چھوڑ کر تمھارے ہمراہ

ہووے اور اپنے جان ومال کو تمھارے پیچھے ضائع کرے تو تمھاری نگاہ مین کچھ اوسکی عزت
اور تمھارے دل مین کچھ اوسکی محبت ہوگی یا نہین اگر ہووے تو وہی مہاجرین اور انصار
کے نسبت آنحضرت صلعم کی طرف سے سمجھو اور انصاف کرو کہ جسوقت چارون طرف سے کفار
ساحر اور مجنون کہکر آپ کا دل دکھاتے ہونگے اوسوقت جو لوگ یا رسول اللہ یا نبی اللہ
یا حبیب اللہ کہکر آپکو پکارتے ہونگے اور جبکہ عزیز اور قریب آپ کے آپکو اذیتین دیتے ہونگے
اوسوقت جو لوگ آپ کے سینہ سپر ہوکر آپکو بچاتے ہونگے اونکی اس اعانت کی کچھ بھی قدر اور منزلت
آپ کے نزدیک نہووے گی۔ ارے یارو اگر انصاف کی آنکھ سے دیکھو اور تعصب کی آنکھ بند کرلو
تو دیکھو کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے مرتبون کی کوئی انتہا ہی نہین ہے کون شخص ایسا ہے
اس دنیا مین کہ اب اونکے مرتبے پر پونچے اور اونکا سا درجہ پاسکے کہان ہے وہ وقت اور کہان
ہین حضرت رسول خدا صلعم کہ وہ دعوت کرین اور اون کے کنبے قبیلے کے لوگ آنحضرت صلعم کو
جھٹلاوین اور تم لوگون مین سے کوئی سامنے آکر صَدَّقْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ کہکر دل مقدس
نبوی صلعم کو خوش کرے۔ کدھر ہے وہ وقت کہ پیغمبر خدا صلعم ہجرت کرین غار مین چھپین اور کوئی تم مین
سے اوسوقت ساتھ ہووے اور یار غار کہلاوے۔ کہان ہے وہ زمانہ کہ فقراے مہاجرین کو لیکر
حضرت مدینہ منورہ مین پونچین اور اہالیان مدینہ اپنے اوپر مصیبت گوارا کرکے اون لوگونکو اپنے
گھرون مین ٹھہراوین اور انصار کہلاوین گیا اب پھر وہ دن میسر ہوسکتے ہین کہ پیغمبر خدا صلعم بدر کی
لڑائی پر جاوین اور ہم لوگ حضرت کے ساتھ ہون اور ہم لوگون کی مدد کے واسطے اللہ تعالی جلشانہ
فرشتون کو بھیجے اور لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ کہکر اپنی رضامندی ظاہر فرماوے
ارے بھائیو وہ وقت ہی گذر گیا اب کہان وہ زمانہ میسر آسکتا ہے۔ جن کو وہ نعمت ملنی تھی اونکو
ملی جنکو یہ دولت حاصل ہونی تھی اونکو حاصل ہوگئی۔ جو لوگ مہاجرین مین داخل ہونے والے
تھے وہ مہاجرین مین داخل ہوگئے جو انصار مین شامل ہونے والے تھے وہ انصار مین شامل ہوگئے
اب ہزار جان ومال کوئی فدا اور نثار کرے مگر وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ

وانصار کی فضیلت پا ہی نہین سکتا تمام جہان کی دولت کوئی لٹا دے مگر اصحاب بدر
یاران بیعت الرضوان مین داخل ہو ہی نہین سکتا ان دولتون کے لینے والے لے ہی گئے
ان نعمتون کے لوٹنے والے لوٹ لے گئے **شعر** حریفان بادہا خوردند و رفتند * تہی خمخانہا
کردند و رفتند * ارے یار وجن لوگون نے بلاواسطہ پیغمبر خدا سے تعلیم پائی اور جن شخصون نے
خود صاحب شریعت سے ہدایت حاصل کی کیونکر تمھارے دل مین اونکی محبت اور تمھاری
نظر مین اونکی قدر اور منزلت نہین ہے کیا تمھاری عقل اس کو قبول کرتی ہے کہ اون ہزارون
لاکھون آدمیون مین جو برسون حضرت پیغمبر صاحب کی صحبت اور رفاقت مین رہے کسی کے دلپر
ایمان کا کامل اثر نہوا اور اون بیشمار آدمیون مین جو نمازون اور جہادون مین حضرت کے شریک
رہے کوئی بھی اسلام پر ثابت قدم نہ رہا باوجودیکہ حضر اور سفر مین آپ کے ہمراہ رہے شب و روز
اپنے کانون سے وعظ اور نصیحت سنتے رہے اپنی آنکھون سے حضرت جبرئیلؑ کا آنا وحی کا لانا دیکھتے
رہے لیکن اپنے نفاق اور کفر سے باز نہ آئے گو کہ حضرت نے طرح طرح کے معجزے اون کو
دکھلائے انواع انواع طرح کی دعائین پیغمبر صاحب صلعم نے اونکے حق مین فرمائین لیکن نہ کسی معجزے کا اونپر
اثر ہوا نہ کوئی دعا اونکے حق مین مقبول ہوئی بھلا انصاف تو کرو کہ کوئی مسلمان ایسا عقیدہ رکھیگا
اور اپنے پیغمبر صاحب کی شان مین داغ لگاویگا اور اونکے تمام شاگردون اور کل مریدون کو کافر
اور مرتد کہیگا۔ ذرا تو سوچو کہ اگر کسی عالم کے تمام شاگرد جاہل ہین اور کسی ولی کے مرید کلھم اجمعین فاسق
وفاجر ہون اور کسی امیر کے مصاحب سب کے سب بدچلن ہون تو کیا اس سے کچھ بدظنی اوس عالم
اور اوس ولی اور اوس امیر کے نسبت لوگون کو نہوگی۔ بیشک ضرور ہوگی۔ پس اسی طرح جبہ
تمام صحابہؓ کے کفر اور ارتداد پر اعتقاد رکھنا درپردہ حضرت کی شان اور نبوت مین داغ لگانا ہے
نعوذ باللہ من ذلک اسمین کچھ شک نہین کہ جس زمانہ مین حضرت محمد رسول اللہ صلعم بدرجہ
نبوت مبعوث و مشرف ہوئے اوس وقت لوگ توحید سے منکر عبادت خدا اور استعانت باللہ
مین مشرک ہوگئے تھے دین ابراہیمی کو تحریف کر ڈالا تھا۔ طریقے عبادت کے بھلا دیے تھے

معاد پر یقین نہ تھا اوس مین طرح طرح کے مہمل اور بیہودہ خیالات پیدا ہو گئے تھے علم و حکمت سے
محض بے نصیب تھے البتہ اخلاق ذمیمہ اور رزیلہ مین اوستاد کامل تھے جاہلیت کی رسمون مین گرفتار
تھے - جانورونکی طرح آپسمین لڑتے تھے اگر ذراسی بات مین لڑائی ہوگئی تو صدہا برس آپس مین
اونکے خونریزی چلی جاتی تھی چنانچہ بکر اور تغلب کی لڑائی جو بنام حرب بسوس کے مشہور ہے
وہ سنہ ۴۹۴ سے سنہ ۵۳۴ تک یعنی برابر چالیس برس تک جاری رہی اوس لڑائی مین ستر ہزار
آدمی مارے گئے صرف کھیت مین اونٹ چلا گیا تھا ایک عورت نے اونٹ کو مارا مالک اونٹ
نے عورت کی چھاتی کاٹ ڈالی - دوسری لڑائی حرب داحس سنہ ۵۶۸ عیسوی سے سنہ ۶۳۰ تک
یعنی اکھتر برس برابر جاری رہی اور قبیلے کے قبیلے اوس لڑائی مین صاف ہو گئے یہ لڑائی اوسوقت
ختم ہوئی جب بعض قبیلے مسلمان ہوئے اس لڑائی کی بنیاد یون اوٹھی کہ گھوڑدوڑ مین داحس نامی
گھوڑا آگے بڑھا لئے جاتا تھا اوسکو کسی نے روک دیا تھا - غرض بالکل وحشی مزاج ہو گئے تھے ذرا
ذراسی بات پر لڑتے جھگڑتے تھے تلوار چلتی تھی خونریزی ہوتی تھی لڑکی پیدا ہوتی تھی اوسکو
مار ڈالتے تھے عورتین بخوف شوہر لڑکی کو زندہ گاڑ دیتی تھین - رات دن جوا و شراب اونکا شغل
تھا کہ دفعۃً غیرت غیوری کو حرکت ہوئی اور رحمت الٰہی جوش مین آئی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام
کی اوس دعا کے ظہور کا وقت جسکا ذکر سورۂ بقر کے پندرھوین رکوع مین ہے یعنی حضرت ابراہیم
خلیل اللہؑ نے دعا فرمائی تھی کہ الٰہی مکّے والون کے لیے ایک نبی اونھین مین سے مبعوث کر اور حضرت
عیسیٰؑ کی اوس بشارت کے ظہور کا موقع جسکا حال انجیل یوحنا کے سولہ باب مین ہے آ گیا - یعنی
اللہ تعالیٰ جلشانہ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرتبہ نبوت اور رسالت کا دیکر دنیا
مین بھیجا اور عموماً تمام بنی آدم و خصوصاً عرب والون کی ہدایت کا بار آپ پر رکھا - توحید بتلانے
شرک چھڑانے طریقے عبادت کے سکھانے دین ابراہیمی کے جاری کرنے اخلاق حسنہ کی تعلیم
دینے کے لیے حکم دیا اور ارادۂ الٰہی یون مقتضی ہوا کہ نبوت آپ کی ذات مقدس پر ختم کیجائے
آپ کے بعد پھر کوئی دوسرا نبی نہو اس لیے جو فضائل اور کمالات اور معجزات جدا جدا اور

انبیا علیہ السلام کو دیے گئے تھے وہ سب حضرت رسول اللہ صلعم کو اکٹھا مرحمت ہوئے اور جو
طریقے ہدایت اور تعلیم کے اور پیغمبرون کو الگ الگ سکھائے گئے تھے وہ سب حضرت صلعم کو سکھائے
اور بتائے گئے۔ اسی خیال سے کہ کوئی فرقہ کوئی گروہ آپ کے فیضان نبوت سے محروم نہ
رہے اور آپ کی ہدایت اور تعلیم بعض اور نبیون کی طرح بے اثر نہ ہو جاوے اور کسی کو کوئی عذر
ایمان اور اسلام لانے پر باقی نہ رہے اور آپ کی نبوت سے انکار کرنیکا کسی کو موقع نہ ملے
آپ کو ایسے معجزات دیے گئے جو اور کسی پیغمبر کو نہین دیے گئے تھے اسی سبب سے آپکی ہدایت
کا اثر کامل جلد ظاہر ہوا۔ کچھ ایک ہی ذریعہ سے نہین بلکہ مختلف ذریعون سے لوگون نے
ایمان قبول کیا۔ چنانچہ جو لوگ کہ سرآمد فصحا اور بلغای عرب مشہور تھے وہ قرآن مجید کی
فصاحت دیکھکر قائل ہو گئے۔ جو لوگ کہ علم اور حکمت مین دعوی رکھتے تھے وہ آپ کی
تعلیم حکیمانہ دیکھکر معتقد ہو گئے۔ جو اشخاص کہ معجزے کے طالب تھے وہ معجزات دیکھکر ایمان
لائے جو لوگ شجاعت اور مردانگی مین مشہور تھے وہ میدان جنگ مین مقابلہ کی تاب لاسکے
آخر مغلوب ہوکر مطیع بن گئے۔ جو غرض اللہ تعالی جلشانہ کی آپ کی نبوت سے تھی کہ دین اسلام
تمام دنیا مین پھیل جاوے اور سب باطل دینون پر دین اسلام غالب ہو جاوے وہ حاصل
ہو گئی۔ لیکن یہ فائدہ جو بعثت نبوی صلعم سے ہوا یہ صرف اہل سنت وجماعت کے اصول کے
مطابق ثابت ہوتا ہے اور موافق اصول مذہب حضرات شیعہ کے ہرگز ثابت نہین ہوتا بلکہ
وہ اعتراض علمای نصارا کا کہ آنحضرت کی تعلیم اچھی نتھی اسلیے وہ نبی نہ تھے خوب جم جاتا
ہے اس لیے کہ جو لوگ حضرت کے سامنے ایمان لائے جب اونکی نسبت یہ اعتقاد کیا جاوے
کہ وہ ایمان اور اسلام مین کامل نہ تھے اور دل سے حضرت کی نبوت کے معتقد تھے مرتے
دم تک اسی پر ثابت قدم رہے تو البتہ یہ امر مسلم ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم کی ہدایت
سے جو غرض تھی وہ حاصل ہو گئی مگر جب یہ گمان کیا جاوے کہ معاذ اللہ معاذ اللہ وہ
ظاہر مین مسلمان تھے اور باطن مین کافر۔ یا یون کہا جاوے کہ وہ آنحضرت صلعم کے

بعد وفات فوراً معاذ اللہ مرتد ہو گئے تو پھر کس طرح کہا جا سکیگا کہ آنحضرت صلعم کی ہدایت
سے کچھ فائدہ ہوا سچ تو یون ہے کہ جو مذہب اور اعتقاد حضرات صحابہؓ کی نسبت شیعون کا ہے اوس سے
آنحضرت صلعم کی نبوت پر الزام آتا ہے اور مذہب اسلام پر شبہہ ہوتا ہے اسواسطے کہ جب کوئی اس
امر پر یقین کرے کہ جو لوگ حضرت رسول اللہ صلعم پر ایمان لائے اونکے دلون پر کچھ اثر ایمان
اور اسلام کا نہ تھا وہ لوگ صرف ظاہر مین مسلمان اور باطن مین معاذ اللہ کافر تھے یا آنحضرت
صلعم کی وفات کے بعد ہی نعوذ باللہ منہا مرتد ہو گئے دین اسلام سے پھر گئے وہ شخص حضرت
صلعم کی نبوت کی تصدیق کر ہی نہین سکتا ہے اور کہسکتا ہے کہ اگر حضرت سچے نبی ہوتے
تو اونکی ہدایت مین کچھ نہ کچھ اثر ہوتا اور کوئی نہ کوئی دل سے اون پر ایمان لایا ہوتا ہزارون
لاکھون آدمیون مین سے جو اونپر ایمان لائے بھلا ۱۰۰ سو ۲۰۰ دو سو تو ایمان پر ثابت قدم رہ جاتے
اگر صحابۂ کرامؓ حسب اعتقاد باطل اہل تشیع اسلام اور ایمان مین ثابت اور کامل نہ تھے تو پھر ذرا مہربانی
کرکے اون لوگون کو بتلائیے جنپر آنحضرت صلعم کی ہدایت کا اثر ہوا وہ لوگ کتنے ہین جنکو آنحضرت
صلعم کی نبوت سے فائدہ ہوا اگر اصحاب نبوی صلعم سواے معدودہ چند کے بقول اہل تشیع
سب کے سب معاذ اللہ منافق اور مرتد تھے تو دین اسلام کو کسنے قبول کیا اور حضرت پیغمبر
صلعم کی تعلیم اور تلقین سے کس کو نفع پہنچا کن لوگون نے آنحضرت صلعم کے کہنے سے شرک
چھوڑکر توحید پر اعتقاد کیا کن شخصون نے عبادت کے طریقے سیکھے اور کس گروہ نے دین
محمدی صلعم کو جاری کیا کس فرقے نے ایمان کو پھیلایا ایسے اعتقاد اور مذہب رکھنے والون کو
تو اسلام کا نام لینا اور پیغمبر صاحب صلعم کی نبوت کا اقرار ظاہری بھی نہ کرنا چاہیے اگر پیغمبر صاحب
پر ایمان لانے والون مین سے ۱۰۰ سو دو ۲۰۰ سو ہزار دو ہزار کو تم کافر کہتے یا اون لوگون کو جو
آنحضرتؐ کے بعد مسلمان ہوئے تم منافق جانتے تو صبر آتا۔ افسوس تو اس بات پر آتا ہے کہ
وہ تو اونھین لوگون پر اعتراض کرتے ہین جو سب سے پہلے ایمان لائے اور اونھین کو منافق
بتلاتے ہین جنھون نے خدا کے دین کو جاری کیا اور ہزارون لاکھون آدمیون مین سے

جو حضرت پر ایمان لائے تھے سواے چار پانچ شخصون کے کسی کو اچھا نہین کہتے ہین.
فرمایئے کہ پھر کیونکر ایسے اہل عقائد پر تعجب نہ آوے اور کیونکر ایسی گمراہی پر افسوس نہ
آوے۔ دین اسلام کے کل مذاہب کے لوگ کیا سنی کیا شیعہ کیا رافضی کیا خارجی
وغیرہ سب حضرت پیغمبر صلعم کی زیارت کو افضل ترین سعادت اور بہترین قربات سے
سمجھتے ہین اور اب زمانۂ حیات نبوی صلعم نہین ہے لہذا نبی اطہر صلعم کی قبر مقدس کے دیکھ
لینے کو اور آپ کے روضۂ انور کی خاک آنکھون مین لگانے کو غنیمت جانتے ہین سب کا مونسے
بڑھکر اور بہترین سعادت سمجھتے ہین اگر کسی شخص کو خواب مین بھی زیارت میسر آجاتی ہے
تو سب مسلمان زیارت کرنے والے کو معزز و مکرم سمجھنے لگتے ہین مگر جو لوگ برسون حالت حیات
مین آنحضرت صلعم کی زیارت کرتے رہین رات دن آپکی صحبت مین حاضر رہین اور ہر وقت
وہر لحظہ دیدار انور سے مشرف ہون ہمیشہ آپ سے بات چیت کرین اپنا جان ومال نثار کرین
ہر طرح رنج وراحت مین شریک رہین آنحضرت صلعم کی یاری اور مددگاری اعلاء
کلمۃ اللہ مین کرتے رہے جن کی تھوڑی سی صفتین ان ابیات سے ظاہر ہین

از وطن ہا مہاجرت کردند	بہر الم ہا مصابرت کردند
در سفر ہمرکاب او بودند	در حضر ہم خطاب او بودند
ہمہ آثار وحی دیدہ ازو	ہمہ اسرار دین شنیدہ ازو
بانئ ورشد اند واہوال	بذل ارواح کردہ واموال
پایۂ دین بلند از ایشان شد	کار شرع ارجمند از ایشان شد
رضی اللہ عنہم از سوحق	بہر ایشان بشارت مطلق

غرض کہ صرف زیارت اور صحبت ہی حضرت سید الانبیا علیہ التحیۃ والثنا کی وہ فضیلت ہے
کہ کوئی بزرگی اوسکو نہین پاتی نہ کہ جب اوسکے ساتھ اور فضائل ذاتی بھی صحابہ رضی اللہ عنہم مین موجود ہون
تو پھر ان کے مراتب اور مدح کی کیا انتہا ہے۔ سے آنکھین موندی ہوئی ہون اور تو پھر دن بھی آتا ہے

اسمین قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا ✦ کل مسلمان اس امر کو جانتے اور مانتے ہین کہ ابتدا اور ترقی اسلام کی مکہ اور مدینہ سے ہوئی اور تمام دنیا کے کل مقامات سے اہل اسلام کے نزدیک ان دونون جگہون کو فضیلت اور عزت ہے۔ مکہ معظمہ خدا کا گھر اور رسول اللہ کا مولد ہے مدینہ منورہ مقدسہ آنحضرت صلعم کا شہر اور مدفن ہے مکہ معظمہ مین اسلام کی بنیاد قائم ہوئی اور مدینہ مطہرہ مین اسلام کی ترقی ہوئی اور ان دونون جگہون کو اللہ تعالیٰ جلشانہ نے وہ فضیلت اور شرافت عطا فرمائی ہے کہ بعد بعثت حضرت رسول اللہ صلعم کے اب قیامت تک کوئی مذہب باطل وہان جاری نہ ہوگا اور دجال ملعون کا بھی گذر اون دونون مقامات مقدسہ مین نہ ہوگا۔ پس اب انصاف طلب یہ بات ہے کہ ان دونون مقامات مقدسہ کے جو لوگ محافظ اور خادم اور جاروب کش ہین اور جنکے انتظام و اہتمام مین یہ مقامات بلکہ اکثر مزارات اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہین اونکا اعتقاد نسبت صحابہؓ کے کیسا ہے جیسا کچھ کہ وہ اعتقاد رکھتے ہون اوسی کو اصل ایمان سمجھنا چاہیے پس خدا کے کرم و فضل سے سب صغیر اور کبیر جانتے ہین کہ اون دونون جگہ کے تمام محافظ و خادم بلکہ اکثر ملک عرب کے رہنے والون کا جو کچھ اعتقاد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی نسبت آنحضرت صلعم کے زمانہ سے آج تک ہے وہ سب پر روشن ہے اگر حسب عقائد شیعون کے یہ کہا جاوے کہ معاذ اللہ وہ سب کے سب گمراہ اور باطل اعتقاد پر ابتک قائم ہین تو ایسے عقیدے سے مذہب اسلام پر سخت الزام آتا ہے کہ خداوند عالم جلشانہ نے جس جگہ اپنے نبی کو اور اوسکی اولاد کو پیدا کیا اور جہان اپنے پیغمبر صلعم کا مدفن اور ائمہ اطہار کا بنایا اور جن جگہون کو عرش اور کرسی کے برابر رتبہ دیا جہان سے اسلام اور ایمان جاری ہوا اور تمام ملکون مین پھیلا وہین کے محافظون اور خادمون اور رہنے والونکو اب تک خدا ے عادل نے باطل اعتقاد پر قائم رکھا اور اون لاکھون کروڑون آدمیون کو جو اس تیرہ سو برس کے عرصہ مین وہان پیدا ہوئے اور وہان رہے گمراہ رکھا اور گمراہی پر اونکا

خاتمہ کیا اور پھر اونھین گمراہون کے قبضے مین یہ مقامات اور نجف اشرف اور کربلاے معلےٰ دیدی اور اپنے عدل کو جو واجب تھا ترک کردیا اونھین بدعقیدون سے مکہ اور مدینہ بھر رکھا ہے اور وہی گمراہی اور ضلالت ابتک تمام ملک عرب مین پھیلی ہوئی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ خداے عادل اپنے گھر اور اپنے رسول حبیب اور اہل بیت کے گھر کو پاک صاف نہین کرتا اور مومنین پاک سے اون شہرون کو آباد نہین کرتا اور گمراہون کو ایسی پاک جگہ سے نہین نکالتا لیکن شاید سنیون سے خدا ڈرتا ہوگا۔ کیونکہ دو تین صحابیون رضی اللہ عنہم نے تو ملک خلافت غصب کرلی تھی اگر یہ اونکی اولاد سے اوچھون تو بہت کثرت سے ہے کہین میری خدائی نہ چھین لین۔ جیسے جیسے زمانہ نبوت کا دور ہوتا گیا اور اسلام مین ضعف آتا گیا مذہب شیعونکا ترقی پاتا گیا۔ عقائد باطلہ کو رواج ہوتا گیا اور بعض بعض ملکون اور شہرون مین انکی حکومت بھی ہوگئی اور بادشاہت اور سلطنت بھی نصیب ہوگئی یہ سب کچھ ہوا مگر مکہ اور مدینہ اور عرب مین جو دین پیغمبر خدا کے وقت مین تھا وہی اب بھی جاری ہے جو مذہب رسول مقبول صلعم کے سامنے تھا وہی اب بھی ہے ؎ ہست محفل بران قرار کہ بود ✤ ہست مطرب بران ترانہ ہنوز ✤ وہی مذہب حق صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے سامنے جاری تھا وہی اب بھی جاری ہے وہی دین و مذہب پسندیدۂ خداوند تعالیٰ ہے اوسی دین و مذہب کی نسبت قرآن مجید مین سورۂ نور مین اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ ترجمہ یعنی اونکے وقت مین وہی دین ہوگا جو خدا کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ تشریح اسکی عنقریب اوس مقام پر بخوبی کیجاوے گی جس جگہ پر یہ آیت شریف پوری لکھی جاویگی۔ اب یہان سے فضائل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مع شہادتین بیان کی جاتی ہین جو قرآن مجید اور توریت و انجیل مین مذکور ہین اور نیز وہ شہادتین جو ایمہ کرام علیہم السلام سے کتب امامیہ مین منقول و مذکور ہین۔ کیا سُنی اور کیا شیعہ یہ بات سب جانتے ہین کہ اللہ تعالیٰ جلشانہ نے جسطرح کتب آسمانی مین اپنے پیغمبر صلعم کا ذکر فرمایا

اوسی طرح یاران پیغمبر صلعم کا بھی تذکرہ بطور پیشین گوئی کے فرمایا ہے اونکے حالات اور صفات کو مثالون مین بیان کر دیا ہے اس سے کوئی اسوجہ سے انکار نہین کرسکتا کہ خود اللہ تعالیٰ جلشانہ نے فرمایا ہے چنانچہ آیت شریف قرآن مجید کی اس بیان کی شاہد ہے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ ط ترجمہ محمد اللہ کا رسول ہے اور جو لوگ ساتھ اوسکے ہین سخت ترین کفار پر رحم دل ہین درمیان اپنے (یعنی مسلمانون مین) دیکھتا ہے تو اون کو رکوع اور سجدہ کرنے والے وہ چاہتے ہین فضل خدا سے اور رضامندی اوسی اللہ کی نشانی اون کے چہرون پر ہے اثر سجدے سے یہ ہے صفت اونکی توریت مین اور صفت اونکی انجیل مین مثل کھیتی کے کہ نکالے انکوا اپنا پس قوی کرے اوسکو پس موٹے ہوجاوین اور کھڑے ہوجاوین اپنی چھڑی پر خوش لگتی ہے کھیتی کرنے والے کو تاکہ غصے مین لاوے اللہ جلشانہ بسبب اون مسلمانون کے کافرون کو جیسا کہ اللہ جلشانہ نے اس آیت شریف مین بیان فرمایا ایسے ہی توریت اور انجیل مین بھی مثالون کی طور مذکور ہین۔ توریت کی کتاب استثنا کے باب ۱۳ اورس ۶ مین لکھا ہے کہ (اگر تیرا بھائی یا بیٹا یا جورو یا دوست کوئی تجھے پھسلاوے اور کہے کہ آ غیر معبودون کی بندگی کرو تو تو اوسکے موافق نہونا اور اوسکی بات نہ سننا اور اوسپر رحم کی نگاہ نہ رکھنا اور اوسکی رعایت نہ کرنا اور اوسے پوشیدہ نہ رکھنا بلکہ اوسکو ضرور قتل کرڈالنا اوسکے قتل پر پہلے تیرا ہاتھ پڑے) پس غور کرنا چاہیے کہ جو کچھ حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اوسکو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کرکے دکھا دیا جیسی کچھ شدت اور سختی کافرون پر چاہیے اوسکا ظہور صرف یاران پیغمبر خدا صلعم سے ہوا چنانچہ جنگ احد مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کے قتل کا مصمم ارادہ کیا

اسکو شیعون کے امام اعظم شیخ مطہر حلی نے تذکرۃ الفقہا کی چھٹی فصل مین لکھا ہے
وہ یہ ہے۔ وَلِاَنَّ اَبَا بَکْرٍ اَرَادَ قَتْلَ اَبِیْہِ یَوْمَ اُحُدٍ فَنَہَاہُ النَّبِیُّ صلعم عَنْ
ذٰلِکَ۔ اور اسواسطے کہ تحقیق حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے احد کے دن اپنے باپ کے قتل
کا ارادہ کیا مگر آنحضرت صلعم نے اونکو منع فرمایا کہ تو جانے دے اور کوئی یہ کام کرلیگا
امامیہ مذہب کے مفسرین نے تفسیر مجمع البیان اور منہج الصادقین اور خلاصۃ تفسیر
جرجانی مین لکھا ہے کہ بعد فتح جنگ بدر کے مکے کے بہت لوگ گرفتار ہو کر لشکر اسلام مین
آئے اور قید ہوئے اون مین اکثر مہاجرین کے عزیز و اقارب بھی تھے آنحضرت صلعم
نے اونکے معاملہ مین صحابہ رضی اللہ عنہم سے شورہ کیا تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا
کہ جو کوئی جسکا رشتہ دار ہے وہ اوسکے حوالہ کیا جاوے تاکہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنے رشتہ دار
کافر کو قتل کرے اور خدا کی محبت کے سامنے رشتہ اور قرابت کا خیال نکرے اس لیے
عقیل علی کو اور نوفل وغیرہ مجھے اور عباس حمزہ کو اور فلان فلان کو حوالہ کیا جاوے واسطے
قتل کے۔ اب معاندین صحابہ رضؓ ذرا بچشم انصاف دیکھیں کہ مضمون اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ
حضرت صدیق رضؓ و حضرت فاروق رضؓ پر کیسا ٹھیک اور صادق ہے۔ اے حضرات شیعہ تم ذرا
اپنے ہی مفسرون کی کتابون مین دیکھو اور انصاف کرو اور سمجھو اور اگر اب بھی نہ سمجھو تو
بقول مولوی مہدی علی خانصاحب کے تجسے خدا سمجھے۔ متی کی انجیل کے باب ۱۳ کے
درس ۳۱ و ۳۲ مین لکھا ہے کہ (آسمان کی بادشاہت رائی کے دانہ کے مانند ہے
جسے ایک شخص نے لیکے اپنے کھیت مین بویا اور وہ سب بیجون سے چھوٹا ہے پر جب
اوگتا ہے تب سب ترکاریون سے بڑا ہوتا ہے اور ایسا درخت ہوتا ہے کہ ہوا کے پرندے
اوسکی ڈالیون پر بسیرا کرتے ہین) اب اس پیشین گوئی کو اس آیت قرآن مجید سے جو ابھی
مذکور ہوئی ملانا چاہیے کہ مَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ
فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ۔ دیکھو اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ پیغمبر صلعم کے یارون کی

مثال انجیل مین اسطرح لکھی ہے جسطرح ایک چھوٹا سا دانہ کہ اوس مین اول پتی نکلتی ہے پھر وہ بڑھتا جاتا ہے یہان تک کہ بڑا درخت ہوجاتا ہے اور دیکھنے والے کو تعجب آتا ہے پس اس آیت کے مضمون کی اوس عبارت انجیل سے جو اوپر بیان کی گئی کیسی تصدیق ہوتی ہے۔ اور شہادت قرآن اور توریت اور انجیل سے کیسی کچھ فضیلت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی ثابت ہوتی ہے۔ اور درحقیقت یہ مثال تو بالکل صحابہؓ کے حال کے مطابق ہے کیونکہ پہلے وہ تھوڑے تھے پھر آہستہ آہستہ بڑھگئے اور اونکا ایک بڑا بھاری لشکر ہوگیا جسکی جماعت اور کثرت کفار دیکھ دیکھکر تعجب کرتے تھے اور جلے مرتے تھے۔ پس جو کوئی صحابہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور بزرگی کا قائل اور معتقد نہو وہ حقیقت مین قرآن اور انجیل اور توریت وغیرہ کتب آسمانی کا منکر ہے اور جو قرآن اور کتب آسمانی کا منکر ہو اوسکو کیا سمجھنا چاہیے اور اوسکی نسبت اطلاق اسلام یا کفر کا کیا کرنا چاہیے تم ہی سمجھو۔ ارے بھائیو اگر صحابۂ رسول اللہ صلعم کے ایمان اور اسلام کے تم قائل نہین تو ذرا براہِ عنایت ارشاد فرماؤ کہ (والذین معہ) سے کیا مطلب ہے اور وہ کون لوگ آنحضرت صلعم کے ساتھ تھے جنکی صفت اللہ تعالیٰ جلشانہ خود اس آیت شریف مین فرماتا ہے اور (اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ) کا مصداق بتاؤ کہ وہ کون حضرات تھے جو کافرون پر سختیان کرتے تھے اگر چار یا چھ کے علاوہ سب صحابۂ کبار نعوذ باللہ من ذلک منافق اور کافر تھے تو پھر وہ کون لوگ تھے جن کے سبب سے اسلام ایک دانہ سے بڑا درخت ہوگیا اور وہ کتنے اشخاص تھے جنکو کفار دیکھکر غیظ مین آجاتے تھے کیا یہ بات کسی کے قیاس مین آسکتی ہے کہ چار چھ ہی شخصونکو دیکھکر کافر جلے مرتے ہونگے اور معدودے چند کے ایمان لانے سے کفار تعجب کرتے رہے ہونگے کیونکہ قاعدہ ہے کہ انسان اوسی کو دیکھکر جل مرتا ہے جن پر قابو نہین پاتا اور جنکا کچھ کر نہین سکتا اگر ہزارون آدمی مسلمان نہین ہوگئے تھے اور وہ سب کے سب ایمان مین کامل نہ تھے تو پھر اللہ تعالےٰ جل شانہ

(فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ) کیون فرماتا ہے اگر ہزارون شخص اسلام نہین لائے تھے تو کن کو دیکھ دیکھکر کفار کو غصہ آتا تھا پس جب تک کوئی صحابہؓ کی فضیلت اور اونکی کثرت کو تصدیق نکریگا وہ ان آیتون کی بھی تصدیق نہین کرسکتا بڑے تعجب کی بات ہے کہ جو لوگ ان آیتون کی تصدیق کرتے ہین اور انجیل مین جو مثال لکھی ہے اوسکو پیغمبر خدا صلعم کی نبوت کی نسبت پیشین گوئی پر محمول کرتے ہین اور پھر صحابہ کبارؓ کی فضیلت اور کثرت سے انکار کرتے ہین اور اس قسم کی آیات قرآنی اور پیشین گوئیونکو صرف چار یا چھ شخصون پر ختم کرتے ہین اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے عداوت رکھتے ہین وہ درحقیقت (لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ) کی تہدید سے ذرا بھی نہین ڈرتے ہین سچ ہے (وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ) قرآن مجید کی سورۂ آل عمران مین اللہ تعالی صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی فضیلت مین فرماتا ہے (كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ) یعنی تم ہو بہترین سب امتون سے جو پیدا ہوئی ہین لوگون کیلئے حکم کرتے ہو تم لوگ نیک بات کا (یعنی ایمان اور اطاعت رسول پر) اور منع کرتے ہو ناپسند باتون سے (یعنی کفر اور سب بُری چیزون سے) اور ایمان لاتے ہو اللہ پر۔ دیکھو اس آیت شریف مین اللہ تعالے جل شانہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم سے مخاطب ہوکر اونکی فضیلتون اور بزرگیون کو خود اون سے ارشاد فرماتا ہے کہ تم بہترین امت سے ہو تمکو مین نے اور مخلوق سے چُن لیا ہے تاکہ تم میرے بندونکو ہدایت کرو پس جس کام کے واسطے تم مقرر ہوئے ہو اوسکو کرتے ہو جو خدمت تمھارے سپرد ہے اوسکو بخوبی ادا کرتے ہو۔ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ کہ لوگونکو نیک کام سکھاتے ہو اور بُری باتون سے بچاتے ہو اور اس آیت کے مخاطب اہل بیت تو ہو ہی نہین سکتے کیونکہ اون پر تقیہ واجب تھا اور تقیہ ہی مین عمر گزاری امر بالمعروف نہی عن المنکر کی نوبت کب آئی نماز روزہ تک

سینون کی طرح ادا کرتے رہے - اب ذرا غور کیجیے اور چشم انصاف سے دیکھیے تو یہی
ایک آیت فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم مین کیسی شاہد ہے کہ بانیاد رشاید اور معاندین
صحابہ رضی اللہ عنہم کے باطل عقائد کے بطلان پر دلیل کافی اور وافی ہے کیونکہ جب خود
خداوند کریم اصحاب رسول اللہ صلعم کی نسبت فرماتا ہے کہ وہ بہترین امت سے
ہین اور بنی آدم کی ہدایت کے واسطے پیدا کیے گئے ہین اور صحابہؓ کے افعال حسنہ کی
اللہ جلشانہ تصدیق فرماتا ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہین جو لوگ محض براہ
عداوت باوجود تصدیق باری تعالی کے اسبات پر کہ صحابہ بہترین امت مین سے ہین اور
اونکے افعال افعال حسنہ ہین اور وہ ہدایت مخلوق کے واسطے چن لیے گئے ہین صحابہؓ
کو بدترین امت سے جانتے ہین اور اونکی فضیلت اور بزرگی سے انکار کرتے ہین
اون لوگونکے خبث باطنی اور کور چشمی پر سخت افسوس آتا ہے طرفہ تر یہ کہ پھر اپنے تئین اوس
فرقہ سے سمجھتے ہین کہ جو قرآن مجید کو خدا کا کلام جانتے ہین اور اوسپر ایمان رکھتے ہین اور لقب
اپنا مومن پاک مقرر کرتے ہین مگر (فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا)
سے مجبور ہین اللہ تعالی اونکو اس مرض مہلک سے نجات دے تو دے اور کون دے سکتا
ہے - اور کیون نہ تعجب اور افسوس آوے کہ وہ لوگ ایسی صریح آیات کی شہادتون پر
بھی اپنے فاسد عقیدون سے باز نہین آتے اور ذرا بھی قرآن مجید کی لفظون کو نہین
دیکھتے ارے بھائیو اگر صحابہؓ کبار بہترین امت سے نہ تھے تو اللہ جلشانہ کا یہ خطاب کُنتُم
خَيْرَ أُمَّةٍ - تم بہترین امت سے ہو - کس سے ہے اگر اونکے عمل اعمال حسنہ نہ تھے
تو باری تعالی جلشانہ کا یہ ارشاد کہ (تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ)
(تم نیک کام اورون کو بتاتے ہو برے کامون سے منع کرتے ہو) کس کی طرف ہے
اگر صحابہؓ سچے دل سے ایمان نہین لائے تھے تو باری تعالی جلشانہ کی اس تصدیق کے
کہ (وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ) تم خدا پر سچے دل سے ایمان رکھتے ہو کیا معنی ہین - یہ آیتین

تو نہایت ہی صاف ہیں اسمین کسی تاویل اور بناوٹ کی گنجایش ہی نہین ہے سیدھی سیدھی لفظون مین اللہ جلشانہ صحابہؓ کے ایمان اور اعمال کو بیان کر رہا ہے اور براہ کمال عنایت و مہربانی کے صحابہؓ سے مخاطب ہوکر اونکی تعریف اونھین سے کر رہا ہے۔ مگر سخت حیرانی ہے کہ پھر شیعان پاک کے نزدیک کیا اس آیت کے الفاظ مہمل بےمعنی ہین یا کوئی لغز اور پہیلی خواہ کوئی معما ہے کہ وہ اون سے حل نہ ہوسکے یا اونکے عقیدے مین یہ الفاظ قرآن کے نہین ہین صرف جامع قرآن نے اپنی اور اپنے بھائیون کی فضیلت جتانے کو بڑھا دیے ہین یا اللہ جلشانہ نے بھی تقیہ کرلیا ہے شوکت و قوت صحابہؓ سے ڈر گیا ہے آخر بات ہی کیا ہے کچھ کہو تو سہی اور اہل بیت کے حق مین وہ کون سے الفاظ وارد ہوئے ہین جو ان الفاظ سے زیادہ مظہر تعریف ہین ذرا بیان تو کیجیے۔ حیرت اندر حیرت تو یہ ہے کہ اسکا بھی اقرار کرتے جاتے ہو کہ در حقیقت آیتین خدا کی کتاب کی ہین اسکی بھی تصدیق کرتے جاتے ہو کہ بےشک یہ آیتین صحابہؓ کی شان مین نازل ہوئی ہین باوجود اسکے پھر صحابہؓ کی فضیلت پر اعتقاد رکھنا تو درکنار اونکے ایمان اور اسلام کی بھی تصدیق نہین کرتے۔ خداوند کریم جنکو خَيْرَ اُمَّةٍ فرماتا ہے تم اونکو شَرُّ اُمَّةٍ سمجھتے ہو۔ جنکی نسبت اللہ جل شانہ۔ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ کہتا ہے تم اونکے حق مین (يَأْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ۔ یعنی حکم کرتے ہین برے کامونکا اور منع کرتے ہین اچھے کامون سے) کا اعتقاد رکھتے ہو۔ خیر ہوا سو ہوا اب ایسے بدعقیدون سے توبہ کرو اور اپنے یہان کی معتبر تفسیرون مین دیکھو تمھارے علما اور مفسرین کیا کہتے ہین تفسیر مجمع البیان طبرسی مین جو کہ مذہب شیعہ مین بہترین تفسیر ہے اور ۱۲۶۸ھ ہجری مین بمقام طہران دارالسلطنت ایران مین چھپی ہے اوسکے صفحہ ۲۰۰ مین لکھا ہے۔ لَمَّا تَقَدَّمَ ذِكْرُ الْاَمْرِ فَالنَّهْيِ عَقَّبَهٗ تَعَالٰى بِذِكْرِ مَنْ تَصَدّٰى لِلْقِيَامِ بِذٰلِكَ مَدْحُهُمْ تَرْغِيْبًا فِي الْاِقْتِدَاءِ بِهِمْ فَقَالَ (كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ)

قِیْلَ فِیْہِ اَقْوَالٌ اَحَدُھَا اِنَّ مَعْنَاہُ اَنْتُمْ خَیْرُ اُمَّۃٍ - یعنی پہلے خداوندکریم نے امر و نہی کا ذکر کیا پیچھے اوسکے اون لوگون کا بیان کیا جو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہین اور واسطے اون لوگون کی تعریف کے تاکہ اور لوگ اونکی پیروی کرین اور اسواسطے اونھین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم بہترین امت سے ہو اور اس واسطے کہ کسی کو شبہہ نرہے کہ یہ خطاب کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ کاکس سے ہے اوسی تفسیر مین فرمایا ہے - وَاخْتَلَفَ فِی الْمَعْنٰی بِالْخِطَابِ فَقِیْلَ ھُمُ الْمُھَاجِرُوْنَ خَاصَّۃً وَقِیْلَ ھُوَ خِطَابٌ لِلصَّحَابَۃِ وَلٰکِنَّہٗ یَعُمُّ سَائِرَ الْاُمَّۃِ - یعنی اختلاف ہے معنی خطاب مین ازمجمع البیان ۱۲ بعضون نے لکھا ہے کہ مراد اس سے خاص مہاجرین ہین اور بعضون نے لکھا ہے کہ یہ خطاب گو صحابہؓ سے ہے لیکن تمام امت کو شامل کیا ہے - اب اس اپنی تفسیر معتبر مجمع البیان کو دیکھیے اور اوسکی تصدیق پر ذرا غور کو کام فرمائیے کہ وہ خود اس بات کے مقر ہین کہ اللہ تعالےٰ نے ان آیتون مین صحابہؓ کا ذکر اسلیے کیا کہ اور لوگ اونکی پیروی کرین اے بھائیو کیا پیروی اسی کا نام ہے جو تم لوگ کرتے ہو اگر تمھاری اصطلاح مین بیزاری بمعنی پیروی ہے تو بلا شک تم لوگ خدا کے کلام کی تصدیق کرتے ہو ورنہ محض تکذیب رہ گئی یہ بات کہ جہلا کو اس جگہ ایک شبہہ پیدا ہوسکتا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ صحابہؓ سے فرماتا ہے کہ تم بہترین امت سے تھے اس سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ صحابہؓ آخر دم تک ویسے ہی رہے ہون شاید بعدہ بدترین امت سے ہوگئے ہون لیکن یہ شبہہ نہین ہوسکتا اسلیے کہ اونھین کے علامہ طبرسی نے اسکا بھی جواب دیا چنانچہ علامہ موصوف اپنی تفسیر مین لکھتے ہین - وَرَابِعُھَا اِنَّ کَانَ مَزِیْدَۃٌ دُخُوْلُھَا کَخُرُوْجِھَا اِلَّا اَنَّ فِیْھَا تَاکِیْدٌ لِوُقُوْعِ الْاَمْرِ لَا مُحَالَۃَ لِاَنَّہٗ بِمَنْزِلَۃِ مَا قَدْ کَانَ فِی الْحَقِیْقَۃِ فَھِیَ بِمَنْزِلَۃِ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَاذْکُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِیْلٌ وَفِیْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ اِذْ کُنْتُمْ قَلِیْلًا فَکَثَّرَکُمْ وَنَظِیْرُہٗ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا لِاَنَّ مَغْفِرَۃَ الْمُسْتَانِفَۃِ کَالْمَاضِیَۃِ فِیْ

تحقیقِ الوقوع - کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اللہ تعالی جلشانہ نے واسطے تاکید کے فرمایا کہ ضرور ایسا ہی ہوگا اور اوسکے وقوع مین کچھ شک نہ ہوگا اور صحابہؓ جیسے بہتر ہین ویسے ہی ہینگے (از مجمع البیان)
اور اسکی مثال یہ ہے کہ خدا اپنی نسبت فرماتا ہے کہ (وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوراً رَّحِیماً) تو کیا اسکے معنی یہ ہین کہ خدا تھا بخشنے والا مہربان اور اب نہین ہے اور آیندہ نہ ہوگا۔ بلکہ سب کے نزدیک اسکے معنی یہی ہین کہ اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے اور ہمیشہ رہیگا ایسی ہی وہان بھی یہی معنی ہین کہ صحابہؓ بہترین امت سے ہین اور ویسے ہی رہینگے۔ جب ان آیات اور تفاسیر سے فضیلت صحابہؓ بخوبی ثابت ہوگئی اور کوئی موقع اونکی بزرگی سے انکار کا نہ رہا تو بعض حضرات نے بادیۂ عناد و تعصب کی ایک دوسری راہ مین قدم دھرا اور بلا خوف و خطر قرآن مجید کی تحریف کا اقرار کیا اور اس آیت کا جو سورۂ حجر مین موجود ہے کچھ خیال نہ رہا۔ اِنَّا نَحنُ نَزَّلنَا الذِّکرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُونَ - یعنی ہمنے آپ اوتارا اس قرآن کو اور تحقیق ہم اوسکے البتہ نگہبان ہین یعنی ہر وقت ہم نگہبان ہین قرآن کی زیادت اور نقصان اور تحریف اور تبدیل سے۔ بے تکلف یہ کہدیا کہ بجاے کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ کے (اَئِمَّۃٍ) تھا یہ خطاب اللہ تعالی نے اماموں سے کیا تھا کہ (کُنتُم خَیرَ اَئِمَّۃٍ) یعنی تم سب اماموں سے بہتر ہو مگر جامعان قرآن نے بجاے اَئِمَّۃٍ کے لفظ اُمَّۃٍ کا بنا دیا اور خدا کی حفاظت کچھ کام نہ آئی۔ مثل ایسی ہی وجہون کے اکثر علماے حضرات شیعہ کو حیا مانع آئی اونھون نے اس جواب کو پسند نہین کیا مگر جاننے والے جانتے ہین کہ اسکا اثر اب تک باقی ہے چنانچہ جناب میرن صاحب قبلہ بھی اپنی کتاب حدیقۂ سلطانیہ کے تیسرے باب مین اسکا ذکر کرتے ہین اور اپنے والد بزرگوار کی صوارم کا حوالہ دیکر یون تحریر فرماتے ہین کہ (تغیر و نقصان در قرآن منحصر در چہار چیز است یکے تبدیل لفظے بلفظ آخر مثلاً اینکہ گفتہ شود بجای کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ - خَیرَ اَئِمَّۃٍ بودہ لیکن بعضے از اعداے اہل بیت آنرا تبدیل نمودہ اند) اور پھر اخیر مین خود ہی فرما دیا ہے کہ (وجہ اول بعید ست) ہمارے نزدیک بجاے اسکے

کہ خیر ائمۃ کی تصدیق کرکے صحابہؓ کے خیر امت ہونے سے انکار کرین۔ شیعان پاک کے
حق مین یہی بہتر ہے کہ بجاے خیر ائمۃ۔ خیر امۃ ہونیکا اقرار کرین اور تحریف
قرآنی کے عذر سے اپنے آپ کو صریح منکر آیات بینات قرآنی کا نہ بنادین۔ لیکن اس
صورت مین یہ مشکل ہے کہ امر بالمعروف نہی عن المنکر کسی امام کو میسر نہین آیا وہ تو ہمیشہ
سُنّی بنے رہے تقیہ کی سپر مین پناہ گزین رہے اور ہمیشہ یہی ورد زبان رکھا ؎ پناہِ
بلندی وپستی توئی ✣ ہمہ نیستند انچہ ہستی توئی ✣ یہ امر قابل غور ہے کہ اگر بجاے
خیر امۃ کے خیر ائمۃ صحیح کہا جاوے تو ظاہر ہے کہ اوسوقت مین سوای حضرت
علیؓ کے اور کون ایمہ موجود تھے۔ اس آیت شریف مین کُنتُم۔ وتأمرُون۔
وتنھون۔ وتؤمنون۔ صیغہ جمع مخاطب کسکے حق مین فرمایا اور باری تعالیٰ کے
کون مخاطب تھے اور اللہ جلشانہ نے امر معروف اور نہی منکر کی نسبت کس سے فرمایا
اس خدمت کو پوری پوری ادا کرنیکا مشار الیہ کون ہے اور یہ فضیلتین اللہ تعالیٰ نے
کسکی بیان کین۔ اور اگر خیر ائمۃ صحیح نہین ہے خیر امۃ صحیح ہے تو پھر یہ بھی امر
قابل غور ہے کہ جنکو اللہ تعالےٰ خیر امۃ فرماتا ہے اونکو بُرا کہنا داخل کفر ہے۔ پس
ایسے کفر صریح سے توبہ کرنا چاہیے اور جنکو اللہ جلشانہ خیر امۃ فرماتا ہے اونکو افضل
امت سے سمجھنا چاہیے۔ اور نہایت ہی تعجب اور حیرت خیز تو یہ امر ہے کہ جناب میرن
صاحب قبلہ اپنی کتاب موسومۂ حدیقۂ سلطانیہ کے باب سوم مین تحریف قرآن مجید کے
قائل ہین اور یون ارشاد فرماتے ہین کہ (تغیر ونقصان در قرآن منحصر در چہار چیز است
یکے تبدیل لفظے بلفظ آخر مثلاً گفتہ شود بجاے کُنتُم خیر امۃ۔ خیر ائمۃ بود لیکن
بعضے از اعداے اہل بیت آنرا تبدیل نمودہ اند) اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ
اونکے نزدیک قرآن مین تحریف ہوئی اور بجاے خیر ائمۃ کے خیر امۃ بنا گیا
اور یہ بھی معلوم ہے کہ کتاب محرف قابل اعتبار اور تعمیل نہین رہجاتی مگر پھر اوسی کتاب کے

اقرار امام شیعہ کا قرآن مجید کے ہر طرح سے محفوظ ہونے پر

صفحہ ۹۶ مین یون تحریر فرماتے ہین کہ (از انجملہ است انچہ از حضرت صادق علیہ السلام ماثور است کہ فرمود اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ فِيْهِ مَنَارُ الْهُدٰى وَمَصَابِيْحُ الدُّجٰى یعنی درین قرآن انوار ہدایت وچراغہائے دور کنندہ تاریکی ضلالت وغوایت روشن است) مگر شاید کہ جناب قبلہ موصوف کو اپنا اوپر کا جملہ یاد نہ رہا اور کیونکر یاد رہتا بہر نوع یہ دیکھنا چاہیے کہ جس قرآن کے نسبت امام صاحب فرماتے ہین کہ اوسمین انوار ہدایت اور چراغ روشن ہین اوس قرآن مین صحابہؓ کے نسبت کیا لکھا ہے اگر اوسمین كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ہے تو حضرات شیعہ کو ہرگز مناسب نہین کہ مضمون آیت سے انکار کرین اور صحابہؓ کو بہترین امت سے نہ جانین اور خلاف حکم امام صاحب کے روشنی چھوڑ کر تاریکی مین پڑین اور امام صاحب کی عدول حکمی بھی کرین اور پھر امامیہ بھی کہلاوین۔ اور پھر اوسی کتاب مین لکھا ہے کہ (از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام منقول است کہ در ہنگامیکہ فتنہا بر شما ملتبس شود مانند پارہائے شب تاریک رجوع ارید بقرآن کہ شفاعت کنندہ ومقبول الشفاعت است ہر کسی کہ آنرا پیش نہد اللہ اورا براہ جنت برد) ظاہر ہے کہ آجکل اس فتنہ سے اور کون بڑا فتنہ ہے کہ اہل سنت وجماعت صحابہؓ کو بہترین امت سے مانتے ہین اور حضرات شیعہ اونکو بدترین امت سے جانتے ہین اس اختلاف فہم سے دو بڑے فرقہ اسلام مین کیسی کچھ دشمنی ہے کہ الامان پس مناسب ہے کہ ایسے وقت نازک مین حسب قول امام محمد باقر علیہ السلام کے قرآن سے رجوع لاوین اگر قرآن مین صحابہؓ کی نسبت كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ لکھا ہو تو اپنا مذہب چھوڑ کر پابند حکم قرآن ہون اور راہ جنت کی اختیار کرین اور اگر قرآن مین كُنْتُمْ شَرَّ اُمَّةٍ لکھا ہو تو سنیون کو تاریکی سے نکالین اور اپنے مذہب مین لاوین یا اگر کہین قرآن مین خیر بمعنی شر مستعمل ہوا ہو تو اوسکا نشان دیوین اگرچہ بقول امامین ہمامین حضرت امام جعفر صادق وحضرت امام محمد باقر علیہما السلام کے جو اوپر مذکور ہوا بخوبی ثابت ہو گیا کہ قرآن مین کچھ بھی تحریف نہین ہوئی ورنہ قرآن کو منار الہدیٰ

اور مصابیح الدجیٰ اور قابل رجوع اور شفاعت کنندہ اور مقبول نہ فرماتے اگر باوجود فرمانے اماموں ہمارین موصوفین کے حضرات شیعہ کو تسلی وتسکین نہ ہوسے اور دونون امام صاحب کے قول کو شاہد کافی قابل اعتبار نہ سمجھتے ہون تو اورا کابر و اعاظم علماے شیعہ کے اقوال جنکی کتابین بعد از قرآن اصح الکتاب ہین نقل کیے جاتے ہین جس سے بخوبی ثابت ہوجاویگا کہ خیالات تحریف قرآن جمہور اور علماے محققین شیعہ کے نزدیک بالکل غلط اور بیہودہ ہین اور جو تھوڑے سے لوگ اوس فرقہ سے اسکے قائل بھی ہوئے ہین اونکا قول اون جمہور اور علماے محققین کے نزدیک ساقط عن الاعتبار ہے بخوف طوالت چند قول علماے محققین شیعون کے نقل کیے دیتا ہون اوسی پر اونھین قیاس کرلینا چاہیے۔ شیخ صدوق ابو جعفر محمد بن علی بابویہ قمی جو بڑے عالم فرقہ شیعہ کے ہین رسالۂ اعتقادات مین لکھتے ہین عبارت اوسکی بجنسہ یہ ہے اِعْتِقَادُنَا فِی الْقُرْاٰنِ الَّذِیْ اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی نَبِیِّهٖ هُوَ بَیْنَ الدَّفَّتَیْنِ وَهُوَ مَا فِیْ اَیْدِیِ النَّاسِ لَیْسَ بِاَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ وَمَبْلَغُ سُوَرِهٖ عِنْدَ النَّاسِ مِائَةٌ وَّاَرْبَعَ عَشَرَ سُوْرَةً وَّعِنْدَنَا وَالضُّحٰی وَاَلَمْ نَشْرَحْ سُوْرَةٌ وَّاحِدَةٌ وَّلِاِیْلَافِ وَاَلَمْ تَرَ کَیْفَ سُوْرَةٌ وَّاحِدَةٌ وَّمَنْ نَسَبَ اِلَیْنَا اَنَّا نَقُوْلُ اِنَّهٗ اَکْثَرُ مِنْ ذٰلِکَ فَهُوَ کَاذِبٌ انتھی) یعنی اعتقاد ہمارا قرآن مین یہ ہے کہ تحقیق قرآن جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر نازل کیا تھا وہی ہے جو دو دفون مین موجود ہے اور وہی ہے جو لوگون کے ہاتھ مین پایا جاتا ہے اس سے زیادہ نہین اور اوسکی سورتین لوگون کے نزدیک ایکسو چودہ ہین اور ہمارے نزدیک الضحیٰ اور الم نشرح ایک سورہ ہے اور سورۃ الفیل و لایلاف ایک سورہ ہے اور جو شخص ہماری طرف نسبت کرتا ہے کہ ہم کہتے ہین کہ قرآن اس سے زائد تھا وہ جھوٹا ہے۔ دیکھو اس مین علامہ بابویہ قمی صاف صاف کہتے ہین کہ ہمارے نزدیک قرآن یہ ہی ہے اس سے کچھ کم نہین ہوا

ہمارا اختلاف فقط سورتون کے شمار مین ہے - پس جو ہمکو کہتا ہے کہ یہ لوگ قرآن مین کم
ہونے کے قائل ہین وہ جھوٹا ہے - ۲ سید مرتضی جو بہت بڑے مجتہد فرقۂ شیعی کے ہین
کہتے ہین اور یہ قول مجمع البیان مین منقول ہے (اِنَّ الْعِلْمَ بِصِحَّۃِ الْقُرْاٰنِ کَالْعِلْمِ
بِالْبُلْدَانِ وَالْحَوَادِثِ الْکِبَارِ وَالْوَقَائِعِ الْعِظَامِ الْمَشْھُوْرَۃِ وَاَشْعَارِ
الْعَرَبِ الْمَسْطُوْرَۃِ فَاِنَّ الْعِنَایَۃَ اشْتَدَّتْ وَالدَّوَاعِیْ تَوَفَّرَتْ عَلٰی نَقْلِہٖ
وَبَلَغَتْ اِلٰی حَدٍّ لَمْ تَبْلُغْ اِلَیْہِ فِیْمَا ذَکَرْنَاہُ لِاَنَّ الْقُرْاٰنَ مُعْجِزُ النُّبُوَّۃِ وَمَاْخَذُ
الْعُلُوْمِ الشَّرْعِیَّۃِ وَالْاَحْکَامِ الدِّیْنِیَّۃِ وَعُلَمَاءُ الْمُسْلِمِیْنَ قَدْ بَلَغُوْا فِیْ حِفْظِہٖ
وَعِنَایَتِہِ الْغَایَۃَ حَتّٰی عَرَفُوْا کُلَّ شَیْءٍ فِیْہِ مِنْ اِعْرَابِہٖ وَقِرَاءَتِہٖ وَحُرُوْفِہٖ
وَاٰیَاتِہٖ فَکَیْفَ یَجُوْزُ اَنْ یَکُوْنَ مُغَیَّرًا اَوْ مَنْقُوْصًا مَعَ الْعِنَایَۃِ الصَّادِقَۃِ وَالضَّبْطِ
الشَّدِیْدَۃِ انتھی) یعنی قرآن کی صحت کا علم ایسا ہے جیسا شہرون اور بڑے بڑے
مشہور حادثون اور واقعون اور عرب کے شعرون لکھے ہوئے کا علم کیونکہ نقل کرنے
قرآن مین بڑی کوشش اور بہت سے سبب تھے اور وے قرآن کے مقدمہ مین اوس
حدتک پہونچے تھے جو اشیاے مذکورہ مین اوس حدتک نہین پہونچے اسلیے کہ قرآن نبوت
کا معجزہ ہے اور شرعی علمون اور دینی حکمون کا اصل ہے اور اسلام کے عالم اوسکی
محافظت اور نگہداشت مین نہایت کے درجہ کو پہونچے ہین یہانتک کہ جو قرآن مین
حرکتون اور قراءتون اور حرفون اور آیتون سے تھا اونھون نے اوسکو معلوم کر رکھا ہے
پس ایسی سچی محافظت اور بڑی نگاہداشت مین کیونکر ہو سکتا ہے کہ اوسمین تغیر یا نقصان
ہو گیا ہو - محمد بن الحسن حر عاملی جو بڑے محدث فرقۂ اہل تشیع مین گذرے ہین اونھون نے
ایک رسالہ اپنے ہمعصر کی رد مین لکھا ہے اوس رسالہ مین لکھتے ہین (کہ ہر کسیکہ تتبع اخبار
وتفحص تواریخ وآثار نمودہ بعلم یقینی میداند کہ قرآن در غایت واعلے درجۂ تواتر بودہ والاف
صحابہ رض حفظ ونقل میکردند آنرا ودر عہد رسول خدا صلعم مجموع مولف بود انتھی ملخصا) یعنے

جسنے حدیثون اور تاریخون کو خوب دیکھا ہے وہ اسبات کو یقینی جانتا ہے کہ قرآن
نہایت شہرت اور اسکے اعلےٰ درجہ تواتر پر تھا اور ہزارون صحابی اوسکو حفظ اور نقل کرتے
تھے اور عہد رسول خدا صلعم مین جمع اور مولف ہوچکا تھا۔ اسی طرح اور علماے
شیعہ کی بھی تصریح ہے۔ پس اب غور کیجیے اور انصاف کہ جمہور اور بڑے بڑے عالم
فرقۂ اہل تشیع کے عدم تحریف کے قائل ہین اور شیخ صدوق نے صاف لکھدیا کہ جو
قرآن پیغمبر خدا صلعم پر نازل ہوا تھا بلاکم وکاست یہ وہی قرآن ہے جو مسلمانون مین
پایا جاتا ہے اور جو ہماری طرف نسبت کرے کہ ہم کہتے ہین کہ قرآن سے کچھ کم ہوگیا
تو وہ جھوٹا ہے۔ سید مرتضیٰ مجتہد کلان فرقۂ اہل تشیع نہایت شدومد سے لکھتے ہین کہ
چونکہ قرآن نبوت کا ایک معجزہ اور شرعی علمون اور احکام دینیات کا اصل ہے لہذا
علماے اسلام نے اوسکی نقل اور محافظت مین نہایت ہی اعلےٰ درجہ کی سعی اور کوشش
بلیغ کی ہے کہ مافوق اوسکے متصور نہین یہانتک کہ قرآن مجید کی کل حرکتون اور قرأتون
اور حرفون اور آیتون کو سب علماے اسلام نے معلوم کرلیا ہے ممکن ہی نہین کہ کمی وبیشی
ورد وبدل آیات تو درکنار قرآن کے حرکات اور حروف مین بھی تغیر اور نقصان ہوسکے
تیسرے از تفسیر تبیان شیخ ابو جعفر طوسی۔ اَمَّا الْکَلَامُ فِی زِیَادَتِہٖ وَنُقْصَانِہٖ فَمِمَّا
لَا یَلِیْقُ بِہٖ لِاَنَّ الزِّیَادَۃَ فِیْہِ مُجْمَعٌ عَلٰی بُطْلَانِہٖ وَالنُّقْصَانُ مِنْہُ فَالظَّاھِرُ
اَیْضًا مِنْ مَذْھَبِ الْمُسْلِمِیْنَ خِلَافُہٗ وَھُوَ الْاَلْیَقُ بِالصَّحِیْحِ مِنْ مَذْھَبِنَا
وَھُوَ الَّذِیْ نَصَرَہُ الْمُرْتَضٰی ترجمہ لیکن کلام زیادتی اور نقصان کلام مجید مین پس
اوس چیز سے ہے کہ نہین لائق ہوتا ہے ساتھ اوسکے کیونکہ زیادتی قرآن مین مجمع ہے
بطلان قرآن پر اور نقصان قرآن سے پس ظاہر ہے بھی مذہب مسلمانون سے
خلاف اوسکے اور یہی لائق تر ہے بطور صحیح ہمارے مذہب سے یعنی مذہب صحیح ہمارا
یہی ہے اور یہی لائق ہے کہ نہ قرآن مین زیادتی ہوئی نہ نقصان۔ چوتھے

ابو علی طبرسی۔ ومن ذلک الکلام فی زیادۃ القرآن و نقصانہ اما الزیادۃ فیہ فمجمع علی بطلانہ واما النقصان فقد روی قوم من اصحابنا وقوم من حشویۃ العامۃ ان فی القرآن تغیرا او نقصانا والصحیح من مذہب اصحابنا خلافہ وھو الذی نصرہ المرتضی۔ ترجمہ کلام زیادتی قرآن اور نقصان قرآن مین لیکن زیادتی قرآن مین پس مجمع ہے بطلان قرآن پر اور لیکن نقصان پس تحقیق روایت کی ہمارے اصحابون مین سے کچھ لوگون نے اور کچھ لوگون نے حشرات عامہ مین سے یہ کہ قرآن مین تغیر اور نقصان ہے اور ہمارے اصحابونکا صحیح مذہب خلاف اوسکے ہے۔ یعنی یہ کہ قرآن مین نہ زیادہ کیا ہے نہ نقصان۔ پانچوین۔ عن ملا حسن کاشی از کتاب منہاج النجاۃ۔ القرآن کلام اللہ ووحیہ و قولہ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید۔ الی ان قال بعینہ ما ھو بین الدفتین فی ایدی الناس الیوم ولیس باکثر من ذلک وما فی بعض الاخبار عن اھل البیت ما یدل علی خلافہ فھو ماول لما ذکرنا فی کتابنا المسمے بعلم الیقین۔ ترجمہ قرآن کلام اللہ کا ہے اور وحی اوسکی ہے اور قول اوسکا ہے۔ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید۔ اسپر یعنی اس کتاب پر باطل یعنی تحریف اور تناقض کا دخل نہین آگے سے نہ پیچھے سے یعنی کسی وجہ سے (اوتارہوا ہے حکمت والی تعریف کے گئے کا) یہانتک کہ کہا بعینہ وہی ہے جو دودفتون مین موجود ہے اور وہی ہے جو لوگون کے ہاتھ مین پایا جاتا ہے آج اور نہین اس سے زیادہ اور جو کہ بعض اخبار مین اہل بیت ؑ سے وہ ہے جو دلالت کرتا ہے اسکے خلاف پر پس وہ تاویل کردہ شدہ ہے جیسا کہ ہمنے اپنی کتاب مسمی علم الیقین مین ذکر کیا ہے۔ یعنی یہ قرآن جو آج کے دن لوگون کے ہاتھ مین دودفتون مین موجود ہے یہ بعینہ

وہی قرآن ہے جو نازل ہوا تھا کیونکہ اسمین تحریف و تناقض کا دخل نہین ہے۔
چھٹے۔ صاحب نزہت۔ بالجملہ قول راجح و مذہب اکثر محققین علماے امامیہ آنست
کہ در کتاب الٰہی اصلاً تغیرے و تحریفے از زیادتی و نقصانی واقع نشدہ و روایتیکہ
دلالت بر وقوع آن دارد با وجود بودن آنہا از قبیل اخبار احادمؤول اند بتاویلات شدیدہ
و محمول اند بر محامل عدیدہ ترجمہ حاصل کلام قول راجح اور مذہب اکثر محققین علماے
امامیہ کا یہی ہے کہ کتاب الٰہی مین ہرگز کوئی تغیر اور تحریف زیادتی اور نقصان سے
واقع نہین ہوئی اور جو روایت کہ اسکے وقوع پر دلالت کرتی ہے باوجود ہونے
اونکے کی قبیل اخبار احاد سے ماول ہین تاویلات شدیدہ کے ساتھ اور محمول
ہین محامل بے شمار و بسیار پر۔ ساتوین۔ نزہت۔ علماے امامیہ بعد اجماع و اتفاق
آنہا بر اینکہ در کلام اللہ زیادتی و تبدیل کلمہ بکلمۂ دیگر نشدہ اختلاف نمودہ اند کہ آیا
نقصانے دران واقع شدہ است یا نہ صنادید علماے امامیہ از متقدمین و متاخرین
مانند شیخ صدوق محمد بن بابویہ قمی و شیخ ابوجعفر طوسی و سید مرتضی علم الہدی و ملا محسن
کاشی صاحب وافی و شیخ حر عاملی و غیر اینہا قول ثانی اختیار نمودہ قائل شدہ اند
کہ در کتاب اللہ اصلاً تغیرے و تحریفے و نقصانے واقع نشدہ است۔ نزہت این
قول صاحب نزہت مقدم است بر قول سابق کہ منقول شدہ است۔ ترجمہ
علماے امامیہ نے بعد اجماع و اتفاق اون لوگون کے اسپر کہ کلام اللہ مین زیادتی
اور تبدیلی کسی کلمہ کی دوسرے کلمہ سے نہین ہوئی اختلاف کیا ہے اس امر مین کہ
آیا نقصان کوئی اوسمین واقع ہوا ہے یا نہین مہتران اور بزرگان علماے امامیہ
متقدمین اور متاخرین مین سے مانند شیخ صدوق محمد بن بابویہ قمی و شیخ ابوجعفر
طوسی و سید مرتضی علم الہدی اور ملا محسن کاشی صاحب وافی و شیخ حر عاملی اور
سواے انکے ان لوگون نے قول ثانی یعنی یہ کہ قرآن مین کوئی نقصان و تبدیل

وتغیر نہین ہوا اختیار کرکے قائل ہوئے ہین۔ آٹھوین۔ سید محمد مجتہد لکھنوی کہ در رسالہ تنزیہہ القرآن عن وساوس اتباع العثمان درج است واین رسالہ در مطبع مراد آباد مسمی بہ خورشید ہند در ۱۲۹۲ ہجری طبع شدہ است۔ قرآن مروج بلاشبہہ منزل من اللہ اور واجب العمل ہے مگر یہ جو پوچھتے ہو کہ کچھ کم وکاست اوسمین ہوا یا نہین سو روایات احادیث شیعہ وسنی سے قرآن کا نقصان فی الجملہ ثابت ہوتا ہے لیکن ایسا نقصان کہ مانع اور منافی عمل کا اس قرآن موجود پر ہووے ہان بعض علمانے ہمارے اگرچہ انکار نقصان قرآن کا بھی کیا ہے مگر یقین اس امر پر کہ کچھ نقصان نہین ہوا ہے مشکل ہے لیکن زیادتی کسی آیت کی توالبتہ نہین ہوئی ہے۔ فتوی سید محمد مجتہد لکھنوی ۱۲۹۲ از رسالہ تنزیہہ القرآن ملخص کلام یہ ہے کہ جملہ امامیہ بعد اتفاق کے اس بات پر کہ قرآن شریف مین زیادتی اور تغیر کلمہ بکلمہ دیگر نہین ہوا درباب نقصان قرآن شریف باہم مختلف ہین صناد ید علماے امامیہ عدم نقصان کے قائل ہین اون سب کا یہ اعتقاد ہے کہ قرآن شریف بزبان نبوت مجموع ومرتب ہوا اور وہی قرآن بعینہ بے کم وکاست موجود ومتداول ہے از تنزیہہ القرآن مؤلفہ سید مقبول احمد شیعی مذہب نوین۔ صاحب محمد بن الحسن جو اعلی ترین محدث فرقہ تشیع سے ہین اونکا خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو علم حدیث اور تاریخ کو خوب جانتا ہے وہ اس بات کو علم الیقین سے جانتا ہے کہ قرآن علی وجہ الکمال زمانہ حیات رسول خدا صلعم مین جمع ومؤلف ومکمل ہوچکا تھا اور نہایت ہی شہرت اور اعلے درجہ کے تواتر پر تھا ہزارون صحابی رضی اللہ عنہم حافظ قرآن تھے ہزارون نے اوسی زمانے مین نقل کیا تھا جبکہ ہزارون اوسکے حافظ ہون اور اس درجہ شہرت اور تواتر رکھتا ہو تو اوسمین زیادتی اور نقصان کیونکر ممکن ہے بلکہ ہو ہی نہین سکتا ہے۔ پس جب حسب ارشاد امامین علیہما السلام اور نیز بہ تحقیق محققین علماے شیعہ یہ بات ثابت ہوچکی کہ یہ قرآن وہی قرآن ہے جو نبی صلعم پر

نازل ہوا تھا اور اسمین کسی طرح کوئی کمی بیشی نہین ہوئی اور بسبب قومی شبہون کے اسمین احتمال اور گنجایش بھی کمی وبیشی کی نہین ہے تو پھر مصنف حدیقۂ سلطانیہ کا یہ لکھنا کہ بجاے خَیْرَ اَئِمَّۃٍ کے خَیْرَ اُمَّۃٍ بنایا گیا اور بعض شیعہ کا یہ کہنا کہ حضرت عثمان رضؓ نے قرآن کو جلا دیا اور بعض سورتین کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور آل نبی صلعم کے فضائل مین تھین تحریف کرڈالین محض بیہودہ اور لچر ہے اور ایسے بعض لوگ جو فرقۂ شیعہ سے تحریف قرآن کے قائل ہین جمہور اور علماے محققین شیعون کے نزدیک اونکا کچھ اعتماد اور شمار نہین اونکا قول محض درجۂ اعتبار سے جمہور اور علماے محققین شیعہ کے نزدیک ساقط ہے۔ جبکہ خود فرقۂ شیعہ والے اونکو غیر معتبر اور اونکے قول کو باطل سمجھتے ہین تو ایسے لوگون کی بات قابل توجہ اور سماعت نہین ہے علاوہ اسکے قرآن مجید مین خود اونکے قول کا رد موجود ہے یُون مین آیت سورۂ حجر مین اللہ تعالے فرماتا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ یعنی تحقیق ہمنے آپ اوتارا اس قرآن کو اور تحقیق ہم اوسکے البتہ نگہبان ہین یعنی ہر وقت مین زیادت اور نقصان اور تحریف اور تبدیل سے اور پھر سورۂ حم سجدہ مین ہے۔ لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ۔ اسپر یعنی اس کتاب پر۔ باطل۔ یعنی تحریف اور تبدیل کا دخل نہین آگے سے نہ پیچھے سے یعنی کسی وجہ سے اوتاری ہے حکمتون والے سراہے ہوے نے اور سوا اسکے حضرات شیعہ کے بعض بعض پیشوا تو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے قیام گاہ پر خود پہونچکر امام صاحب کے پوتے کو قرآن سناکر صحت قرآن بھی کرآئے ہین اور قراءت قرآن سیکھ آئے ہین اگر یہ قرآن منزل من اللہ نہوتا صرف بیاض عثمان ہوتا توجسوقت شیخ صالح متورع زین الدین علی بن فاضل مازندرانی مجاور مشہد مقدس نجف اشرف نے جزیرۂ بحر ابیض مین جاکر حضرت سید شمس الدین محمد پوتے حضرت امام مہدی علیہ السلام کو قرآن سنایا اور مقابلہ صحیفہ

فاطمہ علیہا السلام سے جو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے پاس ہے کیا صحیح پایا صرف
قراءت ہین کہ قرآن مجید سات قراءت نہین نازل ہوا ہے اختلاف پایا مگر افسوس ہے
کہ حضرات شیعہ کے پیشوا امام مہدیؑ کے قیام گاہ تک جاکر صحت قرآن بھی کرائے
مگر عبداللہ بن سبا یہودی کی تقلید سے باز نہ آئے عجب نہین کہ اس مضمون کو پڑھکر
اکثر حضرات ناظرین کو یہ گمان ہو گا کہ مؤلف کتاب نے بباعث تعصب کے یہ عبارت
اپنی طرف سے گھڑی ہے ورنہ حضرت امام مہدی علیہ السلام تو حضرات شیعہ کے
حسن عقیدت سے خود بخوف اعدا نہان ہین اونکے پوتے کہان ہین جو قرآن تعلیم
فرمائین اور اپنے مقام مقدس سے مومنین پاک کو نشان بتائین لہذا اصل عبارت
باختصار لکھتا ہون اگر زندگی نے وفا کی تو انشاء اللہ العزیز پوری پوری عبارت
اور مضمون حضرات شیعہ کی کتب معتبرہ سے امام مہدی علیہ السلام کا حال تحریر کرونگا
اور امام صاحب کے مقام مقدس سے بشرطیکہ کوئی صاحب تشریف لیجانیکا قصد نکرین
مطلع کرونگا اس مقام پر بقول مشتے نمونہ از خروارے پر اکتفا کرتا ہون وہ یہ ہے
رسالہ جزیرۂ اخضر و ابیض صفحہ ۱۲ سطر ۹ مؤلفہ جناب ملا باقر مجلسی خوند اصفہانی شیخ حلی
بن فاضل میگوید دیگر از جملہ سوالاتے کہ از انجناب نمودم این ست کہ در گوشۂ آن
شہر درختے بود بر ساق قبہ کہ از آجر ساختہ بودند روئیدہ بود شانزدہ شاخ آن درخت
از میان آن قبہ سر بیرون آوردہ بود چون وضع مکرر میشود از آن حضرت از کیفیت
آن سوال کردم فرمود کہ این موضعی ست متبرک کہ من بروز جمعہ آنجا زیارت می کنم
و نماز میکنم و در انجا ورقے می یابم کہ دران نوشتہ است انچہ دران ہفتہ از جانب حضرت
صاحب الامر ماموریم کہ آن عمل می نمایم و آن را بعمل می آوریم و بمضمون آن کار میکنیم
پس مرا اشارت فرمود کہ بیا تا من و تو آنجا زیارت کنیم چون رفتیم جانے یافتیم در غایت
بود و کس از خادمان امام در انجا موکل بودند او با من اظہار ملاطفت کردند مو

نمودند و حوالی آن قبه شریف را گردیدم و مشرف بزیارت شدم و از آب چشمه که قریب آن قبه واقع بود آشامیدم و از سید شمس الدین عالم سوال کردم که آیا گاہے ببالای این قبه توجه میفرمائید فرمودند بلے بر سطح این قبه سالے یک نوبت بالا میروم و چون این حالت و صورت این کیفیات از شمس الدین عالم مشاهده نمودم از شیخ محمد سندی که در صحبت خود مرا آنجا آورده بود دریافت حال سید شمس الدین محمد عالم نمودم گفت که آنحضرت پسرزادهٔ امام است پدر بزرگوار عالی مقدارش پیش ازین وفات یافت الحال او بجای پدر بزرگوار متصدی امور او ست شیخ علی بن فاضل گوید که مرا داعیه شد که در خدمت سید شمس الدین محمد عالم قرآن مجید را قراءت نمایم درین معنی ازان طلب اذن نمودم و چون مرخص شدم در اثنای قراءت گاہے که باختلاف قاریان میرسیدم میگفتم که حمزه چنین خوانده و کسائی چنین خوانده و عاصم چنین و ابوعمرو چنین و قراءت ہر یک از قاریان ذکر میکردم فرمودند که این جماعه را نمی شناسیم و ما بیقین میدانیم که قرآن مجید بر ہفت حرف نازل شد و حقیقت این حال آنست که پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم چون از حجة الوداع رجوع فرمودند جبرئیل علیه السلام نازل شد و گفت یا محمد خدای تعالی فرمود که قرآن را اعاده نمائی و تازه برین قراءت نمائی اول و آخر سورہا و اختلاف که درمیان ہست تو باز نمائیم پس جمع شدند و در خدمت حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم امیر المؤمنین و امام حسن و امام حسین و ابی بن کعب و عبد الله بن مسعود و جمعے از اصحاب و پیغمبر قراءت میفرمودند و چون بمحلی میرسید که در آنجا اختلافے بوده جبرئیل علیه السلام بیان میفرمود و امیر المؤمنین علیه السلام می نوشت آن را در صفحات از ادیم که مثل کاغذ است از پوست تنک پس جمع اختلاف که عبارت از تعدد قراءت در روایت امیر المؤمنین ست شیخ علی مذکور گوید روزے بعد از نماز جمعه آوازے شنیدم و جماعتے سواران انبوه دیدم که جمع شدند و صف زدند سوال از کیفیت این حال از سید شمس الدین محمد عالم کردم فرمودند که این جماعت امراے لشکریان امام مهدی اند که ہر روز جمعه بعد از نماز سواری مینمایند و صف می آرایند پس من طلب اذن نمودم که درمیان ایشان درآیم و کیفیت احوال ایشان خوب ملاحظه نمایم مرخص شدم و درمیان

ایشان فہم وتمعے ودیم کہ ذکر سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ میکردند یا ایہا المومنین
محبین مقدسین تمکو معلوم ہے شمس الدین محمد عالم پوتے حضرت امام مہدیؑ کی جنہون نے شیخ
صالح متورع زین الدین علی بن فاضل مازندرانی مجاور مشہد مقدس نجف اشرف کو قرآن رائج الوقت کا
مصحف فاطمہؑ سے جو حضرت امام مہدیؑ کے پاس ہے دور کرایا اور کسی پارہ اور کسی سورہ و کسی
آیت اور کسی حرف مین اختلاف نہ بتایا ابتو قرآن کی بخوبی صحت ہوگی پس لللہ اوسکے احکامو نپر
عمل کیا کرو اور جنکی اوسمین تعریفین ہون اونکو اچھا سمجھا کرو اگر اب بھی قرآن کو محرف سمجھوگے
اور اوس پر عمل نکروگے تو علاوہ قرآن کی مار کے حضرت شمس الدین محمد عالم جنہون نے قرآن کا
دور اور مقابلہ کرادیا ہے وہ تمسے خوب سمجھین گے اور اونکے داداجان اچھی طرحسے تمھاری خبر
لینگے ہمارا کام کہدینا ہے یارو ÷ اب آگے چاہے تم مانو نہ مانو ÷ بعض شیعان نامعتبر
کے اسی قول پیچ و لچر پر خیال کرکے عیسائی علما یعنی پادری صاحبان اپنی توریت و انجیل
کے محرف کہنے کا عوض مسلمانون سے لیتے ہین اونکا بیان بھی رسالۂ ہذا مین خالی از فائدہ نہوگا
تا بر وقت ضرورت محمدی لوگ عیسائیون کو جواب کافی دے سکین اور اونکے شبہہ کو اگرچہ تعصب سے
ہو بوجہ شافی رفع کرسکین - پادری لوگ کہتے ہین کہ یہ قرآن جو محمدیونمین مروج ہے اصلی نہین ہے
اسمین تحریف ہوئی کیونکہ پہلے تو قرآن کو ابوبکرؓ نے اکٹھا اور مرتب کیا پھر عثمانؓ نے دوبارہ اختلاف
کرکے اصلاح دی حالانکہ شیعی لوگ ان اشخاص کو کافر و بیدین جانتے ہین اور کہتے ہین کہ
عثمانؓ نے کئی سورتین قرآن کی جو علیؑ اور اوسکی اولاد کی شان مین تھین نکال ڈالین اور کتاب
عین الحیات کے ۲۰۸ ورق کے صفحہ ۲ مین ایک حدیث حضرت امام جعفرؑ کی فرمائی لکھی ہے اوسکا
مضمون یہ ہے کہ امام موصوف نے فرمایا ہے کہ سورۂ احزاب مین قریش کے اکثر مرد اور عورت کی
برائیان لکھی تھین اور وہ سورت بقرہ سے بڑی تھی لیکن کم کی گئی - ہم اسکے دو جواب دیتے ہین
الزامی اور تحقیقی جواب الزامی - موشیم اپنی تاریخ کی جلد اول کے صفحہ ۷ و جلد ۳ وغیرہ اور ایلارڈ
نر اپنی تفسیر کی چھٹی جلد کے صفحہ ۲۸۳ اور پھر آٹھوین جلد کے صفحہ ۴۸ پھر صفحہ ۴۸۶ وغیرہ اور

جواب پادریان [illegible] قرآن

مل صاحب نے اپنی تاریخ وغیرہ مین جو کچھ فرقۂ ابیونی کے دونون گروہ اور مارسیونی کی نسبت لکھا ہے
وہ سب بیان اس جگہ لکھنے مین خوف طوالت ہے اونکی پوری تحریر کو کتب مذکورہ مین دیکھنا
چاہیے بموجب خلاصۂ تحریر موشیم اور لارڈنر اور مل کے فرقۂ ابیونی حضرت مسیح علیہ السلام کو
صرف آدمی اور یوسف نجار کا بیٹا کہتا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی اطاعت
یہود اور غیر پر واجب اور پولوس کو بہت ہی برا اور توریت سے منکر اور پھرا ہوا اور بیوقوف اور
بدبتاتا تھا اور اوسکے نامجات کو رد کرتا تھا اور حضرت داؤد اور سلیمان اور یرمیا اور حزقیل علیہم
السلام کے نام سے نفرت کرتا تھا اور مل اور لارڈنر کے لکھنے کے موافق مارسیونی کا فرقہ کہتا تھا کہ
خدا دو ہین ایک یزدان جسنے انجیل بھیجی دوسرا شیطان جسنے کتب عہد عتیق کی عطا کین اور یہ کتابین
سب انجیل کے مخالف ہین اور ان کتب سے نفرت تامہ رکھتا تھا اور سب کو رد کرتا تھا کہ یہ دوسرا خدا
جاہل اور متلون مزاج ہے اور عہد جدید سے فقط لوقا کی انجیل اور پولوس کے دس نامجات کو مانتا تھا
اور اس ماننے پر بھی یہ کیفیت کہ انجیل لوقا اور نامجات پولوس کے باب کے باب اور فقرے کے
فقرے مردود بتاتا تھا اور اس فرقہ کا یہ اعتقاد تھا کہ مرنے کے بعد جب حضرت عیسی علیہ السلام
جہنم مین اوترے تو اون لوگونکی روح کو جنھین جمہور عیسائی اور یہودی کافر سمجھتے ہین جیسے قابیل اور
لوط کی قوم ان لوگون کو حضرت عیسیٰ نے نجات دی اور اون لوگون کو جنکی روح کو جمہور یہودی اور
عیسائی انبیا اور نیک سمجھتے ہین جہنم مین رہنے دیا کیونکہ اول گروہ پیرو سچے خدا کے اور دوسرے گروہ
پیرو شیطان کے تھے اور موافق لکھنے لارڈنر کے مانی کیز کا فرقہ کہتا تھا کہ موسیٰ اور کل پیغمبران عبرانی
کا خدا جسنے توریت دی اور ان پیغمبرونکے ساتھ بولا شیطان ہے اور شیطان ہی نے ان سب پیغمبرونکو
فریب دیا تھا اور ورس ۸ باب ۰ ا یوحنا مین ان سب کو چور اور ڈکیت کہا ہے اور عہد عتیق کی سب
کتابون کو رد کرتا تھا اور عہد جدید مین الحاق کا قائل تھا اور سب عہد جدید کو واجب التسلیم نہ مانتا
تھا اور بعضی جھوٹی کتابونکو بالکل سچی جانکر اسپر سبقت دیتا تھا اور کہتا تھا کہ عہد جدید کی کتابین
حواریون کی تصنیف نہین بلکہ ایک مدت کے بعد کسی گمنام آدمی نے تصنیف کر کے حواریون

سے کے رفیقون کا نام لگا دیا ہے اور یہ کتابین غلطیون اور ضدون سے پر ہین لہذا
جو کچھ انمین قاعدۂ عقل کے موافق درست ہو مقبول ہے اور جو خلاف قواعد عقل کے ہو وہ
مردود ہے اور یہ تینون فرقے مسیحی تھے اور نہایت ہی زور شور سے عیسائی ہونیکا دم بھرتے
تھے گو اب پادری صاحبان اونکو بدعتی کہین جیسا وہ سب سلف کے پادری صاحبان اپنے
مخالف کو بدعتی کہتے تھے۔ تو اب ہم پادری صاحبون سے پوچھتے ہین کہ جو آپ لوگ منجملہ بہتر
فرقۂ اسلامی کے صرف ایک فرقے کے قول کو (جو وہ بھی اچھی طرح پر انہین جیسا اوپر بحث تحریف
قرآن مین ظاہر ہو چکا ہے اور پھر عنقریب ظاہر ہوگا) سند لیکر طعن کرتے ہین تو کیا ان عیسائی
فرقون کے اقوال کا جنکا ابھی مذکور ہوا خیال نکرینگے بلکہ انصاف تو اسی کا مقتضی ہے کہ حضرت مسیح
کی الوہیت سے انکار کرین اور حضرت مسیح کو صرف یوسف نجار کا بیٹا جانین۔ اور معاذ اللہ
حضرت موسیٰ کے خدا کو شیطان اور جاہل اور متلون جانین اور حضرت موسیٰ اور کل پیغمبران
عبرانی کو جو مسلمانون کے نزدیک بھی رتبہ ان حضرات کا غریب ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ سے یقیناً بہت
زیادہ ہے شیطان کا رسول جانین اور کل کتب عہد عتیق کو جو رتبہ اونکا پادری صاحب کے
نزدیک قرآن سے بڑھکر ہے کلام شیطانی کہین اور نیز یہ اعتقاد رکھین کہ معاذ اللہ نوحؑ و ابراہیمؑ
اور اور سب نبی پیرو شیطان کے تھے اور اونکی ارواح دوزخ مین ہین اور قابیل اور قوم لوط کی
ارواح جنت مین ہین اور باتفاق تینون فرقون کے کتب عہد جدید مین بہت کچھ مردود جانین
اور اگر پادری صاحب اپنے زعم مین ان فرقون کے اقوال کو جمہور مسیحیون کے قول یا انجیل کے
مخالف سمجھتے ہین تو اوسی طرح بلا کم و کاست اہل تشیع کے بھی قول کو سمجھین۔ اب جواب تحقیقی
سنیے اور جو کچھ کہ پادری صاحب حسب اقوال اہل تشیع کے کفر اور بے دینی کی حضرات صحابہ
رضی اللہ عنہم اجمعین کے نسبت بیان کرتے ہین اوسکے جواب آیات قرآنی اور اقوال ائمہ سے
کچھ تو اوپر فضائل صحابہؓ مین بیان ہو چکے اور بعد اس بحث اور جواب کے اور بہت سی آیات
قرآنی اور اقوال ائمہ جس سے اچھی طرح فضائل صحابہؓ بموجب نصوص قرآن اور اقوال ائمہ

معتبر کتب شیعہ سے بیان کیے جاوینگے جس سے بخوبی فضایل اور یہ کہ مرتے دم تک وہ لوگ اسیطرح
افضل اور سچے اور پکے مومن رہے آور نیز نسبت تحریف قرآن کی بھی جواب ہو چکا ہی مگر جو کچھ
پادری صاحب کتاب دبستان اور عین الحیات کو متمسک پکڑتے ہین اور کہتے ہین کہ شیعہ کہتے
ہین کہ عثمانؓ نے قرآن جلا دیا اور بعض سورتین قرآن کی جو علی رضہ اور انکی اولاد کی شان مین
تہین نکال ڈالین اور کتاب عین الحیات کے ورق ۲۰۸ کے صفحہ ۲ مین ایک حدیث امام جعفرؑ
سے نقل کی ہے جسکا یہ مطلب ہی کہ سورۂ احزاب مین قریش کے اکثر مرد اور عورت کی برائیان لکھی
تہین اور وہ سورۂ بقر سے بڑی تہی کم کی گئی ہی اب اسکا جواب سنیئے اور ذرا منصف ہو جیے
پادری صاحب کہتے ہین کہ فانی کی کتاب دبستان مین یون مسطور ہی۔ (از ایشان گویند کہ
عثمان مصاحف را سوختہ بعضے از سورہا کہ در شان علی و فضل آنش بود بر انداخت) معلوم نہین
کہ پادری صاحبون نے قصداً یا سہواً لفظ (بعضے) کو کہ کتاب دبستان مین موجود ہے نہین لکھا
یا شاید کسی مصلحت سے نہین لکھا وہان یون عبارت لکھی ہے کہ (بعضے از ایشان گویند) الی آخرہ
اور یہہ بعض وہی ہین جنکا فرقۂ امامیہ اثنا عشریہ مین کچھ شمار اور قطار نہین ہی اسکے سوا مصنف
دبستان نہ مسلمان ہی اور نہ مسلمانون کے مذہب اور کتاب سے واقف صرف سنی سنائی باتین
لکھتا ہی شاید اوس سے کسی عالم شیعہ مذہب غیر معتبر نے کہدیا ہوگا۔ اور قول پادری صاحبان
و کتاب عین الحیات الی آخرہ۔ اوسکا حال یہ ہی کہ یہ روایت آحاد کی نسبت مخالفت ادلہ
قطعیہ کے مردود اور متروک ہی اور مذہب اثنا عشریہ کی علما کے بھی اصول مین مقررات سے
ہی کہ جو روایت آحاد مخالف قطعی دلیل کی ہو وہ ماول یا مردود ہی اگرچہ وہ روایت کافی کلینی
کی جو اون کے نزدیک اصح الکتب ہی کیون نہو۔ مولوی دلدار علی صاحب لکھنوی جو فرقۂ شیعے کے
بڑے مجتہد تھے کتاب صوارم مین بذیل عقیدہ ۱۲۵ لکھتے ہین۔ و ما میگویم کہ ہر یک از احادیث
کافی گو رُوات آن ضعیف و مجروح باشند قطعی الصدور اند چنانچہ شما ادّعای آن میکنید
و ایضاً بر تقدیر قطعی بودن ہرگاہ آیات قرآنی منسوخ باشند و مادل جبر البعضی احادیث

کافی ما دل بناشند بنابر مخالف بودن آن از اجماع و الاحادیث المستفیضہ ۔ اور کتاب ذوالفقار
مین بذیل مقدمۂ ہشتم مجتہد صاحب مذکور لکھتے ہین ۔ بالاتفاق میان علمار اسلام قاعدۂ مقررست
کہ آنچہ از آیات و احادیث کہ بر خلاف قطعیات دلالت داشتہ باشند می انداز ند اگر قابلیت
داشتہ باشند و الا ماول مسیاز ند) اور جب حال روایات کلینی کا اور سب روایات احاد کا ایسا ہو
جیسا بیان ہوا تو پس ایک دور روایات احاد عین الحیات اور مانند اوسکے متروک ہوتی ہین کیا بعید
لازم آتا ہو ۔ یہ بہی ایک دعوی پادری صاحب کرتے اور کہتے ہین کہ مشکاۃ المصابیح کی کتاب
فضائل القرآن کے فصل اول مین کہ وہ کتاب اہل سنت و جماعت کے معتبر اور مشہور ہی جو لکہا ہے
خلاصہ ترجمہ اوسکی عبارت عربی کا ذیل مین درج ہی ۔ حضرت عمر ابن الخطاب رض کہتے ہین کہ ہشام
ابن حکیم ابن حزام کو مینے سورۂ فرقان اوس قرات کے خلاف پڑہتے سنا جو مجہے رسول خدا صلعم نے
پڑہائی تہی مینے چاہا کہ اوسکو منع کرون مگر مینے اوسکو اتنی مہلت دی کہ وہ پڑہ چکے تب مین اوسکی چادر
پکڑ کر رسول خدا صلعم کے پاس لیگیا اور کہا یا رسول مینے اس شخص کو سورۂ فرقان ایک اور قرات سے
پڑہتے سنا ہے کہ جو آپنے مجہے بتائی ہی اوسکی خلاف ہی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اوسے چہوڑ دو اور اس
سے فرمایا کہ پڑہ اوسنے وہی قرات پڑہی جو مینے اوسکو پڑہتے سنا تہا تب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
اسیطرح نازل کی گئی ہی ۔ پہر مجہسے بہی فرمایا کہ تو پڑہ مینے بہی پڑہی فرمایا کہ اسی طرح نازل کی گئی ہے
اور قرآن سات قراءت پر نازل ہوا ہے جس قرات پر آسان ہو اوس قرات پر پڑہو یہہ حدیث
متفق علیہ ہی ۔ اور عبارت مسلم کی ہی ۔ پہر تیسری فصل مین جو مرقوم ہے اوس عربی عبارت کا
خلاصہ یہہ ہی کہ زید ابن ثابت رض کہتے ہین کہ ابوبکر رض نے مقتل اہل یمامہ مین آدمی بہیجکر مجہے بلوایا
مین اونکے پاس گیا دیکہا کہ اونکے پاس عمر رض بہی ہین ابوبکر رض نے مجہسے کہا کہ عمر رض نے میرے پاس آکر
کہا کہ لڑائی کے دن قرآن کے قاری بہت مقتول ہوئے ہین ڈرتا ہون کہ اگر اور مقامون مین بہی
ایسا ہی مقاتلہ ہوگا تو قرآن مین سے بہت جاتا رہیگا مین یہہ چاہتا ہون کہ تم قرآن کے جمع
کرنیکا حکم دو مین نے عمر رض سے کہا کہ وہ کام جو رسول اللہ صلعم نے نہین کیا تم کیونکر کرو گے اونہون نے

کہا خدا کی قسم یہہ اچھا ہی پس عمر رضہ تبکرار یہی بات مجہسے کہتے تھے حتی کہ اسد تعالی نے میرے
دل کو اوس امر پر آگاہ کیا اور وہ فایدہ جو قرآن کے جمع کرنے مین عمر رضہ کو معلوم ہوتا تہا مجہے
بہی معلوم ہوا اب زید رضہ کہتے ہین کہ ابو بکر رضہ نے مجہسے کہا تم مرد جوان عاقل ہو اور سہو اور
تہمت سے مبرا ہو اور بحکم رسول اسد صلعم کے زمانہ مین وحی لکہا کرتے تھے پس تم قرآن کے تتبع
کر کے اوسے جمع کرو خدا کی قسم اگر لوگ مجہے ایک پہاڑ اوٹہانے کی تکلیف دیتے تو بہی مجہپر بہاری
نہ پڑتا جیسا قرآن کا جمع کرنا بہاری پڑا میںنے اونسے کہا کہ جس کام کو رسول اسد صلعم نے نہین کیا تم اسے
کیونکر کرتے ہو اونہون نے کہا واسد یہہ بہتر ہے پس ابو بکر رضہ نے بتکرار مجہسے کہا یہانتک کہ اسد جلشانہ
نے میرے دل کو بہی اوس امر کے فایدہ پر آگاہ کر دیا جس پر ابو بکر رضہ اور عمر رضہ کے دل کو آگاہ کیا
تہا پس میںنے قرآن کے تتبع اور تلاش کے اور خرما کے پتون اور پتہرون اور حافظ لوگون کو دلونسے
لیکر اوسے جمع کیا حتی کہ سورہ توبہ کے آخر کی یہ آیت لقد جاءکم رسول من انفسکم خاتمۂ
برءۃ تک ابی خزیمۂ انصاری کے سوا کسیکے پاس لکہے ہوئے نپائے پس قرآن کے وہ اجزا ابو بکر رضہ
کے پاس رہے جب اونہون نے وفات پائی تو عمر رضہ کے پاس رہے اون کے بعد اون کے بیٹی حفصہ رضہ
کے پاس رہی یہہ بخاری کی روایت ہی اور انس ابن مالک کہتے ہین کہ حذیفہ ابن یمان عثمان رضہ
کے پاس آئے درحالیکہ وہ ارمینیہ مین اہل شام کے ساتہہ اور آذربیجان مین اہل عراق کے ساتہہ
جہاد کر رہے تھے اور قاریون کی مختلف قراءت سے ڈرکر عثمان رضہ سے کہا کہ اے امیر المؤمنین
اس امت کی خبر لیجیے اس سے پہلے کہ وہ کتاب الٰہی مین اختلاف کرین مثل یہود اور نصاری کے
پس عثمان رضہ نے حفصہ رضہ کے پاس آدمی بہیجا کہ تم اجزاء قرآن کے ہمارے پاس بہیجدو تاکہ ہم
اوسکے متعدد نسخے لکہین اور پہر تمکو دیدین حفصہ رضہ نے وہ اجزاء عثمان رضہ کے پاس بہیجدیے تب
عثمان رضہ نے زید ابن ثابت رضہ اور عبد اسد بن زبیر اور سعید بن العاص اور عبد اسد بن الحارث
ابن ہشام کو مامور کیا اونہون نے اوسکو متعدد نسخون مین لکہا اور عثمان رضہ نے ان تینون شخصون
(یعنی عبد اسد بن زبیر اور سعید بن العاص اور عبد اسد بن حارث سے جو قوم قریش تہے کہا

کہ جسوقت تم تینون شخص اور زید قرآن کے کسی امر مین اختلاف کرو تو اسی قریش کے لہجہ پر لکھنا
کیونکہ قرآن اونہین کی زبان مین نازل ہوا تہا پس اونہون نے ایسا ہی کیا جبکہ اجزا کو متعدد
نسخون مین لکھ چکے تو عثمان رض نے اوسے حفصہ رض کے پاس پہر بہیجدیا اور ہر طرف ایک ایک
صحیفہ اُن نسخون مین سے جنہین اب لکہا تہا بہیجدیا اور اوسکے ماسوا جتنے قرآن کے صحیفے تھے
اونکے جلادینے کا حکم دیا ابن شہاب کہتے تھے کہ خارجہ بن زید بن ثابت نے مجھے خبر دی کہ
اوسنے زید بن ثابت یعنی اپنے باپ سے سُنا کہ وہ کہتے تھے کہ جسوقت قرآن کو ہمنے لکہا سورۂ
احزاب کی ایک آیت جو مینے رسول اللہ صلعم کو پڑہتے سُنی تھی مجھے لکہی ہوئی نہ ملی تب ہمنے
اوسے ڈہونڈہا تو خزیمہ بن ثابت انصاری کے پاس پائی اور وہ آیت یہہ ہے مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ پس ہمنے اوسے سورۂ احزاب مین لاحق کرکے کتاب
مین داخل کیا یہہ بخاری کی روایت ہے قول پادری صاحبون کا منتہی ہوا - اب سنیے ہم ان
تینون حدیثون کو مانتے ہین لیکن ان کو پادری صاحبون کے دعوی سے کوئی مناسبت نہین ہے
کیونکہ علی الزعم پادری صاحبون کی ان حدیثون سے چار باتین پیدا ہوتی ہین جنہین با خود ہی لکہتے ہین
اور پادری صاحب کہتے ہین - اب مشکوۃ کے ان حدیثون سے کئے ایک باتین ثابت ہوتی ہین
اول یہہ کہ خود محمد صاحب کے وقت مین ایک شخص نے ایک آیت کو ایسا اور دوسری نے اوسی
آیت کو ویسا پڑہا تہا - دوسرے یہ کہ قرآن محمد صاحب کی وقت مین ایک جلد مین جمع نہین ہوا تہا
بلکہ ابوبکر رض نے آیات جمع کرنیکا حکم دیا اگرچہ محمد صلعم سے اس کام کے واسطے اُنکو حکم نہین ملا تہا بلکہ
صرف براہ مصلحت یہہ کام کیا تہا تاکہ مبادا آیات گم ہوجا دین - تیسرے یہہ کہ عثمان رض نے
بعہد خلافت خود جب دیکہا کہ لوگ پہر بھی قرآن کے پڑہنے مین فرق کرتے ہین ڈرے کہ
قرآن مین آگے اور زیادہ خرابیان ہون اسواسطے زید وغیرہ کو حکم دیا کہ قرآن کو دوبارہ
صحیح کرین اور سب آیات قریش کی زبان مین لکہین - چوتہے یہہ کہ اُنہون نے سب اگلے
نسخے جمع کرکے جلادیے اور اوس نئے نسخے سے اور نسخے لکہوا کر سب جگہہ بہیجدیے اور اسطرح

اوسکو مشہور کیا اب ہم پوچھتے ہین کہ عثمان رضہ نے کسواسطے اگلے نسخون کو جلادیا اگر وہ نیا نسخہ جو انھون نے مشہور کیا اور اب مستعمل ہے اگلے نسخون سے مضمون اور الفاظ مین بعینہ برابر اور موافق تھا اور اونھون نے صرف آیات اور سورتون ہی کی ترتیب اور ترکیب اور طور پر کی تھی تو کیا سبب تھا کہ اوسکو جلادیا بلکہ لازم تھا کہ سب کو نہین تو بعض کو ضرور ہی رکھ چھوڑتے تاکہ کوئی کہے کہ تمنے قرآن کو تغیر کردیا اور بدل ڈالا تو ان اگلے نسخون کو اوسکے سامنے رکھتے اور کہتے کہ لو یہ اگلے نسخے ہین دیکھو اور مقابلہ کرو تاکہ تمہین معلوم ہو کہ یہ قرآن مضمون اور الفاظ مین اگلے نسخون سے موافق اور مطابق ہی لیکن اس بات سے کہ عثمان رضہ نے ایسا نہین کیا بلکہ سب اگلے نسخون کو جلادیا تو کچھ اور گمان نہین ہوتا مگر یہی کہ اگلے نسخون مین سے ہر ایک اور طرح کا تھا یا یہ جیسا شیعے کہتے ہین کہ اوس نے قرآن کو قصداً کم کیا اور بعض آیات مین تغیر اور تبدل کیا ہی اور اوس نسخہ کو جو حفصہ رضہ کے پاس تھا اور عثمان رضہ نے اوسکو پھیر دیا اوسکی خبر کسیکو نملی اور نہ کسینے اوسکو پھر دیکھا شاید عثمان رضہ نے من بعد اوسکے جلادینے کا بھی حکم دیا ہوگا اگر کسی محمدی پاس ہو تو اوسے ظاہر کرے تا اب کی قرآن کو اوس سے مقابلہ کرین اور معلوم ہووے کہ یہ اوس سے مطابق ہے یا نہین اب اس صورت مین کہ شیعے ایسا کہتے ہین اور سنیون کی مشہور اور معتبر کتاب مین بھی ایسی باتین لکھی ہین تو ہر صاحب فہم وشعور کے دل مین قرآن کے صحیح اور اصل ہونے کی بابت شک کلی ہوگا اگر محمدی ایسی باتین توریت وانجیل کی بابت مسیحیون کی مشہور اور معتبر کتابون سے نکال لاسکتے تو البتہ اونکا یہ ادعا کہ کتب مقدسہ مین تحریف ہوئی ہے بیجا نہوتا۔ اب پادری صاحبون کے ان شبہات کا جواب سنیے اور انصاف کیجیے۔ ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ یہ قول پادری صاحبون کا کہ (مشکوۃ کی ان حدیثون سے کئی باتین ثابت ہوتی ہین پہلے یہ کہ خود حضرت محمد صاحب صلعم کے وقت مین ایک شخص نے ایک آیت کو ایسا اور دوسرے نے اوسی آیت کو ویسا پڑھا تھا مخدوش ہے کیونکہ یہ اختلاف فقط قرارت مین تھا جیسا کہ خود ہی پادری صاحب نے اول حدیث کے ترجمے مین لکھا ہی کہ وہ

سورۂ فرقان میری قرارت کے خلاف پڑہتا تہا الی آخرہ اور یا رسول اللہ مین نے اس شخص کو سورۂ فرقان ایک اور قرارت سے الی آخرہ۔ اور قرآن سات قرارت پر نازل ہوا ہے الی آخرہ۔ اور ہر ایک قاری نے اپنی قرارت کو خود رسول مقبول صلعم سے صحیح کر رکہا تہا اور ساتون قرائتین متواتر ہین اور سب کے سب رسول اللہ صلعم سے منقول ہین۔ ہمکو پادری صاحب کی فہمید اور عقل سے کمال استعجاب ہے کہ اسکو اثبات تحریف مین نقل کرتے ہین ارے صاحب اثبات تحریف کے لئے ضرور ہی کہ کسی کتاب محرف کی عبارت بدل دیجاوے اپنی طرف سے کوئی عبارت بڑہائی جاوے اور وہ ایسی خلط ملط ہو جاوے کہ اوسکی تمیز نہو سکے ہان البتہ اگر یہہ اختلاف قرارت ایسا ہوتا کہ اللہ تعالی جلشانہ کی طرف سے ایک ہی عبارت نازل ہوتی اور آنحضرت صلعم نے بہی اسکو ایک ہی طرح پڑہا ہوتا اور بعد آنحضرت صلعم کے اوسکو لوگ بدل ڈالتے اور اور عبارتین اپنی طرف سے بنا کے پڑہنے لگتے اور عبارت قرآن کا تواتر بہی نہوتا بلکہ وہ عبارت لوگون کی عبارتون کے ساتھ ایسی ملکر مخلوط ہو جاتی کہ پہر اوسکی تمیز نہو سکتی تو اس صورت مین البتہ جاے گفتگو ہو سکتی تہی اور دعوی تحریف پادری صاحب بجا ہوتا لیکن یہ بات یہان نہین ہی یہہ بات تو عہد عتیق اور عہد جدید ہی کے حصے مین ختم ہو چکی چنانچہ صاحب اعجاز عیسوی نے لکہا ہی کہ اوسمین ایسے اختلافات عبارت موجود ہین کہ جسمین معلوم نہین ہو سکتا کہ اوسمین سے کون سی عبارت اصل ہی اور کون سی ملحدون اور کاہنون نے داخل کردی ہے۔ چنانچہ ہارن صاحب جلد ۲ کے صفحہ ۳۲۵ مین لکہتا ہی کہ جب دو یا زیادہ عبارتین باہم مختلف ہون تو ضرور ہے کہ اونمین سے ایک ہی سچی ہو سکتی ہے اور باقی یا قصداً تحریف ہے یا سہو کاتب۔ اور اصل کو ساختہ سے پہچاننا اکثر دشوار ہے پس جہان تہوڑا سا بہی شبہہ ہوتا ہے توسب کو اختلاف عبارت کہتے ہین لیکن جب صریح معلوم ہو کہ کاتب نے جہوٹ لکہا ہے تو اوسکو غلطی کاتب شمار کرتے ہین انتہے) دیکہیے اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ ایسے اختلاف عبارت مین بجز ظن و تخمینہ کے ہرگز کسی کلام کو اونمین سے مصنف کی طرف یقیناً منسوب نہین کر سکتے اور اسطرحکا اختلاف عبارت اہل اسلام کے

اصطلاح ہین مین تحریف ہے کیونکہ کلام غیر الہامی کلام الہامی سے ایسا مخلوط ہو گیا کہ ہرگز متمیز
نہین ہو سکتا یہہ بات صرف دو ہی چار جگہہ نہین بلکہ بہت سی جگہہ ہین چنانچہ اعجاز عیسوی
مین لکھا ہے کہ ڈاکٹر مل نے جو عہد جدید کے نسخہ ملائے تو ایسے اختلافات تیس۳۰ ہزار بتائے
اور ڈاکٹر گریس بیک نے جو اوس سے زیادہ نسخون یعنی مین سو پچین۳۵۵ کا مقابلہ کیا تو ڈیڑہ لاکھ
ایسے اختلافات عبارت کے نشان دیے پس خیال کرنا چاہیے کہ اگر جہان کی سب نسخے ملائے
جائین تو خدا جانے کسقدر اختلاف نکلین گے کس لیے کہ ابہی ہزارون ایسے نسخے موجود
ہین کہ اونکو کسی نے مقابلہ نہین کیا چنانچہ واٹکمین کے کتب خانے کے نسخون مین سے صرف ۴۴
نسخہ ملائے گئے ہین - اور فلارنس کے کتب خانہ مین بہی قریب ایک ہزار نسخے کے موجود ہین لیکن
اونمین سے صرف ۴۴ نسخہ ملائے گئے ہین پس اسی طرح ہزارون نسخے ابہی ملانے کو باقی ہین
اگر زیادہ تصریح اوسکی کیجاوے تو طوالت ہوجاوے جسکا دل زیادہ تفتیش کو چاہے وہ
گریز بیک اور ریکا بلیس کی کتابون مین دیکھ لیوے رسالۂ ہذا مین زیادہ لکھنے کی گنجایش
نہین ہی اس رسالہ مین اور کچھہ لکھنا مد نظر ہے پس ظاہر ہے کہ اگر ڈیڑہ لاکھہ اختلاف عبارت کو
سنو نسخون پر تقسیم کرین تو فی نسخہ ڈیڑہ ڈیڑہ ہزار اختلاف عبارت بانٹے آوینگے - یہان
بفضلہ تعالی اگر تمام روے زمین کے قرآن جمع کیے جاوین تو کسی لفظ بلکہ حرفون مین بہی اختلاف
نہ پایا جاویگا پس سے ببین تفاوت رہ از کجاست تابہ کجا ۔ اگر کتب عہد جدید وعتیق کی وہ
اختلافات عبارت جس سے اصل مسئلہ مین نقصان آگیا اگر اس مقام پر دکہائے جاوین تو
بجاے خود ایک کتاب ہو جاوے اس قسم کے مسئلے کتب مناظرہ مین دیکھ لیوین بخوبی ثابت
ہوجاویگا یہہ کہنا پادری صاحبون کا کہ اوس اختلاف عبارت سے کسی مسئلے مین نقصان نہین آتا
محض خلاف ہی چنانچہ مشتے نمونہ از خرواری دو ایک مثالین اس قسم کی اسجگہہ لکھہ دینا خالی از
لطف نہوگا - کتاب احبار کے باب ۱۱ کے درس ۲۱ مین اون حیوان کے بیان مین جو
بنی اسرائیل کے لیے پاک وحلال نہین ہین عبرانی نسخے کے متن مین یون لکھا ہے -

پھر تم سب رینگنے والے پرندون مین سے جو چار پاؤن سے چلتے ہین اور اونکی پچھلی ٹانگین اگلے
پاؤن سے لپٹتی ہوئین نہین ہین کہ وہ اونسے کود کر زمین پر چلتے ہین تم اون مین سے کھاؤ۔
اور اس جملے کی عوض۔ اور انکی پچھلی ٹانگین اگلے پایون سے لپٹتی ہوئی نہین ہین الی آخرہ
عبرانی نسخے کے حاشیہ پر اور نسخون سے یہہ عبارت لیکے لکھی ہے اور اونکی پچھلی ٹانگین اگلے پاؤن سے
لپٹتی ہوی ہین الی آخرہ۔ اور اسی حاشیے کی عبارت کو اب عیسائی لوگ ترجمہ کرتے ہین چنانچہ
ترجمۂ انگریزی و عربی و ترجمہ ہندیہ و فارسیہ مین یہی عبارت ترجمہ ہوی ہی۔ مثلاً خروج کے ۲۱
باب ورس ۸ مین حضرت موسی ایک عبرانی کے باب مین جو اپنے بیٹیے دوسرے کے ہاتھ بیچتا تھا
اس خیال سے کہ وہ اس سے نکاح کریگا یون حکم فرماتے ہین اگر وہ آقا اوسکا جو اوسے اپنے
نام زد نہین کرکے رہ گیا ناراض ہو تو اوسکا فدیہ دیکے الی آخرہ۔ اور حاشیے پر عبرانی نسخے کی
اور نسخے سے یون عبارت نقل ہوئی ہے اگر وہ آقا اوسکا جو اوسے اپنے نام زد کرکے رہ گیا ناراض
ہو تو اوسکا فدیہ دیکے الی آخرہ اور یہی عبارت اب ترجمون مین لکھی جاتی ہے۔ اب ذرا خیال
کی بات ہی کہ جب کتب مقدسہ مین ایسے اختلافات عبارت کے جو آپسمین ایک دوسرے کی باہم
تناقض ہین پائے جاوین اور اونمین سے کسیکو بالیقین یہہ کہا جا سکے کہ یہ اصل مصنف کی عبارت
ہے بلکہ دونون پر احتمال صدق و کذب کا ہو تو بھلا اس صورت مین اوس مسئلے پر کہ جس سے وہ
عبارتین متعلق ہین کسطرح حکم قطعی ہو سکتا ہے لہذا بہت سے مسئلو نمین شبہہ ہا مثلاً حلت
و حرمت کی مسئلے مین کہ اب نہین معلوم ہو سکتا کہ کون سے جانور حلال تھے آیا وہ جنکی پچھلی ٹانگین
اگلے پاؤن سے لپٹی ہوی تھین۔ یا وہ جنکی ٹانگین اگلے پاؤن سے لپٹی ہوئی نہ تھین کیونکہ
دونون عبارتین موجود ہین۔ یا مثلاً لونڈی کی بابت کے مسئلے مین کون شخص اوسے آزاد کرے
آیا وہ شخص جسنے اوسے اپنے نام زد کر لیا ہی یا وہ شخص جسنے اوسے اپنے نام زد نہین کیا کسلئے
کہ اسکی بابت بھی دونون عبارتین موجود ہین۔ اور بہت سے ایسے مسائل ہین اب فرمایئے
کہ اختلافات عبارت سے مسئلے مین نقصان ہوا یا نہین۔ پھر فرمانا پادری صاحبون کا کہ کسی

سے اسمین نقصان نہین آیا پیچ ظاہر کہ نہین پادری صاحبون کی کتب مقدسہ کی اختلافات
عبارت کا تو حال معلوم ہو چکا اب حال اختلاف قرارت قرآن مجید کا سنیئے کہ وہ کہتے ہین واضح رہے
کہ ساتون قرارت قرآن مجید مین اختلاف اس قسم کا ہی کہ بعض قرارت کے موافق فتحہ خالص
اور بعض کے موافق امالی کے ساتھ اور بعض کے ادغام اور بعض کے اظہار اور مانندان کے پڑھا
جاتا ہی اور مضمون سب کا ایک ہی اور ہرگز ایسا اختلاف نہین کہ موافق بعض کے ایک حکم اور
موافق دوسرے کے دوسرا حکم نکلے۔ اور دوسرے یہ قول پادری صاحبون کا کہ قرآن محمد صلعم
کے وقت مین ایک جلد مین جمع نہین ہوا تھا الی آخرہ۔ یہ قول بھی پادری صاحبونکا محض لچر
ہی کیونکہ قرآن گو ایک جلد مین جمع نہین ہوا تھا لیکن سب قرآن پتھرون کے ٹکڑون وغیرہ پہ لکھا
تھا اور حضرت صلعم کے وقت مین چوبیس آدمی وحی کے لکھنے والے تھے اور بہت صحابہ حافظ تھے
تیسرا یہ قول پادری صاحبون کا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے بعہد خلافت خود جب دیکھا کہ لوگ پھر
بھی قرآن کے پڑھنے مین فرق کرتے ہین ڈرے الی آخرہ یہہ بھی کچھ نہین ہی بلکہ حقیقت حال اتنا ہی
ہے کہ قرآن اصل مین موافق لغت قریش کے نازل ہوا پھر حضرت صلعم کے التماس سے فراخی ہو گئی
تھی اوسکے موافق خلافت عثمان رض تک پڑھتے رہی اور عثمان رض نے اپنی خلافت مین جب دیکھا
کہ بعض لوگ اپنی قرارت کو دوسری قرارت پر ترجیح دیتے ہین اور باخود ہا نزاع بیہودہ پیدا
ہوتی ہے اور یہ بات درحقیقت بری تھے لہذا اونہون نے اس نزاع کے رفع کرنے کے لیے
بمشورے پچاس ہزار آدمیون کے یہ مناسب جانا کہ سب موافق لغت قریش کے پڑھتے
رہین اور جو صحیفے عہد حضرت ابوبکر رض کی لکھی گئے تھے اور وہ سب موافق لغت قریش کے
تھے اونہین سے مصحف نقل کروا کر اطراف وجوانب مین بھیجے گئے۔ اور یہہ بھی معلوم
رہنا چاہیے کہ یہہ اختلاف اور لغتون کا لغت قریش سے ایسا تھا کہ فقط (التابوت)
موافق لغت قریش کے (ت) سے اور موافق لغت زید رض کی جو انصار سے تھے
ہای ہوز کے ساتھ پڑھا جاتا تھا یعنے (التابوہ) اسی طرح اور جا بھی قیاس کرنا چاہیے۔

کسی طرح پر حضرت عثمان رضہ نے اپنی طرف سے اصلاح نہین دی - اگر پادری صاحب امر مذکورۂ بالا کو اپنے اصطلاح مین اصلاح کہتے ہین تو کوئی محل طعن نہین ہی - اور یہہ قول پادری صاحبون (اور اونہون نے صرف آیات اور سورتون ہی کی ترتیب اور ترکیب اور طور پر کی تہی) کا بہی لغو ہے اسلیے کہ حضرت عثمان رضہ نے آیتون کی ترتیب مین بہی کچہہ دخل نہین دیا بلکہ آیتون کی ترتیب وہی ہی جو زمانہ مین آنحضرت صلعم کے تہی کیونکہ جب جبرئیل ع کوئی آیت قرآن کی لاتے تہے تو فرما دیتے تہے کہ اس آیت کو فلانی آیت کے بعد رکہیو اور وہ آیت وہین رکہی جاتی تہی اور بہرحال آیات مین وہی ترتیب ہی جو آنحضرت صلعم کے زمانہ مین تہی اور اسی ترتیب سے پڑہتے تہے - قول پادریونکا (تو کیا سبب تہا کہ اونکو جلادیا) الی آخرہ - پس سبب تو اسکا ظاہر ہے وہی سبب جو بیان ہوچکا یعنی آپس کی بیہودہ نزاع اور بعض قرأۃ کی بعض پر ترجیح - اسکے دفع اور اوٹہ جانے کے واسطے ایسا کیا سوا اسکے کوئی سبب نہ تہا - قول پادریان بلکہ لازم تہا کہ اگر سب کو نہین تو بعض کو ضرور ہی رکہہ چہوڑتے الی آخرہ - یہہ کہنا پادریون کا محض توہم ہی کیونکہ حضرت عثمان رضہ نے صرف یکہ و تنہا چپکے سے چہپا کے اپنے گھر مین بیٹھ کر یہہ کام نہین کیا تھا بلکہ علانیہ بمشورہ پچاس ہزار آدمیون کے یہہ کام ہوا تہا اور کسی قدیم نسخے کے رکہہ چہوڑنے کی کیا ضرورت تہی کیونکہ بسبب تواتر قرآن مجید کے مسلمانون سے یہہ ہرگز امید نہ تہی کہ کوئی ایسا کہیگا اور غیر دین اسلام والون مین سے کسی نے گو وہ قرآن کو نہین مانتے یہہ بیہودہ خیال و گمان بہ نسبت قرآن کے نہین کیا تہا یہہ فقط پادری صاحبان زمانہ حال اپنی ندامت مٹاتے ہین اور کچہہ نہین - یہ قول پادری صاحبانکا کہ جیسا شیعے کہتے ہین کہ اوسنے تو یعنی حضرت عثمان رضہ نے قرآن کو قصداً گم کیا اور بعض آیات مین تغیر اور تبدل کی ہے اور اوس نسخے کو جو حفصہ رضہ کے پاس تہا اور عثمان رضہ نے اوسکو پہیر دیا الی آخرہ یہہ تو اوپر گذرا اور بیان ہوچکا کہ جمہور اور علماے محققین اہل تشیع اس امر سے

انکار کرتے ہین اور جو تہوڑے لوگ مجہول فرقۂ شیعہ سے اسکے قائل ہوے ہین انکو اوسی فرقہ والے غیر معتبر اور اون کے قول کو باطل سمجہتے ہین مگر افسوس ہو کہ پادری صاحب ان بعض کے قول کو سند پکڑتے ہین اور اپنے فرقون سے فرقۂ ابیونی اور مارسیونی اور مانی کیز اقوال کو نہین دیکہتے ہین حالانکہ مقتضای انصاف تو یہ ہو کہ ان بعض شیعے کے قول کو اپنے اون تینون فرقون کے اقوال سے کہ اون کے اقوال اور عقاید بہی اوپر مذکور ہو چکے ہین ذرا مقابلہ کرین اور انصاف کرکے شرمائین - یہ قول پادری صاحب کا کہ (اب اس صورت مین کہ شیعے ایسا کہتے ہین اور سنیون کے مشہور اور معتبر کتاب مین بہی ایسی باتین لکہین ہین تو ہر صاحب فہم وشعور کے دل مین قرآن کے صحیح اور اصل ہونے کی بابت شک کلی ہو چکا) شیعون مین سے تو اونہین بعض مجہول غیر معتبر نے کہا ہو جنکو کہ اونہین کی جمہور علماء محققین نے جہٹلا دیا اور فرقۂ اسلامی کا تو کیا ذکر مگر پادری صاحبون کو ذرا یہہ بہی تو خیال ضرور چاہیے کہ اوسنے بڑہکر پادری صاحبون کے فرقون نے انبیاء اسرائیلی اور عہد عتیق اور جدید کی کتابون کی نسبت کہا ہو - اور سنیون کی مشہور کتابون سے تو پادری صاحبون نے خاک بہی نہ نکالا تو اس حال مین ایسے ذی شعور جیسے آپ لوگ معترض ہین شک کلی رکہین تو کوئی مضائقہ نہین - وگرنہ اور کوئی منصف اور عادل مزاج عیسائی تو ہرگز ایسا نہ کہیگا کیون اسلیے کہ حضرت عثمان رضؓ اصحاب رسول اللہ صلعم تھے اور اونہون نے بلا واسطہ رسول مقبول صلعم سے خود قرآن مجید کو صحیح کرلیا تہا اور حضرت عثمان رضؓ کل قرآن کے حافظ تھے اور جو صحابہ رضؓ قرآن کے جمع کرنے مین مصروف تھے وہ لوگ خود کاتبان وحی تھے اور اون کے سوا اور بہت صحابہ رضؓ حافظ تھے خصوصاً حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ جو بعد حضرت عثمان رضؓ کی مسند خلافت پر بیٹھے اور اسی قرآن کے موافق حکم کرتے رہے اور اسی قرآن کی تلاوت اور اسی قرآن سے نماز اور فرماتے رہے علاوہ اسکے حضرت مرتضی علیؓ اسد اللہ الغالب من کل غالب کی موجودگی مین قرآن مین کمی ہو اور کمی بہی کیسی کہ جسمین

فضایل علی مرتضی اور اونکی اولاد کی ہون وہی آیات نکالی جاوین اور خدا کے کلام مین تحریف اونکی سامنے وقوع مین آوے اور وہ ایک مجبوری کی حالت مین بیٹھے دیکھا کرین بلکہ معاذ اللہ خود مارے خوف کے تقیہ کرکے اونکے شریک مشورہ ہوجاوین معاذ اللہ یہہ ہرگز اونکی ذات مقدس صفات سے امکان و وقوع نہین رکھتا یہہ تو وہ حضرات ہین کہ ذرا ذرا خلاف حکم خدا اور رسول پر سزا دین اپنا جان دین یا اوسکی جان لین خلاف حکم خدا و رسول عزیز اقارب دوست احباب کسی کی رعایت نکرین نہ یہہ کہ اتنا بڑا امر عظیم ہو کہ کلام آلہی مین کمی کیجاوے اور یہہ کچھ خبر نہون بلکہ شریک ہوجاوین کل فرقہ اسلامی مین سے کوئی ایسا بیہودہ خیال نہین کرسکتا سواے اُن تھوڑے سے شیعون کی جنکو خیالات بالا ونہین کے فرقہ کے لوگ مہمل اور راوون کے قول کو نامعتبر سمجھتے ہین اور اونکو جھوٹا جانتے ہین ایسا کہین اور پھر اپنے تئین شیعۂ علی تصور کرین - یہہ قول پادری صاحبو نکا کہ (اگر محمدی ایسی باتین توریت و انجیل کی بابت مسیحیون کے مشہور اور معتبر کتابون سے نکال لاسکتے تو البتہ اونکا یہہ دعوا کہ کتب مقدس سے تحریف ہوئی ہے بیجا نہوتا) - اب سنیے کہ خدا نکرے جو محمدی لوگ ایسے کمزور حجتون اور پوچ دلیلون سے یہ دعوی کرین یہہ رتبہ بلند تو پادری صاحبون ہی کا ہی اور بس ذرا ازالۃ الاوہام اور چشم الضالین سے دیکھیے مگر تعصب کو چھوڑکر تو کھل جائیگا کہ محمدیون کے پاس تو اثبات تحریف کے لیے بڑی بڑی قوی دلائل موجود ہین ازانجملہ کچھ تو اوپر بیان ہوے چونکہ رسالہ ہذا مین مقصود بالذات فضایل صحابہ رض کا لکھنا منظور ہین زیادہ اس بحث سے بہت طول ہوگا لہذا دو ایک اعتراض اور جواب اس رسالے مین بھی لکھ دیتے ہین باقی جو اس فن اور بحث کی کتابین ہین اونہین ملاحظہ کرنا چاہیے - منجملہ اوسکے یہہ ہی کہ جمہور قدماے عیسائی عبرانی نسخے کی محرف ہونے کے قائل تھے اور یہودیون کو تحریف کرنے کا الزام دیتے تھے مثلاً یوستینوس شہید نے طریفن یہود کے مقابلہ مین دعوی کیا کہ یہود نے عہد عتیق سے کتنی پیشین گوئیان جو حضرت عیسی علیہ السلام کے حق مین تھین نکالڈالین - اور نیز

ہارن صاحب نے بہی لکہا ہی کہ جسٹن اپنی کتاب مین بمقابلہ طریفن یہود کے دعوی کرتا ہی
کہ عزرا نے لوگون سے کہا تہا کہ عید فصیح کا کہانا ہمارے خداوند نجات دہندہ اور پناہ کا کہانا ہی
تو سمجہو کہ اگر تم خداوند کو اس نشان یعنے کہانے سے اچہا سمجہوگے اور اوس پر ایمان لاؤگے
تو یہہ زمین کبہی ویران نہوگی اور اگر تم اوسپر ایمان نہ لاؤگے اور اوسکا وعظ نہ سنوگے تو
تو تم غیر قومون کی ہنسائی کا سبب ہوگی اور وائٹیکر اس فقرہ کی سچائیکا حامی ہے اور وہ یہہ کہتا ہی
کہ یہہ فقرہ عزرا کی کتاب کی باب ۶ کی ورس ۲۰ و ۲۱ کی باب مین تہا اور ڈاکٹر ایڈم کلارک
بہی اوسکی صداقت پر راغب ہی اور ڈاکٹر بریٹ صاحب کہ نسخہ عبری کا بڑا حامی ہی اپنی کتاب
مین یون لکہتا ہی کہ البتہ اس بات مین مجہکو کچہہ شک نہین ہی کہ جسٹن نے طریفون کے ساتہ
وقت مباحثہ کرنیکے جن عبارتون کے نکال ڈالنے کا الزام یہودیون کو لگایا تہا گو اب عبری اور
سپٹوا جینٹ کے نسخون مین نہین پائے جاتے ہین پر حقیقت مین جسٹن اور ایرینیوس کے
وقت مین دونون ہین موجود اور کتاب مقدس کے جزو تہین خصوصاً وہ عبارت جسکی نسبت
جسٹن یہہ کہتا ہی کہ وہ یرمیاہ کے کتاب مین تہے ۔ سلبر جیس جسٹن کے حاشیے مین اور ڈاکٹر گریٹ
ارینیوس کے حاشیے مین لکہتے ہین کہ معلوم ہوتا ہی کہ پطرس کو اپنے پہلے خط کے چوتہے باب
کی ۶ ورس کے لکہنے کے وقت اس پیشین گوئی کا خیال ہوتا ۔ ازانجملہ وہ کہ بزرگون کی تاریخ
کی بابت جامعین تفسیر ہنری اور اسکاٹ کے یون لکہتے ہین کہ آگسٹائن ان تاریخون کی
بابت یہود کو تحریف کا الزام دیتا تہا اور یہی ہوا ہے جمہور قدما کی معلوم ہوتی ہی ازانجملہ وہ کہ
ان کتابون مین یقینی الحاق ہوئے ہین جیسا تینون مقصدون کی دوسری فصل مین گذرا ۔
ازانجملہ وہ کہ ان کتابون مین سے کچہہ ورس غایب بہی ہوگئے ہین سوا اسکے ہم کیا شکایت
کرین اہل کتاب نے تو کتنی کتابین ہضم کر ڈالین اور بعض جلا دین اور بعض پہاڑ ڈالین
تصریح اسکی کتاب اعجاز عیسوی مین بخوبی ہے ازانجملہ وہ کہ صرف عہد جدید کے کتابون مین
ڈیڑہ لاکہہ ایسے اختلاف عبارت کے ہین کہ جن مین سے ایک کو بہی یا بعض کو مصنف کی عبارت

نہین کہ سکتے جیسا کہ اوپر لکھ آئے ہین یہہ باتین محمدیون نے صرف معتبر کتابون سے ہی ثابت نہین
کین بلکہ اونہون نے ہنگام مباحثہ پادری فنڈر صاحب اور ڈاکٹر وزیر خانصاحب بمقام آگرہ
جو پادری صاحب سے گفتگو بمقابلہ مولوی رحمت اللہ صاحب و مولوی محمد مظہر صاحب ہوئی
تھی پادری صاحب کو سات آٹھ جگہہ تحریف اور تیس ہزار اختلافات عبارت کا اقرار کرنا
پڑا لہذا اب بمقتضای انصاف یہہ ہی کہ پادری صاحب یہہ کہا کرین کہ محمدیون کا یہ دعوی کرنا
کہ کتب مقدسہ مین تحریف ہوگئی ہے بیجا نہین ہی کیونکہ جو جو ثبوت کہ پادری صاحب طلب کرتے تھے
محمدیون نے اون سے بڑھ کر پیش کردئی جس شخص کو اسکی بحث بالتشریح دیکھنا ہو وہ کتاب
ازعیسوی دیکھ لے اب یہہ تو بخوبی ثابت کردیا گیا کہ قرآن مجید مین کچھہ بھی کمی بیشی نہین ہوئی
جیسا نازل ہوا تھا ویسا ہی ہی اور قیامت تک ایسا ہی رہیگا اور بعض مجہول ور نامعتبر فرقہ
شیعہ اور پادری صاحبون کو جو اس بارہ مین شبہات تھے اونکا پورا پورا جواب ہوگیا اب بھی
اگر اون حضرات شیعہ کو جو ایسا کہتے ہین تسلی نہو تو تعجب ہی کیونکہ اونہین کے علماے محققین کے
نزدیک ویسے لوگ جو تحریف قرآن کے قایل ہوے ہین مجہول اور نامعتبر اور جھوٹے ہین اب
آگے کچھہ اور آیات قرآن مجید کے جنسے فضایل صحابہ رض بخوبی ثابت ہین بیان کئے جاتے ہین تا
واضح رہے کہ خلفاے کرام اور صحابۂ عظام مہاجرین اور انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین
کی طرف کفر و نفاق و ارتداد کے نسبت کرنا موافق شریعت حنفیۂ احمدی سے کے بالکل
باطل ہی اور آیات قرانی اور اسیطرح اقوال ایمہ علیہم السلام کی جو کتب معتبرۂ اہل تشیع
مین منقول ہین اس خیال خام اور وہم بیہودہ اور عقاید باطل کو بالکل رد کرتے ہین
اور اس جگہہ اسکی ثبوت مین کچھہ آیات اور اقوال بیان کیے جاتے ہین سورۂ حج مین اللہ تعالی
صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی نسبت فرماتا ہے وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ
هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ط مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ ط هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ
مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَى النَّاسِ

فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ ھُوَ مَوْلٰکُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْر
یعنی جہاد کرو اللہ کے واسطے (خدا کے دشمنون سے ظاہری ہون مثل کفار کے یا باطنی ہون
مثل نفس اور شہوت کی جیسا چاہیے جہاد کرنا یعنے دل کی صفائی اور خلوص نیت سے)
اوسنے یعنے اللہ جلشانہ نے تمکو پسند کیا اور نہین رکھے تمپر دین مین کچہ مشکل دین تمہارے
باپ ابراہیم کا اوسنے یعنے اللہ جلشانہ نے نام رکھا تمہارا مسلمان حکم بردار پہلی سے)
یعنی پہلے قرآن کی اگلی کتابون مین) اور اس قرآن مین تاکہ رسول ہو بتانے والا تمپر اور
تم ہو بتانے والے لوگون پہ قایم کرو نماز اور دیتے رہو زکوۃ اور بہروسا کرو اللہ پر سب اپنے
کامون مین وہ تمہارا صاحب ہی اور پس کیا خوب مولی ہی اور مددگار۔ دیکہو اس آیت مین
اللہ تعالی جلشانہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے مخاطب ہوکر فرماتا ہی کہ مینے تمکو پسند کیا ہی
اور اگلی کتابون اور نیز قرآن مجید مین تمہارا نام مسلمان حکم بردار رکہا ہی تمکو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا نائب کیا تا ہمارے احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمکو بتا وین اور تم لوگونکو
بتاؤ۔ پس ظاہر ہے کہ اللہ جلشانہ نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کو پسند فرمایا
جو کوئی اون کو ناپسند کرے اوسنے معاذ اللہ خدا کا مقابلہ کیا اور نیز اللہ صاحب نے صحابہ
رضی اللہ عنہم اجمعین کو مسلمان کہا جو اونکو مسلمان حکم بردار نہ سمجھے اوسنے سراسر حکم خدا نمانا اور
جسنے حکم خدا نمانا اوسکو آپ ہی بتاؤ کیا کہین گے اور حسب منشای۔ لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَہِیْدًا
عَلَیْکُمْ وَتَکُوْنُوْا شُہَدَآءَ عَلَی النَّاسِ۔ یعنی تاکہ رسول ہو بتانے والا تمپر اور تم ہو بتانے
والے لوگون پر تعلیم دینی اور مذہبی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے بموجب حکم خداوندی ٹھہری
جسنے اونکی فرمانبرداری اور پیروی دین ومذہب مین نکی اوسنے درحقیقت خدا اور رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری نکی پس ظاہر ہی کہ منکر حکم خدا اور رسول مسلمان ہو ہی نہین سکتا
اے ہمارے پروردگار محض اپنے کرم اور رحم سے منکران صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی
کورچشمی وسیہ قلبی کو دور فرماکر نور ہدایت عطا فرما کہ وہ بہی تیرے بندے ہین وہ لوگ بہی

راہ راست پر آجائین اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی مراتب کو جو تونے اور تیرے حبیب پاک حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے فرمائے ہین یقین کرین

رتبہ اور شان صحابہ کی ہون لکھتا تعریف
اہل انصاف کو ہون اونکی سُنانا تعریف

ہم تو سو جان سے عاشق ہین کرین کیا تعریف
اونکی خوش ہوکے خدا آپ ہی کرتا تعریف

گر یقین ہے تو بہتو دیکھو قرآن لیکر
ہر جگہ پاؤگے تعریف ابوبکرؓ و عمرؓ

غور سے دیکھو تو قرآن مین ہی مذکور اکثر
صفت حضرت عثمان غنی و حیدر

رونق اسلام کو دی دین نبی پھیلایا
تب ابوبکرؓ نے یہہ رتبہ عالی پایا

شان فاروق کی سنکر کرو تم دل مین یقین
جنکے اسلام کی حضرت نے دعائین مانگین

اب سنو دل سے سخاوت کا تم عثمان کی حال
راہ مولا مین لٹاتے تھے سدا اپنا مال

زور بازو سے شجاعت ہی عیان حیدر کا
قلعہ اک آن مین کیا فتح کیا خیبر کا

الغرض جتنے ہین اصحاب رسول عربی
اونکی تم شان مین کرنا نہ کبھی بے ادبی

سفت وہ کہوتا ہے ایمان عدو بنتا ہے
جو کہ توہین صحابہ کی بدل سنتا ہے

کیسی تعریفین خدا کرتا ہے خوش ہو ہوکر
دیکھو قرآن مین ذرا دل سے مخاطب ہوکر

یارو انصاف کرو جو کہ فدا جان کرین
جان اور مال فدا از پئے ایمان کرین

چھوڑین گھربار کو ہمراہ نبی ہو جاوین
اور غریب الوطنی کا بھی بہت دکھ پاوین

ہوکے پامال غریب اور گدا کہلاوین
راہ مولا مین خوشی سے جو گلا کٹواوین

آگ مین کود پڑین شیرون سے بھی لڑجاوین
چشم احمد سے ذرا سا جو اشارا پاوین

جان اور مال کو حضرت پہ تصدق یارو
کیون وہ کرتے تھے بھلا ہمکو تمہین بتلادو

یا تو دنیا کی طمع کے لیے یہہ تھی سب بات
یا فقط دین کے خاطر یہہ اوٹھاے آفات

دونون وجہون کے سوا ہمکو کوئی اور سبب
اونکی جان بازی کا ظاہر نہین ہوتا مطلب

اب جو آسایش دنیا کا کیا جائے خیال
تو محض ہے یہہ غلط زر تہا وہان جمع نہ مال

تہا نہ جز نام خدا گھر مین نبی کے یار و
عیش و آرام کا سامان جو گھر مین ہوتا
کیہون بسر اپنے مکان مین نہ براحت کرتے
جس لیے ہوپنچے مدینے مین وہ سب ہے معلوم
گیا مدینہ کو گئے سن کے خزانے کی خبر
مال پا لینے کسی راجہ کے دربار گئے
قصہ کوتاہ وہان طمع کا کچھ نام نہ تہا
وہ تو تھے طالب دین اور خدا تہا مطلوب
جتنی باتین تہین صحابہ کی وہ سب تھین للہ
دیکھنا خوب ہی غیرون کی سُنی باتون سے
ہر بشر کے لیے واجب ہی کہ وہ دین کے کام
اب یہہ ہم پوچھتے ہین جتنے مذاہب ہین عام
کس طرح اوسپہ خداوند کی رحمت ہو گی
اور دشنام بھی اونکی ہو کہ جنکی اللہ
کھتے ہین جتنے تھے اصحاب نبی بد دین تھے
پھر نہین جانتے جب بدر مین ہوتا تہا جہاد
جب کہ کعبہ کو مدینہ سے نبی جاتے تھے
تھے تن چند وہان یا کہ تھا انبوہ کثیر
وہان پہ کس دھوم سی تعریف خدا کرتا ہی
تم سے مین خوش ہوا تم بھی ہوئے مجھسے رضی
اب یہہ انعام مین دیتا ہون رضا مندی کا

فاقہ رہتا تھا سدا گھر مین نبی کے یار و
خوف اعدا سے بھلا رنج سفر مین ہوتا
کس لیے بے سروسامانی سے ہجرت کرتے
راہ کا رنج و غم و درد و تعب ہے معلوم
لوٹ کر لائین وہان جا کے بہت سیم و زر
اس سبب سے گئے یہ زر کے طلب گار گئے
زر کی خواہش نہ تھی اور مال کا کچھ کام نہ تہا
مال اور زر سے سوا اونکو نبی تھے محبوب
بخدا اونمین کوئی شخص نہ تھا طالب جاہ
دیکھو تاریخ و سیر اپنے اوٹھا ہاتھو نسے
خوب سا سوچ لے اور جان لے اوسکا انجام
کس مین واجب ہی وظیفہ کی جگہ پر دشنام
جیسکے آئین مین دشنام عبادت ہو گی
کرتا قرآن مین تعریف ہے سبحان اللہ
جز تن چند کہ حضرت سے وہی بے کین تھے
کتنے اصحاب تھے موجود وہان چند افراد
کتنے اصحابون کو ہمراہ لئے آتے تھے
اسکو تو جانتے ہین یار و صغیر اور کبیر
خود صحابہ کی صفت اور ثنا کرتا ہے
مین بھی خوش تم سے ہون اور خوش ہو تم اسسے نبی
یعنی پیغام تمھین دیتا ہون خورسندی کا

رہنا جنت مین سدا چین سے آرام کے ساتھ
اب یہان موٹی سی اک بات بتاتے ہین ہم
یعنی اصحابون کو اچھا جو بتاتے ہین ہم
اگر اصحاب بنے ہین ہمہ تن نیک خصال
اور معاذ اللہ اگر قول مخالف ہو یہ راست
جب خدا ہم سے کریگا یہ قیامت مین سوال
ہم کہین گے کہ خداوند جہان ربِ جلیل
اوسی قرآن کے احکامون کو پیغمبرِ دین
اوسی قرآن کو ہم حکم ترا جانتے تھے
رضی اللہ کہا تو نے تو اے ربِ عباد
تو نے بھی بیعتِ رضوان مین کیا اونکا بیان
کہ خبردار خبردار صحابہ کو مرے
اے خدا ہم ترے قرآن کو حق جانتے ہین
اب ذرا اُنسے بھی کچھ پوچھیے یہ کیا کہتے ہین
انکے بھی پاس وہ قرآن چہل پارہ ہے
کونسا پارہ ہے اور کونسی آیت ہے خدا
اب ذرا دیکھ لے انکا بھی منگا کر قرآن
اونکی جان بازی سنو جنکو بُرا کہتے ہو
غار مین جب ہوئی پوشیدہ نبی مختار
گھر مین ارقم کے نبی تھے مع اصحاب کرام
آ لئے جسوقت عمرؓ شوق سے ارقم کے گھر

اور یہان رکھونگا تمکو مین بڑے نام کے ساتھ
بھولے بھٹکون کو رہِ راست پہ لاتے ہین ہم
اونکی تعریفین بیان کرکے سُناتے ہین ہم
تب تو ہر حال مین ہے ٹھیک ہمارا یہ خیال
تب بھی ہم ہونگے بری ذمہ تان ہی کم و کاست
جو بُرے تھے اونہین تم کہتے تھے کیون نیک خصال
لیکے قرآن ترا جاتے تھے حضرت جبریلؑ
اپنی امت کو کیا کرتے تھے ہر دم تلقین
جو بھلے اوسمین ہین ہم اونکو بھلا جانتے تھے
او رعنہم سے وہی تو ہین لئی تو نے مراد
اور نبی نے بھی ترے صاف کیا ہم سے بیان
نہ کہے کوئی بُرا خود وہ بُرا ہے جو کہے
اس لئے جتنے صحابہ ہین اونہین مانتے ہین
دیکھین کیا سامنے تیرے یہ بھلا کہتے ہین
جسمین احوال ہو نیک لکھا سارا ہے
جسمین اصحاب نبی کو ہے بُرا تو نے کہا
کیون دکھاتے نہین اسے بھائیو لاکر قرآن
ساری امت مین بُرا کہتے ہو سب ہی جنکو
کون تھا غیر ابو بکرؓ وہان پہ غمخوار
کرتے تھے ذکرِ خدا اپنی زبانون کو تھام
لیکے آغوش مین فرمانے لگے پیغمبر

ای عمرؓ دین مین آ چھوڑ جہالت کی بات
سنکے یہہ بات عمرؓ کہنے لگے تب واللہ
کفر سے دین کی طرف جبکہ عمرؓ گھوم گئے
بعض اصحاب یہ کہتے تھے مبارک ہو عمر
آج تم دولتِ ایمان سے معمور ہوئے
پوچھا حضرت سے عمرؓ نے یہہ کہ اللہ معک
ہنسکے بولے یہ عمر سے ابھی تک اونتالیس ۳۹
تب عمرؓ نے کہا اسے ماہ عجم مہر عرب
برملا سجدۂ اصنام تو کفار کرین
وان تو بیٹھے تھے کعبہ کی جدائی سے نبی
لائے ایمان عمرؓ جب سے ہوا ظاہر دین
وقت شادی کہ نہ تھا پاس علی کے کچھ زر
وان پہ عثمانؓ سوا کون تھا لینے والا
اب سنو حضرتِ طلحہ کا ذرا یار و حال
ایک کافر کا شہِ دین پہ اک وار ہوا
ہاتھ ہیہات کہ جانباز کا ناکام ہوا
او جب طلحہ یارو ہے حدیثِ نبوی
لینے واجب ہوئی طلحہ تجھے خوش ہو جنت
اہل تاریخ نے لکھی یہ خبر ہے کہ زبیر
ایک دن اپنے صحابہ سے وہ خالق کی حبیب
لگنے کچھ ذکر سنا قتل ہوئے آج خبیب

رہنا جنت مین سدا شوق سے تو میرے ساتھ
آیا ہون مین اسی امید مین تبلایئے راہ
ہوکے خوش جملہ صحابہ وہنی جھوم گئے
کل دعا تیرے لیے مانگتے تھے پیغمبر
پر تو نور سے اللہ کے پر نور ہوئے
لوگ کتنے ہوئے اسلام مین داخل اب تک
تم کو لیکر ہوئے اسلام مین پورے چالیس ۴۰
چلیے کعبے مین پڑہین آج نمازین ہم سب
گھر مین ہم چھپکے عبادت سے پئے غفار کرین
سنکے یہ بات اوسیوقت ہولی تیار ہی
تجھہ مین اسلام اگر ہے تو یہ کر بات یقین
کہا حضرت نے زرہ بیچ تو اپنی جا کر
دام دیکر کے زرہ مفت مین دینے والا
جب احد کے ہوا میدان مین وہ جنگ قتال
دستِ طلحہ سپرِ سینہ ابرار ہوا
صفِ عشاق مین طلحہ کا بڑا نام ہوا
طلحہ کو جنگ احد مین یہہ بشارت دی تھی
تجھسے مین خوش ہوا تجھپر ہو خدا کی رحمت
بھائی حضرت کے پھوپھی نہین تھی کوئی غیر
یون لگے کہنے بصد رنج و محن آ کے قریب
اون سے راضی ہوا خلاق [illegible]

مگر اس بات کے کرنے سے مراد ہے ملول
نعش مقتول کی جو شخص یہان لائے گا
سنکے فرمان نبی پہونچے زبیر اوس جا پہ
نعش گھوڑے پہ رکھی اور ہنکا یا رہوار
پہونچے کفار مقابل ہوئے جب اوس نز کے
نعش جب زین سے اوس صاحب دین نے رکھی
شیر کی طرح سے للکار کے بولے یہہ زبیر
سر نہوگا قدم آگے کو بڑہایا جسنے
اوسنے بہیجا ہے مجھے جو ہے خدا کا محبوب
ٹکڑے ٹکڑے اک دم مین اوڑا دونگا تمہارے سبکے
الغرض سنکے یہہ تہم گئے کفار تمام
جب زبیر آئے مدینے مین تو سارا احوال
بولے آغوش مین لیکر کے یہہ حضرت کہ زبیر
تیری جان بازی سے خوشنود ہوا رب جلیل
بولے وہ سنکے یہہ مژدہ مین فدا تم پہ رسول
سول دیکر اونہین اعدا نے کیا ہی مقتول
مین بہی خوش ہونگا وہ حق سے بہی جزا پائیگا
اک جوان ساتھ لیا نعش اوتاری آکر
چہین لے نعش کو دوڑے ہوئی آئے کفار
یعنی جان باز برادر جو تہے پیغمبر کے
اپنی آغوش محبت مین زمین نے رکھی
میری تلوار کی دیکھی نہین تمنے ابہی سیر
تم نہین جانتے ہو مجھکو ہے بہیجا کس نے
نعش مقتول کو لیجاؤن یہی ہے مطلوب
جسکو لڑنا ہو سمجھ بوجھ کے وہ ہم سے لڑے
ہوئی جرات نہ کسیکو جو بڑہا تا کوئی گام
عرض حضرت سے کیا خوش ہوئے حضرت بہی کمال
میرے ہمراہ تو فردوس کی دیکھیگا سیر
مغفرت کا ترے پیغام ہین لائے جبریل
ترے صدقے مین ہوئی ہے تری امت مقبول

اور پہر سورۂ نور مین اللہ تعالی جلشانہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی فضیلت مین فرماتا ہی

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

یعنی وعدہ دیا اللہ نے اون لوگون کو جو (وقت نزول اس سورہ کے) تمسے ایمان لائے اور کئے
ہین نیک کام البتہ یقینا خلیفہ کریگا اونکو ملک مین جیسا خلیفہ کیا تہا اون سے اگلون کو یعنے

داؤد علیہ السلام کو جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ)
اور اوسی طرح سلیمان علیہ السلام وغیرہ کو) اور جما دیگا اونکو دین اونکا جو پسند کر دیا اللہ نے
اونکے واسطے اور دیگا اللہ اونکو اونکے ڈر کے بدلے امن میری بندگی کرینگے شریک نکرینگے
میرا کوئی اور جو کوئی ناشکری کریگا اس پیچھے سو وہی لوگ ہین بے حکم۔ اور جو لفظ مِنْکُمْ مین
ضمیر مخاطب کی ہے اور تو جگہہ ضمیر غایب کی صیغہ جمع کے ساتھہ واقع ہوئی ہے اور جمع کا اطلاق
تین سے کم پر نہین ہوتا پس اس آیت مین وعدہ ہی کہ اون صحابہ سے جو اس آیت کی نزول
کے وقت مین ایمان لا چکے تھے تین آدمی یا زیادہ تین سے درجہ خلافت پر مثل داؤد اور
سلیمان علیہما السلام کے پہونچین گے اور اون کے وقت مین وہی دین ظاہر ہوگا جو خدا کے
نزدیک پسندیدہ ہی اور اون کے وقت مین مسلمانون کو امن کامل حاصل ہو جائیگا اور
مسلمان لوگ خالص بندگی خدا کی کرینگے اور اِس وعدہ کو اللہ تعالیٰ نے پورا کیا اور خلفاء اربعہ
رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالیٰ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ کو درجہ خلافت کبری پر پہونچا کر دین احمدی کو شرقاً
وغرباً ظاہر کیا پس یہہ چارون خلیفہ بلاشبہہ سچے خلیفہ ہین اور اونکے وقت مین جو دین ظاہر ہوا
وہی دین مقبول و پسندیدۂ خدا و رسول تھا اور اون چارون خلیفہ کا ایک ہی دین و مذہب
تھا جو پسندیدہ خدا کا تھا اور سب پر روشن ہی کہ وہ چارون خلیفہ یکے بعد دیگرے حضرت
ابو بکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہین جبکہ اونکا
دین و مذہب مقبول و پسندیدۂ خدا و رسول ہے تو بلاشک ونکے خلاف جو دین و مذہب
اختیار کریگا وہ درگاہ رب العالمین مین مردود ہوگا اور جو اونکی خلافت کا اور
دین حق پر ہونیکا منکر ہے وہ بلاشک منکر قرآن ہے اور جو منکر قرآن ہی وہ قطعی جہنمی ہے
پھر اللہ جلشانہ فرماتا ہی فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ
وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ
وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ۔ ترجمہ پس جنھون نے ہجرت کی اور نکالے گئے اپنے گھرونسے اور ایذا دیے گئے میری راہ مین

اور لڑے اور مارے گئے البتہ دور کرونگا اونسے برائیاں اونکی اور البتہ داخل کرونگا اونکو بہشتون مین جاری ہین نیچے اونکے نہرین ثواب اللہ کے پاس سے اور اللہ کے نزدیک ہے اچھا ثواب) یعنی اس آیت مین اللہ جلشانہ مہاجرین کی تعریف بیان فرماتا ہی اور اونکے جنتی ہونے کی بشارت دیتا ہی فرماتا ہی کہ جن لوگون نے اپنے وطن اور گہر میرے لیے چھوڑے اور جن لوگونکو مجھ پر ایمان لانے کی وجہ سے تکلیفین اور اذیتین دیگئین اون لوگون نے گہر بار کنبہ قبیلہ چھوڑنا گوارا کیا مگر ایمان پر قایم رہے تو ایسے سچے دل کے ایمان والون سے مین بھی نہایت ہی مہربانی سے پیش آؤنگا اور اونکی جانفشانیون اور مصیبتون کے عوض اچھا نیک بدلا دونگا اور اون کے گناہون سے درگذر کرونگا بلکہ اونکے گناہون کو اگر ہونگے نیکیون سے بدل دونگا بلا پرسش اونکو ایسی جنتون مین جگہہ دونگا جنکے نیچے نہرین بہتی ہونگی اور یہ ثواب اونکو اونکے اعمال سے بہت زیادہ دونگا اپنے فضل اور مہربانی سے آسے حضرات مؤمنین محبین ان آیتون کو ذرا بنظر انصاف دیکھیے مہاجرین کی فضیلتون اور بزرگیون کو خیال فرمایئے کہ اللہ تعالی جلشانہ کیسی محبت اور عنایت سے اونکا ذکر فرماتا ہے جنکے قطعی جنتی ہونیکا ذکر فرمایا ہی وہ کون تھے کیا حضرت ابوبکر حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین مہاجرین نہ تھے کیا ان حضرات نے اپنا گہر بار نہ چھوڑا تہا کیا کوئی حرف استثنا یہان سے محذوف ہی کہ یہہ حضرات اس آیت شریف سے مستثنی ہین کیا یہہ حضرات لَاُکَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ کے وعدے سے خارج ہین بلکہ اسکے مخاطب سوا صحابہ کے کوئی ہو ہی نہین سکتا کیونکہ اہل بیت تو بزعم شیعہ معصوم ہی ہین اون سے اس قسم کے وعدے ممکن نہین لہذا جتنی آیتین ایسی ہین جنمین وعدے عطاے جنت کے اور تکفیر سیئات کے ہین وہ سب صحابہؓ کی شان مین ہین ہمارے بھائیو ان حضرات کا خلوص دل سے ہجرت ہی کرنا ایسا ایک عمل ہی کہ ہزار اعمال اور بے شمار عبادت اور نیکیون سے افضل اور بہتر ہی تم مت انکی نکتہ چینیون اور عیب جوئی مین اپنی عمر اور اوقات ضایع کرو لو فرضنا تمنے اپنے خیال خام کے موافق دو چار عیب بے ہودہ بھی نکالی

تو جب تک تم اونکے مہاجرین ہونے سے انکار نکروگے یہہ عیب جوئی تمہاری کچہہ کام نہین آسکتی نہ اون کے قطعی جنتی ہونے مین کچہہ ضرر پہونچ سکتا ہی کیونکہ اللہ تعالی خود فرما چکا ہی کہ مین اونکو ضرور جنت مین جگہہ دونگا اون کے گناہون سے درگذر کرون گا اسلئے کہ وہ میرے محبوب کے ساتھہ ہونیکی وجہ سے اپنے محبوبون سے چھوٹے گھر بار چھوڑ میرے واسطے ہزارون رنج و مصائب مین گرفتار ہوئے اور یہہ ظاہر ہے کہ ان حضرات کے مہاجرین ہونے سے تم کسیطرح انکار نہین کرسکتے خود قرآن شریف اور بیشمار کتب تواریخ اسلامی اور غیر اسلامی اونکے مہاجرین ہونے پر شاہد ہین تو ناحق اونکی برائی کرکے عمر اپنی برباد کرتے ہو اور روسیاہی دارین کی حاصل کرتے ہو وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ ہمارا کام کہدینا ہے یارو اب آگے چاہے تم مانو نہ مانو + پھر سورۂ توبہ مین اللہ جلشانہ مہاجرین اور انصار کی نسبت فرماتا ہی ۔ وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ترجمہ اور آگے بڑھجانے والے پہلے ہجرت کرنے والون سے اور مدد دینے والون سے اور وہ لوگ کہ پیروی کرتے ہین اونکے ساتھہ نیکی کے راضی ہوا اللہ اون سے اور راضی ہوئی وہ اللہ سے اور تیار کی واسطے اونکے بہشتین جاری ہین نیچے اونکے نہرین رہنے والے اوسمین ہمیشہ یہہ ہے مراد پانا بڑا ۔ واضح رہے کہ جنگ بدر تک جو مسلمان ہوئے ہین وہ سب قدیم کہلاتے ہین اور باقی اونکے تابع پس اللہ جلشانہ نے قدیم یعنے پہلے مہاجرین اور انصار اور اونکے تابعین بالاحسان دونون کے حق مین چار باتین ارشاد فرمائین اول یہ کہ اللہ اون سے راضی ہی دوسرے یہہ کہ وہ سب اللہ سے راضی ہین تیسرے یہہ کہ اللہ اون کو بہشت عطا فرماویگا چوتھے یہہ کہ یقیناً وہ سب اوسمین ہمیشہ رہین گے پس بلا شبہہ اور روسے عام تواریخ و شہادت کتب معتبرۂ شیعہ ہر طرح یہہ بات ثبوت کو پہونچی ہوئی ہے کہ حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ

پارہ ۱۱
سورہ توبہ
رکوع ۱۳
ربع

رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین باعتبار ایمان اور ہجرت کے پہلے مہاجرین مین داخل ہین اور والذین اتبعوھم باحسان مین داخل ہین پس ان سب کے واسطے یہہ چارون باتین ثابت ہین پس اگر کوئی شخص ذرا بھی اس آیت شریف کے مطلب پر غور کرے اور سوچے تو ہرگز کسی طرح پر صحابۂ کبار اور مہاجرین اور انصار کی نسبت بجز فضیلت اور بزرگی اور قطعی جنتی ہونے کے دوسرا اعتقاد نہین رکھ سکتا اسلیئے کہ جب اون کی نسبت اللہ تعالے خود فرماتا ہی کہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ یعنی مین اون سے راضی ہون اور وہ مجھسے راضی ہین اور خدای عادل جلشانہ اون کے حق مین ارشاد فرماتا ہی کہ اعد لھم جنات کہ تیار اور آراستہ کر رکھی گئین ہین اونکے واسطے بہشتین تو پہر کون شخص ہی مطیعان قانون اسلامی مین سے جو قرآن مجید کو خدا کا کلام جانتا ہو اور اونکی فضیلت کا قائل نہو ای شیعان پاک ذرا ادہر متوجہ ہو اور نہین تو صرف اتنا ہی غور کرو کہ مہاجرین اور انصار مین وہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین جن سے تم عداوت رکہتے ہو داخل ہین یا نہین اگر داخل ہین تو پہر اونکی قطعی جنتی ہونے مین تمکو کیا شک ہی اور اگر یہ کہو کہ نہین ہین تو ذرا مہربانی کرکے یہ ہی بتا دو کہ پہر اللہ جلشانہ کا یہ خطاب کس سے ہی آرے بہائیو تمکو شرم نہین آتی کہ قرآن مجید پر ایمان رکہنے کے یہی معنی ہین اور اسلام اسی کا نام ہی کہ جنکے حق مین اللہ تعالی اپنی رضامندی ظاہر کرے اون سے تم ناراض ہو جنکے قطعی جنتی ہونیکی اللہ تعالی خبر دیوے تم اونکو مسلمان بہی نہ سمجھو واہ اچھے مسلمان ہوا اور اچھی مسلمانی ہے اور اگر کوئی ہٹ دہرم یہ کہے کہ اس آیت مین خلفا ثلثہ رضی اللہ عنہم کے نام مذکور ہی نہین ہین اسواسطے اونکی فضیلت کے انکار سے آیت قرآنی سے انکار لازم نہین آتا تو اوس شبہ کے دور کرنے کے لئے حضرت امام باقر علیہ السلام کی شہادت پیش کی جاتی ہے جسطرح حضرت امام موصوف نے خلفا ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو اس آیت کے حکم مین داخل کیا ہی وہ بیان کیا جاتا ہی اسکو گوش ہوش سے سنو اور اپنے

مذہبی کتابون سے سند ہو وہ یہ ہے کہ صاحب فصول نے امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے
اَنَّہٗ قَالَ لِجَمَاعَۃٍ خَاضُوْ فِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ اَلَا تُخْبِرُوْنِیْ اَنْتُمْ مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ
الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَاَمْوَالِھِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا وَ
یَنْصُرُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ قَالُوْا لَا قَالَ فَاَنْتُمْ مِنَ الَّذِیْنَ تَبَوَّءُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ
مِنْ قَبْلِھِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ ھَاجَرَ اِلَیْھِمْ قَالُوْا لَا قَالَ اَمَّا اَنْتُمْ فَقَدْ بَرِئْتُمْ اَنْ تَکُوْنُوْا
اَحَدَ ھٰذَیْنِ الْفَرِیْقَیْنِ وَاَنَا اَشْھَدُ اَنَّکُمْ لَسْتُمْ مِنَ الَّذِیْنَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ
جَاؤُا مِنْ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ
وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ یعنی ایک روز
حضرت امام باقر علیہ السلام ایک جماعت پر گذرے جو حضرات خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
کی عیب جوئی کر رہے تھے حضرت امام نے اوس جماعت سے پوچھا کہ مجھسے تم یہ بتاؤ کہ تم
اون مہاجرین مین سے ہو جو خدا کے واسطے گھر سے نکالے گئے اور خدا ہی کے واسطے انکا
مال لوٹا گیا اور جنہون نے خدا اور رسول کی مدد کی اونہون نے کہا کہ نہین تب آپنے پوچھا
کہ پھر کیا تم اون لوگون مین سے ہو جنہون نے دار ہجرت اور ایمان مین گھر بنایا تھا اور
مہاجرین کو آرام دیا تھا اونہون نے کہا کہ نہین تب آپنے کہا کہ خود تم بیزار ہوے اور نہین
چاہتے کہ دونون فریق مین سے ہو اور مین اس بات کی گواہی دیتا ہون کہ تم اون مین
سے بھی نہین ہو جنکی نسبت خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ بعد ان مہاجرین اور انصار
کے آوینگے وہ ایسے مومن ہونگے کہ یہ دعا کیا کرینگے کہ یا اللہ ہمارے اور ہمارے
اگلے بھائیون کی جو ہمسے ایمان مین سبقت لے گئے ہین مغفرت کر اور ہمارے دلون مین
مسلمانون کی طرف سے کینہ مت رکھ بیشک تو نرمی کرنے والا مہربان ہے) ارے بھائیو
انصاف تو کرو کہ امامیہ کہلاتے ہو اور ایمۂ کرام کے اقوال کو کم از آیات نہین سمجھتے ہو
مگر نہین معلوم کہ حضرات ایمۂ علیہم السلام کے اون اقوال کو جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

کے فضایل مین ہین کیون نہین مانتے اور کیون اپنے امامون کی پیروی نہین کرتے
اور اونکو کیون صحابہ کے فضایل بیان کرنے مین جھوٹا جانتے ہو پہر تو حضرت امام باقر
علیہ السلام کی اس حدیث سے ثابت ہوگیا ہے کہ حضرت امام موصوف علیہ السلام کے
نزدیک خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم اس آیت کے حکم مین داخل ہین اور جو وعدے جنت
وغیرہ کے خدا نے مہاجرین اور انصار سے کئی ہین اونمین خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم
شریک ہین اور یہہ بھی ظاہر ہوگیا کہ جو لوگ عیب جوئی کرتے تھے اونسے حضرت امام باقر
علیہ السلام ناراض اور بیزار تھے اور عیب جو لوگون کو آپ اسلام اور ایمان سی خارج
سمجھتے تھے پس اس مقام پر بمصداق اَلتَّقِیَّۃُ دِیْنِیْ وَدِیْنُ اٰبَائِیْ تم لوگ یہی کہوگے کہ
حضرت امام نے براہ تقیہ ایسا فرمایا کیونکہ سوائے تقیہ کے اور کوئی جواب ہو ہی نہین سکتا
مگر معلوم نہین کہ کہان کہان تقیہ کو ڈہال بناؤ گے افسوس ہزار افسوس کہ اللہ تعالےٰ جلشانہ
تو صاف صاف مہاجرین اور انصار کی توصیف فرمارہا ہے اور حضرات ایمہ علیہ السلام
خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی بہت اچھی طرح صاف صاف فضایل بیان کررہے
ہین پہر بھی اگر حضرات شیعہ قائل نہون اور مؤمن پاک ومحبان حضرت امام کو سچا نہ سمجھین
اور صحابہ کرام مہاجرین اور انصار کے فضایل مین کچہ شک رکہین تو نہین معلوم کہ پہر کیسے
دلایل چاہتے ہین بعض اوقات حضرات شیعہ یہہ کہتے ہین کہ جن مہاجرین اور انصار کی
تعریف اللہ جلشانہ قرآن مجید مین فرماتا ہی وہ مہاجرین اور انصار ہین جنہون نے محض
خدا کے لئے ہجرت اور نصرت کی تہی نہ وہ لوگ جنہون نے بطمع دنیا ہجرت اور نصرت کی
خلاصہ گفتگو ان بعض شیعہ کا یہہ ہی کہ خلفاے ثلثہ رضی اللہ عنہم نے ہجرت اور نصرت دنیا کی
طمع سے کی تہی اس شبہہ بے اصل اور پوچ کے جواب تین ہین اول تو ظاہر ہے کہ جب
مہاجرین نے ہجرت کی تہی اور انصار نے نصرت کی تہی تو اوسوقت دولت کہان تھی
جسکی طمع کی گئی کیا مہاجرین کو خبر ملی تہی کہ مدینے مین کوئی خزانہ یا سونے کا پہاڑ نکلا ہے

جسکی طمع سے اِن لوگون نے ہجرت کی تہی اور کیا انصار کو یہہ خبر ملی تہی کہ یہہ مہاجرین بہت کچہہ دولت دنیا ہمراہ لیے آئے ہین جسکے چہین لینے اور لوٹ لینے کے واسطے انصار نے اونکو اپنے گہرون مین ٹھہرایا تہا اور اونکی نصرت کرتے تھے اگر مہاجرین اور انصار نے خدا ہی کیواسطے ہجرت اور نصرت نہین کی تہی تو اور کیا سبب تہا کوئی شیعہ بتا دے تو سہی دوسرے یہہ کہ اگر تمام مہاجرین اور انصار نے طمع دنیا سے ہجرت اور نصرت کی تہی تو خدا کا مہاجرین اور انصار کی تعریف کرنا معاذ اللہ فضول اور مہمل ٹھہرتا ہی کیونکہ خدا کے لیے تو کسی نے ہجرت اور نصرت کی نہین پہر خداوند تعالی کسکی شان مین وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فرماتا ہی اور جب سب کے سب منافق تھے تو لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ کن لوگون کی نسبت ارشاد ہی اور اگر یہہ کہی کہ بعضون کی ہجرت اور نصرت خدا کے واسطے تہی اور بعضون کی دنیا کے واسطے تو اونکا نشان بتائیے کہ خدا کے واسطے کتنے لوگون نے ہجرت کی تہی اور وہ کون کون تھے اس صورت مین حسب گمان حضرات شیعہ سوائے دو چار نام کے اور کوئی نہ نکلیگا اور تین چار شخصون کی ہجرت اور نصرت سے کچہہ فائدہ نہین ہو سکتا اور پہر وہی خلفاے ثلثہ اونمین بہی موجود ہون گے کیونکہ وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ کے بالاتفاق یہی بزرگوار مصداق ہین اوسنے پہلے مدینے مین کس نے ہجرت کی ذرا اوسکا نام تو لو بلکہ حضرت ابوبکر کے سابق مہاجر ہونیکا تو خود قرآن شاہد ہی کیا آیت ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ الی آخرہ اس بات پر دلیل بیّن نہین ہی ہان حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ضرور حضرت ابوبکرؓ کے کچہہ دنون بعد ہجرت کی تہی اگر وہ وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مین داخل ہون تو ممکن ہی اون کے واسطے کوئی اور آیت تلاش کرو اور ایسی آیت جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واسطے نص صریح ہے حضرت علیؓ اور حضرات حسنینؓ کے لیے لاؤ۔ تیسرے یہ کہ اللہ جلشانہ نے اپنے قرآن مجید مین خود اس شبہہ کو دور کر دیا ہی کیونکہ اللہ تعالی تو عالم غیب تہا یہ جانتا تہا کہ کسی وقت مین کچہہ میرے نافرمان بندے میرے مہاجرین اور انصار پر شبہے کرینگے لہذا خدای ارحم الراحمین و علام الغیوب نے

اپنے مہاجرین اور انصار کی طرف سے خود جواب دیدیا دو آیتون مین خدے پاک نے اس امر
کی تصدیق کردی کہ مہاجرین اور انصار نے جو کچھ کیا وہ میرے ہی واسطے میری ہی راہ مین
کیا ہی پہلی آیت مین اللہ جلشانہ مہاجرین کی نسبت فرماتا ہی اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ
بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ یعنے جو لوگ نکالے گئے اپنے گھرون سے اونسے کوئی تصور نہین
ہو اتہا سوا اسکے کہ وہ اللہ کو اپنا پروردگار کہتے تھے اور کفر چھوڑکر اسلام اختیار کیا تہا پس اس
آیت سے صاف صاف معلوم ہوگیا کہ مہاجرین کی ہجرت کا باعث سوا اسکے کچھ نہ تہا کہ اونہون نے
کفر چھوڑا اسلام اختیار کیا تہا کفار اونکے مسلمان ہونے سے خفا ہوگئے تھے اور اُنکے خدا کو
رب کہنے سے ناراض ہوگئے تھے اس قصور پر کفار نے ایذا دینا شروع کے بناچاری اونہون نے
گہربار چھوڑ دیا ہجرت اختیار کی دوسری آیت مین اللہ جلشانہ نسبت انصار کے فرماتا ہی
وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِھِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ ھَاجَرَ اِلَیْھِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ
صُدُوْرِھِمْ حَاجَۃً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ ط
وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ترجمہ (اور واسطے ان لوگون کے کہ جگہہ
پکڑی ہے گہر مین ہجرت کی یعنے مدینے مین اور ایمان مین پہلے ان سے دوست رکہتے ہین جو
وطن چھوڑ آتے ہین اون کے اور نہین پاتے بیچ دلون اپنے کے خلش اوس چیز سے کہ دیے جاوین
مہاجرین اور اختیار کرتے ہین اوپر جانون اپنی کے اور اگرچہ ہو اونکو تنگی اور جو کوئی بچایا جاوے
بخیلی سے اپنی جان کے پس یہی لوگ ہین فلاح پانے والے) یعنے جو لوگ مہاجرین سے پہلے
مدینے مین رہتے تھے وہ چاہتے ہین اون لوگون کو جو ہجرت کرکے آوین اونکے پاس اور جو کچھ
مہاجرین کو دیا جاتا ہی اوسکا خیال نہین کرتے اور اوس سے رنجیدہ نہین ہوتے اگرچہ وہ خود
بھی محتاج ہین اور اپنی جانون سے زیادہ مہاجرین کو چاہتے ہین اور کچھ بھی حرص وطمع
نہین رکہتے اور جو ایسے ہین وہ فلاح پاوینگے۔ اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ ذرا انصاف سے ملاحظہ فرمائیے
اس آیت مین اللہ تعالی جلشانہ انصار کی نصرت کی کیسی تعریف کرتا ہی اور اس امر کی کہ اونکی

نصرت محض خدا ہی کیواسطے ہی کیسی تصدیق کرتا ہی - پس اب عجب حیرانی ہی کہ جب خداوند تعالی
مہاجرین کی ہجرت کو اپنے واسطے فرماتا ہی اور انصار کی بہی نصرت کو فقط اپنے ہی واسطے
فرماتا ہی تو پہر شیعون کے منہہ سے یہہ بات کیونکر نکلتی ہی کہ اونکی ہجرت دنیا کی واسطے تہی
ارے یارو تمکو کچہہ سمجہہ پڑتا ہی کہ تم خدا کے کلام کی تصدیق کرتے ہو یا تکذیب اسکا حکم مانتے
ہو یا اوسکا مقابلہ کرتے ہو کیونکہ خدا تو مہاجرین اور انصار کو اچہا فرماتا ہی تم اونکو برا کہتے ہو
اسد فرماتا ہی کہ وہ مجہسے راضی اور مین اونسے راضی تم کہتے ہو نہین بالکل غلط نہ خدا اونسے
راضی نہ وہ خدا سے راضی اسد تعالی فرماتا ہی کہ مہاجرین اور انصار نے میرے لیے ہجرت
اور نصرت کی ہی تم کہتے ہو نہین وہ تو دنیا کی طمع سے اپنے گہرون سے نکلے دولت کی
لالچ سے پیغمبر صلعم کی نصرت مین شریک ہوی ارے غافل بہائیو ذرا تو سوچو غور کرو
کہ ایک دو آیت ہون اور وہ بہی مجمل تب تو اوسکی تاویل ہو سکتی ہی اوسکے معنے بن سکتے ہین
جب تمام قرآن مجید مہاجرین اور انصار کے ذکر سے بہرا ہی تو کہان کہان تاویل کروگے اور
کس کس آیت مین تحریف معنوی کروگے سچ تو یہ ہی کہ اختیار کرنیکو تو تمنے مذہب عبد اسد بن سبا کا
اختیار کر لیا مگر اب کچہہ بن نہین پڑتا نہ قرآن مجید سے انکار کر سکتے ہو نہ اوسکی تصدیق بقول شخصے

لالہ یک داغ بدل دارد و عالم داند ✤ من کہ صد داغ بدل دارم و کس محرم نیست

اون مہاجرین اور انصار کے حق مین جو صلح حدیبیہ مین حاضر اور قریب چودہ سو کے
تہے سورۂ فتح کی ۲۶ آیت مین اسد تعالی فرماتا ہی اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ
الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ
وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰی وَكَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ
عَلِیْمًا ترجمہ جسوقت کیا اون لوگون نے کہ کافر ہوئے بیچ دلون اپنے کے تعصب جاہلیت
کا پس اوتاری اللہ نے تسکین اوپر رسول اپنے کے اور اوپر ایمان والون کے اور لازم
کردی اونکو بات پرہیزگاریکی اور تہی وہ بہت حقدار ساتہ اوسکے اور لائق اوسکے

اور ہی اللہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا۔ یعنے جب رکھے منکرون نے اپنے دلون مین پیچ
نادانی کی ضد پہر اوتارا اللہ نے اپنی طرف سے چین اپنے رسول پر اور اون مسلمانون پر
اور لازم کر دیا اونکو کلمہ تقوی کا یعنے کلمہ شہادت کا کبہی اونسے جدا نہوگا یہی تہے اسکے
لایق اور اہل اسکے غیرون کی نسبت اور ہی اللہ ہر چیز سے خبردار۔ اس آیت شریف
مین اللہ پاک نے اون سب صحابہ کے حق مین جن مین یقیناً حضرت ابو بکر اور حضرت عمر
رضی اللہ عنہم بہی داخل ہین چار باتین ارشاد فرمائین۔ اول یہ کہ وہ سب ایمان
والے ہین دوسرے یہ کہ وہ سب نزول سکینہ مین رسول مقبول صلعم کے شریک تہے
تیسرے یہ کہ کلمہ تقوی کا اونکو لازم تہا چوتہے یہ کہ وہ سب کلمۂ تقوی کے احق اور
اہل تہے کلمۂ تقوی کی اونکو لیاقت کامل تہی پس مقام غور اور انصاف ہی اے
شیعان پاک کہ مسلمانی اسیکا نام ہی کہ جنکی نسبت اللہ تعالے فرماتا ہی کہ اللہ نے
اپنے رسول صلعم پر اور مومنین پر سکینہ نازل کیا ہی اور وہ مومنین کیسے ہین کہ اونکو
واسطے کلمۂ تقوی لازم ہی کبہی اونسے جدا نہوگا اور وہ مومنین اسیکے لایق ہین کہ اونسے کبہی
کلمۂ تقوی جدا نہو اور وہ اسکے اہل ہین بہ نسبت غیرون کے اور اللہ تو ہر چیز سے
خبردار ہے وہ سب کچہ جانتا ہی یعنے جب اللہ جلشانہ نے اونکو ایسا جانا تب اونکی نسبت
ایسا فرمایا اللہ تعالی جنکی نسبت فرماتا ہی کہ کلمۂ تقوی اون کے ساتہ ہمیشہ ابد الآباد تک
رہیگا وہ اسکے لایق اور اہل ہین تم اونکو عام مومنین کے برابر تو کیا مسلمان ہی نہین سمجہتے
مگر کیا کرو کہ تم اپنی سرشت سے مجبور ہو مصرع نشود نیک نہاد یکہ ز میثاق بدست +
پہر اللہ جلشانہ فرماتا ہی لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ
ترجمہ اگر نہوتا لکہا ہوا اللہ کی طرف سے کہ پہلے گذرا ہی البتہ لگتا تمکو بیچ اوس چیز کے کہ
لیا تہا تمنے عذاب بڑا۔ اس آیت شریف کی شان نزول یون ہی کہ بدر کی لڑائی مین
مسلمان غالب ہوئے اور اللہ جلشانہ نے مسلمانونکو فتح نصیب کی اور مشرکین قیدمین

آئے تب پیغمبر خدا صلعم نے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے اسیاروں مین مشورہ فرمایا کہ
ان مشرکین گرفتار شدہ کی نسبت کیا کرنا مناسب ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے
یہ رائے دی کہ انکو فدیہ لیکر چھوڑ دینا چاہیئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ رائے
ہوئی کہ ان قیدیون کی گردن مارنا چاہیے بلکہ جو جسکا رشتہ دار ہو وہ خود اپنے
ہاتھہ سے اپنے رشتہ دار قیدی کو قتل کرے اور خدا کی محبت کے سامنے اپنی رشتہ دار
کی محبت کو کچھہ نہ سمجھے مگر آنحضرت صلعم نے حسب مشورہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کے اور نیز دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے قیدیون سے فدیہ لیکر چھوڑ دیا اوسپر آیت
نازل ہوئی چنانچہ اس روایت کی علماے امامیہ اور اونکے مفسرین بھی تصدیق کرتے
ہین جیسا کہ تفسیر خلاصۃ المنہج کاشانی مین لکھا ہے (روز بدر ہفتاد تن اسیر شدند و از جملۂ
ایشان عباس و عقیل بودند حضرت در باب ایشان با اصحاب مشاورہ کرد ابوبکر کہ از
مہاجرین بود گفت یا رسول اللہ اکابر و اصاغر این قوم اقارب و عشائر تو اند اگر ہر یکی
بقدر طاقت و استطاعت فدائے بدہد باشد کہ روزی بدولت اسلام برسد الی آخرہ)
کہ بدر کی لڑائی مین ستر آدمی مشرکین کے گرفتار ہوئے اونمین عباس و عقیل بھی تھے
حضرت صلعم نے اون کے باب مین اپنے یارون سے صلاح کی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے
کہ وہ بھی مہاجرین مین سے تھے کہا کہ یا رسول اللہ یہ سب چھوٹے بڑے آپکے قبیلہ
اور قوم کے ہین اگر ہر ایک بقدر طاقت اور مقدور کے کچھہ فدیہ دیوے تو چھوڑ دیجیے
امید ہی کہ ایک دن دولت اسلام پر پہونچین - اور مجمع البیان طبرسی مین لکھا ہے
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَمَا یُدْرِیْکَ یَا عُمَرُ لَعَلَّ اللّٰہَ اطَّلَعَ عَلٰی اَھْلِ بَدْرٍ فَغَفَرَ لَھُمْ فَقَالَ
اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ بلفظہ قدس اللہ سرہ کہ پیغمبر خدا صلعم نے
بدر کے دن قیدیون کے باب مین اپنے یارون سے کہا کہ اگر تم چاہو انکو مار ڈالو اور
چاہے جانے دو تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ اونہون نے آپکو

جھٹلایا اور آپ کو نکالدیا اسلیے انکی گردنین مارنا چاہیے عقیل کو علی کے سپرد فرمایئے
کہ وہ اونکو مارین اور فلان شخص میرے سپرد فرمائیے کہ مین اوسکو قتل کرون و یہ سرداران
کفار سے ہین اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ آپکی قوم اور رشتہ
کے لوگ ہین الشئی فدیہ لیکر چھوڑ دیجیے چنانچہ اسی مشورہ بموجب آنحضرت صلعم نے عملدرآمد
فرمایا یعنے اونکو چھوڑ دیا تب یہ آیت نازل ہوئی اور پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ اگر عذاب
آسمان سے نازل ہوتا تو سواے عمر رضی اللہ عنہ کے اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے اور کوئی
نجات نہ پاتا باقرار علماے امامیہ ان روایتون سے چند فایدے حاصل ہوئے۔ اول تو
یہ ہی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا باقرار علماے شیعہ
مہاجرین اور اہل بدر سے ہونا ثابت ہوگیا دوسرے یہ کہ حضرت پیغمبر خدا صلعم نے
ان حضرات سے مشورہ فرمایا اور ظاہر ہے کہ مشورہ اونہین لوگون سے کیا جاتا ہے
جو اخص الخواص مین سے ہون اور اونپر ہر طرحکا بھروسہ ہو تیسرے حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کا کافرون کی نسبت نہایت ہی سخت ہونا اور خدا کی راہ مین کچھہ بھی
قرابت اور برادری کا پاس و لحاظ نکرنا کیسا کچھہ مضمون اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ اونکی نسبت
ثابت ہورہا ہے اِن فوایدسے جو نتایج پیدا ہوتے ہین ذرا اونکو بھی بگوش جان و دل
سنیے اول یہ کہ جب حسب اقرار علماے شیعہ حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا مہاجرین
مین ہونا ثابت ہوگیا تو ظاہر ہی کہ جو جو فضایل اللہ صاحب نے مہاجرین کے اپنی قرآن مجید
مین بیان فرمائی ہین وہ سب اونکے واسطے ثابت ہوگئی اون فضایل کے ثبوت مین
بہ نسبت حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کے کچھہ بھی اب
مقام چون و چرا باقی نرہا۔ دوسرے یہ کہ جو بعض علماے امامیہ نے اس بات سے
انکار کیا ہی کہ اصحاب ثلثہ مہاجرین مین سے نہ تھے یہ اونکا قول محض باطل ہوگیا جیسا کہ
مولف تقلید المکاید نے بجواب تحفہ اثنا عشریہ کید نود و یکم شیعان کے جواب مین صاف

لکہا ہی کہ اصحاب ثلثہ از مہاجرین اولین ہنوز نہ یہ لکہنا اوسکا محض لغو و جہوٹہہ ثابت
ہوگیا - تیسرے شیعونکا یہ گمان کہ معاذ اللہ حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ابتداہی
سے منافق تھے اور دل سے ایمان نہ لائے تھے اور اونکی نیت اچھی نہ تھی فاسد ٹھہرا
جیسا کہ میرن صاحب قبلہ و کعبہ شیعان اپنے رسالۂ حدیقۂ سلطانیہ کے باب سوم مین
لکھتے ہین (سیرت شیخین دلالت بر خبث سریرت آن بادارد کہ در وقت کتمان از حضرت
نبوی درخواست اظہار دعوت نمودہ و در فکر اضرار آن حضرت بر می آمدند و در وقت
اعلان از نصرت دست میکشیدند فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ انتہی بلفظہ) اسمقام پر جناب
مولوی مہدی علی خانصاحب مصنف آیات بینات جو شیعہ سے سچے سُنّی ہوگئے ہین
آیات بینات مین تحریر فرماتے ہین کہ اگر میرنصاحب قبلہ زندہ ہوتے تو مین پوچھتا کہ حضرت
شیخین کی نیت نیک نہوتی اور وہ وقت اعلان کے حضرت سے ہاتھ کہینچتے ہوتے تو بدر کی
لڑائی مین کیون شریک ہوتے اور کیون خدا اونکے ہاتھ پر فتح دیتا اور کیون پیغمبر خدا صلعم
اونسے مشورہ کرتے اور کیون انکے جد امجد کاشانی اور طبرسی مہاجرین اور اہل شوریٰ سے
مین ہونا اونکا قبول کرتے آئے مسلمانو شیعون کے ایمان اور عقل اور حیا پر غور کرو کہ
وہ شیخین کے نسبت جو کہ تمام جہان سے زیادہ عاشق پیغمبر صلعم کے تھے اور تمام مال اپنا
حضرت پر فدا کر چکے تھے اور جو شب و روز اظہار دعوت کے لیے اصرار کیا کرتے تھے یہ گمان
کرتے ہین کہ اونکی نیت اس اصرار سے یہ تھی کہ پیغمبر خدا صلعم اظہار دعوت کرین اور لوگ
اونکو ستاوین اور ہلاک کر ڈالین اور اونکی نیت اور ارادہ سے اگر ایسا ہوتا تو اللہ جلشانہ
اپنے حبیب پیغمبر صلعم کو اطلاع نہ دیتا ایسا افسوس ہی افسوس ایسے جہل اور باطل عقیدون پر
فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ - یہ خیال جو کچھ چاہین میرنصاحب فرماوین اور اون کے
پدر بزرگوار جو دل مین آوے ارشاد کرین لیکن اسبات سے کوئی انکار نہین کر سکتا او
نہ جہٹلا سکتا ہی کہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما مہاجرین اور اصحاب بدر مین سے تھے اور ہمار

مطلب انہین باتون سے حاصل ہی کیونکہ جب حضرت شیخین رضی اللہ عنہما مہاجرین مین سے ہین تو ضرور اُن فضایل کے بھی مستحق ہین جو جابجا اللہ جلشانہ نے بنسبت مہاجرین کے قرآن مجید مین فرماتی ہین اور جب کہ وہ اہل بدر سے ہین تو لامحالہ وہ اوس وعدہ مغفرت مین شریک ہین جو باریتعالی جلشانہ نے اہل بدر سے کیا ہی یعنے اللہ تعالی نے اہل بدر کی نسبت فرمایا ہی کہ یعنے اونکو مرفوع القلم کر دیا ہے چنانچہ علماے شیعہ بھی اس آیت کو قبول کرتے ہین دیکھو علامہ کاشانی اپنے خلاصۃ المنہج مین تفسیر آیت کریمہ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ اَنْ يَكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى کی اسطرح پر کے ہی (کہ اگر نہ حکمی و فرمانے سابق بود از خدا تعالی کہ بیش گرفتہ شدہ اثبات آن در لوح محفوظ کہ بی نہی صریح عقوبت نفرماید یا اصحاب بدر را عذاب نکند) اور ایسا ہی تفسیر مجمع البیان طبرسی مین لکھا ہی کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَغَفَرَ لَهُمْ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ یعنی اللہ تعالی نے اہل بدر کی شان مین فرمایا ہی کہ جو چاہو سو کرو مین تمکو بخش چکا ہون اور تفسیر خلاصۃ المنہج مین یون لکھا ہے کہ خدا تعالی بدریان را وعدۂ مغفرت دادہ ایشان را بخطاب مستطاب اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ نوازش فرمودہ انتہی پس چلو ہو چکا کہ جب پیغمبر خدا صلعم نے اپنی زبان مبارک سے تمام اہل بدر کو قطعی جنتی فرمادیا اور خدا کا بھی اونکی نسبت اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ جو چاہے سو کرو مین تمکو بخش چکا حکم دینا ثبوت کو پہونچ چکا تو پہر اب صحابہ کبار علی الخصوص اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے قطعی جنتی ہونے مین کونسا شبہ رہا خدا اور رسول خدا صلعم سے بڑہکر کون ہی ہمین کچھ نہین کہلتا کہ حضرات شیعہ کے مذہب کا دارمدار کس چیز پر ہی اگر خداوند تعالی جلشانہ کے کلام معجز نظام پر ہی تو وہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی فضیلتون سے مالامال ہے اور اگر پیغمبر خدا صلعم کی حدیثون پر ہی تو یہان بھی یہی حال ہے اور اگر ایمہ کرام علیہم السلام کی روایتون پر ہی تو اوسمین صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خوبیون کا بیان ہے

اور اگر اپنے یہان کی تفسیرون اور کتابون پر دار مدار ہی تو اونسے بہی حضرات صحابہ
رضی اللہ عنہم اجمعین کے فضایل کا بخوبی ثبوت ہورہا ہی پہر اب کونسی سند شیعہ بہائی
چاہتے ہین جو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضایل مین پیش کیجاوے اور کیسی دلیل
چاہتے ہین جو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی بزرگیون مین بیان کیجاوے اگر نواصب
وخوارج مثل شیعہ کے بہی کہنے لگین کہ حضرت علی وجملہ اہل بیت مہاجرین مین داخل ہی نہین
یا داخل تو ہین لیکن نیت انکی خیر نہ تھی ابوجہل وغیرہ سے باطن مین ملے ہوے تھے
گو ظاہر مین مسلمان تھے تو معلوم نہین کہ حضرات شیعہ اونکو کیا جواب دینگے جو جواب اہل بیت
کیطرفسے اونکو دینگے وہی جواب صحابہ کے باب مین سنیون کی طرف سے سمجھہ لین ورنہ
فرق بیان کرین سچ تو یہ ہی کہ جسکے دل مین ایمان اور انصاف ہی وہ تو خدا کے بھی
کلام کو اور رسول صلعم کی حدیثون کو اور ایمہ کرام علیہم السلام کے اقوال کو مانتا ہی اور
جسکے دلمین ایمان اور انصاف ہی نہین ہی بلکہ عبداللہ بن سبا پر ایمان رکھتا ہی تو پہر وہ
خدا اور رسول اور ایمہ کرام کے اقوال پر کب کان دہریگا وہ تو اپنے قبلہ وکعبہ مرشد باطل
مُغوِی کامل کے اقوال کو جان ودل سے مانیگا وہ کب کسکی سنتا ہی چاہے خدا ہو یا رسول
یا ایمہ ہان اسقدر البتہ کہ خدا ورسول وایمہ کے اقوال صرف زبان سے مانیگا اور اپنے مرشد
دادا پیر کے احکام کی تعمیل کریگا۔ افسوس صد ہزار افسوس کہ تیرہ سو برس گذر گئے اور زمانہ
نے چودہ صدی مین کئی قدم بڑہائے اس عرصۂ کثیر مین ضرور ہے کہ عبداللہ بن سبا
یہودی مذکور کی ہڈیان بھی خاکستر ہوگئی ہونگی مگر جو کچھ وہ اپنے پیروون کو سکھا گیا ہے
اوسکو وہ نہین بہولتے جس راہ پر وہ اپنے یارون کو چلا گیا ہی وہ اب تک اوسی لکیر کے
فقیر ہین اوس راہ سے نہین ہٹتے نہین مٹتے لاکھ لاکھ کوئی سمجھاوے کروڑون دلایل
اور آیات اور احادیث اور اقوال ایمہ کرام دکہاوے مگر وہ عبداللہ بن سبا کے قول کے
روبرو ایک پر بہی نظر نہین کرتے کلام الٰہی کی تاویل کردین حدیثون کے معنے بگاڑ دین

اماموں کے اقوال کو رد کرین مگر وہ اپنے پیر و مرشد کی بات کو نہین ٹالتے جس عقیدہ کو خیال کیجئے اوسمین اوسی کی تعلیم کا ابتک اثر ہے جس مسئلہ پر غور کیجیے اب تک اوسی بدبخت کے حکم کے پابندی ہی۔ پہر اللہ جلشانہ مہاجرین اور انصار اور مجاہدین کی تعریف مین فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ترجمہ اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور وطن چھوڑا اور جہاد کیا بیچ راہ اللہ کے اور جن لوگون نے جگہہ دی اور مدد کی یہی لوگ ہین ایمان والے سچے واسطے اونکے بخشش ہی اور رزق ہی باکرامت۔ اس آیت پر جن لوگون کا ایمان ہی وہ لوگ مہاجرین اور انصار کے اسلام اور ایمان پر کچہہ شبہہ نہین کرسکتے اور اونکی مغفرت اور جنتی ہونے مین کچہہ شک نہین لاسکتے اسواسطے کہ جب خود اللہ جلشانہ تصدیق فرماتا ہی کہ جن لوگون نے ہجرت کی اور اپنے گہر بار کو چھوڑا اور جن لوگون نے پیغمبر صاحب کو اور ہجرت کرنے والون کو اپنے گہرون مین جگہہ دی اور اونکی مدد کی وہ سچے مسلمان اور پکے ایمان والے ہین اور مغفرت اور رزق کریم اونہین کے حصہ مین ہی پس خدائے تعالی کی اسی گواہی کو سنکر کون شخص ہوگا جو حضرات مہاجرین اور انصار کے ایمان مین شک و شبہہ کریگا اور حضرات ممدوحین کی مغفرت مین کچہہ چون وچرا کو دخل دیگا مگر یہ دلیری مطیعان عبداللہ بن سبا یہودی سے البتہ ہوتی ہے کہ اونکو یہودی مذکور نے اپنے سحر آمیز تقریر سے مبہوت بنا دیا ہے کہ وہ جو فعل کرتے ہین کورانہ جو گفتگو کرتے ہین مجنونانہ مگر اللہ اون پر رحم کرے اور ذرا ہوش دیوے تو اونکو سوچنا چاہیئے کہ جب خداوند عالم جلشانہ مہاجرین اور انصار کے ایمان کی تصدیق فرماتا ہی اور اونکے حق مین گواہی اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا کی دیتا ہی اور اونکی نسبت لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ فرماتا ہی پہر کیسے کیونکر اون کے دل مین ایسے مقدس لوگونکی نسبت کلمہ کفر و نفاق نکلتا ہی جنکا تقدس کتاب اللہ مین جابجا مذکور ہے

فرمائیے یہ حرکت مجنونا ہی کہ نہین کہ اوس یہودی نے جو اونکو ایک کلمہ کا مُسلم سکھا دیا ہی
تو وہ اب کسیکی کچھہ نہین سنتے اونکو حق و باطل دکھائی نہین دیتا پس حضرات شیعہ جنکا
مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم اجمعین کی نسبت نیک اعتقاد نہین ہی اور آیت موصوف
کو مہاجرین اور انصار کی شان مین نہین سمجھتے وہ اپنے مذہب کی معتبر تفسیر مجمع البیان
کے صفحہ ۲۵۴ کو جو ۱۲۷۵ ہجری مین بمقام طہران چھپی ہی دیکھ لیوین اپنے شک بیہودہ
کو دفع کرلین عبارت تفسیر مجمع البیان کی یہہ ہی ثُمَّ عَادَ سُبْحَانَہٗ اِلٰی ذِکْرِ الْمُهَاجِرِیْنَ
وَالْاَنْصَارِ وَمَدْحِهِمْ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِمْ فَقَالَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَهَاجَرُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَوْطَانِهِمْ يَعْنِيْ مِنْ مَكَّةَ اِلَى
الْمَدِيْنَةِ وَجَاهَدُوْا مَعَ ذٰلِكَ فِيْ اِعْلَاءِ دِيْنِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَنَصَرُوْا اَيْ ضَمُّوْهُمْ
اِلَيْهِمْ وَالنَّصْرُ وَالنَّبِيَّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا اَيْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّقُوْا اِيْمَانَهُمْ
بِالْهِجْرَةِ وَالنُّصْرَةِ ۱۲ مجمع البیان مفسر مجمع البیان نے تفسیر آیت مذکورہ مین لکھا ہے
کہ عود کیا حق سبحانہ تعالی نے طرف ذکر مہاجرین اور انصار کے اور اونکی مدح اور اونپر ثنا
کرتا ہی پس اللہ جلشانہ کے اس قول کا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
یہہ مطلب ہی کہ تصدیق کی مہاجرین اور انصار نے اللہ کی اور اوسکی رسول کی اور ہجرت کی
مہاجرین نے اپنے گہرون اور وطن سے یعنے مکہ سے مدینہ کو اور جہاد کیا اونہین
مہاجرین اور انصار نے اللہ جلشانہ کی دین کی ترقی کے لیے اور فرماتا ہی وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا
وَنَصَرُوْا اسکے یہہ معنی ہین کہ جگہہ دی مہاجرین کو اپنے گہرون مین اور مدد کی پیغمبر کی
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا وہی لوگ ہین سچے مسلمان اسواسطے کہ اون مہاجرین اور
انصار نے ثابت کردیا اپنے ایمان کو ہجرت کرکے اور مدد دیکر اب اس تفسیر کو دیکھنے اور
پڑہنے سے بہی اگر حضرات شیعہ فضایل مہاجرین اور انصار کا اقرار نکرین تو سیر سوا ے
تعصب و گمراہی کے اور کیا تصور ہوسکتا ہی جسطرح فضایل اور درجات صحابہ بنوان اللہ تعالی

علیہم اجمعین مین کلام اللہ کی صریح آیات بیان کیگئی ہین کاش حضرات شیعہ اوسکے
خلاف حضرات معدودین کی برائی مین دو ایک آیت ہی قرآن سے نکال کر دکھادین
تو بھی معذور سمجھے جاوین افسوس تو اتنی ہی بات کا ہے کہ ہمتو مہاجرین اور انصار
کی فضیلتون مین آیات قرآنی و احادیث نبوی صلعم اور اقوال ایمہ علیہم السلام پیش کرتے
ہین وہ ان سب کو چھوڑکر چند فقرے جھوٹے کلام کے پیش کرتے ہین اور اونہین بے اصل
کلام اور اقوال غلط پر عمل کرتے ہین اور طرفہ یہ ہی کہ وہ فقرے اون حضرات کے ہین جنکو
حضرات ایمہ علیہم السلام نے نکلوا دیا اور جن پر حضرات ایمہ علیہم السلام نے اپنی زبان
مبارک سے لعن کیا اور جھوٹا فریبی اونکو خطاب دیا کہ اسکا بھی ثبوت انشاءاللہ ہم آگے
کر دکھاوینگے پس اب منصف مزاج لوگ ذرا انصاف کرین کہ خدا کے کلام پر کون ایمان
رکھتا ہی ہم یا حضرات مخالفین اور قرآن کے آیات کے ہم تصدیق کرتے ہین یا مطیعان
عبداللہ بن سبا یہودی یارے یارو ذرا یہ بات بھی معلوم رہے کہ فرض کرلو اگر ہمارا اعتقاد
جو بہ نسبت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہی معاذاللہ باطل ٹھہرے اور جو مخالفین
کا عقیدہ اون حضرات کی نسبت ہی وہی صحیح ٹھہرے اور بروز یوم الحساب اور جزا اور
عطا کے اللہ تعالی تخت عدالت پر بیٹھکر ہمارے عقیدۂ باطل پر ہمسے جواب طلب کریگا
تو ہم اوسکی کتاب قرآن مجید کو سامنے رکھدینگے اور نہایت ہی ادب سے یہہ عرض کرینگے
کہ بارالہا تو عادل ہی اب تو ہی انصاف کر کہ یہ قرآن مجید تیری ہی کتاب ہی کہ اسکو تونے
ہماری ہدایت کیواسطے اپنے پیغمبر صلعم کی معرفت نازل کیا تھا جو کچھ اوسمین تونے فرمایا
اوسی پر ہمنے یقین کیا یہہ تیرا قرآن موجود ہے اسمین تونے ان مہاجرین اور انصار کی
اسقدر فضایل اور بزرگیان بیان فرمائی ہین کہ ہم اونکی نسبت اعتقاد رکھنے پر مجبور
ہوگئے اور تیری گواہی سے ہم اون کے ایمان اور اسلام اور اونکے فضایل عالیہ کے
معتقد ہوگئے اور کیون نہوتے اسلیے کہ جب ہم تلاوت کو تیری کتاب کھولتے تھے تو کوئی پارہ

کوئی منزل اوس تیری کتاب کی مہاجرین اور انصار کی ذکر اور ثنا و صفت سے خالی نہ تہی
تہے کسی آیت سے اونکی برائی کا ثبوت تو کیا اونکے فضایل پر شبہے کا بہی شک نہو سکتا
تہا کہین تو نے اونکے حق مین اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ فرمایا اور کسی جگہہ
تو نے اونکی نسبت وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا
وَنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ارشاد کیا اور کسی مقام پر تو نے اونکی نسبت
فرمایا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ کسی جگہہ تو نے اونکی ثنا و صفت وشان مین لَیَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ
رِزْقًا حَسَنًا فرمایا بہر نوع تیری کتاب مقدس مین کہین بہی جگہہ کسی مقام پر کوئی فقرہ
کوئی لفظ ایسا نہ پایا کہ اوس سے اونکی برائی کا ثبوت تو ایک طرف اونکی فضیلت اور تقدس
پر شبہہ تک ہوتا تیرے قرآن مجید سے کہ جسکی نسبت تو نے فرمایا کہ ذٰلِكَ الْكِتَابُ
لَا رَیْبَ فِیْهِ اون حضرات صحابہ مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم اجمعین پر گواہی
چاہی تو یہی نکلا کہ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا اے میرے خدا جب تیری پاک کتاب
مین اونکے واسطے فال کہولی تو یہی نکلا کہ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ جبکہ تو نے کہ بے نیاز
ہے اپنی کتاب مین اونکے فضایل اور صفات اور خوبیان بہری ہین اور بار بار اونکے
حق مین فرمایا ہی لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اور ہمکو تو نے اونکی اطاعت اور
پیروی کرنیکی تاکید فرمائی اور اونسے الفت اور محبت رکہنے کی حرص دلائی اور کینہ
اور عداوت رکہنے پر تہدید فرمائی تو اے رب العالمین اگر ہم اونسے الفت اور محبت
نہ رکہتے اور اونکو اچہا نہ جانتے اور پیروی اونکی نہ کرتے تو کیا کرتے اے خالق کون و مکان
زمین و آسمان ہمکو تو نے اون لوگون مین پیدا ہی نہین کیا تہا جنکے لیے تو نے فرمایا ہی
اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا اور ہمکو تو نے
اوس گروہ مین شامل ہی نہین کیا تہا جنکی نسبت تو نے فرمایا ہی وَالَّذِیْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ

بِالْاِیمَانِ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ ہمکو تو تونے پیچھے اون سب کے پیدا کیا
اور پہلے ہی سے قرآن مین ہماری نسبت تونے لکھدیا کہ وَالَّذِیْنَ جَاؤُا مِنْ بَعْدِهِمْ
یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا
غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تو بہلا پہر کسطرح ہم اون پیشواؤن سے محبت نہ رکہتے اور کونسی صورت
تہی کہ ہم اونسے کینہ وعداوت رکہتے یہ تیری کتاب قرآن مجید و فرقان حمید موجود ہے
ہمکو تو تیری اس کتاب مقدس مین اس شبہہ کی بہی گنجایش باقی نہ تہی کہ کسی نے اسمین
کچہہ تحریف کی ہوگی کیونکہ تونے فرمادیا تہا کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ یعنے
ہمنے اوتارا ہی اس ذکر کو اور تحقیق ہم ہین اوسکے نگہبان اس حکم اور وعدے کے بموجب
ہم اوسکو پہر کونہ غیر محرّف سمجہتے رہے اور برابر اوسپر پورا بہروسا اور ایمان رکہتے آئے
اے خداوندا جب وہ آیتین جنکو ہمنے پہ نسبت مہاجرین اور انصار کے تیرے حضور مین
عرض کین ہین تیری کتاب مقدس مین موجود ہین تو پہر ہمارے ذمہ کیا گناہ اور قصور ہی
جنکو تونے اپنی کتاب مین اچہا کہا ہمنے بہی اونکو اچہا جانا اور جنکی تونے تعریفین کین
ہمنے بہی اونسے محبت رکہی ہان اگر ان لفظون اور آیتون کے تونے کچہہ اور معنے رکہے ہون
اور اس عبارت کا مطلب وہی کچہہ ہو تو اوسکا علم ہمکو نہین ہوا اور نہ وہ ہمارے امکان مین
تہا نہ تیرے پیغمبر نے ہمکو وہ معنی بتائے ہم تیرے دل کی باتون کو کیا جانین ہم تو الفاظ سے
وہی معنے سمجہہ سکتے ہین جو اہل عرب اپنے کلام کے سمجہتے ہین ہم تو امت نبی امّی کی ہین
بغیر بتلائے اس چیستان کو کیا سمجہہ سکتے تہے تکلیف مالایطاق پر سزا دینا تیرے عدل سے
بعید ہی اور اگر تونے کچہہ ان لوگون سے معاذ اللہ خوف کہاکر براہ تقیہ بظاہر تعریف کی ہو تو
البتہ ہم نہین جانتے ہمتو تیرے ارشاد کے موافق اس قرآن مجید تیری کتاب کو کتاب مبین
یعنے کہلی اور روشن کتاب جانتے تہے اوسکو پہیلیون اور معمون کا مجموعہ نہ سمجہتے تہے
پہر ہم نہین سمجہتے کہ جب یہ جواب ہم دینگے تو ہمارا خداوند عادل ہم کو کس جرم مین سزا دیگا

اور کیونکر ہمکو اپنی کتاب کا مصدق نہ سمجھے گا ہمکو تو کامل یقین ہی کہ ہمارا خدا لطف مہربان
ضرور ایسے پاک عقیدے رکھنے کے باعث سے نجات دیگا اور اون حضرات کی مغفرت
اور رزق کریم مین سے کوئی حصہ عطا وعنایت کریگا ارے یارو ہمارا تو یہہ جواب ہی جو تمنے
سُن لیا مگر کچہہ اپنے جواب وہی کی بہی تمکو فکر ہی جو عقیدہ تمہارا بنسبت صحابہ رضی اللہ عنہم
کے ہی اگر وہ باطل ٹھہرا اور بروز یوم الحساب کہ وہ دن جزا وعطا کا ہی خدا نے تمہاری
گرفت کی اور جواب طلب کیا تو تم کیا جواب دوگے ہمارے نزدیک تو سوائے اس جواب کے
دوسرا جواب نہین دے سکتے کہ یا اللہ ہمنے تیری کتاب کو اس سبب سے پس پشت ڈالدیا
کہ اوسمین تیرے رسول کے اصحاب نے گہٹا بڑہا دیا تہا جسطرح پر کہ تو نے اپنی قرآن کو
نازل کیا تہا ویسا نہین رکہا تہا اور اصل مصحف امام صاحب کے پاس تہا اور وہان
ہمارا پہونچنا دشوار تہا اور امام صاحب کا کہین کچہہ پتا اور نشان بہی نہ ملتا تہا پہر کسطرح
ہم مصحف عثمانی پہ عمل کرتے اور کیونکر محرف قرآن کی تصدیق کرتے ہم تو کبہی اس قرآن کو
دیکہتے بہی نہ تہے حفظ کرنیکا تو کیا ذکر کبہی اسکو دیکہکے بہی نہ پڑہتے تہے بلکہ ہمیشہ امام صاحب
کے ظہور اور خروج کی دعا مانگا کرتے تہے اونکے پاس جو اصلی قرآن تہا اوسکے دیکہنے پر
جان دیتے تہے خداوندا ہمارا کیا قصور ہے تو نے امام صاحب کو ایسا چہپایا کہ اونکی
پرچہائین تک بہی نہ دکہائی دی ہزارون عرضیان گِلِ حکمت یعنی کپڑوٹی کرکے بروز جمعہ
بعد نماز عصر براہ دریائے گنگا وجمنا بمقام جزیرۂ بحر اخضر وبحر ابیض بحضور امام صاحب الزمان
ارسال کین مگر ایک کا بہی جواب امام صاحب نے نہ دیا بے حساب درخواستین روانہ کین کچہہ
نہ آیا بڑے بڑے مجتہدون سے دریافت کیا اونہون نے بہی یہی فرمایا کہ ابہی انتظار
کرو امام صاحب کے ظہور کی دعا کرو ابہی وقت نہین آیا لیکن ہمنے بہت انتظار کیا ظہور
کیسا کچہہ خبر تک بہی امام صاحب کی نہ آئی ہند سے امام صاحب کی غیبت سرا کیطرف ہجرت
کرکے اونکو بہت ڈہونڈہا ملنا کیسا اونکی صورت تک بہی تو نظر نہ پڑی پہر بغیر امام صاحب کے

ہم کیا کرتے اور راہ حق پر کیونکر چلتے البتہ امام صاحب کے دیکھنے والون نے جو کچھ ہمسے کہدیا اوسپر ہسم ایمان لائے اور اوسیکو حق جانتے رہے کبھی اوس سے نہین پھرے اگر تمہارے اس جواب کو سنکر خدا اسے عادل فرمادے کہ ارے بیوقوفو بدنصیبو جس حالت مین کہین خود اپنے کلام اور کتاب کا محافظ اور نگہبان ہون چنانچہ خود مین اپنی کتاب مین کہہ چکا ہون اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ یعنی بتحقیق ہمنے اوتارا اپنا بیان اور ہمی اوسکے محافظ ہین تو پھر کسیکی قدرت اور مجال تھی کہ اوسمین وہ بڑہا گہٹا سکتا اور کسکا مقدور تہا کہ وہ باوجود ہماری حفاظت و نگہبانی کے ہمارے کلام کو بدل دیتا کس شخص نے تمسے کہدیا کہ میری کتاب مین جو ہر وقت و ہر لحظہ میری ہی نگہداشت مین تہی کمی وبیشی ہوگئی اوسوقت شاید یہی جواب دوگے کہ ہمسے زرارہ نے کہا اور مومن الطاق سے سنا اور ہمارے مذہب کے مجتہدون نے بیان کیا تو اوسوقت اگر خدائے غیور یہ فرمادے کہ ارے نادانو کم نصیبو مین سچا تہا یا کہ زرارہ اور مومن الطاق میرا رسول صادق تہا یا تمہارے مجتہد تم ہر روز میری قدرت اور حفاظت خود اپنی آنکھون سے دیکھتے تھے پھر کیونکر تم ان لوگون کے بہکانے سے بہکے تملوگون نے بمقابلہ زرارہ اور مومن طاق اور اپنے مجتہدین وغیرہ کے ہمکو اور ہمارے رسول اور ہماری کتاب کو جہوٹا سمجھا پہر اوسوقت تمکو بجز اقرار گناہ اور اعتراف جرم وخطا کے کچھ بہی جواب نہوگا پہر یاد رکھو کہ اوسوقت حضرت رب العزت اور احکم الحاکمین سے تمہاری نسبت سوا اسکے اور کچھ حکم نہوگا فَاعْتَرَفُوا بِذَنْبِهِمْ فَسُحْقًا لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ ترجمہ پہر اقرار اونہون نے اپنے گناہو نکا کیا پس پہٹکار ہو دوزخیون پر اسیطرح اور بہت سی آیات قرآنی ہین جس سے ہر طرح پر فضایل اور بزرگیان صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین کی بخوبی ثابت ہین مگر اس رسالے مین باین خیال کہ اگر در خانہ کس ست یک حرف بس ست یعنی اگر کچھ بہی دل مین نور ایمان اور اسلام ہو تو یہی مقدار کافی

اور شافی ہی اور نیز بخوف طوالت اسی مقدار پر اکتفا کرکے اب کچھ اقوال حضرات ایمہ علیہم السلام جنکو شیعہ بھی مانتے ہین اونہین کی کتابون سے نقل کیے جاتے ہین

بیان فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم از اقوال ایمہ علیہم السلام

قول اول نہج البلاغت مین جو شیعون کے نزدیک اصح الکتب ہی حضرت امیر رضہ یون فرماتے ہین لِلّٰہِ بِلَادُ فُلَانٍ لَقَدْ قَوَّمَ الاَوَدَ دَاوَی الْعَمَدَ وَاَقَامَ السُّنَّۃَ وَخَلَّفَ الْبِدْعَۃَ ذَھَبَ نَقِیَّ الثَّوْبِ قَلِیْلَ الْعَیْبِ اَصَابَ خَیْرَھَا وَسَبَقَ شَرَّھَا اَدّٰی اِلَی اللّٰہِ طَاعَتَہٗ وَاتَّقَاہُ بِحَقِّہٖ رَحَلَ وَتَرَکَھُمْ فِیْ طُرُقٍ مُتَشَعِّبَۃٍ لَا یَھْتَدِیْ فِیْھَا الضَّالُّ وَلَا یَسْتَیْقِنُ الْمُھْتَدِیْ ترجمہ خدا انعام کرے فلان یعنے ابو بکر پر جسنے کجی کو سیدہا کیا جسنے امراض نفسانیہ کی دوا کی جسنے سنت کو پیغمبر کے قایم کیا اور بدعت کو دور کیا۔ گیا اس دنیا سے پاک دامن کم عیب گیا خلافت کی خوبی پائی اور اوسکے فساد سے پہلے رحلت کی خدا کی اطاعت کو اچھی طرح ادا کیا اور موافق حق کے پرہیزگاری کو پورا کیا کوچ کیا اس دنیا سے اور چھوڑ گیا آدمیون کو شاخ در شاخ راہون مین کہ نہ گمراہ ہدایت پاتا ہی اور نہ راہ پانے والا یقین حاصل کرسکتا ہی۔ اور لفظ فلان سے موافق مختار اکثر شارحین نہج البلاغت کے جو امامیہ ہین ابو بکر رضی اللہ عنہ مراد لیتے ہین اور موافق مختار بعض کے عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہین پس اس اپنے قول مین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضہ یا حضرت عمر رضہ کی دس صفتین بیان فرمائی ہین پس اون صفتون کا اونہین پایا جانا ضرور ہی اور اونکی قوت ایمان کی دلیل ہی دوسرے یہ کہ عیسٰی اردبیلی امامی اثنا عشری کتاب کشف الغمہ فی معرفۃ الایمہ مین لکھتے ہین اِنَّہٗ سُئِلَ الْاِمَامُ اَبُوْجَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنْ حِلْیَۃِ السَّیْفِ ھَلْ یَجُوْزُ فَقَالَ نَعَمْ قَدْ حَلّٰی اَبُوْبَکْرِنِ الصِّدِّیْقُ سَیْفَہٗ بِالْفِضَّۃِ فَقَالَ الرَّاوِیْ اَتَقُوْلُ ھٰکَذَا فَوَثَبَ الْاِمَامُ عَنْ

حواشی: [illegible] صفحہ ۱۱۲

مَكَانِهِ فَقَالَ نَعَمِ الصِّدِّيقُ نَعَمِ الصِّدِّيقُ نَعَمِ الصِّدِّيقُ فَمَنْ لَمْ يَقُلْ لَهُ الصِّدِّيقُ فَلَا صَدَّقَ اللّٰهُ قَوْلَهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ کسی شخص نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ تلوار کے قبضے کو حلیہ کرنا درست یا نہین تب امام نے جواب دیا کہ ہان اسواسطے کہ ابو بکر صدیق رض کی تلوار کے قبضے پر حلیہ چاندی کا تھا راوی کہتا ہی کہ اوسنے امام سے کہا کہ یا حضرت آپ بھی ابو بکر کو صدیق کہتے ہین یہ سنکر حضرت امام اپنی جگہہ پر سنبھل بیٹھے اور فرمایا کہ ہان وہ صدیق ہی ہان وہ صدیق ہی ہان وہ صدیق ہی جو کوئی اوسکو صدیق نہ کہے خدا اوسکے قول کی دنیا اور آخرت مین تصدیق نکرے اب یہ مقام قابل غور ہے کہ اول تو حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو صدیق فرمایا اور سائل جو شیعہ تھا اوسنے بطور تعجب کے عرض کیا کہ یا حضرت آپ بھی ابو بکر کو صدیق کہتے ہین یہ بیان شیعہ کا سنکر حضرت امام نے خفا ہو کر مکرر سہ کرر اوس شیعہ سے فرمایا کہ ہان مین اونکو صدیق کہتا ہون ہان مین صدیق کہتا ہون ہان مین صدیق کہتا ہون اور جو اونکو صدیق نہ کہے اللہ تعالی اوسکے قول کی تصدیق نہ کری دنیا اور آخرت مین اور جب موافق ارشاد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کے ابو بکر رضی اللہ عنہ صدیق ہین تو یقیناً منکر اونکی صدیقیت کی دوجہان مین جھوٹھا ہی اور حسب منشای قرآن مجید کے بعد نبوت کے مرتبہ صدیقیت کا ہے اور تمامی امت سے صدیق کا درجہ افضل و اعلی ہی چنانچہ اللہ تعالی نے قرآن مجید مین فرمایا ہی فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا تیسرے یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خط کو جو امیر معاویہ کو لکھا تھا نہج البلاغت کے شارحین نے نقل کیا ہی اور اوسمین حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے حق مین یہ عبارت ہی لعمری اِنَّ مَكَانَهُمَا مِنَ الْاِسْلَامِ لَعَظِيْمٌ وَّاِنَّ مُصَابَهُمَا لَجُرْحٌ فِي الْاِسْلَامِ شَدِيْدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ

وَجَزَاهُمَا اللّٰہُ بِاَحْسَنِ مَا عَمِلَا ترجمہ یعنے اپنی زندگی کی قسم تحقیق مرتبہ اون دونوں کا
یعنے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا اسلام مین بہت ہی بڑا ہی اور تحقیق واقعہ اون کی
وفات کا بہت ہی سخت حادثہ اسلام مین ہی اللہ دونون پر رحمت بھیجیو اور اونکے
نیک عملونکا بدلا نیک دیجو) دیکھو حضرت علی رضی اللہ عنہ دونون صاحبون کا مرتبہ
صاف صاف اسلام مین بہت بڑا بتلاتے ہین اور دعاے نیک اونکے حق مین کرتے
ہین پس جو اونکا رتبہ اسلام مین کمتر جانے اور اونکے حق مین بد دعا کرے وہ حضرت علی
کی مخالفت پر کمر باندھتا ہی چوتھے یہہ کہ صاحب الفصول جو فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کے
بڑے عالم ہین حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت یون نقل کرتے ہین
اِنَّہٗ قَالَ لِجَمَاعَۃٍ خَاضُوْا فِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ اَلَا تُخْبِرُوْنِیْ اَنْتُمْ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ
الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا وَ
یَنْصُرُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ قَالُوْا لَا قَالَ فَاَنْتُمْ مِنَ الَّذِیْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ
مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ قَالُوْا لَا قَالَ اَمَّا اَنْتُمْ فَقَدْ بَرِئْتُمْ اَنْ تَکُوْنُوْا
اَحَدَ هٰذَیْنِ الْفَرِیْقَیْنِ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنَّکُمْ لَسْتُمْ مِنَ الَّذِیْنَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی
الَّذِیْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا
بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ
یعنے تحقیق امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا واسطے ایک گروہ کے جو کلام کر رہے تھے
ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے حق مین کیا تم خبر دیتے ہو مجھکو آیا تم مہاجرین سے ہو
جو نکالے گئے اپنے گھرون اور مالون سے ڈھونڈھتے ہین اللہ کا فضل اور اوسکی
رضامندی اور مدد کرتے ہین اللہ اور اوسکے رسول کی اوس گروہ نے کہا نہین امام نے
فرمایا پس تم لوگ اونمین سے ہو جو گھر پکڑ رہے ہین یعنے انصار اس گھر مین یعنے مدینے
مین اور ایمان مین اونسے پہلے محبت کرتے ہین اوس سے جو وطن چھوڑا اوسے

اونکے پاس اوس گروہ نے کہا نہین اُمام رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم آپ ہی تحقیق الگ ہوئے
اس سے کہ ایک فرقہ ان دو فرقون مین سے ہو اور مین گواہی دیتا ہون کہ البتہ تم نہین ہو
اون لوگون سے جنکے حق مین اللہ تعالے نے فرمایا اور جو آئے اون سے پیچہے یہہ کہتے ہوئے
اے رب بخش ہمکو اور ہمارے بہائیون کو جو ہمسے آگے پہونچے ایمان مین اور نہ رکھہ
ہمارے دلمین بیر ایمان والونکا اے رب تو ہی ہے نرمی والا مہربان) اب ذرا انصاف
سے دیکہیے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے اس گروہ کو گمراہ اور دایرۂ اسلام سے
خارج فرمایا جو ایمان والون سے عداوت اور دشمنی رکھے اور بلاشبہ اصحاب رضی اللہ عنہم
سب سے اچھے تھے ایمان مین جو اونسے دشمنی رکہیگا وہ حسب فرمودۂ حضرت امام محمد باقر
رضی اللہ عنہ اسلام سے خارج ہوگا۔ پانچوین یہ کہ معتبر ترین تفسیر شیعون کی جو امام حسن
عسکری علیہ السلام کی طرف منسوب ہے اوسمین لکھا ہے اِنَّ اللّٰہَ اَوْحٰی اِلٰی اٰدَمَ لَیُفِیْضَنَّ
اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ مُّحِبِّیْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مَالَوْ قُسِّمَتْ
عَلٰی کُلِّ عَدَدِ مَاخَلَقَ اللّٰہُ مِنْ طُوْلِ الدَّھْرِ اِلٰی اٰخِرِہٖ وَکَانُوْا کُفَّارًا لَاَوَّاھُمْ
اِلٰی عَاقِبَۃٍ مَّحْمُوْدَۃٍ وَّاِیْمَانٍ بِاللّٰہِ حَتّٰی یَسْتَحِقُّوْا بِہِ الْجَنَّۃَ وَاَنَّ رَجُلًا مِّمَّنْ
یُبْغِضُ اٰلَ مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابَہٗ اَوْوَاحِدًا مِّنْھُمْ لَعَذَّبَہُ اللّٰہُ عَذَابًا لَوْ قُسِّمَ عَلٰی مِثْلِ
خَلْقِ اللّٰہِ لَاَھْلَکَھُمْ اَجْمَعِیْنَ ترجمہ خداے تعالیٰ نے وحی کی آدم پر کہ خدا اون
لوگون پر جو محبت رکھتے ہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اونکی آل سے اور اون کے
اصحاب سے ایسی رحمت نازل کریگا کہ اگر وہ تقسیم کیجاوے اوپر تمام مخلوقات کے
اول سے آخر تک تو وہ کافی ہے اور اگر سب کفار ہون تو اونکی عاقبت بہی اچھی ہوجاوے
اور وہ مومن ہوجاوین اور اگر کوئی آدمی دشمنی رکہیگا ساتھ آل محمد کے اور اصحاب
[illegible] اون مین سے تو خدا اوسپر ایسا عذاب نازل کریگا کہ اگر
وہ عذاب نازل ہو تمام مخلوقات پر تو وہ سب کے سب ہلاک ہوجاوین ایہا المومنون

[illegible]

محبت سارے آل و اصحاب کی ضروری ہے اور بغض ایک کا بھی ہلاک ہونیکا وسیلہ ہے
اسلیے مقام محبت مین اور وَاحِدٌ مِنْهُمْ نفرمایا اور مقام بغض مین اس کلمہ کو بڑھایا
تاکہ معلوم ہو جاوے کہ محبت سب کی رکھنی ضروری ہے اور دشمنی ایک کی بھی معذب ہونے
کے لیے کافی ہے اسلیے کہ صاف صاف اللہ تعالی نے حضرت آدم پر وحی کی کہ جو لوگ محبت
رکھتے ہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اونکی آل و اصحاب سے اون لوگون پر اللہ تعالی
ایسی رحمت نازل کریگا کہ اگر وہ رحمت تقسیم کیجاوے تمام مخلوقات پر اول سے
آخر تک تو وہ کافی ہے اور اگر وہ سب کفار ہون تو اونکی عاقبت بھی اچھی ہو جاوے
اور وہ سب مومن ہو جاوین اور اگر کوئی آدمی دشمنی رکھیگا آل محمدؐ یا اصحاب محمدؐ کے
ساتھ یا اونمین سے ایک سے بھی تو خدا اوسپر ایسا عذاب نازل کریگا کہ اگر وہ عذاب
نازل ہو تمام مخلوقات پر تو وہ سب کے سب ہلاک ہو جاوین پس مقام غور اور انصاف
ہے کہ بموجب اس تفسیر معتبرہ اہل تشیع کے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تبرا اور
دشنام کرنے والا ایسے عذاب سخت کا مستحق ہوگا کہ اگر وہ عذاب تمام مخلوقات پر نازل
کیا جاوے تو وہ سب ہلاک ہو جاوین ۔ اور شیخ ابن بابویہ قمی نے اپنی کتاب مسمی معانی الاخبار
مین حضرت امام موسی رضا علیہ السلام سے یہ روایت لکھی ہے عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلْعَمْ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَاَنَّ عُمَرَ
مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ الْبَصَرِ وَاَنَّ عُثْمَانَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ الْفُؤَادِ۔ یعنی امام حسن
علیہ السلام روایت کرتے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ بمنزلہ میرے
سمع کے ہین اور عمرؓ بمنزلہ میرے بصر کے ہے اور عثمانؓ بمنزلہ میرے دل کے ہے پس
موافق روایت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم
اجمعین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بمنزلہ آنکھ اور کان اور دل کے ٹھہرے
تو پھر یہ ثابت ہو گیا کہ جو کوئی حضرت خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے بغض

نرکھیگا وہ حقیقت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہین رکھتا ہی اور حضرات
خلفائی رضی اللہ عنہم سے دشمنی رکھنا گویا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت
رکھنا ہی اللہ تعالیٰ جمیع مسلمانون کو اس بلاے سخت اور مرض مہلک سے بچائے
بِحُرْمَةِ النَّبِيِّ وَآلِهِ الْأَمْجَادِ اس قول پر حضرت امام حسن علیہ السلام کے شیعون
نے ایک دروغ مزخرف اور بیہودہ تاویل کیا ہی اگرچہ وہ محض ہیچ اور قابل نہ سننے
کے ہی مگر بخیال گوش زدہ اثر ے وارد اوس سے بھی آگاہ کردینا ضرور ہے وہ
تاویل یہ ہی اور اصل روایت پر اسقدر شیعون نے گڑھی ہے فَلَمَّا كَانَ مِنَ
الْغَدِ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَعِنْدَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَقُلْتُ
لَهُ يَا أَبَتِ سَمِعْتُكَ تَقُولُ فِي أَصْحَابِكَ هٰؤُلَاءِ قَوْلًا فَمَا هُوَ فَقَالَ نَعَمْ ثُمَّ
أَشَارَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ هُمُ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ وَالْفُؤَادُ وَسَيُسْأَلُونَ عَنْ وِلَايَةِ
وَصِيِّي هٰذَا وَأَشَارَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ
إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ثُمَّ قَالَ
وَعِزَّةِ رَبِّي إِنَّ جَمِيعَ أُمَّتِي مَوْقُوفُونَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَسْئُولُونَ عَنْ وِلَايَةِ
عَلِيٍّ وَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ انتہی۔ ترجمہ
امام حسن علیہ السلام فرماتے ہین کہ جب دوسرا دن ہوا تب مین حضرت کی خدمت مین
حاضر ہوا اوسوقت امیر المومنین علی علیہ السلام اور ابوبکر اور عمر اور عثمان موجود تھے
مینے حضرت سے عرض کی کہ اے پدر بزرگوار مینے کل آپکی زبان سے سنا جو کچھ
ان اصحاب کی نسبت فرمایا وہ کیا ہی حضرت نے فرمایا کہ ہان مینے کہا ہی بعد اسکے
حضرت نے اونکی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہی سمع اور بصر اور دل ہین اور اس
وصی یعنی علی کی محبت سے سوال کیے جاوینگے اور یہ کہکر آیت پڑھی کہ خدا ے
عز وجل فرماتا ہی کہ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا

بعدہ فرمایا کہ قسم ہی مجھکو اپنے پروردگار کے عزت کی کہ تمام امت میری قیامت کے دن کھڑی کیجاویگی اور اونسے سوال علیؑ کی محبت سے ہوگا اور یہی مطلب ہی خدا کے اس قول کا کہ (وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ) کہ کھڑا کرو انکو ابھی اونسے پوچھنا ہی - اس حدیث کے ان الفاظ زاید کو ہم چند دلیلوں سے صحیح نہین جانتے اور اوسکو دوسرونکا جھایا ہوا فقرہ سمجھتے ہین (پہلی دلیل) یہ کہ حدیث مذکورہ سے ثابت ہی کہ جب پہلے روز حضرت امام حسن رضؓ نے آنحضرتؐ سے سنا کہ ابوبکر رضؓ بمنزلہ میرے سمع کے اور عمر رضؓ بمنزلہ میرے بصر کے اور عثمان رضؓ بمنزلہ میرے دل کے ہین تو اوس روز امام حسن رضؓ نے کیون نہ پوچھا دوسرے روز پوچھنے کا کیا باعث اگر کچھ پوچھنا تھا تو اوسیوقت پوچھتے اگر یہ کہیے کہ اوسوقت صحابہؓ موجود تھے اونکے خوف سے نہ پوچھا تھا تو دوسرے روز بھی ہنگام استفسار موجودگی خلفاء ثلثہ اوسی حدیث سے ثابت ہی اگر پوچھنا تھا تو گھر مین پوچھ لیتے جہان وہ لوگ موجود نہ تھے نہ کہ اونہین کے سامنے پوچھنا اس سے بھی صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ فقرہ دوسرے روز کا محض جھایا ہوا براہ اوس کینہ اور عداوت کے ہے جو شیعون کو حضرات اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ ہی (دوسرے) یہ کہ حدیث موصوفہ سے ظاہر ہوتا ہی کہ پہلے دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط تشبیہ اور تمثیل پر قناعت کرکے حضرات خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کو بمنزلہ سمع اور بصر اور فواد کے فرما کر سکوت کیا تو اب یہ فرمانا دو حال سے خالی نہین ہے یا بطور تقیہ اور دل لگی کے فرمایا یا تہ دل سے سچ فرمایا اگر تہ دل سے جیسا کہ ظاہر الفاظ دلالت کرتے ہین وہی مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا تو مدعا حاصل ہی جھگڑا ہی ختم ہوا ہم بھی ویسا ہی سمجھتے ہین اور اور اگر تقیہ کے طور پر فرمایا تو اس صورت مین پیغمبر خدا کی نسبت تقیہ کا ثبوت ہوتا ہے جو شیعون کے نزدیک بھی باطل ہی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جنکے خوف اور خوشامد سے پہلے روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تقیہ فرمایا وہ دوسرے روز بھی موجود تھے اسکا کیا باعث کہ پہلے روز تو اون کے خوف یا خوشامد سے براہ تقیہ کے ایسا

فرمایا دوسرے روز اونکا خوف یا خوشامد ساقط ہو گیا اور اگر معاذ اللہ پیغمبر صلعم نے براہ
استہزا کے ایسا فرمایا تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ٹھٹھے بازی اور مسخرگی کا
ثبوت ہوا جاتا ہی جو پیغمبرون سے محال ہی ایسا خیال باطل سوائے حضرات شیعون کے
دوسرونکو نہین پیدا ہو سکتا وہ جو چاہین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لگاوین
شاید اونہین معافی کا پروانہ ملا ہوگا (تلیسرے) یہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھہ فرماتے
تھے وہ سب صاف صاف فرماتے تھے نہ یہ کہ دہوکے دہڑی کی بات کہکر لوگونکو شک و شبہہ مین ڈالدیتے اگر یہ
دوسرے روز کا فقرہ جمایا ہوا صحیح سمجھا جاوے تو صریحا پیغمبر صاحب پر تہمت ٹہری
اسواسطے کہ اگر دوسرے دن امام حسن رضی اللہ عنہ استفسار نہ فرماتے اور پیغمبر صاحب
اصل مطلب نہ بتاتے تو لوگ شبہے اور دہوکے مین پڑے رہتے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ارشاد کو صدق و صفا پر قیاس کرکے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق
رضی اللہ عنہ اور عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کو بمنزلۂ سمع و بصر و دل پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم کے جانتے جیسا کہ اول الفاظ سے جو حضرت نے فرمائے معلوم ہوتا ہی کس ایمان
والے سے یہ ہو سکتا ہی کہ پیغمبرون پر ایسی تہمت لگاوے ہرگز نہین کیونکہ پیغمبران
علیہم السلام کا کام تو صاف صاف حکم الٰہی بیان کرنے اور ہدایت کرنیکا ہی نہ لگی لپٹی
رکھنیکا سچ تو یہ ہی کہ اِن حضرات کے بڑے دل اور گردے ہین کہ جنہون نے اپنے دین
و مذہب کو دل لگی مین ڈالدیا ہی آیات قرآنی اور حدیث نبوی کو محرّف کردیا ہے
خدا اور رسول خدا کے کلام کو معاذ اللہ ضلع جگت اور ذو معنی جانتے ہین صحیح تو یہ ہی کہ
اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ جسکے مذہب کی بنا جہوٹھ اور نفاق پر ہی وہ سب کو اپنا ہی سا جانکر
ویسی ہی تاویلات کرتا ہے اور بیہودہ خیالات پکاتا ہے۔ وہ کون ایسا شخص
ہوگا کسی دین و مذہب مین جو اپنے پیغمبر خواہ بانی دین کے نسبت یہ کہیگا کہ وہ ایک روز
کچھہ کہتے تھے اور دوسرے روز اوسکی کچھہ تاویل اور کردیتے تھے اگر ایسا ہو تو بڑا افتور

پیدا ہو کیونکہ فرض کرو کہ کسی دن پیغمبر صاحب نے کچھ فرمایا کہ اوس جلسے کے حاضرین
مین سے دوسرے روز کچھ لوگ کہین اور چلے گئے دوسرے روز پیغمبر صاحب نے پہلے روز
کے اپنے ارشاد کے کچھ اور طرح پر تاویل کردی جو لوگ کہ یہان موجود تھے اونہون نے
تو اوس تاویل کو سُنا اور جانا کہ مقصد اوس سے یون تہا وہ نہ تہا جو ظاہر الفاظ سے
پیدا ہوتا تہا مگر یہ تو فرمائیے کہ جو لوگ پہلے ہی روز کا ارشاد سنکر چلے گئے تھے اونہون نے
اپنے پیغمبر کو ہادی اور نبی جانکر اونکے کلام کو حق جانا ہوگا اور اوسی کو سچ مانا ہوگا
اوسکی تعمیل فرض جانتے ہونگے اونکو یہ تاویل کیونکر معلوم ہو سکتی ہے پس وہ جو ظاہر
الفاظ کے معنے کے پابند ہو کر گمراہ ہوئے اوسکا الزام کس پر ہوگا بیچارے سننے والے پر
یا معاذ اللہ پیغمبر صاحب پر۔ علاوہ ازین ان آیتون کے یہ معنے لینے سیاق وسباق کے
خلاف ہین بلکہ تحریف ہی شیعہ خود اپنی تفسیرون مین ان آیتون کی تفسیر دیکھین اور خدا سے ڈرین
ورنہ اگر کوئی خارجی یہ کہے کہ سمع و بصر و فواد سے علی و حسن و حسین علیہم السلام مراد ہین اور قیامت
کو انسے انکی اونکی بے عنوانیان مثل قتال و جدال کے یا خلافت خلفا ثلثہ سے پوچھے جائینگے تو کوئی
شیعہ اسکا کچھ جواب دیسکتا ہی ہرگز نہین۔ علاوہ ازین اگر ہم اِن الفاظ کو صحیح بہی مان لین
تو بہی تمہارا ادعا ثابت نہین ہوسکتا کیونکہ اِذا جاءَ الاِحتمال بَطَلَ الاِستدلال تقریر احتمال
ثانی کی یہ ہی کہ کیا ضرور ہی جس سے قیامت مین سوال ہو وہ ماخوذ اور معذب ہی ہو بلکہ کبہی اُظہار
کرامت و فضل کے لیے بہی سوال ہوتا ہی جسطرح ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین سے پوچھا جائیگا
کہ ہمارے احکام آدمیون کو پورے طور پر پونہچائے یا نہین تاکہ انبیا کی کمال امانت و عبودیت اور
کفار کی بے شرمی اور بغاوت اور حق جلشانہ کی جبروت و ہیبت ظاہر ہو اور اسیطرح پل صراط
سے گذر کرنا۔ اور قبر مین نکیرین کا سوال سکرات موت میدان حشر کا اضطرار وغیرہ سب کیلئے ہی
مگر بعضون کو اسمین ترقی درجات ہوگی اور بعضون پر مصیبت و عذاب۔ پس مطلب یہ ہی کہ ان
تینون بزرگون سے پوچھا جائیگا کہ حُب علی و حُب اہل بیت تمہین تھی یا نہین تو شیعون کو معلوم ہو جائیگا

کہ خلفاء ثلثہ اول درجے کے دوستدار اہل بیت اور اونکے فضائل کے جاننے والے تھے اور خارجی دیکھ لینگے کہ اہل بیت کا یہ مرتبہ ہی کہ وہ حضرات جو پیغمبر کے بجائے سمع و بصر کے ہین اونسے بھی سوال ہوتا ہی تو پہر ہماری عداوت کیسی شرمناک بات تہی بلکہ یہی معنے الفاظ حدیث سے ثابت ہین اسلیئے کہ آنحضرت کا یہ فرمانا کہ وہ میرے گوش و چشم اور دل ہین اب ممکن نہین کہ حضرت کے گوش و چشم و دل تذلیل و توہین کے قابل ہون معاذ اللہ بس یہ سوال جو ان حضرات سے ہوگا سوال کرامت و اظہار فضیلت ہی نہ سوال الزام و اسکات اس صورت مین بھی کمال درجے کی فضیلت ان حضرات کی ثابت ہی غرض بے شمار دلایل فضایل صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کی خود حضرات ائمہ علیہم السلام کے اقوال سے جو شیعون کی معتمد کتابون مین موجود ہین بخوف طوالت وہ سب اس جگہ نہین لکھی گئے مشتے نمونہ از خروارے اس تہوڑے پر کفایت کی اگر کوئی زیادہ تر دیکھنا چاہی تو کتاب تحفہ اثنا عشریہ خواہ منتہی الکلام و ازالۃ الغین فی بصارت العین مولفہ مولانا حیدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خواہ آیات بینات مولفہ جناب مولوی مہدی علی خانصاحب بہادر دام برکاتہ کو جو اردو مین ہی کی باعث ہر شخص اوسکو دیکھ اور سمجھ سکتا ہی دیکھے کہ ہر جگہ بکثرت موجود ہین مثل مصحف فاطمہ اور دیگر کتب مذہب شیعہ کے کمیاب اور پردہ خفا مین نہین ہین

بیان فضایل حضرت ابوبکر صدیق یار غار و محبوب مجبوب خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اب کچھ تہوڑے سے فضایل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آیات قرآنی اور کتب معتبرہ حضرات شیعہ اور کتب سیر اور نیز کتب معتمدہ اہل سنت و جماعت سے لکھتا ہون

اَوَّلُهُمْ وَاَفْضَلُهُمْ قُدْوَةُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْهُمَا فِي الْغَارِ مَخْدَنُ الصِّدْقِ وَالْوَقَارِ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَى الْعَرْشِ وَفِي الْغَارِ الشَّيْخُ الْعَتِيْقُ وَالرَّفِيْقُ الشَّفِيْقُ مُنْجِزُ مَرَاحِيْقِ التَّحْقِيْقِ مِنْ كَاسِ التَّوْفِيْقِ خَلِيْفَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَبُوْبَكْرِنِ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَرَادِيْسُ الْجَنَّةِ مُنْقَلَبُهُ وَمَثْوَاهُ

اسم شریف آپکا عبد اللہ بن ابی قحافہ ہی اور نام ابو قحافہ کا عثمان عامر بن کعب

ابن سعد بن تیم بن مرة بن کعب بن لوی ہی اور نسب طاہر آپکا ساتھ نسب اطہر حضرت
سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے مرہ بن کعب مین ملتا ہی اور آفتاب آپکی بزرگی قرابت
کا اوسی جگہ شہرت آفتاب فلک نبوت اور نجابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملکی چمکتا ہی
اور آپکی والدہ ماجدہ کا نام ام الخیر سلمی بنت صخر بنت ماہر تہا بیٹی عم ابو قحافہ کی اور
بعض کتب سیر مین لکہا ہی کہ جاہلیت مین آپکا نام عبد الکعبہ تہا ظہور اسلام کے وقت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ نام فرمایا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
ایام جاہلیت مین درمیان اہل قریش کے بڑے صاحب مرتبہ اور صاحب مال تہے
اور قریش مین منجملہ روساے قریش کے ایک بڑے رئیس گنے جاتے تہے اور اپنی
قوم قریش مین اہل مشاورت تہے علم انساب اور تعبیر خواب اور علم عروض وقافیہ
سے نہایت ہی ماہر تہے اور اشعار خوب فرماتے تہے چنانچہ اونکی یہ دو بیت بطور
نمونہ لکہے جاتے ہین **بیت** مرض الحبیب فزرتہ فرصت من حذری علیہ
فشفی الحبیب فزارنی فشفیت من نظری الیہ چون چشم خود بیمار شد
محبوب و من چون دیدمش * بیمار گشتم از غم نازک تن بیمار او * بہ شد حبیب آمد
از بہر عیادت سوے من * فی الحال صحت یافتم از دیدن رخسار او * کہتے ہین کہ علم
انساب مین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حذاقت اس درجہ کی رکہتے تہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت سے فرمایا کہ تم جب مشرکون کا حال
لکہنے لگو تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس جانا اور اوس قوم کے معائب اون سے
دریافت کرنا کہ اون لوگون کے انساب اور ایام اور وقایع وہ خوب جانتے ہین
اور وقت بعثت سے تا وقت وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت صدیق
اکبر رضی اللہ عنہ سے سفر اور حضر مین ہمراہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین بہت کم
تخلف ہوا جب امر خلافت آپسے متعلق ہوا تو آپکو خلیفۂ رسول اللہ کہتے تہے ایک مرتبہ

کسی نے آپکو خلیفۃ اللہ کہا آپنے اوس شخص سے کہا لَسْتُ بِخَلِیْفَۃِ اللّٰہِ وَلٰکِنَّ اَنَا خَلِیْفَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاَنَا رَاضِیْ بِذَالِكَ یعنے مین نہین ہون خلیفہ اللہ کا ولیکن مین ہون خلیفہ رسول اللہ کا اور مین اس سے راضی ہون بعض روایت مین ہے کہ آپ مکروہ رکھتے تھے کہ اون کو خلیفۃ اللہ کہا جائے

بیان وجہ لقب صدیق اور عتیق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

آپ کے لقب عتیق کی وجہ مین چند روائتین ہین ایک یہہ کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے منہہ کی طرف دیکھکر فرمایا مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی عَتِیْقٍ مِّنَ النَّارِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ۔ یعنے جو شخص کہ ارادہ کرے کہ مین نظر کرون طرف عتیق من النار کے پس چاہیے کہ وہ نظر کرے طرف منہہ ابی بکر رضی اللہ عنہ کے یعنے کہتے ہین کہ جس روز حضرت صدیق رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے اوسی روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰہِ مِنَ النَّارِ یعنی تو اے ابوبکر دوزخ سے آزاد ہے اوسکے بعد سے اونکو عتیق کہنے لگے اور بعض نے یہہ بھی وجہ بیان کی ہی کہ آپکا نسب عیب سے بری ہی اسواسطے نام آپکا عتیق ہی اور یہ بھی وجہ بیان کرتے ہین کہ آپ بہت خوش رو اور خوش خو تھے لہذا اس لقب سے مدعو ہوے چنانچہ آپکی تعریف مین کسی نے کہا ہے ؎
چشم ایمان جمال او بیند ٭ کور کی چہرۂ نکو بیند ٭ اور ایک یہ بھی وجہ بیان کرتے ہین کہ حضرت صدیق رضہ کی والدہ کے لڑکا نہین جیتا تھا جب حضرت صدیق رضہ پیدا ہوئے اور حد جوانی کو پہونچے اونکو عتیق کہا لِاَنَّہٗ اُعْتِقَ مِنَ الْمَوْتِ۔ یعنی تحقیق وہ آزاد کیا گیا موت سے کہتے ہین کہ حضرت صدیق رضہ کی والدہ آپکو خانۂ کعبہ مین لیگئین اور کہا یَا رَبِّ ھٰذَا عَتِیْقٌ مِّنَ الْمَوْتِ فَھَبْ لِیْ خانہ کعبہ کے رکن سے آواز سے

يَا اُمَّةَ الرَّحْمٰنِ بِالتَّحْقِيْقِ قُرَّتِ بِحَمْلِ الْوَلَدِ الْعَتِيْقِ يُعْرَفُ فِي التَّوْرَاةِ بِالصِّدِّيْقِ
اسی سبب سے اونکو صدیق بھی کہتے ہین اور صدیق نام کیا اور یہ کہ قصہ معراج
سنکر وہ شخص جسنے فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی حضرت صدیق رض
ہین اور قصہ اسکا یون ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کو تشریف لیگئے
اور معراج سے تشریف لائے تو جبرئیلؑ سے فرمایا کون تصدیق کریگا میرے معراج
کی جبرئیلؑ نے کہا کہ ابوبکر تصدیق کرینگے آپکی معراج کی اور وہ صدیق ہی چنانچہ
ایسا ہی ہوا کہ جب صبح کو آپنے صدیق رض سے کہا کہ آج کی رات مجکو معراج ہوئی
کہا حضرت ابوبکر رض نے خوش ہوکر سچ فرمایا آپنے اوسی صبح سے آپکا صدیق نام ہوا
اور پہلے جس مرد نے کہ تصدیق رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کی حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ ہین اسوجہ سے اونکو صدیق کہا اور بعض اہل تحقیق یہ کہتے ہین کہ چونکہ آپکا
ظاہر اور باطن صدق اور راستی سے مستقیم تہا آپکو صدیق کہا وَالصِّدِّيْقُ مَنْ لَّمْ تَتَغَيَّرْ
بَاطِنُ اَمْرِهٖ مِنْ ظَاهِرِهٖ وَقِيْلَ الصِّدِّيْقُ هُوَ الصَّادِقُ قَوْلًا وَّفِعْلًا وَّدِيْنًا وَّعَقْلًا
اور یہ وجہ بھی صدیق کہنے کی ہی کہ تمام عمر کبھی آپ جھوٹھ نہین بولے بعض عرفا کہتے
ہین صدیق وہ شخص ہے کہ بذل کرے کونین کو رویت حق سبحانہ تعالی مین مانند
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تجہیز لشکر عسرت
مین اونسے پوچھا کہ مَا اَبْقَيْتَ لِنَفْسِكَ کیا باقی تمنے چھوڑا اپنے واسطے جواب مین کہا
اَللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ کہ اللہ اور رسول اوسکا ؎ از زبان صادق و باجان صلیق + چون نبی
مشفق و چون کعبہ عتیق + صدق او چون منبر بان ایمان بود + مصطفی بہر چہ خورست
آدان بود + نیمہ خویش کردہ در کارش + نیمہ او گشتہ بہرہ بیدارش + خواجہ با وقار
آہستہ + دست لطفش شکستہ را بستہ + والیہ المرجع والیہ الرشاد - روایت کی حاکم
نے مستدرک مین نزال بن سبرہ سے کہ کہا ہمنے حضرت علی کرم

مجھکو اے امیر المومنین صفت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ
کہ ابو بکر کا نام رکہا اللہ جلشانہ نے صدیق جبرئیل علیہ السلام اور رسول علیہ السلام کی زبان پہ
اور تھے وہ خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ روایت کی دارقطنی اور حاکم نے ابو یحیی
سے کہ بار بار ذکر کیا کرتے تھے حضرت علی منبر پہ کہ تحقیق اللہ تعالی نے نام رکہا ابو بکر کا
اپنے نبی کی زبان پہ صدیق اور طبرانی نے روایت کی سند صحیح کے ساتھ حکم بن سعد
سے کہا کہ مینے حضرت علی رضہ سے سنا اور وہ قسم کہا کر فرماتے تھے البتہ نازل کیا اللہ
تعالی نے نام ابو بکر کا صدیق اور روضۃ الاحباب مین لکھا ہی کہ واقفان آثار و اخبار
بیان کرتے ہین کہ جب حضرت خیر البشر علیہ افضل الصلوۃ و اکمل التسلیمات اللہ جلشانہ
کی طرفسے رسالت پر مبعوث ہوئے اوس زمانہ مین ابو بکر رضی اللہ عنہ تجارت کیواسطے
ملک شام کی طرف گئے تھے وہان ایک مرد سے کہ منجملہ علما اور احبار کے تہا اور توریت
اور انجیل کا علم بحد کمال رکہتا تہا اور عمر اوسکی تین سو برس کی تہی ملاقات
ہوئی اوس پیر روشن تدبیر نے پس از تحقیق و تفحص شہر اور قبیلہ اور اسم و نسب
اور کنیت اور لقب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حضرت موصوف سے بیان کیا کہ
مجھکو کتب آسمانی اور صحیفہ ربانی سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ حرم مکہ مین ایک ایسا
پیغمبر دین پرور مبعوث ہوگا کہ جوان اور بوڑھے سب اوسکی اطاعت کرینگے مگر ایک
ادہیڑ عمر کا آدمی اور ایک جوان اوسکے بہت بڑے مددگار ہونگے وہ ادہیڑ عمر کا
آدمی بوقت ظہور اسلام اوس نبی کی بہت ہی بڑی مدد کریگا اور اوس نبی کے
ساتھ ہر طرح کی ایذا اور تکلیف اوٹھاویگا رنگت کا سفید اور بڑے علم اور
وقار کا آدمی ہوگا اور اوسکے پیٹ اور بائین ران پر سیاہ تل ہوگا اوس عالم توریت
کہ اوسکا نام بحیرا راہب تہا جب حضرت صدیق سے یہ سنا کہ یہ رہنے والے حرم
مکہ کے ہین اور رنگت اور پیشانی کو موافق اپنے علم کے پایا تب مصر ہوا کہ اپنا پیٹ اور

بائین ران بھی دکھاؤ چنانچہ اوسکے نہایت اصرار سے دکھایا تو دونون جگہہ خال سیاہ
موجود پایا وہ راہب مذکور بولا بے شک وہ اوس پیر عمر کا آدمی تو ہی ہے کہ مدد کریگا
تو بڑی سختیون مین اوس نبی کی وہ راہب حضرت صدیق کو اپنے گھر لیگیا اور بڑی
خاطر اور ضیافت کی اور کہا کہ وہ وقت قریب ہی کہ یہ دولت اسلام تیرے نصیب
مین آئے خبردار خبردار جو ایذا تجھے اس نعمت کے سبب سے پہونچے گھبرانا نہین اور
صبر کرنا۔ از تاریخ الخلفا۔ روضۃ الاحباب مین اسقدر اور لکھا ہی کہ مرد پیر نے
چند بیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اور ثنا مین لکھکر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ
کو دیے کہ اسکا مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سمع ہمایون تک پہونچا دینا چنانچہ
اوسمین کا ایک شعر یہ ہی آلٰہی باد سلام سر بسر از سر بسر از قطرہ بدریا بہرہ از ذرہ بمہر
القصہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سفر شام سے لوٹ کر وطن مین پونہچے تو ایک
جماعت اعیان اور سرداران قریش کی برسم تہنیت معاودت از سفر اونکے ملنے کو آئی
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے پس از تمہید قواعد تحیت اور کلمہ و کلام محبت آمیز
اون لوگون سے پوچھا کہ کوئی امر غریب اور شان عجیب تمہارے درمیان پیدا ہوئی
ہے اون لوگون نے جواب دیا کہ ہان امر تازہ اور عجیب یہ ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
بن عبد اللہ بن عبد المطلب دعوی نبوت کرتے ہین اور آبا و اجداد کی بنیاد دین کے
تیشۂ مخالفت سے ڈہاتے ہین جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اون لوگون سے
یہ حکایت سُنی تو شوق قدمبوسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو بے صبر کر دیا اور
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے آئینۂ سینۂ باسکینہ مین مضمون منظومۂ ذیل کا نقش پایا
ای آرزوے دیدہ دلم در ہواے تست ✤ جانم اسیر سلسلۂ مشکساے تست
دل چہین لیا ایک جوان عربی نے ✤ کی مدنی ہاشمی و مطلبی نے
شعلۂ عشق دل مین بھڑکا اون لوگون کو جو آپکی تہنیت معاودت سفر مین

آئے تھے کچھ عذرخواہی کرکے اونکے گھرون کو رخصت کردیا اور خود ملازمت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیتابانہ جذبۂ عشق سے جلد جلد یہ کہتے ہوئے ع

ملایک جسکی دربانی کے خاطر ہاتھ ملتے ہین ٭ در دولت سرا پر اوسکے پہونچا یا یہ قسمت نے

راہی ہوکر حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین آحاضر ہوئے اور بشرائط سلام اور کلام کی اوس دستور کے موافق جو سوابق ایام مین معہود تھی جانبین سے مرعی ہوئے من بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سید انام نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو دعوت اسلام فرمائے اور کہا کہ اے ابوبکر مجھکو خدائے عزوجل نے نبوت سے مشرف کیا اور مجھے نبی کیا تو مجھپر اور خدائے تعالیٰ پر ایمان لا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے خوشی ضبط کرکے دلیل اور برہان طلب کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دلیل ہماری وہ مرد پیر ہے کہ جو یمن مین تجھکو ملا تہا اور میری حکایت تجھسے بیان کی تھی اور تجھسے سنی اور وہ تل سیاہ بالای ناف اور چپ ران کا ہی جو تمکو تمہارے جسم پر دکھایا اور ابیات جو میری مدح مین تھین۔ اوسنے تمکو دین اور تمہارے ہاتھ مجھکو سلام کہلا بھیجا ہیں سنتے ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صدق دل اور اخلاص کے ساتھ پڑہا کہتے ہین کہ جملہ اسباب توفیق صدیق سے بہرایمان ایک یہ تہا کہ قبل از وقت ظہور نبوت اور زمان تشییع دعوت آنحضرت کی حضرت صدیق رض نے خواب مین دیکھا کہ چاند آسمان سے نیچے اوترکر جمیع منازل مکہ مین منتشر ہوا چنانچہ کوئی گھر مکۂ معظمہ کا ایسا باقی نہین رہا تہا کہ ٹکڑا اگردش چاند کا وہان نہ پونہچا ہو بعد اوسکے وہ سب ٹکڑے چاند کے ایک جا ہوکر متصل ہوگئی اور گود مین حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے آپڑے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اوس خواب عجیب غریب کو کسی خبیر یعنے مشتاق نیکوکار سے کہ وہ منجملہ احبار اہل کتاب سے تہا اور فن تعبیر اور علم تاویل رویا مین بصارت کامل اور مہارت تامہ رکھتا تہا بیان کرکے تعبیر خواب پوچھی اوسنے کہا کہ تعبیر اس خواب کی یہ ہی کہ عالم بالا سے ایک دولت عظمی اور سعادت کبری تمکو ملیگی

حاصل کلام تعبیر اس خواب صادق کی یہ ہی کہ پیغمبر زمان صلی اللہ علیہ وسلم اور سرور
انس وجان بہترین آدمیان مبعوث ہونگے اور اونکی ہدایت کی نعمتون اور دلالت سے
شرک اور گمراہی دور اور نابود ہو جاویگی اور تم اون پر ایمان لاکر دایرۂ متابعت
اور مبایعت اور معاونت مین در آوگے اور مسعود ترین مردم مین سے اونکے تم ہوگے
اور جملہ اقران سے سر برآوردہ تم ہوگے پس ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس تعبیر خوابکی
انتظار تہا یہانتک کہ سید سادات عالم اور سند سعادات بنی آدم حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مسند ظہور نبوت پر جلوہ گر ہوئے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو
خوان ایمان پر دعوت فرمائی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے دلیل طلب کی خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دلیل اور برہان ہماری وہ خواب ہی جو ہماری نبوت سے
پہلے تمنے دیکہا تہا اور اب تعبیر اوسکی ظاہر ہوئی اور صفت ہماری فلان خبیر سے تمنے
سنی تہی صدیق رضی اللہ عنہ نے فوراً قدم جادۂ تصدیق مین رکہا اور سر دفتر اہل ایمان
اور مقدم اصحاب عرفان کے ہوئے کتب سیر مین مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ مینے جس سے ایمان ظاہر کیا اور قبول کرنیکو کہا اوسنے توقف اور تامل کیا
مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہ جب اوسکو دعوت ایمان کی کی بلا تکلف و توقف اوسنے
قبول کیا اور یہ خبر وافی اثر دلالت کرتی ہے کمال مناسبت پر درمیان آنحضرت سید
عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور اوسیدن کہ حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے پانچ آدمی عشرۂ مبشرہ سے کہ وہ عثمان بن عفان اور
طلحہ بن عبید اللہ اور زبیر بن العوام اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص
ہین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین یہ پانچون حضرات اوسیدن سکے آخر مین بدلالت
اور ارشاد حضرت صدیق رض کے سعادت ملازمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
لیے دوڑے اور دولت اسلام سے مالا مال ہوئے اور بمقتضای خبر معتبر من سن سنۃ

حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰامَۃِ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ
اُجُوْرِھِمْ شَیْئٌ صدیق رض کو موازی جمیع مومنان اس امت کا اجر اوپر ایمان کے ہوگا ۵
کسے کو سنتِ نیکو نہادست + ہمیشہ اجر آنش دست دادست + بدین بوبکر چون
کردست آغاز + بدو گردد ہمہ اجر جہان باز + ازان ایمان او در اصل خلقت +
ہمی جوید بایمان ہا بہ سبقت (از روضۃ الاحباب) معتبر اخبار اور روایل سے
ثابت ہی کہ سب سے پہلے جوانان احرار مین سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
ایمان لائے اور عورتون مین سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور لڑکون مین سے
حضرت علی رضی اللہ عنہ اور غلامون مین سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور غلامان
آزاد مین سے حضرت زید بن حارثہ ایمان لائے کتب سیر اور نیز دیگر کتب وغیرہ
سے بخوبی ثابت ہی کہ اوایل بعثت مین سید انبیاء اور سند اصفیا احمد مجتبی محمد
مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اشتغال امر دعوت اسلام بطریق خفیہ فرماتے تھے اور
طالبان راہ حق کو پوشیدہ راہ صواب دکھلاتے تھے جسوقت سے کہ حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ ایمان لائے اسیوقت سے برابر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ سے اشاعت دعوت اسلام التماس کرتے تھے اور اظہار مین اسلام
اور ملت حنفیہ مین استدعا کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلحاظ کثرت اعدا
اور قلت احباب اسپاری مین تامل اور توقف فرماتے تھے اور اشارۂ غیبی کا انتظار
کھینچتے تھے یہانتک کہ اس بارہ مین التماس و استدعاء حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ از حد گذر کر بعز اجابت نبوی علیہ السلام کے مقرون ہوئے پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بموافقت یار غار بقصد دعوت کفار بیت الحرم تشریف
لیگئے وہان مہتران قریش گروہ در گروہ بیٹھے تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
بے خوف وخطر کھڑے ہوگئے اور حسب مضمون منظوم ذیل مجمع اوس صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ کا کچھ بھی

اندیشہ اپنے دل مین نہ لاییے سرگر تیغ باردد رکوسے آن ماہ + گردن نہادیم الحکم للہ
ایک خطبہ مشتمل بر عیب اہل کفر بایمان اور اسلام اور باز رہنے عبادت اصنام سے
اور ڈرانے عذاب و وبال آخرت سے جو اصنام پرستون پر ہوگا بحضور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پیش کیا اور وہ خطبہ پڑہا لیکن چونکہ قلوب کفار پر مہر خذلان اور ابصار پر
اونکے بیہوشی حرمان کی تہی بمصداق شعر محل قابل وانگہ نصیحت قابل + چو گوش
ہوش نباشد چہ سود حسن مقال + کچھہ فایدہ اور نتیجہ نہ نکلا جب اہل کفر اور نفاق نے
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبہ کو سنا سب کے سب کہ بکثرت وہان موجود تھے
مجتمع ہوکر بگستاخی حرب وضرب حضرت صدیق رضہ سے پیش آئے تمام جسم شریف آپکا
صدمۂ ضرب سے متورم ہوگیا جب بنو تمیم کو اس حال سے آگاہی ہوئی تب اون
لوگون نے جمعیت اور ہجوم کرکے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو چنگ بے ادبان
سنگین دل اور بے دینان جاہل سے علیحدہ کرکے ایک چادر مین لپیٹ کر اونکے گہر
لیگئے کسیکو آپ کے بے جان ہو جانے مین شک نہ تہا۔ القصہ دیر تک حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ بیہوش رہے جب ہوش مین آئے لوگون نے وہ شربت جو آپکے
واسطے بنایا تہا ہر چند بمبالغہ تمام پلانا چاہا مگر آپنے ذرا بہی زبان پر نہ رکہا اور فرمایا
کہ مینے نذر مانی ہے کہ جب تک مین اوس سید انس وجان مایۂ درمان صلی اللہ علیہ وسلم کو
سلامت اپنی آنکہہ سے نہ دیکہ لونگا ہرگز نہ کچھہ کہاؤنگا نہ پیونگا آخر شب رات کے وقت
کہ جب راستہ کفار راشرار سے خالی ہوا حسب اصرار حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے
لوگ حضرت صدیق عاشق زار جان نثار حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو
اوٹہاکر مثل مردہ کے بحضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بآن حال زار اپنے صدیق یار کو دیکہا بے اختیار اشک چشم مبارک سے
رخسار انور پر گرنے لگے آپ نے نہایت ہی شفقت اور پرسش اور مہربانی فرمائی

اور افسوس کیا حضرت صدیق رفیق بالتحقیق نبوی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ع
گر من در آب و آتشم از چشم و دل خوشم + کاندر میان ہر دو تو یاری سلامتی
جسوقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دولت اسلام سے مشرف ہوئے اوسوقت
چالیس ہزار درہم نقد آپکے پاس تھے اون سب کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے
رضای خدا اور مرضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین صرف کر ڈالا اسی نظر سے آپکی مدح مین کہا ہے
شب خلوت دوم ہم ستر غار ست + نثارش روز اول چل ہزار ست
اور اسیوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی زبان معجز بیان سے حضرت
صدیق رضی اللہ عنہ کی مدح مین فرمایا ہے مَا نَفَعَنِی مَالُ اَحَدٍ قَطُّ کَمَا نَفَعَنِی مَالُ اَبِی بَکْرٍ
اور بہی فرمایا اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِی صُحْبَتِہٖ وَذَاتِ یَدِہٖ اَبَا بَکْرٍ بابن سخاوت
اور انفاق مین بنسبت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے کتب معتبرہ سیر و نیز
احادیث مین بے حد ثنا و صفت لکھے ہین بخیال طوالت اس جگہ نہین لکھا ۔
منقول ہے کہ سات شخص مسلمان غلامی کفار مین گرفتار تھے اور کفار بد کردار بوجہ
اختیار اسلام اون ساتون کو بے حد ایذا اور ضرر پہونچاتے تھے اور وہ ساتون
مسلمان اون حالات ظلم اور ستم پر صبر کیے ہوئے تھے اور اسلام پر اوسیطرح
ثابت قدم تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ حال پر ملال دیکہکر مبلغ کثیر
خرچ کرکے اون ساتون شخصون کو کفار سے خرید کرکے فی سبیل اللہ آزاد کردیا اور
پنجہ ظلم کفار سے چہوڑا دیا از انجملہ عامر بن فُہیرہ اور بلال رضی اللہ عنہما تھے حضرت
بلال رضی اللہ عنہ اُمیہ بن خلف الجمحی کے غلام تھے اور بسبب کمال دیانت
اور امانت کے اوسکے بڑے پیارے تھے چنانچہ اسی دیانت اور امانت کی وجہ سے
اُمیہ مذکور نے حضرت بلال کو تیغا نے اور خزانے کی خدمت سپرد کی تہی جب اوسکو
معلوم ہوا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی اللہ پر ایمان لائے ہین تو امیہ کو سخت

رنج والم ہوا اور دونون خدمتین حضرت بلال سے چہین کر اور کسی کو سپرد کین اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلا کر اوسنے سمجہانا شروع کیا اور کوئی دقیقہ سمجہانیکا اوٹھا نہین رکہا مگر چونکہ حضرت بلال سچے عاشق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور مؤمن صادق تھے اونکے منہ سے برابر یہی آواز نکلی کہ اَللّٰہُ اَحَدٌ جب اوس کافر نے دیکہا کہ سمجہانا بوجہانا کچہہ کام نہین آتا تو سخت ایذا دہی اور تکلیف رسانی پر کمر باندہی یہان تک کہ صبح کو ننگے بدن کر اکے کانٹے ببول کے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بدن مین چبہوا تا کہ وہ کانٹے ہڈی تک پونہچتے مگر حضرت بلال وسیطرح ثابت قدم رہتے آہ بہی نکرتے تھے حضور کبریا مین اہل دین کی آزمایش ہے اور اوسکے ساتھہی اب اہل کین کی بہی آزمایش ہے جسوقت سخت گرمی ہوتی اور دہوپ کی شدت ہوتی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو وہ موذی کافر دہوپ مین گرم جگہہ پر بٹھاتا اور چہاتی پر گرم پتھر رکہوا دیتا اور پہر چارون طرف سے آگ روشن کرا دیتا تہا کہ آگ کی لپٹ سے بدن کو صدمۂ عظیم پونہچے اللہ ری مضبوطی ایمان کی کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتہون مین ہتکڑی اور پانونمین بیڑی اور گلے مین طوق ڈال کر اندہیری کوٹھری مین بند کرواتا اور کہدیتا کہ ہان اب تمام رات حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر کوڑے پڑین کسیدم کوڑے کی آواز بند نہو اور برابر میرے کان تک چلی آوے مگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ یہی پکار پکار کر کہتے تھے کہ اللہ احد اللہ احد اگر بلال کے تمام بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو گے مگر یہی آواز نکلے گی کہ اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے۔

مریض عشق پر رحمت خدا کی	رعشہ پڑ جاتا گیا جیون جیوڑ دا کی	خدا کی دمبدم ہو وسپہ لعنت
کہ جسنے ایسے مؤمن پر جفا کی	بیان سے کانپتا ہے دل لکہون کیا	جو کچہہ ملعون نے اون پر جفا کی
نہ کچہ تیزی چلی ظالم کی اوسدم	مدد پونہچی جب احمد مجتبا کی	کہ آ پونہچے وہان صدیق اکبرؓ

کہا ظالم بڑی تو نے خطا کی
ستاتا ہی عبث کیون اسکو ظالم
بڑی سپر ہی رحمت کبریا کی
بلائے ناگہان آئیگی تجھ پہ
لہذا ہینے اسکی یہ سزا کی
کہا صدیق نے قیمت وہ دیگا
رہائی قید سے اوسکو عطا کی
بحق مصطفیٰ یارب زمان کو

وہ محبوب خدا تو دشمن حق
ہلینگے چرخ گر اسنے بکا کی
مگر اتنی جفائین ہوش مین آ
اگر اسنے ذرا سی بددعا کی
اگر تو چاہتا ہی مول لینا
شقی جسنے تجھے ثروت عطا کی
رہا ہو کر بلال نیک سیرت
زیارت ہو شہید کربلا کی

اسے کافر نہ تو نے کچھ حیا کی
نہین تو جانتا اسکو ستمگر
خبر تجکو نہین روز جزا کی
وہ بولا مجھ سے یہ باغی ہوا ہی
تو کر کچھ فکر قیمت کی ادا کی
غرض دیکر بہت سا مال و زر
ہوئی خدمت مین حاضر مصطفیٰ کی
تفسیر کبیر اور روح البیان مین لکھا ہی

کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُمیہ کے مکان کی طرف سے گذرے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز سمع مبارک تک پونہچی کہ بلبلا کر پکار رہے ہین اَللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ اَحَدٌ آپنے فرمایا یُنْجِیْکَ اَحَدٌ اَحَدٌ یعنی نجات دیگا تجھے وہی ایک اللہ وہی ایک اللہ۔ تفسیر روح البیان مین یہ بہی لکھا ہی کہ روایت کی سعید بن مسیب نے کہ خرید کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کو امیہ سے حسب الطلب اوسکے بعوض اپنے غلام نطاس رومی کے کہ اوسنے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے خرید کرلینے کے بعد دس ہزار اشرفیان پیدا کی تہین اور خریدے تھے لونڈی و غلام اور مواشی علاوہ اوسکے یہ نطاس رومی غلام حضرت صدیق کا بڑا لائق آدمی تہا مگر کافر تہا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اوسے مسلمان ہونیکو فرمایا تہا اور کہا کہ اگر تو مسلمان ہوجاوے تو یہ سب مال تیرا ہی تجھے دیکر آزاد کردونگا وہ نمانتا تہا جب امیہ نے بعوض حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اوسکو طلب کیا تب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اس امر کو غنیمت جانا کہ زحمت کے عوض رحمت ہاتھ آتی ہی بہت خوشی سے قبول کیا اور نطاس رومی کو معہ اوسکے مال کے دیدیا اور ایک سو چالیس تولہ

سونا اور دیا ہکذا فی فتح العزیز والحسینے اور نہایت خوش دلی سے حضرت بلال کو آزاد کیا۔
تفسیر کبیر اور روح البیان مین لکھا ہو کہ جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے
اسقدر مال دیکر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خریدا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے
باپ ابو قحافہ اور دیگر کفار نے کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا کیا کہ یہ غلام خریدا اور
ایسا تحفہ کیا جو غلام دیدیا اگر اتنے مال سے عمدہ عمدہ لایق لیاقت والے
غلام خرید کرتے تو کتنا بڑا دنیا کا نفع پاتے یہ سنکر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ مینے حضرت بلال رضہ کو خدا اور رسول خدا کی رضامندی اور خوشنودی
کے واسطے خرید کیا ہو مجھے دنیا کی خواہش نہین ہو۔ نہ مجھے تخت کی خواہش ہو نہ
دنیا کی ہوس۔ اے خداوند کریم + دل نشین تجکو بجز خاک در یار نہین + کہو کیدے اسے کیا +
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ اور کفار کے جواب مین یہ فرمایا کہ مینے یہ
کام خدا اور رسول خدا کی رضامندی کے واسطے کیا ہو تب یہ آیت نازل ہوئی
وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى یعنے قریب ہو کہ بچا لیوینگے ہم
آگ سے اوس شخص کو کہ دیتا ہو مال اپنا واسطے پاک کرنے نفس کے۔ کفار بولے
کہ کیا کچھ حق بلال کا ابو بکر رضہ پر ہوگا جو اتنا مال اوسپر صرف کر کر خرید کیا ہے
تب یہ آیت نازل ہوئی وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى ترجمہ اور نہ تھا
کسی بشر کا ابو بکر پر حق نعمت کہ بدلا دیا اوسکا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اِلَّا ابْتِغَاءَ
وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى مگر کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ کام فقط واسطے طلب
رضائے اللہ اپنے کے کہ بلند و بالا ہو وہ سب سے وَلَسَوْفَ يَرْضٰى اور قریب ہو
کہ راضی ہوگا پروردگار ابو بکر سے یعنی راضی اب بھی ہو مگر ظہور رضا کا قریب ہو
کہ قیامت کے دن ہوگا یہ ترجمہ تفسیر روح البیان کا لکھا گیا اور صاحب تفسیر کبیر نے
لکھا ہو کہ کل تفسیر والونکا اتفاق ہو کہ یہ آیتین حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی شان مین

نازل ہوئی ہین اور ظاہر ہے کہ جب اللہ جلشانہ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو
اتقی فرمایا اور اتقی کے معنی سب سے بڑے متقی کے ہین تو بعد انبیاء کے کل مخلوق
سے افضل حضرت صدیق ہوئے اور یہی ہے عقیدہ اہل سنت کا کہ بعد از انبیا افضل
بشر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہین پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہ اور اسی ترتیب سے خلافت بھی ہے۔
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب اپنا کل مال کہ چالیس ہزار درم تھا
سب کا سب دین کی مدد اور حمایت مین خرچ کر ڈالا صرف چھ ہزار درم جو باقی تھے
اوسکو بھی ہجرت نبوی اور خرید زمین مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین اور دیگر
امورات خیر متعلقہ اسلام مین خرچ کر ڈالا اور خالی ہاتھ رہ گئے اسی وجہ سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا اس کلمہ کو زبان مبارک سے فرمایا ہے کہ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ
قَطُّ کَمَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ یعنے مجھکو نفع نہین دیا کسیکے مال نے کبھی جیسا کہ نفع دیا
ہے مجھکو مال ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کیونکہ ظاہر ہے کہ مال حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا
اور ابو طالب اور عبد المطلب کا محض خرچ خوراک اور پوشاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مین اور نیز دیگر امورات خیر مین قبل از نبوت صرف ہوا کیونکہ پندرہ برس پہلے نبوت
کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوا تھا اور
آٹھ برس بعد نبوت سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وفات فرما گئین حضرت ابو بکر رضہ
کا مال سب کا سب ابتدای اسلام اور کمال ضعف اور غربت اہل اسلام مین بمدد
اسلام اور مسلمانون کے راہ خدا مین حسب مرضی اور خوشنودی مزاج مقدس رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف ہوا حضرت ابو بکر رضہ کا مال باعث ازدیاد شوکت
اسلام اور خلاصی مسلمانان از دست کفار اور اعانت ضعفا سے اہل سلام کا ہوا
ان دونون خرچون مین فرق زمین و آسمان کا ہے۔ بہر نوع جب کل مال حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا راہ خدا ورسول مین خرچ ہوگیا اور کچھہ نرہا بالکل مفلس ہوگئے
یہانتک کہ لباس بدن بہی کچھہ نرہا ایک کمل کا ٹکڑا بجاے کرتے کے گلے مین
ڈال کر اور کانٹون سے اوسکے دونون طرف بند کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت مین بے ملال حاضر رہتے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس نازل ہوئے اور دانستہ پوچھا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ کا
باوجود اس مالداری کے یہ کیا حال ہوگیا ہی کہ باین لباس فقر بیٹھے ہین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہون نے اپنا سب مال خدا کی راہ مین صرف کرڈالا
اور مفلس ہوگئے اور یہ نوبت ہوگئی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالی جلشانہ
ابوبکرؓ کو سلام فرماتا ہی اور پوچھتا ہی کہ اس مفلسی اور تہی دستی مین بہی تو مجھسے راضی
ہی یا کسی قسم کی کدورت تیرے دل مین آئی ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ کلمہ
سنتی ہی ایک عجیب حالت ارباب وجد کی طرح پیدا ہوگئی اور فرماتے تھے کہ مین کسطرح اپنے
پروردگار سے کدورت رکھونگا اور نہایت شوق و ذوق مین بار بار بآواز بلند
اس کلمہ سے نغمہ سرائی کرتے تھے کہ اَنَا عَنْ رَبِّي رَاضٍ اَنَا عَنْ رَبِّي رَاضٍ یعنے مین
اپنے رب سے راضی ہون مین اپنے رب سے راضی ہون میرے ایسے نصیب کہان ہین
جو خدا مجھسے پوچھے اور اگر وہ مجھکو نہ پوچھے تو کون پہر مجھکو پوچھے اب جو کچھہ جان نثاری
اور جانکاہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول مقبول محمد مصطفے
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ بوقت ہجرت کی ہی اوسمین سے بہی تہوڑا حال مختصر اً سننا
چاہیے مدینۂ منورہ کے رہنے والے مشرکین مین سے ایکجماعت اَوْس وَخَزْرَج
موسم حج مین مکۂ معظمہ مین آئے تھے اور ان لوگون سے اور قوم یہود ساکن مدینہ سے
ہمیشہ سے مخالفت اور عداوت چلی آتی تہی مگر جماعت اَوْس وَخَزْرَج یہود پر غالب
رہا کرتے تھے بوقت مغلوبی یہود جماعت مذکورہ کو اس طور سے ڈراتے تھے کہ دیکھو

اب زمانہ ظہور ختم الرسل کا قریب ہی اور اوس خاتم الانبیا کا اللہ تعالی مددگار ہوگا اور وہ حضرت رسول پاک اہل اسلام کے معین اور حامی ہونگے ہملوگ اوسوقت اسلام قبول کرکے اوسکو اپنا سردار بناکر مددگار ٹھہراوینگے اور تمکو تہ تیغ کرکے خانہ خراب کردینگے۔ اس مرتبہ جبکہ جماعت اوس و خزرج مکہ مین آئے تو وہان اونکے پاس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیگئے اور اونسے کہا کہ مین اللہ کا رسول ہون اور مجہپر خدا نے قرآن نازل فرمایاہی اور اونکے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید پڑہا اور فرمایا کہ جتنے صحایف آسمانی ہین اون سب مین میرا حال لکہا ہی اور زبور اور توریت اور انجیل بہی میری شاہد ہین اور کل انبیا اور مرسلین سابقین میری عزت اور شان سے واقف ہین اور میری نبوت کا اقرار کرتے چلے آئے ہین جماعت اوس وخزرج نے یہ کلام حضرت خیر الانام سے جو سُنا اور سراوٹہاکر چہرۂ انور شہنشاہ جن وبشر کی طرف جو نظر کی فوراً شان جبروتی اور ہیبت پیغمبری اون لوگون کے دلون پہ اثر کرگئی اور آپس مین ہم صلاح ہوئے کہ شعر ہیبت حق ست این از خلق نیست + ہیبت این مرد صاحب دلق نیست + آخرش اونکے باہم یہ مشورہ قرار پایا کہ بیشک یہ وہی خاتم المرسلین ہین جنکا کتب آسمانی مین ذکر ہی اور انبیار سابقین نے جنکی بشارت دی تہی اور یہود ہی اون پر ایمان لاکر ہمکو خانہ خراب اور تہ تیغ کرینگے اور انہین کے شریک ہوکر ہمکو قتل کرینگے چنانچہ ہمیشہ یہی دہمکی دیا کرتے ہین پس اس صورت مین ہملوگ خود ہی کیون نہ پہلے ایمان لاوین چنانچہ اوس جماعت مین سے چہہ شخصون نے کلمۂ حق پڑہکر بصدق دل ایمان اختیار کیا اور داخل اسلام ہوکر سربلند ہوئے نام مبارک اون حضرات کے حسب ذیل ہین اسعد بن زرارہ ابوامامہ عوف رافع جابر عقبہ بعد اسکے عرض کیا کہ اے سرور مرسلین وخاتم النبیین ہماری جماعت اوس اور خزرج مین باہم نفاق ہے جسکے باعث آپس مین زیادہ

جنگ رہتی ہی اور اِس سے ہملوگ تنگ رہتے ہین حضور دعا فرماوین کہ یہہ رنجش
آپس کی ہماری دور ہو جاوے تو ہم اگلے سال آکر تمامی جماعت سے اپنی قوم کے
مسلمان ہو جاوینگے اور پھر گونہ اہل اسلام کے مددگار رہینگے اور رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے زیادہ کوئی چیز دین و دنیا کی عزیز نرکھینگے اور جو حکم خدا اور رسول کا ہوگا
اوسکو جان و دل سے قبول کرین گے یہ اقرار کرکے وہ لوگ پھر مدینے کو واپس گئے اور
مدینے مین آپکا ذکر ہر گلی اور کوچے مین ہونے لگا کہ مکے مین وہ رسول آخر الزمان مبعوث
ہوا پھر اونکے بعد قیامت تک کوئی نبی اور رسول نہوگا اور اون پر کلام خدا نازل ہوا ہی
جو کوئی اون پر ایمان لاتا ہی وہ دولت دین و ایمان کی پاتا ہی یہانتک کہ دوبارہ موسم
حج مین بارہ شخصون نے آکر بڑے شوق اور ذوق سے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوئے
منجملہ اون بارہ شخصون کے معاذؓ اور عبادہؓ اور عویمؓ اور ہیثمؓ تھے یہ قافلہ جب مدینہ منورہ
واپس گیا تو وہان دین اسلام کو خوب رایج کیا اور بے خوف نماز جماعت سے پڑھنے
لگے اور ان لوگون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خلیفہ طلب کیا جو حکم خدا
اور رسول سب کو سکھا دے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب درخواست اون لوگونکے
مصعب بن عمر اپنے ایک یار کو خلیفہ مقرر فرماکر مدینہ منورہ روانہ فرمایا چنانچہ وہ مدینے
پونہچکر عام طور پر ہر گلی اور کوچے مین وعظ فرماتے تھے اور حکم خدا اور رسول صلی اللہ
علیہ وسلم سناتے تھے سعد بن معاذ وعظ کی خبر سنکر بغرض انسداد وعظ مستعد
جنگ دست بہ نیزہ وہان آئے اور کہا کہ وہ کون شخص ہی جو ہم رئیسون کے مکان
کے قریب آکر اس قسم کا اژدحام اور مجمع عام کرتا ہی خبردار یہان نہ آوے۔ حضرت
مصعبؓ جب دوبارہ وعظ کے لئے وہان گئے تو اگرچہ وہ لوگ آئے مگر سیقدر نرم دل
پائے گئے سعد نے ابن مصعبؓ سے کہا کہ اچھا وہ قرآن پڑھو جسے خدا کا کلام بتاتے ہو
اور جو تمہارے نبی پر نازل ہوا ہی حضرت مصعبؓ نے بے خوف و خطر بسم اللہ کہکر یہہ کلام خدا ایک پاک پڑھا

حٰمٓ وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ اِنَّا جَعَلْنٰہُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ۰ وَاِنَّہٗ فِیْٓ اُمِّ الْکِتٰبِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَکِیْمٌ ۰ اَفَنَضْرِبُ عَنْکُمُ الذِّکْرَ صَفْحًا اَنْ کُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِیْنَ ۰ وَکَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِیٍّ فِی الْاَوَّلِیْنَ ترجمہ قسم ہی کتاب بیان کرنے والے کی تحقیق کیا ہمنے اوسکو قرآن عربی تو کہ تم سمجھو اور تحقیق وہ بیچ لوح محفوظ کے نزدیک ہمارے بلند قدر حکمت بہرا ہی کیا نہ بیان کرین ہم تمسے یہ نصیحت اس سبب سے کہ تم لوگ حد سے بڑہے ہوئے ہو اور بہت بہیجے ہین ہمنے نبی پہلو نمین۔ یہ سنتے ہی حضرت سعد کا عجیب حال ہوگیا عالم وجد مین آگئے تھر تھر کانپنے لگے اور دل اونکا نور الٰہی سے بہر گیا وہان سے وہ اپنی قوم بنی عبد الاشہل مین پہونچے اور اونکو جمع کرکے کہا کہ یہ نبی جو مکہ مین مبعوث ہوئے ہین وہ سچے نبی ہین اور جو مصعب نے پڑہا وہ بیشک خدا کا کلام ہے میئنے تو اسلام قبول کیا یہ سنکر اونکی قوم نے بہی بشوق تمام اسلام قبول کیا قدرت اللہ کی ہی کہ جو کفر مین شیر بنا تہا ایک دم مین اوسکو اسلام کا شیر بہی بنا دیا وہ بہی یعنی حضرت سعد رضی اللہ عنہ بہی مثل حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے رفیق اور شفیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوگئے اور پہر ایسے مقبول بارگاہ صمدیت ہوگئے کہ بوقت وفات اونکی جنازے پر ستر ہزار فرشتے موجود تھے اور بروز وفات اونکے عرش الٰہی ہلا تہا یہ بہی عاشق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے۔ پہر تیسری مرتبہ کے موسم حج عقبہ ثالثہ مین پانچ سو مرد انصار کے بیچ حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہوئے اور جمال مبارک اور مہر نبوت دیکہکر قربان ہوگئے اور بتقسیم مرتبہ ملا اقرار حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اون لوگون نے کیا کہ ہم سب آپکے فرمانبردار ہین حضرت عباس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اوس قوم کو حمایت حضرت اور اصحاب کی فہمایش کرنے لگے چونکہ حضرت عباس اوس وقت بہی مسلمان نہ ہوئے تھے لہذا اہل مدینہ نے اونکے قول پر خیال نہ کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ

آپ فرمائیے جو کچھہ فرمانا ہے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھسے اعدا کا شور وشغب رفع دفع کردو اور ہمکو دشمن سے محفوظ رکھو اور مثل اپنے اہل وعیال ہے میرے اصحاب کے مددگار رہو اونکے خبرگیران رہو اسبات پر تم لوگ ثابت قدم رہنا چنانچہ اسبات پر اون سب لوگون نے بیعت کی بعد ختم ہونے بیعت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے حکم عام فرمایا کہ تملوگ جلد مکہ سے مدینے کی طرف ہجرت کرو کہ حکم خدا یہی ہی اگرچہ اون لوگون کو بمصداق ع حب الوطن از ملک سلیمان خوشتر + اپنا وطن ترک کرنا گوارا نہ تہا مگر کیا کرین کہ حکم خدا و رسول سے بجز تسلیم چارہ نہ تہا آخر بشق وطن کو چھوڑ گھربار عزیز واقارب و دوست واحباب سے منہ موڑ خدا اور رسول کی محبت مین کمر مضبوط باندھ کر بحضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم رخصت ہونیکیواسطے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہملوگ بحکم خدا اور رسول جاتے ہین وطن چھوڑتے ہین مگر حضور کی جدائی غضب ہے یہی ہمارے رنج کا سبب ہے اوسوقت عجیب ایک نالہ و شور برپا تہا شعر ہر ایک کہتا تہا گریہ کنان ہاے قبلہ مومنان جہان + جدائی تری کسکو منظور ہے + زمین سخت ہے آسمان دور ہے + وہ کیا کرین ہے یہ حکم خدا + کہ تیری حضوری سے ہووین جدا + چھٹا جائے ہمسے رسول خدا + ہوئے ہم حبیب خدا سے جدا + اب دیکھین کب خدا ملاتا ہے کب زیارت حضور اقدس کراتا ہی پس اب رخصت ہوتے ہین سلام کرتے ہین حضور کو سپرد رب الانام کرتے ہین یہ کہکر سب کے سب سمت مدینہ منورہ کوچ کر گئے۔ صرف صدیق اکبر و حیدر کرار رضی اللہ عنہما رہ گئے۔ یہ دونون ہردم بحضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم حاضر رہتے تھے ایک دم بہی خدمت گذاری مین قصور نکرتے تھے پس اوسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت مین صرف یہی دونون تھے اور باقی کل ساکنان بدخواہ بیباک تھے صرف یہی یہ دونون دوست اور جان نثار تھے باقی دشمن بے شمار تھے

حضرت علی رض اور حضرت ابو بکر رض کیطرح دوست وفادار فرمان بردار سچے جان نثار سوائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کسکو نصیب ہوئے ہین جو لوگ کہ صحابہ رضوان اللہ تعالی عنہم اجمعین سے عداوت رکہتے ہین اور معاذ اللہ اونکی طرف نسبت نفاق کی وہ نادان کرتے ہین پس اون نامنصفون سے پوچہنا چاہیے کہ اگر معاذ اللہ منہا نقل کفر کفر نباشد وہ حضرات پاک منافق ہوتے تو کس دن کے لیے اپنا نفاق اوٹہا رکہا تہا کیونکہ وہ وقت تو معاذ اللہ عین وقت وموقع اظہار نفاق کا تہا اسلئے کہ تمام اہل شہر اور معاندین اسبات کا اشتیاق رکہتے تہے کہ اگر یہ دونون دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہر جائین تو جسقدر چاہین ہم اونکو دولت دنیا اور مال ومتاع دیوین بلکہ یہان تک منظور تہا کہ اونکو اسقدر دیدین کہ خود مفلس ہوجاوین پس اگر حسب گمان مخالفین کے یہ حضرات دل مین عناد رکہتے تہے تو کیون یہ موقع عمدہ ہاتہ سے جانے دیا کون مانع تہا کسکا انتظار تہا کس کا خوف تہا کسکی دہشت تہی جو تہوڑے سے جان نثار تہے وہ بہی سب ہجرت کرکے چلے گئے تہے میدان خالی وصاف تہا اودہر امیری تہی امارت کا زور تہا شور تہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو محض غریبی تہی نہ زر تہا نہ زور تہا اودہر تو بے دوسو خدا اور لاکہ آشنا تہے ادہر صرف ایک خدا اور ایک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تہے پس اس سے صاف ثابت ہوگیا کہ وہ قول مخالفین کا صرف بنظر عداوت اور محض جہوٹہ اور بے اصل ہی روضۃ الاحباب مین لکہا ہی کہ سب سے پہلے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین مصعب بن عمیر رض نے مدینے کی طرف ہجرت کی اوسکے بعد ابن ام مکتوم اوسکے بعد عمار بن یاسر اور بلال وسعد بن ابی وقاص ان لوگون کے بعد عمر بن الخطاب نے ہمراہ بیس۲۰ صحابہ کے رضی اللہ عنہم اجمعین مدینے کی طرف ہجرت کی اور بعض کتب سیر مین لکہا ہی کہ پہلے ابو سلمہ بن عبد اللہ مخزومی تہے کہ حبشہ سے مکے لوٹ آئے تہے بعد اور بسبب ایذائے مشرکین وہان نرہ سکے صحیح بخاری مین مروی ہی کہ ابو بکر صدیق رض نے تیاری ہجرت کی مدینے کی طرف کی اوسوقت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق صبر کر کہ مجھے بہی یہان سے ہجرت کرناہی
جب مجھکو ہجرت کا حکم ہوگا تو ہمارے ہمراہ چلنا حضرت صدیق رض نے عرض کیا کہ میرے
مان باپ آپ پر فدا ہوون یہ امید ہی حضرت نے فرمایا ہان پس حضرت صدیق رض نے
توقف کیا یہان تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مصاحب اور رفیق ہجرت ہوئے
کہتے ہین کہ ابو بکر رض نے اون دنون خواب مین دیکھا کہ چاند آسمان سے طرف بطحائے
مکہ نازل ہوا اور شہر مکہ مین آیا اور صحرائے ام القری اوسکے نور اور روشنی سے روشن
ہوگیا پہر وہ چاند آسمان کی طرف متوجہ ہوکر مدینے مین اوترکر ٹھہرا اور یثرب کی
زمین کو اپنے نور سے منور کیا اور بہت سے ستارون نے اس چاند کی اس حرکت مین
موافقت کی اوسوقت وہ ماہ انجم سپاہ کئی ہزار ستارون کے ہمراہ بروسے ہوا ہوکر
چرخ مکہ مین اوترا اور ایک روایت مین چار سو گہر کہ وہ اوس نور سے محروم اور
بے نصیب رہے جب وہ چاند شہر حرام مین پونہچا تو اطراف حرم محترم اوسکے نور سے
منور ہوگئے اوسکے بعد پہر وہ چاند مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور مکان عایشہ رضی اللہ
عنہا مین آیا پس زمین پہٹی اور وہ چاند اوسمین غائب ہوگیا ابو بکر رض بیدار ہوئے
گریہ اون پر طاری ہوا اسواسطے کہ عرب مین مشہور تہا کہ وہ علم تعبیر خواب اچہا جانتے ہین
بدیدۂ تامل و اعتبار کے اوس خواب کی تعبیر مین نظر کی تو معلوم ہوا کہ وہ ماہ آفتاب
فلک رسالت ہی اور وہ ستارے روشن آپکے یار اور خویش ہین کہ آپکے ہمراہ غربت
اختیار کرینگے اور مدینے کی طرف ہجرت کرینگے اور پہر لوٹنا اوس ماہ کا ستارون کے ساتہ
دلیل فتح مکہ کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میسر ہوگی اور نزول اوس ماہ تابان کا
منزل حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا مین نشان اسکا ہی کہ وہ شرف فراش حضرت
مدینے مین پاوین گے۔ اور پہٹنا زمین کا اور سما جانا اوسمین اوس ماہ روشن کا دلیل
وفات اوس ماہ نبوت سید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی حضرت ابو بکر صدیق رض کو

اوس واقعہ سے دو غم پیش آئے ایک تو غم مہاجرت وطن اور دیار سے اور دوسرا غم جو بالاترین غمونکا ہی یہ وہ اپنی مفارقت حضرت سید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم سے اندیشہ کرکے خیال کیا کہ جب غربت پیش آویگی بارے مصاحبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ سے نہ دونگا

با دوست کنج فقر بہشت ست و بوستان × بے دوست خاک بر سر جاہ و توانگری

یہی خیال فرماکر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ دو اونٹ خرید کرکے اونکو خوب دانہ گہاس دیتے تھے تاکہ اچھی طرح قوی اور تیار ہو جاوین اور شب و روز اسی امر کا آپ کو انتظار تہا کہ حضرت کب مامور بہجرت ہون

بیان ہجرت

اہل سیر نے یون لکہا ہی کہ جب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے جانے لگے تو کفار مکہ نے جانا کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہانسے ہجرت کرینگے اور ان لوگون سے جاکر ملینگے اور اہل مدینہ آپکے حامی اور مددگار ہونگے یہ سونچکر کفار دار الندوہ مین جمع ہوئے تاکہ دربارۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی فکر کرین مکان شورہ ۱۲ اور دروازہ اوس مکان کا اسوجہ سے بندکر لیا کہ کوئی شخص بنی ہاشم سے اوسجگہہ نہ آوے کہ رازہ فاش ہو اوسوقت شیطان ملعون ایک بوڑھے کی صورت بنکر اوس جگہہ ظاہر ہوا اور بیٹھ گیا کفارون نے کہا اے مرد تو کہان سے آیا ہی اور ہماری خلوت مین بلا ہماری اجازت کے کیون آیا اور کون لایا شیطان ملعون نے کہا کہ مین ایک شخص قبیلۂ نجد سے ہون تمکو نیک جانکر یہ جانا کہ تمہارے مشورہ مین مین بھی شریک ہون اور تمکو رائے دون کہ مین تمہارے مطلب اور مقصد کو جانتا ہون اگر تمکو میرا بیٹھنا اور شریک ہونا گوارا ہو تو مین چلا جاؤن اہل قریش نے آپسمین کہا کہ یہ مرد نجد کا ہی مکے کے رہنے والون مین سے نہین ہی اس سے کوئی خوف و اندیشہ نہین ہی رہنے دو اس سے کچھ ہمارا حرج نہین ہی پس صلاح اور مشورہ کرنے لگے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کو تم لوگ

دیکھتے ہو اور بخوبی جانتے ہو خدا کی قسم جو کچھہ وہ کر گذرین اونسے دور نہین ہے جب اونکو کچھہ سامان حسب بہم پونہچیگا فوراً ہملوگون سے جنگ پیش آوینگے اس بارہ مین کوئی عمدہ فکر کرنا چاہیے ایک نے یہ تجویز نکالی کہ آپکو آہنی زنجیرون سے باندھکر ایک مکان مین کہ اوسمین دروازہ نہو فقط ایک سوراخ رکھو کہ اوسمین سے آب وطعام دیا کرو اسطرح اوس مکان مین قید رکھو کہ دشمن آپکے ہلاک ہو جاوین اوس پیر مرد نجدی نے کہا کہ یہ رائے اچھی نہین ہے کیونکہ جب اونکی قوم اس ماجرے سے خبر پاویگی فوراً تمہارے ہاتھ سے چھوڑا لیجاویگی اور احتمال قوی ہے کہ تمہارے اور اونکے مقاتلہ عظیم پیش آوے اور تمہاری جماعت مین ایک فساد عظیم واقع ہو۔ ایک دوسرے شخص نے یہ تجویز کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ملک سے علیحدہ نکال دو جہان چاہین چلے جائین پھر نجدی یعنی شیطان ملعون نے کہا کہ یہ بھی تجویز اچھی نہین ہے کیا تملوگ اونکی شیرین کلامی اور سحر بیانی سے واقف نہین ہو اگر اونکو نکال دوگے تو وہ جہان جاوینگے وہان کے لوگ اونکی باتین سنکر شیفتہ اور فریفتہ اور مسخر اور فرمانبردار ہو جاوینگے اور پھر وہ لوگ اونکی بیعت کرکے اور اتفاق کرکے تمسے جنگ کرینگے اور تمہارا نام صفحہ ہستی سے مٹا وینگے مشرکین نے کہا واللہ یہ بوڑھا سچ کہتا ہے پس مشرکین نے اب اس بوڑھے یعنے شیطان ملعون کی بخوبی تعظیم اور تکریم اور خاطرداری اور تواضع کی اوسکے بعد بدترین خلایق شیطان خلایق ابوجہل بیہشام بدانجام نے کہا کہ میری یہ رائے ہے کہ ہر ایک قبیلہ سے ایک جوان دلاور علیحدہ چن لو اور ہر ایک کو شمشیر بُران حوالہ کرو تاکہ وہ سب ایک بارگی اون پہ حملہ کرین اور اونکو قتل کر ڈالین جب یہ ترکیب کیجاویگی تو خون محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام قبایل مین متفرق ہوگا اور بنو عبد مناف کو یہ قدرت حاصل نہوگی کہ تمام قبایل سے مقاومت کرین بضرورت اور مجبوری دیت پر راضی ہو جاوینگے پیر نجدی نے کہا دیکھو رائے مناسب یہ ہے جو اس مرد نے تجویز کی پس

جملہ کفار اور مشرکین اس رائے مذلت پیرائے پر متفق ہوئے اور مجلس برخاست ہوئی
اور اوس مہم کی انجام دہی مین مشغول ہوئے چنانچہ اس آیت مین اللہ تعالی خبر دیتا ہے
وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ
وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ ترجمہ اور جب مکر کرتے تھے کافر لوگ کہ تجھے قید کرین یا قتل کرین
یا نکالدین اور داؤن کرتے ہین وہ اور اللہ اونکے داؤ کا بدلا دیتا ہے اور اللہ خوب
بدلا دینے والا ہی داؤن کرنے والون کو نقل ہی کہ جبرئیل امین اللہ جلشانہ کے پاس سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کفارون کے قصد اور ارادے سے اور جملہ
حقیقت حال سے آگاہ اور خبردار کیا اور اللہ صاحب کا یہ فرمان لائے کہ اِنَّ اللّٰہَ
یَاْمُرُکَ بِالْہِجْرَۃِ یعنے بہ تحقیق اللہ تعالی حکم کرتا ہی تمکو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کا
اور کہتا ہی کہ آجکی شب اپنے خوابگاہ مین جہان ہر شب رہتے تھے تکیہ نکرو اور کل تیاری
ہجرت کی کرکے جانب مدینہ متوجہ ہو چنانچہ جب رات ہوئی حسبطرح پر کہ کفارون کا مشورہ قرار پایا تھا
در دولت نبوی پر جمع ہوئی اور اس امر کے مترصد ہوئے کہ جسوقت آپ خواب کرین ایکبارگی حملہ کرکے خراب کرین
پیغمبر صلعم اوس حال سے مطلع ہوئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ارشاد فرمایا کہ آج کفار میرے قتل کا ارادہ رکھتی ہین اور مین
یہان سے باہر جاتا ہون تم آجکی شب میری خوابگاہ مین سو رہو اور میری سبز چادر
حضرمی کو اوپر سے اوڑھ لو اور وہ چادر تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو ہر شب
بوقت خواب اوڑھتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بھی فرمایا کہ تم اپنا دل قوی
رکھنا کہ یہ کفار تمہارا کچھ نہین کر سکتے اور ایک یہ بھی روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ مجکو اجازت ہجرت کی مدینے کی طرف دی گئی ہی کل مین تیاری سفر کی کرونگا
اور مدینے جاؤنگا امانتین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھین اون سبکو حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد کی تاکہ وہ اونکے مالکون کو پونہچا دین اور بعد فراغت اس کام کے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے آوین حضرت علی مرتضی بہ تعمیل حکم حضرت محمد مصطفے

بستر خاص پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر سوئے اور اوپر سے چادر موصوف اوڑھلی اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لیگئے لیکن جاتے وقت سورۂ یٰسین تا
جَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ
ترجمہ بنادی ہمنے اونکے آگے دیوار اور اونکے پیچھے دیوار اور پھر اوپر سے ڈہانک دیا
اونکو سو اونہین سوجھتا نہین۔ پڑھکر آپنے ایک مشت خاک اون کفار ون کے سر پر
چھڑک دی اوس خاک کے ڈالنے سے اون سرگشتگان بادیۂ ضلالت نے مطلق آپکو
ندیکھا اور آپ اونکے سامنے سے تشریف لے گئے۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشایخ
سے روایت کی ہے کہ ابو جہل وحکم بن ابی العاص وعقبۂ بن ابی معیط ونضیر بن الحارث
وامیہ بن خلف وابن غیطلا وطلحہ بن عدی اور ابو لہب واُبی بن خلف وپسران
حجاج بنیہ اور منبہ منجملہ اون لوگون کے تھے جو اوس رات کو بقصد قتل آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر دروازۂ دولت خانہ کے جمع ہوئے تھے۔ منقول ہے کہ
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان سے باہر تشریف لیگئے اور کفار ون سے
سلامت نکل گئے تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص انپر ظاہر ہوا اور کہا کہ یہان کیا انتظار
کرتے ہو ان لوگون نے کہا کہ ہم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر ہین اوس شخص نے
کہا کہ خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے باہر آئے اور تمہارے سرون پر
خاک ڈالی اور چلے بھی گئے چنانچہ ان لوگون نے جو ہاتھ اپنے سر اور مونھہ پر پھیرا
تو اثر خاک ڈالنے کا بخوبی پایا اور خاک اپنے اپنے سر اور مونہہ سے جھاڑنے لگے
اور شرمندہ ہوئے کہتے ہین کہ اوس شب کو جن لوگون کے سر پر خاک پڑی وہ سب
کفار بدر کی لڑائی مین مارے گئے۔ کفار آئے اور آنکھہ پھاڑکے نظر کیا تو خوابگاہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین ایک شخص کو دیکھا گمان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ہین کہا واللہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر مین سو رہے ہین گھر مین گئے اور چاہا

کہ دست درازی کرین علی مرتضی کرم اللہ وجہ اوٹھہ بیٹھے جب کفارون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر علی مرتضی رضہ کو دیکھا کہا وہ شخص سچ کہتا تہا اور حضرت علی رضہ سے پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہان ہین فرمایا مین نہین جانتا یہ سنکر سب کفار حیران اور شرمندہ ہوکر تلاش مین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مشغول ہوئے اور حضرت علی رضہ سے ہاتہ اوٹھایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ ایک دن مین اپنے گھر مین بیٹھی تہی گرمی کے دن تھے کہ کہنے والے نے کہا کہ یہ ہین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مقنعہ سر مبارک پر ڈالے ہوئے آتے ہین اور دستور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ تہا کہ اوسوقت ہمارے گھر مین آوین ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے والدین آپ پر فدا ہون اسوقت کوئی بڑا کام آپکو اوہر لاتا ہی کہ پس آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم بہی پونہچے اور فرمایا کہ جو کوئی تمہارے پاس ہو اوسکو باہر کردو ابو بکر رضہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ سوا دو لڑکیون کے اور کوئی نہین ہی اونمین سے ایک آپکی اہل ہی یعنے عایشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی نے مجھکو اذن ہجرت دیا ہی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اَلصُّحْبَۃُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یعنی مین چاہتا ہون کہ آپ کے ہمراہ رہون ارشاد ہوا کہ ہان تم ہمراہ رہوگے اور ایک روایت مین ہی کہ عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مینے دیکھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ پر مارے خوشی کے گریہ طاری ہی اور اوسوقت تک مجھکو گمان نہ تہا کہ زیادتی خوشی سے بہی گریہ آتا ہی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ان دونون اونٹون مین سے ایک قبول فرمایئے حضرت نے فرمایا کہ مینے قبول کیا لیکن بقیمت۔ ایک روایت مین یہ بہی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اوس شتر پہ سوار نہین ہوتا جو میرا نہو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ آپ ہی کے ہین فرمایا نہین لیکن وہ اونٹ کہ بین قیمت دیکر تمسے خرید کرونگا ابوبکر رضہ
نے عرض کیا کہ آپکی مرضی مبارک اگر یہی ہی تو قیمت پر لے لیجیے۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ
نے بیان کیا ہی کہ قیمت اوس شتر کی آٹھ سو درم تھے۔ عایشہ رضی اللہ عنہا کہتی
ہین کہ جلدی جلدی ہمنے سب سامان سفر درست کیا اور سفرہ ترتیب دیا ایک
روایت مین ہی کہ ایک گوسفند پکائی اور دستر خوان مین رکھی مگر کوئی ایسا بند کہ
اوس سے مضبوط دستر خوان باندہون موجود نہ تہا اسماء بنت ابوبکر رضہ نے اپنا
کمر بند دو ٹکڑے کیا ایک ٹکڑے سے مینے دستر خوان اور دوسرے سے مطہرہ آب
باندہا اسیوجہ سے اونکو ذات النطاقین کہتے ہین اور عبد اللہ ابن ابی بکر رضہ کو کہ جوان
سو دب اور دانا تھے اس خدمت پر مقرر کیا کہ دن کو قریش مین بسر کرین اور
شب کو غار ثور مین آوین اور جو کچہ کافرین اور مشرکین کے حالات اور اخبار ہون
اوس سے اطلاع دین اور عامر بن فہیرہ کو کہ آزاد کردہ ابوبکر رضہ کے تھے کہا کہ رات
کے وقت ہملوگون کے واسطے دودہ لایا کرین تا اوسکو پیا کرین اور بنی دئیل کے
قبیلے سے ایک شخص کو کہ اوسکا نام عبد اللہ اریقط دیلی تہا راہبری پر باجرت مقرر
کیا اور اوسکو امان دی اور دونون اونٹ اوسکے سپرد کیے کہ بعد گذرنے تین شبانہ روز
کے اونکو غار ثور پر لاوین اور ابوبکر رضہ کی صاحبزادی اسماء سے روایت ہی کہ بعد
بعد خرچ کرنے چالیس ہزار درم کے راہ خدا مین پانچ ہزار درم نقد گھر مین موجود تھی
اوسکو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھ لیا۔ شب بست وہشتم صفر یا غرۂ ربیع الاول
مین از راہ روزنہ کے کہ بام خانے پر بنا تہا باہر گئے اور اکثر اہل سیر کا یہ بیان ہی
کہ خروج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکے سے شنبے کو تہا اور بعض پنجشنبہ بیان کرتے
ہین اور جمع بین القولین یہ ہی کہ خروج خانۂ ابوبکر رضہ سے بروز پنجشنبہ ہوا
اور خروج غار ثور سے مدینہ منورہ کی طرف بروز شنبہ ہوا بہرصورت جب آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم مکان حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بمصاحبت حضرت ابوبکر رض
مکے سے ہجرت کر کے مدینے چلے تھے تو آپنے نعلین مبارک پاے اقدس سے اوتارلین
تھین اور پنجون کے بھل چلے جاتے تھے تاکہ زمین پر نشان پاے مبارک نہو چنانچہ
ننگے پاؤن چلنے کی وجہ سے ہردو پاۓ مبارک آپکے زخمی ہوگئے تھے حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ جان نثار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہ حال دیکھکر بیتاب ہوگئے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھون پر بٹھا کر در غار ثور تک پونہچایا
اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لحظہ آپ توقف فرمایئے تاکہ
مین پہلے اس غار مین جاؤن اگر وہان کوئی آفت ہو تو وہ مجھکو پونہچے نہ آپکو
کیونکہ یہ بات مشہور ہے کہ اس غار مین جانوران گزندہ زہردار بہت رہتے ہین
یہ کہکر پہلے خود غار مین گئے اوس غار مین نہایت درجہ اندھیرا اور تاریکی تھی کہ
کچھہ دکھائی نہ دیتا تھا حضرت ابوبکر صدیق یار غار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہان
بیٹھے اور اپنے ہاتھون سے ٹٹولا جسقدر وہان سوراخ پاۓ اون سب مین
اپنا لباس بدن پھاڑ پھاڑ کے وہ جملہ سوراخ بند کر دیے صرف ایک سوراخ باقی رہگیا
اور کپڑے نے بھی وفا نہ کی اوس سوراخ مین حضرت صدیق رض نے اپنا پاشنہ پا
لگا کر اوسکو بھی مستحکم بند کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اندر تشریف
لایئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس غار مین تشریف لے گئے اور رات وہان
بسر کی جب صبح ہوئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رض کو برہنہ دیکھکر فرمایا
کہ تمہارا کپڑا کیا ہوا حضرت صدیق رض نے صورت حال عرض کی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رض کے حق مین دعاے خیر فرمائی۔ سانپ نے
حضرت ابوبکر رض کے پاشنہ پا مین کاٹا جسکی شدت سے اشک ابوبکر رضی اللہ عنہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک پر گرے اسلیے کہ آنحضرت زانو پر اپنے یار غار

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سوگئے تھے آپ بیدار ہوگئے فرمایا اے صدیق سبب گریہ کا کیا ہی
حضرت صدیق رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کسی گزندے نے مجکو کاٹا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا اے گزندے سوراخ سے باہر آ ایک سانپ اوس سوراخ سے باہر آیا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سانپ سے پوچھا کہ تو نے کیون میرے یار کے
زخم لگایا سانپ مذکور نے نہایت ادب اور فصاحت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین
کتنے برسون سے آپ کے جمال مبارک دیکھنے کے انتظار اور شوق وذوق
مین اسجگہ امیدوار ہون کہ آپکا دیدار مبارک اور جمال اقدس دیکھون
چنانچہ خدا نے آج وہ میری امید پوری کی کہ آپ یہان رونق افروز
ہوئے اور مین بقصد دیدار جمال مبارک تمام سوراخون کے
گرد پھرا انہون نے تمام سوراخ بند کردیے اس سوراخ مین جب مین آیا تو یہان بھی پاؤن سے
سے سوراخ بند پایا لہذا اپنے پاؤن مین کاٹا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
دوا اسکی تو جانتا ہی اوس سانپ نے عرض کیا کہ ہان یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین
جانتا ہون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس زہر اپنا باہر کھینچ لے اوس سانپ نے
پاؤن حضرت صدیق اکبر رضؓ سے اپنا زہر کھینچ لیا اور بعض روایت مین آیا ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دہن مبارک اپنا مقام گزندگی سانپ پر مل دیا شفا ہوگئی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق رضؓ کے حق مین دعا فرمائی چنانچہ اب تک
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اوس اولاد پر جو بعد واقعۂ غار کے پیدا ہوئے تھے سانپ کے
زہر کا اثر اور ضرر نہین ہوتا اور اس امر کا ہزارہا مرتبہ امتحان ہوچکا ہی جسکا دل چاہی
اب امتحان کرلے ہزارہا صدیقی دنیا مین ہر جگہ موجود ہین لیکن یہ شرط ہی کہ یہ صدیقی
بعد واقعۂ غار کے اولاد کی نسل سے ہون کچھ اثر ومضرت نہین ہوتا واللہ اعلم

بیان غار ثور

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غار ثور مین تشریف
لے گئے اللہ تعالی جلشانہ نے درخت ببول وہان پیدا کر دیا اور جوڑے کبوتر جنگلی کو حکم ہوا
کہ وہان پہونچکر اپنا بسیرا بناوے اور انڈے دیکر وہان سیوے اور مکڑی کو حکم ہوا
کہ وہان در غار پر جالا لگاوے انس بن مالک اور زید بن ارقم اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ
عنہم اجمعین سے مروی ہی کہ اللہ تعالی جلشانہ نے اوس شب تارین درخت کو حکم دیا
کہ برابر روی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر آکر قایم ہو چنانچہ وہ درخت حایل ہوا
درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور درمیان اون اشخاص کے جو بیرون غار تھے
اور اس حدیث کو اکثر اہل سیر نے بیان کیا ہے - بہر نوع جب مشرکین لعین نے بستر پر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا تو متلاشی ہوئے اور اپنے ہمراہ ایک کھوجی کو لیکر
ڈھونڈہنے چلے یہانتک کہ جب قریب غار ثور کے پونہچے اوس جگہ وہ نشان قدم گم
ہو گیا کھوجی نے کہا کہ مین نہین کہ سکتا کہ اون لوگون نے یہانسے اپنے قدم کہان رکہی
جب غار پر پونہچے کھوجی نے کہا کہ تمہارا مطلوب اس غار سے آگے کہین نہین گیا لیکن
جب کفار نے غار مین جہانکا کبوتر آشیانے سے اوڑے اور انڈے رکھے ہوئے نظر آئے
آپسمین کہنے لگے اگر اس غار مین آئے ہوتے بے شک انڈے کبوترون کے اور جالہ مکڑی کا
ٹوٹ جاتا اور یہ چیزین یہان نہوتین ایک روایت مین یہ ہی کہ اون لوگون نے کہا کہ
قبل از پیدایش محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مکڑی نے اس غار مین جالا لگایا ہے اور
کبوتر کہ اسوقت تک حرم محترم مین اوڑتے ہین اونہین کبوترون کی نسل سے ہین
آنحضرت نے اوسی وجہ سے اون کبوترون کے حق مین دعاے خیر فرمائی اور حرم مکہ کو
اونکا حرز بنایا کہ جہان چاہین اپنا آشیانہ بناوین کوئی اونکا شکار نہین کر سکتا اور
مکڑی کے لیے فرمایا کہ یہ خدا کے لشکرون مین سے ایک لشکر ہی اور اوسکے مارنے کی ممانعت
فرمائی - القصہ کفار ملعون وہان سے خائب اور خاسر لوٹے ابوجہل نے منادی کرائی

کہ جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مع ابو بکر رضہ کے گرفتار کر لاوے یا پتا بتاوے اوسکو
سو اونٹ دونگا اس لالچ سے بہت کفار آپکو ڈہونڈہتے پہرتے تھے۔ جب کہ تین شب
غار مین بسر ہوگئے سحرگاہ شب سوم مین عبد اللہ بن اریقط دیلی نے بموجب وعدے
کے اونٹون کو جو اوسکے سپرد کیے گئے تھے در غار پر حاضر کیا اور عامر بن فہیرہ بھی آگئے
اب جملہ چار آدمی ہوئے دو دو ایک ایک اونٹ پر سوار ہوئے یعنے حضرت پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضہ ایک اونٹ پر اور عامر بن فہیرہ اور عبد اللہ بن
اریقط دوسرے اونٹ پر سوار ہوئے اور راہ سواحل کی اختیار کی وہ تمام دن ورات
اور دوسرے روز برابر چلے گئے یہان تک کہ گرمی کا وقت ہوگیا یعنے دہوپ گرم ہوئی
اوسوقت حضرت صدیق رضہ نے ہر طرف نگاہ کی کہ کوئی ہمارے پیچہے تو نہین آتا اور یہ بھی
دیکہا کہ اگر کوئی جگہ سایہ دار ملے تو وہان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذرا آرام
فرماوین ایک پتہر دیکہا کہ اوسکے نیچے سایہ ہی وہان جگہ برابر کی اور ایک چمڑا کہ ہمراہ تہا
بچہا دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ اسپر آرام فرماوین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس پر آرام فرمایا اور سوگئے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے
اوس جنگل مین ایک جوان دیکہا کہ بہیڑ بکریان چراتا ہی اوس سے دودہ طلب کیا اوس نے
ایک قدح دودہ کا دیا حضرت صدیق رضہ نے اوسمین تہوڑا پانی ملایا تا کہ وہ خنک ہوجاوے
کیونکہ عربون کی عادت ہی کہ تازی دودہ مین پانی ملادیتے ہین تا کہ سرد ہوجاوے وہ
قدح شیر حضرت صدیق رضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے دیکہا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم خواب سے اوٹھے ہین عرض کیا یا حضرت یہ دودہ نوش فرمایئے آپنے
نوش فرمایا اور وہان سے کوچ کیا۔ اِس مقام پر اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ حضرت
صدیق رضہ نے چرواہے سے دودہ لیا بدون مالک کے اذن اور اطلاع کے یہ کیونکر
درست ہوا۔ اوسکا جواب یہ ہی کہ قریش کی عادت تہی کہ اپنے اپنے چرواہون کو اذن

دیتے تھے کا اگر کوئی راہ گیر آوے اور دودہ طلب کرے اوسکو دودہ دیدیا کرو سیا حضرت صدیق سے اور مالک چرواہے سے ملاقات ہوگئی پس باعتماد رضامندی دودہ لیلیا اور اس امر کا بہی احتمال ہی کہ قیمت اوسکی دیدی ہو اور اوسکے مالک نے اوسکو بیچنے کی اجازت دے رکہی ہو یا خود وہ مالک ہی تہا - اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا کہتے ہین کہ جب مخفی ہوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو میرے پاس ایک جماعت قریش مکے کی آئی اور اونمین ابو جہل لعین بہی تہا اور پکارا مین مکان سے باہر آئی ابو جہل ملعون نے مجھسے پوچھا کہ تیرا باپ کہان ہی مینے کہا مجھکو معلوم نہین پس اوس لعین نے مجھکو اس زور سے طمانچہ مارا کہ گوشوارہ میرا کان سے علیحدہ جا گرا اور ابو جہل قریش مین بڑا دوست جوان تہا جب کفار اشرار تا جبل ثور تجسس و تلاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بوجہ اتم کررہے تھے اور اس محنت مین اپنی جان حزین کہو رہے تھے اور ادہر اودہر نیچے اونچے سب طرف اوس غار کے ڈہونڈہ رہے تھے اوسوقت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ جان نثار حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بالتحقیق نے اون کفار روسیاہون کو دیکھکر رو رو کر حضرت سے عرض کیا کہ دیکھیے وہ کفار کھڑے ہین ہماری تلاش مین اڑے ہین اگر ذرا بہی اپنے زیر قدم نظر کرینگے تو ہمکو دیکھ لینگے آپڑین گے مجھکو اپنے مارے جانیکا کچھہ غم نہین ہی اگر خدانخواستہ آپکے دشمنون کو کچھہ ضرر پہنچایا تو پھر کوئی زمین پر اللہ کا نام لینے والا نرہیگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ترجمہ مت رنج کرو بتحقیق اللہ ہمارے اور تمہارے ساتھہ ہی یعنے اے میرے سچے رفیق تم رنجیدہ مت ہو بے شک اللہ تعالی جلشانہ نے قرآن مجید و فرقان حمید کے پارہ دس سورۂ توبہ مین اوس مقام پر جہان مسلمانون کو جنگ تبوک مین جہاد کی اور مدد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب دی ہی یون ارشاد فرمایا ہی اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ہُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ

اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا فَاَنۡزَلَ اللّٰہُ سَکِیۡنَتَہٗ عَلَیۡہِ اِلٰی اٰخِرِہٖ ترجمہ اگر اوسکی مدد نکروگے پس
تحقیق مدد دی ہی اوسکو اللہ نے جسوقت نکال دیا تھا اوسکو اون لوگون نے کہ کافر ہیے
دوسرا دو مین کا جسوقت کہ وہ دونون بیچ غار کے تھے جسوقت کہ کہا واسطے رفیق
اپنے کے مت غم کہا تحقیق اللہ ساتھ ہمارے ہی پس اوتاری اللہ نے تسکین اپنی اوپر
اوسکے۔ یہ قصہ اوپر سے یون چلا آتا ہی کہ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد
جہاد روم کا فرمایا تو اسوجہ سے کہ وہ فصل گرمی اور خرمون کے پکنے کی تھی اور سفر دور دراز
تھا اور نیز بادشاہ روم زبردست تھا مسلمانون کو گھرون سے نکلنا ذرا گران گذرا اسواسطے
اللہ جلشانہ نے ترغیب جہاد مین یہ آیتین نازل فرمائین اور مسلمانون کو فہمایش کی پہلی
آیت مین یون ارشاد ہوا ہی اوسکا خلاصہ مضمون یہ ہی کہ مسلمانون تمھین کیا ہوگیا ہی
کہ جب تمسے جہاد کے واسطے کہا جاتا ہی تب تم اپنے گھرون سے نکلنا نہین چاہتے کیا تم
دنیا کی زندگی کو آخرت سے بہتر سمجھتے ہو ایسا نہین ہی بلکہ متاع دنیا آخرت کی نعمتون
کے آگے بہت ہی حقیر ہی اسلئے تمکو مناسب ہی کہ دنیا سے دل کو محض بے حقیقت اور ناچیز
سمجھو اور جہاد کی طرف متوجہ ہو۔ پھر دوسری آیت کا خلاصہ مضمون یہ ہی کہ اگر تم لوگ
جہاد مین سستی کروگے تو خدا ے پاک تمکو دنیا و آخرت مین سزا دیگا اور تمہاری جگہ دوسری
قوم پیدا کریگا اور تمکو یہ بھی معلوم رہے کہ تمہارے نہ مدد کرنے سے خدا اور اوسکے
رسول کا کچھ بھی نقصان نہین ہے اسلیے کہ خدا غنی ہی اوسکو کچھ پروا نہین ہے اپنے
رسول کا وہ آپ حافظ اور مددگار ہے اور تمام چیزون پر قادر ہے تمہاری مدد کا
محتاج نہین ہی یہ ترغیب جہاد تو خاص تمہارے ہی فایدہ کے واسطے ہی پس اپنی
بے نیازی اور اپنے رسول کی لاپروائی کو اسطرح ارشاد فرماتا ہی اِلَّا تَنۡصُرُوۡہُ فَقَدۡ
نَصَرَہُ اللّٰہُ یعنے اگر تم لوگ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نکروگے تو ہمارے رسول کو
تمہاری مدد کی احتیاج نہین ہی پس تحقیق مدد کریگا اوسکی اللہ یعنی اللہ جلشانہ

خود اوسکا مددگار رہی پس اللہ جلشانہ اپنی مددگاری کو یون ثابت فرماتاہی کہ دیکھو
اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ الی آخرہ جب نکالا مکے سے
ہمارے رسول کو کفار نے اوس حال مین کہ وہ رسول دوسرا تہا دو کا جبکہ وہ
دونون تھے غار مین۔ یعنے جب ہمارے رسول کو کفار مکہ نے تنگ کیا اور وہ ہمارے
حکم سے مکہ سے نکلے تھے اوسوقت کسنے اونکی مدد کی تہی اور کونسی فوج اونکے ساتہ تہی سوا
ایک یار کے اور کون اوسکے ساتہ غار مین گیا تہا اور جسوقت وہ کفار در غار پر آپونہچے
اور اونکے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مین کچہہ فاصلہ نرہا اوسوقت اوسکا یار
یہ خیال کرکے کہ ایسا نہو کہ کفار غار مین چہپے ہوون سے آگاہ ہوجاوین اور پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم کو کچہہ صدمہ پونہچاوین رنج اور غم کرنے لگا اوس سخت حالت اضطراب مین بہی
کہ بڑے بڑے بہادر اور دلیر گہبرا جاتے ہین ہمارا رسول کچہہ بہی نہ گہبرایا اور اپنے یار سے
مخاطب ہوکر فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا یعنے مت رنج کر بہ تحقیق اللہ ہمارے تمہارے
ساتہ ہی۔ یعنی جسوقت کہ حضرت صدیق یار غار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بسبب
پونہچنے کفار کے بخیال ضرر رسانی رسالت پناہی کے گہبرائے اور رنج وغم کرنے لگے
اوسوقت فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے میرے سچے یار کیا تیرا گمان ہے
اون دو کے ساتہ جنکا تیسرا اللہ ہی یعنے کچہہ رنج وغم نکرو ہمارے تمہارے ساتہ تو اللہ
قوی ہی وہ ہم لوگون کی مدد کریگا اور اونکی شر سے محفوظ رکہیگا یہ کہکر فرمایا اَللّٰهُمَّ اَعْمِ
اَبْصَارَهُمْ یعنے اے میرے اللہ تو اندہا کردے انکی آنکہونکو کہ نہ سوجہے اونکو کچہہ چنانچہ
اللہ جلشانہ نے اونکو اندہا کردیا اور اونکے قلب کو بہی اندہا کردیا اور اونکی بوجہہ سب
اندہی کردی کہ اونہون نے غار کے اندر توجہ نکی۔ تفسیر روح البیان مین لکہا ہی کہ جب
حضرت صدیق رضہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا تہا کہ اگر ان مین سے
کوئی اپنے قدم کی طرف دیکہے گا تو ہمکو دیکہہ لیگا اوسکے جواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا تھا کہ اگر وہ لوگ اوس طرف سے ہمارے پاس آجاوینگے تو ہم اسطرف سے یہان سے
چلے جاوینگے پس حضرت صدیق رضی اللہ عنہ حیران تھے کہ ادہر رستہ کہان ہی کہ ناگہان
حضرت صدیق رضؓ نے دیکھا کہ غار ادہر سے کہل گیا ہی اور اوس سے متصل ایک دریا جاری
ہی اور اوس دریا مین اسی جانب ایک کشتی عمدہ بندہی ہوئی ہی اور اوس کشتی پر
ایک جوان حسین بیٹھا ہی اور وہ جوان حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے کہتا ہی کہ ہرگز ہرگز
غمگین ہنو اور یہ کشتی کیا دیکھتے ہو ادہر آؤ دیکھو تو کیسا عمدہ بے مثل و عجیب ایک
باغ ہی اوسکی سیر کرو جوان مذکور کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ جواب دیا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری جان ہین اونکو چھوڑکر مین کہان جاسکتا ہون اور کوئی
بہی اپنی جان چھوڑکر کہین جاتا ہے ہمارے لئے تو صورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی باغ ہی اسی باغ کے گل چننے سے ہمارا دل باغ باغ ہے اس باغ کے آگے
کیسا ہی باغ ہو تو وہ بہی داغ ہی یہ ماجرا حضرت صدیق رضؓ نے حضرت رسول خدا سے
عرض کیا ارشاد ہوا کہ یہ دریا جو تمکو نظر آیا ہی یہ حوض کوثر با صفا ہی اور جو وہ کشتی
تمنے دیکھی ہے وہ تمہاری اخلاص و محبت کی کشتی ہے اور جو تمنے دیکھا کہ ایک حسین
جوان ہی وہ خاص رضوان داروغہ باغ جنان ہی اور وہ باغ جسے دیکھا تہا وہ
بہشت بریں ہی جاے سکونت مقدسین ہی اگر اوسکے حسب الطلب تم جاتے تو فوراً
ابہی جنت مین پونہچ جاتے ہمیشہ وہان عیش و طرب سے بسر ہوتی کسی رنج و غم
کا وہان گذر ہنوتا جسطرح پر حضرت ادریس علیہ السلام کا وہان مقام ہے اوسی
طرح سے تمہارا بہی وہان قیام ہوتا۔ مگر حضرت صدیق عتیق من النار کی تو
حالت دل ایسی تھی ع نجاؤن گا کبھی جنت مین مین نجاؤنگا +
اگر ہنووے گا نقشہ تمہارے گھر کا سا + تفسیر کبیر اور روح البیان مین
بہ تفسیر ثانی اثنین مرقوم ہے کہ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح مین حضرت

صدیق رضی اللہ عنہ کو دوسرا رسول اللہ کا جو اول ایمان لائی وہ تو دوسرے ہوی رسول اللہ کے ایمان مین اور شریک ہوسی وہ دعوت اسلام مین یہان تک کہ جسدن حضرت صدیق رضی اللہ ایمان لائی اوس دن اونکی دعوت سے وہ لوگ ایمان لائی کہ عشرہ مبشرہ مین داخل ہین اور جماعت صحابہ مین وہ لوگ نہایت عالی مرتبت اور عالی شان ہین اور حضرت صدیق رض ثانی اثنین تھی ہجرت کے وقت اور ثانی اثنین تھے غار مین اور اکثر جہادون مین اور ثانی اثنین ہین امامت مین بحالت حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ثانی اثنین ہین بعد وفات رسول مقبول صلعم کے وعظ فرماتے ہین منبر پر اور ثانی اثنین ہین خلافت مین اور قبر مین اور ثانی اثنین ہونگے قبر سے نکلنے مین اور جنت کے داخل ہونے مین۔ حضرت ابوبکر صدیق رض کو غار مین پیاس کا نہایت غلبہ ہوا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاکر وسط غار مین پانی پی لو اگرچہ حضرت صدیق رض جانتے تھے کہ غار مین پانی نہین ہے مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر آپکو یقین کامل ہوگیا کہ ضرور وہان پانی ملیگا چنانچہ جب بیچ غار مین گئی تو وہان نہر پانی کی دیکھی جو دودہ سے زیادہ سفید تھی اوسکو پیا تو وہ پانی شہد سے زیادہ میٹھا تھا اور اوسمین وہ خوشبو تھی جو کسی خوشبو سے مشابہ نہین ہوسکتی تھی اوس خوشبو کے آگے مشک بھی بے حقیقت تھا پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ پانی نہر جنت کا ہے اللہ جلشانہ نے تمہاری پیاس بجھانیکے واسطے فرشتے کو حکم دیا کہ جنت کی نہر سے ایک چشمہ غار مین لادے کہ تو پیکر سیر ہو حضرت صدیق رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اللہ تعالی کے یہان میرا یہ مرتبہ ہے ارشاد ہوا کہ ہان بلکہ اس سے بھی افضل ہے الغرض جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یار غار سے یہ فرمایا کہ بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تم کچھہ غم مت کرو وہ کچھہ نہین کرسکتے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو تسکین ہوگئی سب رنج و الم دفع ہوگیا اوسیکو اللہ تعالی فرماتا ہے فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ پس اوتاری اللہ جلشانہ نے اپنی تسکین اوپر اوسکے۔ یعنے جب میری

پیغمبر نے اپنے یار سے لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا کہکر مطمئن کیا تو یعنے اپنے پیغمبر کے کہنے سے اوسکے یار پر تسلی نازل کردی کہ اوسکا خوف اور اضطراب جو پیغمبر پہ صدمہ پونہچنے کے خیال سے تہا جاتا رہا - اب ذرا غور فرمائیے کہ اس آیت سے کیسے کچہ فضایل حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ثابت ہوتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکے سے پوشیدہ نکل جانا اور غار مین چہپ کر بیٹہنا اسکا تو باعث سب پر ظاہر ہی یعنے باعث اوسکا یہی تہا کہ کفار نے قتل پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمر باندہی تہی اور آمادہ قتل پر تہے پس اللہ جلشانہ نے کفار کے ارادے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کردیا اور ہجرت کی اجازت دی تب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حکم کے بموجب حضرت ابو بکر صدیق رضہ کو اپنے ہمراہ لیا ظاہر ہی کہ اگر اللہ تعالی کے نزدیک حضرت صدیق ایمان مین سچے اور اسلام مین پکے نہوتے اور پیغمبر صاحب پر دل وجان سے عاشق نہوتے تو ہرگز خدا ے علام الغیوب ایسے وقت نازک مین اپنے پیغمبر کو اونکے ساتہہ رکہنے کی اجازت نہ دیتا یا اگر اونکی نیت مین حسب گمان مخالفین کے فساد ہوتا تو ضرور تہا کہ اللہ تعالی اونکی نیت سے اپنے پیغمبر کو آگاہ کردیتا جیسا کہ کفارون کے ارادے سے آگاہ کردیا تہا اور اگر خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اونکے عشق اور محبت پر یقین کامل نہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبہی اونکو اس سفر نازک مین ہمراہ نہ لیتے اور اگر ابو بکر صدیق رضہ حضرت پر اپنا جان مال نثار کرنے پر راضی نہوتے تو وہ بہی ایسی مصیبت کے سفر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک نہوتے بے فایدہ اپنے تئین کیون مصیبت مین ڈالتے ضرور تہا کہ کوئی بات بنا کر عذر کرکے رہ جاتے - یہ امر تو ثابت ہی کہ جتنے صحابہ مدینۂ منورہ بہیجے گئے وہ سب بموجب وحی الہی کے بہیجے گئے اور جو حضرت صدیق اور حضرت علی حیدر کرار رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کو رکہے گئے تو وہ بہی موافق حکم خداوند تعالی کے رکہے گئے اور جو جو کام ان دونون سے لئے گئے اور جن کامون کے واسطے یہ دونون

مامور کیئے گئے وہ بہی حسب مرضی الٰہی کے تھا اگرچہ اور صحابہ رضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتہہ قرب قرابت مین زیادہ ممتاز تہے مگر غار کی رفاقت اور سفر ہجرت مدینہ اور راہ
کی ہمراہی اور جان نثاری اور فداسی مال اور اولاد یہ سب اللہ پاک نے حضرت صدیق
ہی کے حصہ مین کر دیا۔ جملہ صحابہ مین سے صرف حضرت صدیق رضہ کو انحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنا رفیق طریق اور یار غار بنایا اور کسیکو اس مرتبہ کا نپایا اس سے کیسی کچہ
افضلیت حضرت صدیق کی ثابت ہوتی ہی اللہ جلشانہ کو حضرت صدیق رضہ کی خدمت
اور رفاقت ایسی کچہ پسند آئی کہ اونکی خدمت اور رفاقت کو اور لوگون کی رغبت دلانیکو
اس آیت مین بیان فرمایا تاکہ اور لوگ بہی مستعد ہوجاوین اگر حضرت صدیق رضہ کی خدمت
اور رفاقت اعلی درجے کی نہوتی اور خدا کے یہان مقبول نہوتے تو اونکی یاری اور مددگاری کی
مثال اورون کے دل بڑہانیکو کیون دی جاتی اللہ جلشانہ نے قرآن مجید مین حضرت
صدیق رضہ کے نسبت لفظ ثانی اثنین کا فرمایا جسکا یہ مفہوم ہی کہ بعد پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے دوسرا شخص واسطے مناصب دینیہ کے واسطے ابوبکر صدیق ہی اللہ جلشانہ نے
حضرت ابوبکر رضہ کی شان مین لفظ (صاحبہ) کا فرمایا جس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
کی صحابیت بنص قرآنی ثابت ہی یہ مرتبہ اور کسیکو نصیب نہین ہوا اونکی صحابیت کا
منکر حقیقۃً نص قرآنی کا منکر ہے اور نص قرآنی کے منکر کے لیئے جو حکم شریعت اسلامی ہی
وہ ظاہر ہی اِنَّ اللهَ مَعَنَا سے یہ بات بخوبی پیدا اور ہویدا ہی کہ جسطرح پر اللہ تعالے
پیغمبر خدا کا حافظ اور ناصر ہی اوسیطرح پر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ یار غار رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا بہی ہی اور جبکہ اللہ تعالی کا حضرت ابوبکر رضہ کے ساتہ ہونا ثابت ہوا تو
اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ وہ پاک اور متقی ہین کیونکہ اللہ نہین ساتہہ رہتا مگر مقدسون اور
پرہیزگارون کے۔ اللہ تعالی نے حضرت ابوبکر صدیق رضہ پر اپنی تسلی نازل فرمائی اور
اللہ اپنی تسلی نہین نازل کرتا مگر اون لوگون پر جو ایمان مین پختہ اور مضبوط ہوتے ہین

اور وہ خدا کے فضل مین شامل ہوتے ہین حسب تشریح یہ امر ثابت ہی کہ یہ آیات جہاد سے
سستی کرنیوالون کی ترغیب اور تہدید مین نازل ہوئی ہین اس سے کیسی کچہ فضیلت
اور وقعت اور صحبت اور رفاقت اور صاحبیت اور صدیقیت حضرت ابوبکر رضی اللہ
اور اوسکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک پائی جاتی ہے واسطے ترغیب اور
تہدید اور لوگون کے اللہ جلشانہ نے اونکی صدیقیت اور صحبت اور رفاقت اور یاری
اور نصرت کو تمثیلاً ذکر فرمایا - باوجود ان فضایل اور عظمت اور علوشان حضرت ابوبکر
یار لاثانی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اکثر آیات قرآن مجید اور احادیث نبوی
اور اقوال حضرات ایمہ علیہم السلام موجودہ کتب معتبرہ حضرات شیعہ سے ثابت
اور پیدا ہین پہر بہی ہمارے بڑے بہائیون حضرات شیعہ کو اونکے فضایل اور عظمت
مین شبہہ ہی سچ ہی کہ آنکہین مندی ہوئی ہون تو پہر دن بہی رات ہی + آئینہ
قصور کیا ہی بہلا افتاب کا + مشتے نمونہ از خروارے ہم صرف چند شبہات اور اعتراضات
جو چہوٹی کے ہین بیان کرکے جوابات دیتے ہین جبکہ اول درجے کے اعتراضون کا یہ حال ہی
کہ بالکل پوچ و پچر ہین تو جو اعتراض ادنی درجے کے ہین اونکے پوچ اور پچر ہونے کا کیا ٹھکانا
ہی قاضی نور اللہ شوشتری مجالس المومنین مین لکہتے ہین کہ (ابوبکر کہ از منافقین بود
برخلاف امر اقدس نبوی در اثنا سے راہ ایستاد و آنحضرت بعد از زجر شدید او را ہمراہ
گرفت تا کفار را دلالت نکند) یعنے معاذ اللہ معاذ اللہ کہ ابوبکر منافقین سے تہے اور خلاف
حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے راہ مین کہڑے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو بعد
زجر شدید کے ہمراہ لیا تاکہ کفار کو مطلع نکردین - سید ابراہیم ابن ولی اللہ استرابادی
رسالہ حسنیہ کے صفحہ ۱۳ سطرہ مین لکہتے ہین (چون پارہ راہ رفتہ بود دید کہ شخصی از برابر
آنحضرت مے آید حضرت توقف کرد چون نزدیک رسید دید کہ ابوبکر ست گفت اے ابوبکر
من حکم خدا بشما رسانیدم و گفتم کہ امشب از خانہاے خود بیرون نیائید چرا مخالفت

امر الٰہی کرے ابوبکر گفت یا رسول اللہ صلعم از برائے تو خائف و ہراسان بودنتوانستم کہ
در خانہ خود قرار گیرم پیغمبر علیہ السلام متحیر ماند بواسطہ آنکہ حکم الٰہی نبود کہ کسے را باخود بغار
ببرد و درساعت جبرئیل علیہ السلام دررسید و گفت یا رسول اللہ بخدائے سوگند کہ اگر
اورا بگذاری ہمین ساعت کفار را گرفتہ از عقب تو بیاید و ترا بقتل رساند پیغمبر ع
بالضرورت اورا باخود بردو در غار داخل شد) یعنے رسالہ حسنیہ کے مولف لکھتے ہین کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسیقدر راہ طے کی تہی کہ سامنے سے کسی شخص کو آتے
ہوئے دیکھا ٹہر گئے جب وہ شخص نزدیک پونہچا پہچانا کہ ابوبکر ہے فرمایا کہ اے ابوبکر
مینے حکم خدا تمکو پونہچا کر کہدیا تہا کہ اپنے گہر سے باہر نہ نکلنا تمنے کسواسطے خلاف حکم خدا کے
کیا ابوبکر نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا دل آپکے لیے خائف اور ہراسان تہا
مجہسے گہر مین نہ رہا گیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم متحیر ہوئے اسواسطے کہ خدا کا حکم نہ تہا کہ
کسیکو ہمراہ لیجاوین اوسیوقت حضرت جبرئیل ع پونہچے اور کہا یا رسول اللہ قسم بخدا اگر
ابوبکر کو چہوڑ دوگے اور ہمراہ نہ لوگے تو یہ کفار کو لیکر آپکے پیچہے آوینگے اور آپکو قتل کرینگے
پیغمبر صاحب نے تب اوسوقت ضرورۃً اونکو ہمراہ لیا اور غار مین داخل ہوئے
حضرات ناظرین انصاف پسند سمجہہ سکتے ہین کہ یہ اعتراض اور قول بالکل لوچ ہی اور
سراسر بدیہی البطلان ہی اسلیے کہ دو حال سے خالی نہین ہی یا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تہے یا دشمن اگر دوست تہے تو پہر گرفتاری اور
ایذا رسانی کے کیا معنے اور جو دشمن تہے تو ہمراہ ابوجہل وغیرہ کے بارادۂ قتل مکان پر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کیون نہ گئے اون سے علیحدہ کیون ہوئے - اور پہر یہ بہی
دریافت ہونا چاہیے کہ ابوبکر رض کو حال پیغمبر صاحب کی ہجرت کا اور ٹہیک وقت
دولت خانہ سے نکلنے کا اور غار مین رونق افروز ہونے کا معلوم تہا پیغمبر صاحب نے
بتایا تہا یا نہین - اگر نہین بتایا تہا تو پہر کیونکر ابوبکر رض ٹہیک وقت مین پر مین

اوسی راہ پر جدہر سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاتے تھے راہ روک کر کھڑے ہو گئے اور
اگر پیغمبر صاحب نے پہلے سے بتا دیا تھا تو یہ بھی دو حال سے خالی نہین ہے یا آنکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوبکر رض کا ہمراہ لیجانا منظور تھا یا نہ منظور تھا۔ اگر منظور نہ تھا تو
پھر پہلے سے بتا دینے اور رازنہ فاش کرنے سے کیا فائدہ تھا دشمن پر اپنا راز کھولنے سے
بجز اندیشہ ضرر کے کیا متصور ہو سکتا ہی۔ اور اگر ہمراہ لیجانا منظور تھا تو ہمارا اعتراض ہی
باطل ہی ہنگام گفتگو بعض حضرات شیعہ نے یہ بیان کیا کہ وہ صرف خبر لینے کو ٹھہرے
ہوئے تھے مگر بوقت استفسار اون حضرات نے اسکا کچھ جواب نہ دیا کہ اچھا جب خبر
لینے کو ٹھہرے تھے تو جس مقام پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابوبکر صدیق رض
ملے تھے وہان سے کفار اتنے قریب تھے کہ آواز پہنچ جاتی یا اتنے دور تھے کہ اطلاع
اور طلب کے لئے جانا پڑتا اگر نزدیک تھے تو کیون آواز دیکر اطلاع نکی اور طلب نہ کیا
اور اگر دور تھے تو دور ہی سے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی دوڑ کر کفار کو
اطلاع کیون نہ کی کس کے انتظار مین کھڑے رہ گئے سخت تعجب کی بات ہی کہ جب حضرت
ابوبکر رض کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گرفتار کرا دینا ہی منظور تھا تو نہین معلوم پھر
کیون ہم سفر ہوئے اور اپنے کندہون پر سوار کر کے غار تک پہنچایا اور پھر غار مین پہنچکر
کیون چپ چاپ بیٹھے رہے کیون نہ کوئی فکر گرفتاری کی کی۔ عقلمندون پر پوشیدہ
نہین ہی کہ جس موقع اور حالت مین حضرت ابوبکر صدیق رض راہ مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو ملے تھے اگر ابو جہل وغیرہ کوئی کافر ملتا تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ کسطرح پیش آتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے ساتھ کیا کرتے کوئی نہین
کہہ سکتا کہ ابو جہل وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیتے یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اونکو اپنے ہمراہ رفیق طریق فرماتے حضرات شیعہ یہ نہین سمجھتے کہ ہجرت کا
وہ زمانہ تھا کہ تمام کفار مکہ قتل پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آمادہ ہو کر ور دولت

وہی پر اکٹھا تھے اور کوئی یہ جانتا بھی نہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مکان سے جسے وہ گھیرے تھے نکل گئے ہین بلکہ سب یقیناً جانتے تھے کہ آپ اپنے حجرے مین آرام فرما رہے ہین۔ ایسے نازک وقت مین جو رفیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا وہ دوست ہی یا دشمن نہایت ظاہر بات ہی کہ اگر وہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی اور حکم سے رفیق نہوتا تو ضرور اون لوگون کی جماعت مین شامل ہوتا جو آستانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر بارادۂ قتل پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے مجتمع ہوئے تھے راہ روک کر کھڑے ہونے کی کیا ضرورت تھی اور کونسا فایدہ تہا۔ علاوہ ازین کتب معتمدۂ حضرات شیعہ سے یہ اعتراضات باطل اور لغو ثابت ہوتے ہین بلکہ اون کتابون سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی رفاقت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ خدا کی وحی اور رسول کی مرضی سے ثابت ہوتی ہی (اول) علامۂ کاشانی کی تفسیر خلاصۃ المنہج کی عبارت کو حضرت ناظرین ملاحظہ فرماوین بجنسہ عبارت اوسکی یہ ہی کہ (امیر المومنین را بجاے خود خوابانید و خود از خانۂ ابوبکر برفاقت او درہمان شب بیرون آمدہ بجانب غار ثور متوجہ شد) اب اس عبارت کو قاضی نور اللہ شوستری کی اس عبارت سے ملانا چاہیے کہ (ابوبکر از منافقین بود و برخلاف امر اقدس بنوے دراثنای راہ ایستاد و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از زجر شدید اورا ہمراہ گرفت تا کفار را دلالت نکنند) (دوسرے) حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنی کتاب یعنی تفسیر سورۂ بقر مین تحریر فرماتے ہین اِنَّ اللّٰهَ تَعَالیٰ اَوْحیٰ اِلَيْهِ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ الْعَلِيَّ الْاَعْلیٰ يَقْرَءُ عَلَيْكَ السَّلَامُ وَيَقُوْلُ لَكَ اِنَّ اَبَا جَهْلٍ وَالْمَلَاءَ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ دَبَّرُوْا عَلَيْكَ قَتْلَكَ اِلیٰ اَنْ قَالَ وَاَمَرَكَ اَنْ تَسْتَصْحِبَ اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّهٗ اِنْ اٰنَسَكَ وَسَاعَدَكَ وَوَازَرَكَ وَثَبَتَ عَلیٰ تَعَاهُدِكَ وَتَعَاقُدِكَ كَانَ فِي الْجَنَّةِ مِنْ رُفَقَائِكَ وَفِيْ غُرُفَاتِهَا مِنْ خُلَصَائِكَ اِلیٰ اَنْ قَالَ

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ بَکْرٍ اَرَضِیْتَ اَنْ تَکُوْنَ
مَعِیَ یَا اَبَا بَکْرٍ تُطْلَبُ کَمَا اُطْلَبُ وَتُعْرَفُ بِاَنَّکَ اَنْتَ الَّذِیْ تَحْمِلُنِیْ عَلٰی
مَا اَدَّعِیْهِ فَتَحْمِلُ عَلٰی اَنْوَاعِ الْعَذَابِ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَا اَنَا
لَوْ عِشْتُ عُمُرَ الدُّنْیَا اُعَذَّبُ جَمِیْعًا اَشَدَّ عَذَابٍ لَا یَنْزِلُ عَلَیَّ مَوْتٌ
مُرِیْحٌ وَلَا فَرَحٌ وَکَانَ ذٰلِکَ فِیْ مَحَبَّتِکَ لَکَانَ ذٰلِکَ اَحَبَّ اِلَیَّ اَنْ اَتَنَعَّمَ
فِیْهَا وَاَنَا مَالِکٌ لِجَمِیْعِ مَمَالِیْکِ مُلُوْکِهَا فِیْ مُخَالَفَتِکَ وَهَلْ اَنَا وَمَالِیْ
وَوَلَدِیْ اِلَّا فِدَاءُکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا جَرَمَ اِنِ
اطَّلَعَ اللّٰهُ عَلٰی قَلْبِکَ وَوَجَدَ مَا فِیْهِ مُوَافِقًا لِمَا جَرٰی عَلٰی لِسَانِکَ
جَعَلَکَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ وَبِمَنْزِلَةِ
الرُّوْحِ مِنَ الْبَدَنِ کَعَلِیِّ الَّذِیْ هُوَ مِنِّیْ خلاصہ مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ
تحقیق اللہ تعالی نے وحی بھیجی طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اے محمدؐ اللہ تعالی تمکو
سلام کہتا ہی اور فرماتا ہی کہ تحقیق ابوجہل اور ایک گروہ قریش نے تمہارے قتل
کی تدبیر کی ہی اللہ تعالی نے کہا ہی اور حکم دیا ہی آپکو یہ کہ رفیق بناؤ آپ ابوبکر کو اگر
وہ آپکی موانست و مساعدت و وزارت کرے اور اپنے قول اور قرار پر ثابت رہے
تو جنت مین آپکا رفیق ہوگا اور غرفات جنت یعنی اعلی علیین مین آپکا دوست صادق
اور برگزیدہ ہوگا تب پیغمبر صاحب نے حضرت علی سے یہ حال کہا حضرت علی اپنے
مارے جانے پر راضی ہوئے بعدہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر کی طرف متوجہ ہوئے
اور فرمایا کہ اے ابوبکرؓ تو راضی ہی کہ اس سفر مین میرے ہمراہ ہو اور کفار قریش
جسطرح پر مجھے قتل کے لئے تلاش کرین اوسی طرح تیرے قتل کے لیے درپے ہون
اور یہ بھی مشہور ہووے کہ تو نے مجھے اس کام پر آمادہ کیا ہی پس پونہچایا جاوے تو
بسبب میری رفاقت کے طرح طرح کے عذاب یہ عرض کیا ابوبکرؓ نے یا رسول اللہ

مین تو وہ شخص ہون کہ اگر گرفتار ہون تمام عمر ایسے سخت عذاب مین کہ اوسمین قوت بھی نہ ہو جو اس عذاب سے راحت اور فرحت دیوے اور ہو یہ آپکی محبت مین تو ہر آینہ ہوگا یہ عذاب سخت مجھکو محبوب تر اوس سے کہ نعمت دیجاوے مجھکو اور مالک ہوؤن تمام ممالک کا بادشاہ ہون کی اور مین اور میرا مال اور میری اولاد سب آپ پر قربان ہین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر قلب تمہارا موافق اوسکے ہی جو تمہاری زبان پر ہی تو ضرور تجھکو اللہ تعالی بمنزلہ میرے سمع اور بصر کے کریگا اور تجھکو مجھسے وہ نسبت ہوگی جو سر کو بدن سے اور روح کو جسم سے ہی الی آخرہ اب اس روایت کو جو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے تفسیر سورۂ بقر مین تحریر فرمائی ہی رسالہ حسنیہ کی اوس روایت سے کہ (جبرئیل در رسید وگفت یا رسول اللہ بخدا سوگند کہ اگر اورا بگذاری ہمین ساعت کفار را گرفتہ از عقب تو بیاید و ترا القتل رساند) مطابقت کرکے ذرا دل مین سوچین اور پھر آنکھین ملا کر ارشاد فرماوین کہ ان دونون روایتون مین کون روایت جھوٹھی ہی اور کون سچی اور کون راوی راست گو ہی اور کون دروغ گو بہر حال حضرت امام حسن عسکری کے مقابلے مین کہ حسب عقائد حضرات شیعہ معصوم ہین صاحب رسالہ حسنیہ صداقت نہین رکھتے جس فرقے کے علماء کا یہ حال ہو کہ جب دل چاہا جھوٹھ روایت بنا کر بیان کردے اور خدا و رسول کا خوف نکیا اماموں کی روایت کو تکذیب کرنیکا دھیان نہ کیا حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر چکنی چپڑی باتین کرکے جھوٹھی شہادت معہ قسم خدا دلوا دے اوس فرقے کے عوام کا کیا حال ہوگا آخر حضرات امامیہ تمکو قسم ہے حضرت امام حسن عسکری ع کی ذرا اس عبارت کو حضرت امام معصوم کی جَعَلَكَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ وَبِمَنْزِلَةِ الرُّوحِ مِنَ الْبَدَنِ كَعَلِيٍّ الَّذِي هُوَ مِنِّي اوس عبارت رسالہ حسنیہ سے کہ (جبرئیل در رسید وگفت یا رسول اللہ بخدا سوگند کہ اگر اورا بگذاری ہمین ساعت کفار را گرفتہ از عقب تو بیاید و ترا القتل رساند)

ملاؤ اور خود ہی انصاف کرو افسوس امامیہ کہلاتے ہو اور امام معصوم کے اقوال پر عمل کرنا
تو کیسا بلکہ تکذیب کرتے ہو۔ جسوقت اس روایت کو حضرت مولانا حیدر علی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ نے بمقابلہ اپنے ہم عصر منشی سبحان علی خانصاحب فضایل حضرت ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ مین پیش کی ہوش باختہ ہو گئی بجز واحسرتاہ واسفاہ کے کچھ
زبان سے نہ نکلا اگر حضرات شیعہ میرے بیان کو یقین نفرماوین تو خانصاحب کے اوس
خط کو جو بنام مولوی نورالدین حسین صاحب جنکے والد بزرگوار قاضی نور اللہ شوستری نے
مجالس المومنین مین یہ عبارت تحریر فرمائی ہی کہ (ابو بکر یکے از منافقین بود بخلاف امر اقدس
نبوی در اثنای راہ ایستاد و آنحضرت بعد از زجر شدید او را ہمراہ گرفت تا کفار را دلالت
نکنم) ملاحظہ فرماوین۔ کتاب رسالۃ المکاتیب فی روئیۃ الثعالیب والغرابیب جو مطبع
شرف المطابع دہلی مین باہتمام خواجہ علی حسن صاحب سنہ ۱۳۰۲ ہجری مین چھپی ہے اوسکے
صفحہ ۱۸۴ کی سطر ۱۴ - اور صفحہ ۱۸۹ کی سطر ۹ - اور صفحہ ۱۹۰ کی سطر ۱۳ کو دیکھکر
اطمینان فرمائین۔ **نقل خط** مولویصاحب منبع المناقب حاوی الفضایل حائز الفواضل
عالی دودمان جامع الکمالات الممکنۃ لنوع الانسان مخدوم مکرم ذو المجد والکرم دامت
رفعتہم۔ حرف تمنای ملازمت کثیر الافادت نگاشتن دامنی بر آتش حسرت و حرمان کہ بکانون
سینہ متواریست زدنست۔ لہذا ازان باز ماندہ بعد عرض نیاز مدعا طراز الخ۔ چونکہ یہ خط
نہایت طول وطویل ہی لہذا بعد القاب وآداب کے اصل مدعا اب نقل کرتا ہون۔ لکن
اشکال ہمین ست کہ ناصب احادیث طریقۂ امامیہ را التقاط کردہ بالفعل پنج خبر وازکتاب
ابرام بصارۃ العین یا چہ نام دارد فرستادہ دران حدیثے مبسوط از تفسیر منسوب بحضرت
امام حسن عسکری ؑ بقصۂ ہجرت در مدح ابو بکر نقل کردہ پس اگر تالیفش و تالیف بندہ
بدست کسی از متمذہبین بمذہبی غیر اسلام افتد واحسرتاہ واسفاہ یعنے معاذ اللہ حکم
بہ تعارض وتساقط کند مدبر عالم جابت قدرتہ زمان ظہور صاحب الامر والزمان زود برساند

تا این اختلاف از میان برخیزد الی آخرہ۔ زیادہ بجز آرزومندی چہ عرضہ دہد ظل
رافت ممدود باد راقم آثم سبحان علی عفی عنہ) ترجمہ بعد القاب و آداب کے خلاصہ
مطلب اس خط سبحان علی خانصاحب شیعہ کا یہ ہی (لیکن سخت مشکل یہ ہی کہ ناصبی نے
احادیث طریقۂ امامیہ کی نقل کر کے بالفعل پانچ جزو کتاب ابرام بعبارت العین سے بلا جو کچھہ
نام ہو بھیجی ہے جس مین ایک حدیث نہایت طول و طویل تفسیر مسمی حضرت امام حسن عسکری
علیہ السلام سے قصہ ہجرت کی مع ابو بکرؓ مین نقل کی ہی پس اگر تالیف اونکی اور تالیف
میری کوئی غیر مذہب والا سوائے مذہب اسلام کے دیکھے تو واحیرتاہ وا ویلاہ یعنی معاذ اللہ
حکم نقارہ منادی تساقطا کا کرے اللہ جلشانہ زمانۂ ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام کا جلد پہونچاوے
جس مین یہ اختلاف شیعہ اور سُنی کا دور ہو اور اہل سنت کے اعتراضون سے جان بچے
الی آخرہ۔ زیادہ بجز آرزومندی کے کیا عرض کرے سایہ بلندی کا دراز ہو جیو فقط
راقم سبحان علی عفی عنہ۔ آپ حضرات ناظرین ذرا قاضی نور اللہ شوستری اور سید ابراہیم
استرابادی مصنف رسالۂ حسینیہ اور تفسیر کاشانی او تفسیر حضرات امام حسن عسکری علیہ السلام
کے اقوال کو ملاحظہ فرماوین کہ ایک دوسرے کے ہرگز مطابق نہین ہین نہین معلوم حضرات شیعہ
اسمین سے کسکو سچا کہینگے اور کسکو جھوٹا بہر نوع حضرت امام حسن عسکریؑ کے قول کی تو
تکذیب ہو ہی نہین سکتی اب لامحالہ قاضی صاحب ہی جھوٹے ٹھہرے بلکہ کل کتابین اور سب
اقوال شیعہ کے حضرت امام علیہ السلام کی تفسیر کے مقابلی مین غیر معتبر ہوئے اور حضرت
امام صاحب ؑ اس امر کی تصدیق فرماتے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حکم اور
وحی کے بموجب حضرت ابو بکر رضؓ کو اپنا رفیق بنایا اور اپنی ساتھ لیا اور جو کچھہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضؓ کی نسبت فرمایا اور جو کچھ حضرت صدیق رضؓ نے حضرت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے جواب مین عرض کیا اوس سے بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ حضرت ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کس درجے کی اور کیسی محبت تھی اور

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی حضرت صدیق رضہ پر کیسی شفقت اور عنایت تھی کہ حضرت
ابو بکر رضہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سمع و بصر اور جان و دل سے تشبیہ دی اور
یہ روایت حضرت امام حسن عسکری ع کی بجنسہ کتاب منتہی الکلام سے نقل کی گئی ہی جسکا
دل چاہے کتاب مذکور کے صفحہ ۴۷ مین دیکھ لیوے - واہ حضرت قاضی جی امام صاحب تو
یہ فرماتے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خدا کی وحی اور
حکم بموجب ہمراہ لیا اور آپ یہ کہتے ہین کہ وہ راہ روک کر کھڑے ہوگئے اب ذرا غور کیجیے کہ
قاضی شوستری حضرت امام صاحب کے قول کی تکذیب کرتے ہین اور پھر امامیہ کہلاتے ہین
برعکس نہند نام زنگی کافور مصنف حملۂ حیدری کہ بڑے غالی شیعہ مشہور ہین اونہون نے
جو کچھ قصہ ہجرت اور غار کا اوسمین لکھا ہی اور وہ کتاب ہر جگہ موجود ہی ذرا دل لگا کر اوسکو
بھی پڑھنا چاہیے اونہون نے بھی صاف صاف لکھدیا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لیگئے اور اونکو ساتھ لیکر سفر ہجرت کیا حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ نے بسبب خستگی راہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھون پہ سوار
کر کے غار تک پہونچایا اور پہلے خود غار مین جا کر اپنی قبا سے تمام سوراخ موجود و بند کردئے
ایک سوراخ باقی رہ گیا تھا اوسمین اپنی ایڑی لگا کر سوراخ بند کردیا اوسکے بعد پیغمبر خدا
اور حضرت صدیق دونون یار غار مین بیٹھے برائے خدا ذرا غور کیجیے کہ مورخان حضرات شیعہ
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حسن خدمات کا کسطرح اقرار کرتے ہین اور پھر بھی اونکی
صدیقیت کا اقرار نہین کرتے ضروریات سے ہی کہ اس مقام پر کچھ اشعار حملۂ حیدریہ کے
جو حضرات شیعہ کے نزدیک بے مثل و معتمد کتاب ہی اور وہ کتاب لکھنؤ مین مطبع سلطانی
باہتمام داروغہ مدد علی صاحب چھپی ہی اور حضرات شیعہ کے قبلہ و کعبہ حضرت سید محمد صاحب نے
عنوان کتاب مین اپنے کلام صداقت بیان سے اوس کتاب کی تعریف فرمائی ہی اوسکو بھی
لکھتا ہون جسکے پڑھنے سے کتاب کے معتبر ہونے مین حضرات شیعہ کو کوئی عذر باقی نرہیگا

عجائب کتابے پر از نور هست	که هر بیت آن بیت معمور هست	بهر جی که خوانند فضلے ازان
سخن زو حلاوت شود لب گزان	مشام محبان معطر شود	ولے ز نور ایمان منور شود
تعال الله آن بازل بے بدل	که آورده هر نکته را بر محل	بوفق روایت قدم مے زند
براه دیانت قدم مے زند	بترجیح اخبار دارد مناط	برون نیست از جادۂ احتیاط
بهنجے گرفت ست ایراد و دق	که افتاده در جان اعدا قلق	عجب فرحے دل کشائے نوشت
که پیچیده وارد هوای بهشت	معطر چو مشک تتارست این	جگر خستگان را مسیحاست این
ز هر نکته سازد معطر دماغ	ز هر نقطه اش میشود تر دماغ	بس است از نعوت و صفاتش همین
که گردیده مقبول سلطان دین	فرازندۂ رایت اجتهاد	ز حق حجت و آیتے بر عباد
طریق شریعت موکد ازوست	که نام و نشان محمد ازوست	دل سنیان داغ دارست ازو
که هندوستان سبز دارست ازو		

ان اشعار مرقومۂ بالا سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہ کتاب حملۂ حیدریہ حضرات شیعہ کے نزدیک نہایت ہی معتبر اور بہ اعتراض ہی کہ جسکے سبب بیچارے سنیون کے دل داغدار ہو رہے ہین اور محبان دل خستہ کے واسطے مسیحا ہے جس بزم مین یہ کتاب حملۂ حیدریہ پڑھی جاتی ہی سخن حلاوت سے لب کاٹتا ہی اور محبان کا مشام معطر ہوتا ہی لیکن بفضلہ تعالی ہم اسی کتاب حملۂ حیدریہ سے جس سے حضرات شیعہ سنیونکے دلون کو داغدار کرتے ہین اونکے دلون کو زخمی کرتے ہین اور سنیون کے خستہ دلون کیواسطے حملۂ حیدریہ کو مرہم بناتے ہین اور جسقدر اشعار حملۂ حیدریہ کی ثنا و صفت مین لکھتے ہین اون سب اشعار کو حملۂ حیدریہ کی عبارت اور ثبوت سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب مین عاید کرتے ہین اور حضرات ناظرین شیعہ و سنی سے انصاف چاہتے ہین کہ یہ اشعار جو حملۂ حیدریہ کے اوصاف مین لکھتے ہین صحیح ہین یا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان مین شایان ہین کتاب حملۂ حیدریہ کا مورخ ہجرت کے بیان مین یون لکھتا ہے

چنین گفت راوی که سالار دین
زننده یک آن قوم پر مکر رفت
پئے ہجرت او نیز آمادہ بود
نبی بر در خانہ اش چون رسید
چو بوبکر زان حال آگاہ شد

چو سالم بحفظ جہان آفرین
بسوے سرائے ابوبکر رفت
کہ سابق رسولش خبر دادہ بود
بگوشش ندائے سفر در کشید
زخانہ برون رفت وہمراہ شد

گرہ

بوفق روایت قدم مے زنند
براہ دیانت قدم مے زنند

گرفتند پس راہ یثرب بہ پیش
پسر پنجہ راہ رفتن گرفت
چو رفتند چندی بدامان دشت
ابوبکر انگہ بدوشش گرفت
کہ درکس چنان قوت آمد پدید

نبی کند نعلین از پاے خویش
پئے خود زدشمن نہفتن گرفت
قدوم فلک سائے مجروح گشت
ولی زین حدیث ست جائے شگفت
کہ بار نبوت تواند کشید

جواب اعتراض

نداند در احد طلحہ حیسان
سبک بود بار نبوت گران

حلیمہ زنے بود دارے خبر
کلام الٰہی چو بودے گران

در آغوش او ماند خیر البشر
نماندی درون سینۂ حافظان

گر آید ترا زین سخن ہم شگفت
بگو بالیقین انچہ گفتی نخست

برفتند القصہ چندے دگر
بدیدند غارے دران تیرہ شب
گرفتند در خوف آن غار جائے

چو گردید پیدا نشان سحر
کہ خواندی عرب غار ثورش لقب
ولی پیش بنہاد بوبکر پاے

بهر جا که سوراخ یا رخنه دید بدین گونه تا شد تمام آن قبا بران رخنه مانده آن یار غار	گره	قبا را بدرید و آن رخنه چید یکی رخنه نگرفته ماند از قضا کف پای خود را نمود استوار

سطر چو مشک تتار ست این
جگر خستگان را سماست این
ز هر نکته سازد معطر دماغ
ز هر نقطه اش میشود تر دماغ

نیامد جزا و این شگرف از کسی	اعتراض جواب	که دور از خرد و سینها بدستی

خرد سند داند عشاد آشکار
بگو آنچه خواهی ز یک صد هزار

نیامد چنین کاری از غیر او در آمد رسول خدا هم بغار	گره	بدین سان چو پرداخت از رفت و رو نشستند یک جا بهم هر دو یار

به منهج گرفتست ایراد و دق
که افتاده در جان اعدا قلق

عجب دفتری دل کشای نوشت چو شد کار پرداخته آن چنان دران دم بکف پای آن یار غار		که پیچیده دارد هوای بهشت رسیدند کفره پیاپی بران که بر روی سوراخ بود استوار
رسیدش ز دندان ماری گزند پیمبر باو گفت آهسته باش مخور غم مگردان صدا را بلند	طعن	و زان درد افغان او شد بلند رسیدند اعدا مکن راز فاش که از زخم افعی نیاید گزند
شنیدمی کجا حق بگو خود پسند	جواب طعن	صدای ز افعی گزیده بلند

عجب دارم از فہم تو اے عزیز | نداری ز افعی و عقرب تمیز
نیابد ز عقرب زدہ جز نشان | زدہ مار شد مردہ و نیم جان
رسیدش ز دندان مارے گزند | صدائے ابو بکر چون شد بلند
فرازندہ رایت اجتہاد | ز حق حجت و آیت پر عباد

اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا اسکو حجت حق کہتے ہین اور حقیقت مین یہ آیت قرآن ہے

بغار اندران تا سہ روز و شب | بسر برد آن شہ بفرمان رب
شدی پور بو بکر ہنگام شام | بہ بردے دران غار آب و طعام
بگوئے ہم از حال صیاد شب | حبیب خدائے جہان را خبر

ایہا المومنین تمکو شہید ثالث کی شہادت کی قسم ہے ذرا شہید ثالث کی صداقت کو جو مجالس المومنین مین مومنین کی مغفرت کے واسطے تحریر فرمائی ہے کہ ذکہ ابو بکر یکی از منافقین بود بر خلاف امر اقدس نبوی در اثناے راہ ایستادہ و آنحضرت بعد از زجر شدید او را ہمراہ گرفت تا کفار را دلالت نکند) ان اشعار سے ملاؤ اور شرماؤ کہ تمہارے پیشواؤن کے کیسے بیان ہین کہ ایک دوسرے کی تکذیب کرتا ہے ایک مجتہد کا تمہارے یہ بیان ہے کہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد ابو بکر منافق تھے اور خلاف حکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ روک کر کھڑے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد گھڑکی اور جھڑکی کے ہمراہ لیا جسمین کفارون کو اپنی حال سے مطلع نکرین۔ دوسرے مجتہد کا یہ بیان ہے کہ حضرت جبرئیل تشریف لائے اور کہا یا رسول اللہ قسم بخدا اگر ابو بکر کو آپ اپنے ساتھ نلیجاوینگے تو یہ کفارون کو لاکر آپ کو قتل کرا ڈالینگے۔ تیسرے مجتہد صاحب یہ لکھتے ہین کہ ابو بکر کے فرزند غار ثور مین شام کے وقت کھانا اور پانی لیجایا کرتے تھے اور تمام دن جو جو شورہ اور مشورہ کفارون مین بنسبت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتا تھا اوس سے

آپکو مطلع کرتے تھے ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؎ وہان تو حضرت جبرئیل کا قسم کھاکر یہ فرمانا کہ اگر ابوبکر کو ہمراہ نہ لیجاؤگے تو کفارون کو لاکر تمکو قتل کرا ڈالینگے اور یہان باذل بیبدل کا یہ بیان کہ ابوبکر کے فرزند کھانا پانی شام کے وقت غار مین لاکر کھلا جاتے تھے اور کفار کے حال سے آگاہ کر جاتے تھے اب کسکو جھوٹھا سمجھوگے اور کسکو سچا بہرحال باذل بیبدل کا بیان حضرت امام حسن عسکری کی تفسیر سورۂ بقرہ سے جہانتک مطابقت کرے قابل اعتبار ہی اور یہ شعر حضرت ابوبکر کی سجال ہی

طریق شریعت موید از وست ... کہ نام ونشان محمد از وست
نبی گفت پس پور بوبکر را ... اگرہ ... کہ اے چون پدر اہل صدق وصفا

بس ست از نبوت وصدقش ہمین ... کہ گردیدہ مقبول سلطان دین

بہ بین صدق بوبکر تصدیق شد ... کہ فرزند او نیز صدیق شد
دو چہار بایدکنون راہوار ... کہ مارا رساند بہ یثرب دیار
برفت از بر شہ پور بوبکر زود ... بدنبال کاری کہ فرمودہ بود
ہم از اہل دین بد یکی جملہ دار ... بروکرد راز نبی آشکار
از وجملہ دار این سخن چون شنود ... دو جمازہ ورود ہم مہیا نمود
مقی شد از ان قوم وان کوہ ودشت ... رسول خدا عازم راہ گشت
بہ صبح چہارم بر آمد زغار ... دو جمازہ آوردہ بد جملہ دار
نشست از بر یک شتر شاہ دین ... گرہ ... ابوبکر را کرد با خود قرین
دل شیعہ بس داغ دار ست ازو ... کہ ہندوستان سبزوار ست ازو
زبان این چہ کردی دراین جا ستم ... ز تیغ عدو سر عدو شد قلم
بر آمد بران دیگرے جملہ دار ... بہمراہی او گشت عامر سوار

حضرات شیعہ نے جب دیکھا کہ غایت درجے کی جان نثاری اور رفاقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایام ہجرت مین کتب معتبرۂ اہل تشیع سے ثابت ہوتی ہے اوسوقت شرمندہ اور پشیمان ہوکر دوسرا فقرہ بنایا کہ سفر ہجرت مین ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیت بخیر نہ تھی

قربان تری اس ہمہ دانی کے ہمہ دان × ظاہر سے زیادہ ہے تو باطن کا نگہبان
ظاہر ہے تو ظاہر ہے تری فہم کی خوبی × جب تو تجھے ناسوت سے لاہوت کی سوجھی

غرض کہ جب سب کچھ کر چکے تو اب نیت کا حال دریافت کرنے لگے۔ ہمارے شیعہ بھائیون کو یہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر سے اسکا بھی جواب عیان ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے سوا اسکے دل کے حالت حرکات جوارح سے اور نیت کا حال اعمال اور افعال سے ظاہر ہوتا ہے پس جو جو کام شب ہجرت مین حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیے ہین وہ سب نیک نیتی پر دال ہین یا کہ بدنیتی پر ذرا تو انصاف کرو آیۃ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا سے جو فضایل حضرت صدیق رض کے ثابت ہوتے ہین اوسپر بھی حضرات شیعہ بچند وجوہ معترض ہین اگرچہ اونکے یہ اعتراضات نہایت درجہ مہمل و لغو ہین مگر چونکہ یہ رسالہ ہم اس غرض سے لکھ رہے ہین کہ جو باتین ابتک عموماً لوگ کم جانتے ہین وہ سب اس رسالہ مین حتی الامکان لکھدین تاکہ جو دشمنی درمیان دو بڑے گروہ شیعہ و سنی اہل اسلام کے ہے اور وجہ اوسکی عدم واقفیت اصلی حالات کی ہے جیسا کہ ہم شروع کتاب مین لکھ آئے ہین شاید واقف ہوجانے سے دور ہوجاوے اعتراضات اہل تشیع اور جوابات اہل تسنن اہل انصاف خود دیکھکر انصاف کرلین اور راہ تعصب و عناد چھوڑکر آپس مین میل جول پیدا کرکے اس وقت اخیر اور نازک مین باتفاق بسر کرین اعتراض اول یہ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے اموال اور اولاد کے واسطے جو مکے مین چھوڑ گئے تھے حزن و ملال کرتے تھے نہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔ جواب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ

اپنی اولاد اور اموال منقولہ اور غیر منقولہ سب کفار مین خدا کے واسطے چھوڑ گئے تھا اور اپنی خوشی سے گئے تھے اوسکا کیا غم کرنا تھا اور جو نقد پاس تہا وہ فقط مدد دین اسلام کے واسطے تہا اگر وہ وہان لٹ جاتا تو اوسکا اونکو کیا غم تہا - اعتراض دوم رونا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا از راہ معصیت تہا یا طاعت اگر معصیت تہا تو ابوبکر رض کی معصیت ثابت ہوئی اور اگر طاعت تہا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبکر رض کو طاعت سے منع کرنا ثابت ہوا جاتا ہی جو نبوت کے خلاف ہی - جواب اس اعتراض کا بشمول اعتراض سوم بصراحت تمام ذیل مین لکہا جاتا ہی - اعتراض سوم کہ بہت سی نشانیان ابوبکر رض نے اپنی آنکہہ سے حفاظت خدا کی غار کے پاس دیکہین پہر بہی اونکو خدا کی حفاظت پر بہروسا نہوا اور ہاے واے کر کے زور زور سے روے اور چلاے - جواب اسکا یہ ہے کہ زور زور سے رونا اور ہاے واے کرنا غار مین حضرت ابوبکر رض سے کسیطرح پر ثابت نہین ہی اسواسطے کہ قرآن مجید و فرقان حمید سے فقط حزن کرنا حضرت صدیق رض کا ثابت ہی اگر حضرت صدیق رض غار مین زور زور سے روے اور چلا لے ہوتے تو کیا اسد تعالے جلشانہ کو رونے اور چلانے کی عربی معلوم نہ تہی جو لا تحزن فرمایا اور مقصود اوس سے رونا اور چلانا رکہا اور اوس قصہ پر صرف حضرات شیعہ مطلع ہوگئے اور اونہون نے حزن کے معنے رونے اور چلانے کے سمجہے تہے حالانکہ حزن کے معنے نوحہ اور فریاد کے نہین ہین ہان البتہ اپنے طور پر اگر حضرات شیعہ نے حزن کے معنے صرف بغرض طعن کرنے کے رونے اور چلانے کے رکہے ہون تو ہمکو معلوم نہین ورنہ لغات موجود ہین دیکہہ لو کہ حزن کے معنے رنج و غم کے ہین نہ رونے اور چلانے کے اور علماے شیعہ نے بہی حزن کے معنے غم کے لکہے ہین چنانچہ تفسیر مفسر کاشانی نے کتاب خلاصۃ المنہج مین یہ ترجمہ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ چون گفت پیغمبر یار خود را اندوہ مخور) اور نیز علامہ طبرسی نے فرمایا ہی (لا تحزن ای لا تخف) پہر نہین معلوم کہ لا تحزن کے معنے رونے چلانے کے

کہان سے نکالے۔ صرف اپنے طعن کے کرنیکے خیال سے کہ حضرت ابوبکرؓ کو عدم یقین
حفاظت خدا اور نیز یہ کہ ابوبکرؓ اس غرض سے غار مین روے اور چلاے کہ اونکی
آواز کفار سنکر غار مین گھس آوین اور پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرلین حزن کے
معنی رونی اور چلانی کے حضرات شیعہ بیان کرتے ہین اور اپنے علمای معتبرین کے
اقوال اور تفسیر کو غلط بتاتے ہین۔ اور جبکہ حزن کے معنے خود اونہین کے علمای معتبرین
سے ثبوت کو پہونچے تو پہر نہین معلوم کہ رنج وغم سے کیا گناہ نسبت حضرت ابوبکرؓ کے لازم
آیا اتنا نہین سمجھتے کہ غم اور خوف خاصۂ بشریت ہے بشر کو ایسے مقامات پر ضرور حزن ہوتا
ہے حضرات انبیا اور ایمہ علیہما السلام کو بھی ہوا ہے حالانکہ وہ لوگ معصوم ہین پس معلوم
ہوا کہ حزن وخوف کوئی معصیت نہین ہے دیکھئے قرآن مجید مین لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ
نے خود اللہ تعالی جلشانہ سے عرض کیا کہ۔ اَخَافُ اِنْ یَقْتُلُوْنِ کہ مین ڈرتا ہون کہین
فرعون یا اوسکے لشکری مجھی قتل نکر ڈالین تب اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ لَا تَخَفْ اِنَّکَ
مِنَ الْاٰمِنِیْنَ یعنے ای موسیٰ ع تو ہرگز خوف نکر تو امن امان مین رہیگا۔ علمای حضرات
شیعہ نے حضرت علی رضؓ کو حضرت موسی علیہ السلام پر اسی وجہ سے فضیلت دی ہے
کہ حضرت موسیٰ ع جب مصر سے مدین کو جاتے تھے تو خایف اور ہراسان تھے اور حضرت
علی رضؓ ہجرت کی رات مین حسب الحکم پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے بلے خوف وخطر
بفراغت ودلجمعی تمام پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سوتے تھے اگر کچھ بہی خوف
ہوتا تو ہرگز اونکو نیند نہ آتی۔ صاحب تقلیب المکاید جو مذہب شیعہ کے ایک بہت بڑے
عالم ہین کیسۂ ہشتاد وہشتم کے جواب مین لکھتے ہین (کہ اگر خوف قتل وقتال نبود
پیغمبر خدا چرا مختفی بیرون رفت وحال آنکہ سبب ہجرت فرمودن رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم محض خوف قتل بود) اور بہ نسبت خوف حضرت علیؑ صاحب تقلیب المکاید
یون تحریر فرماتے ہین (تقیہ بجہت خوف ہلاکت جان خود نبود بلکہ بجہت خوف ہلاک

عرض وناموس بود الی قولہ کہ دانستی کہ خوف حضرت امیر المومنین نہ از ہلاکت جان بود بلکہ خوف ہتک عرض وناموس) اسکے سوا جب حضرت موسیٰ وہارون علیہم السلام کو حکم ہوا کہ تم جاکر فرعون کو سمجھاؤ اور اوسکو ایمان کی دعوت کرو تو وہ ڈرے اور کہا رَبَّنَا اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَا اَوْ اَنْ یَّطْغٰی یعنی اے ہمارے رب تحقیق ہم دونون ڈرتے ہین یہ کہ شاید زیادتی کرے فرعون ہم دونون پر یا یہ کہ غلبہ کرے تب اللہ جلشانہ نے یون ارشاد فرماکر اطمینان بخشا (لاتخافا اننی معکما) تم دونون نہ خوف کرو تحقیق مین تم دونون کے ساتھ ہون۔ اسکے علاوہ چند جگہ حضرت موسیٰ ؑ کو خوف ہوا ہی پہلے پہل جب حضرت موسیٰ نے غیب سے آواز سنی کہ انا اللہ تب ڈرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا تَخَفْ اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ پھر جب فرعون کے جادوگرون سے مقابلہ ہوا اور جادوگرون نے اپنے رسیون کو سانپ بنا کر دکھایا حضرت موسیٰ ڈرے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ اوسکی خبر دیتا ہی فاوجس فی نفسہ خیفۃ وہان بہی اللہ تعالیٰ نے خوف دور کرنے کو فرمایا کہ لا تخف انک انت الاعلی اسکے بہی علاوہ اللہ جلشانہ نے حضرت لوط ؑ سے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ یعنے تو غم نکر بچانے تجھکو اور تیرے اہل کو نجات دی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہی لَا یَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ یعنے نہ غم کر تو اونکی باتون کا اسکے بہی سوا قرآن مجید مین اکثر جگہہ پیغمبرون کی نسبت ایسے ہی مضمون آئے ہین جنسے اونکا خوف اور اللہ تعالیٰ جلشانہ کا تسلی دینا ثابت ہی اب ذرا حضرات شیعہ سے کوئی پوچھے کہ پیغمبران علیہم السلام کا خوف طاعت تہا یا معصیت اگر طاعت تہا تو اللہ جلشانہ کا پیغمبرون ؑ کو طاعت سے منع کرنا ثابت ہوتا ہی اور اگر معصیت تہا تو پیغمبران علیہم السلام کا گنہگار ہونا ثابت ہوتا ہی کہ وہ معصوم ہین جو کچھ حضرات شیعہ اسکا جواب دیوین وہی جواب اس مقام پہ ہماری طرف سے سمجھین۔ بعض علماے شیعہ اسکا یون جواب دیتے ہین کہ جو نہی ابوبکر رضؓ کی شان مین ہی اوسکے ظاہری معنے مراد ہین اور جو نہی

انبیار کی شان مین ہو اوس سے ظاہری مراد نہین ہی چنانچہ قاضی نور اللہ صاحب
شستری نے مجالس المومنین مین بجواب تقریر ابو الحسن خیاط رئیس معتزلہ کے لکہا ہے
کہ نبیون کی عصمت عقلی دلیل سے ثابت ہے بدین وجہ جو نہی اونکی شان مین ہے اوس سے
ظاہری معنے مراد نہین ہین اور ابو بکر رض کی عصمت بدلیل عقلی ثابت نہین ہے اسلئے
جو نہی اونکی شان مین ہے اوس سے ظاہری معنے مراد ہین۔ اور عبارت مجالس
المومنین کی بجنسہ یہ ہے مضمون آن آیات نہی است لیکن انبیار را از ارتکاب قبیحی
کہ فاعل ان مستحق ذم میشود بواسطۂ دلیل عقلی کہ بر عصمت انبیا و اجتناب ایشان از
گناہان قایم گشت موجب عدول از ظاہر شدہ از ظواہر آن آیات عدول میکنیم و
ہرگاہ اتفاق حاصل باشد در انکہ ابو بکر معصوم نہ بود واجب است کہ اجرای نہی کہ در
شان آن واقع شدہ بر ظاہر آن کہ قبح حال ابو بکر است بماند۔ یہ تحریر و تقریر اونکی نہایت
تعجب خیز ہے کہ صرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حزن و غم و خوف کو گناہ مین
داخل کرنیکے غرض سے تمام انبیا معصومین علیہم السلام کے نسبت داغ معصیت
لگایا جاتا ہے اور الفاظ خوف کو اونکے حقیقی اور ظاہری معنے سے بلا ضرورت عدول
کرنا پڑتا ہے اور بسبب کمال دشمنی کے جو حضرات شیعہ کو جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
کے ساتھ ہے یہ بھی نہین سمجھائی دیتا کہ قرآن مجید مین تو جا بجا الفاظ خوف کے بہ نسبت
انبیار علیہم السلام کے وارد ہین اور مفسرین نے اوسکے ظاہری معنے مراد لئے ہین اور
کسی نے خوف کو گناہ اور معصیت مین نہین گنا صرف مصنف مجالس المومنین کے
کہنے سے کیا ہو سکتا ہے کلام اللہ خواہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین خوف دور
کرنیکو جو الفاظ لاتخف یا لاتحزن بنظر تسلی و تشفی مذکور ہین اونکو اوس نہی کے قبیل
سے سمجھنا جو گناہ کرنے سے منع کے لئے مستعمل ہوتا ہے سخت نادانی اور غلط فہمی ہے
نہین تو اگر یہ امر تسلیم کر لیا جاوے کہ جہان کہین لفظ لا کا جو حرف نہی ہے مستعمل ہے

اوس جگہہ گناہ سے نہی مراد ہو یا یہ تسلیم کیا جاوی کہ جہان کہین کسی شی کی نہی بیان ہو
اوس سے اوسکا وقوع بہی ضروری سمجہا جاوی تو اس صورت مین بے شمار اعتراض
ایمہ کرام علیہم السلام پر وارد ہونگے کہ پہر سوای عصمت ایمہ کے دوسرا جواب حضرات
شیعہ سے نہ بن پڑیگا۔ مثلاً علل الشرایع مین لکہا ہے کہ پیغمبر خدا صلعم حضرت علی سے
فرماتے تہی کہ یا علی لا تتکلم عند الجماع ولا تنظر الی فرج امرأتک ولا تجامع امرأتک
بشہوۃ امرأۃ غیرک یعنے ای علی نہ کلام کر وقت جماع کے اور نہ دیکہ اپنے عورت کی شرم گاہ کو اور
نہ جماع کر اپنے عورت سے اور کسی عورت کی شہوت پر پس اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے
کہ حضرت علی علیہ السلام ان افعال کے مرتکب تہے یا نہ تہے اگر یہ کام نہ کرتے تہے تو وہ
قاعدہ باطل ہوا جاتا ہے کہ جہان کسی شے کی نہی بیان ہو اوس سے اوسکا وقوع بہی
ضرور سمجہا جاوی اور اگر کرتے تہے تو آیا یہ فعل طاعت تہا یا معصیت اگر طاعت
تہا تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعت سے کیون منع کیا اور اگر گناہ تہا تو امام معصوم
کا گنہگار ہونا ثابت ہوا۔ اگر کوئی صاحب اسکا یہ جواب دین کہ چونکہ امام معصوم ہوتے ہین
لہذا اگرچہ یہ نہی عن المعصیت ہے مگر ہم اوسکے ظاہری معنے سے عدول کرتے ہین تو بمجبوری
ہم بہی یہ کہینگے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہی محفوظ تہے بدین وجہ نہی لا تحزن ان اللہ
معنا کے ظاہری معنے سے ہم بہی عدول کرتے ہین۔ حاصل کلام قرآن مجید کے آیات اور
احادیث اور اقوال علمای حضرات شیعہ سے بخوبی یہ ثابت ہے کہ حضرت لوط اور نیز حضرت
موسی ایسے نبی کہ اللہ جل شانہ سے باتین کرتے تہے اور حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم
جو محبوب خدا اور باعث ایجاد عالم تہے اور حضرت مرتضی امیر المومنین اسد اللہ الغالب
علی ابن ابی طالب سے امام جو خدا کے شیر اور باعتقاد حضرات شیعہ جملہ پیغمبرون سے افضل
تہے مگر ان سب کو خواص بشریت کی وجہ سے قتل و قتال اور عزت اور آبرو کا خوف اور
ڈر لاحق حال تہا تو بیچارے ابوبکر رض کو بہی کہ جو نہ نبی تہے اور نہ رسول نہ شیر خدا تہے اور نہ

وصی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نہ اونکے اختیار مین موت اور نہ زندگی تہی نہ فرشتے اونکے
فرمان بردار تہے نہ کان و مایکون کا اونکو علم حاصل تہا نہ اونکو اتنی ہزار جن کے قتل
کردینے کی قوت اور طاقت حاصل تہی اگر خوف اور ڈر ہوا تو کون سے تعجب کی بات ہے
ہزار حیرت اور صد ہزار تعجب کی تو یہ بات ہے کہ موافق اصول اور عقاید حضرات شیعہ کے
یہ بات ثابت ہے بلکہ ہر ایک شیعہ کا یہی عقیدہ ہے کہ تمام ایمہ کرام از امام اول تا امام مہدی
علیہ السلام امام آخر الزمان سب تقیہ کرتے رہے کوی بہی ایمۂ اثنا عشر سے ایسا نہین
ہوا کہ جسنے ایک لحہ بہی خوف سے مہلت پای ہو آخر تقیہ کی بنا تو یہی خوف ہے اور وہ جزو
اعظم ایمان کا قرار دیا گیا ہے اَلتَّقِیَّۃُ دِیْنِیْ وَدِیْنُ آبَائِیْ امامت کا کلمہ مقرر کیا گیا ہے
حضرت امام مہدی علیہ السلام کی وجہ اختفا بہی یہی خوف دشمنان قرار پای ہے حالانکہ
حضرات ایمۂ علیہم السلام کے اختیار مین موت اور حیات جب تک چاہین زندہ رہین بلکہ
بعض حی لا یموت بہی ہین ملائکہ اونکے حکم مین ہین جو چاہین کر گذرین نگاہ مین وہ تاثیر
رکہتے ہین کہ اگر بنظر قہر نگاہ گرم سے پہاڑ کو دیکہین تو وہ پانی ہو کر بہہ جاوی پہٹ جاوے
ٹکڑے ٹکڑے ہو کر روی کے گالے کیطرح اوڑ جاوے بازو مین وہ قوت ہے کہ اگر ایک
ہاتہہ اوٹہا کر ذرا سا اشارہ کر دین تو اتنی ہزار جن ایک دم سے قتل ہو جاوین علم ایسا
کہ جو کچہہ ہو گیا اور ہونے والا ہے سب سے مطلع و آگاہ معجزات کی وہ کیفیت کہ ادنی
ادنی یہ کہ اگر عصای مبارک ہاتہہ سے زمین پر گرا دین تو فورًا اژدہا ہو جاوے اگر
منافقین اور کفار کے طرف اشارہ کرین تو ایک دم مین سب کو لقمہ دہن کر جای باوجود
ایسی قوت اور قدرت اور طاقت اور اعجاز کے پہر بہی تمام عمر خوف اور ہراس مین ہین
یہان تک خوف کا اثر ہو کہ امامت تک کا اپنی دعوی نکرسکین بخوف جان و ابرو کسی سے سچ
بات بہی نہ کہے اگر اپنے کسی اخص الخواص سے کوی راز کی بات بہی کہنے کو ہوں تو
پہلے ایدہر اودہر دیکہہ بہال کرکے کیواڑہ اور دروازہ بند کر لین تب چپکے چپکے ڈرتے ڈرتے

اپنے شاگردون کو تعلیم علوم دینی کی دیوین اگر ایک بہی ناصبی سامنے آجاوی تو بس
انکار کر جاوین اپنے خاص شاگردون اور مخلص دوستون پر لعنت اور تبرا کرنے
لگین تب بہی حضرات شیعہ اونکے خوف وہراس کا کچہ بہی طعنہ زنی نکرین اور نہ اونکی امامت
اور فضیلت مین کوئی شبہ کرین بلکہ اونکے خوف کو بہترین عبادت سے سمجہین اور ائمہ کرام
علیہم السلام کے تقیہ کو دین سمجہین اور حضرت ابوبکر صدیق رضہ عاشق نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے ایک شب کے خوف پر کہ وہ بہی بسبب ایذا پہونچنے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کے تہا اسقدر موشگافیان اور زبان درازیان کرین کہ معاذ اللہ حضرت صدیق
اکبر رضہ کے خوف وہراس کو اونکے کفر ونفاق کی دلیل سمجہین حالانکہ ابوبکر صدیق رضہ نے
جو بیچارے صرف صحابی اور عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہے نہ اونکے اختیار مین
موت تہی نہ زندگی نہ ملائکہ اونکے تابعدار تہے اور نہ ماضی اور مستقبل کا اونکو علم تہا نہ انتی
ہزار جن کے قتل کی قدرت رکہتے تہے پہر نہین معلوم کہ حضرات شیعہ حضرات ایمہ اور حضرت
ابوبکر صدیق رضہ کے خوف مین کیا فرق نکالتے ہین کہ ایک ہی خوف ایمہ کرام علیہ السلام
کے حق مین فضیلت ہو اور وہی صرف حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے حق مین نقص وعیب
پس سوای تعصب اور عناد کے اور کیا خیال مین آسکتا ہے۔ اگر کوئی شیعہ صاحب
ذکی الطبع یہ ارشاد فرماوین کہ اچہا ہمنے مانا کہ خوف گناہ نہین ہے اور یہہ بہی مانا کہ لا تحزن
تسلی کا کلمہ ہے لیکن یہہ بہی تو ثابت ہوا کہ ابوبکر رضہ کو کامل یقین پیغمبر صاحب کے وعدے پر اور
اور خدا کی حفاظت پر نہ تہا ورنہ کسطرح اونکو خوف ہوتا اسکا جواب تو بہت ہی صاف ہی
وہ یہ کہ خود حضرات شیعہ کا اقرار ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بار بار ابوبکر رضہ پر خفا
ہوتے تہے اور فرماتے تہے کہ چپ رہو راز کو فاش نہ کرو اور ابوبکر رضہ نہ مانتے تہے۔ یہہ
بات تو مثل حضرات شیعہ کے ہر ایک ملحد کہہ سکتا ہے کہ پیغمبر صاحب کو بہی خدا کے وعدہ پر
اور اوسکی حفاظت پر یقین نہ تہا نہین تو پیغمبر صاحب کو افشای راز کرنے سے کچہ گہبراہٹ

نہوتی اور بار بار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افشای راز کرنے پر خفا نہوتے کیونکہ
جب اللہ کی حفاظت پر بہروسا اور یقین کامل ہوتا تو افشای راز کیا نقصان پہونچا سکتا تہا
جو جواب حضرات شیعہ اوس ملحد کو دیوین وہی جواب ہماری طرفسی بہی قبول فرماوین
ذرا بہی غور کیا جاوے تو معلوم ہوجاویگا کہ موافق قواعد وعقاید حضرات شیعہ کے حضرت ابوبکر
صدیق رض کے نسبت حزن وخوف کا اطلاق ہو ہی نہین سکتا کیونکہ حضرات شیعہ حضرت
صدیق رض کے حزن اور خوف کا اقرار کرین تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت صدیق رض کو
اپنے جان کا خواہ اپنے اوپر تکلیف پہونچنیکا خوف تہا یا پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا
اور مصیبت کا اگر اپنی جان کا خوف تہا تو پہر یہ قول شیعون کا کہ وہ دشمنون سے ملے تہے اور
راز فاش کرنا چاہتے تہے باطل ہی کیونکہ یہ بات تو بہت ہی صاف ہے کہ اگر وہ کفار سے
ملے ہوتے تو پہر اونکو کفار سے خوف و ڈر کیسا۔ اور اگر کفار سے ملے نہ تہے بلکہ اونکو کفار سے
خوف ایذا اور ہلاکت کا اپنی ذات پر تہا تو اس سے دو باتین ثابت ہین ایک یہ کہ حضرت ابوبکر رض
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاے تہے اور اونکے رفیق تہے اسوجہ سے کفار اونسے ایسی دشمنی
رکہتے تہے کہ اگر پاوین تو قتل کر ڈالین اور یہی ہمارا مدعا تہا وہ ثابت ہوا دوسری یہ کہ یہ
گمان حضرات شیعہ کا کہ ابوبکر صدیق رض کا ارادہ راز فاش کرنیکا تہا بالکل غلط اور باطل ہے
کبہی اونکا ارادہ راز فاش کرنیکا نہ تہا اسوجہ سے کہ جن لوگون سے خود حضرت ابوبکر رض کو
خوف تہا اور جنکے ڈر سے غار مین جا چہپے تہے اونہین پر اپنا راز ظاہر کرتے اور خواہ مخواہ
اپنے کو معرض ہلاکت مین ڈالتے پس یہ قول عقلای شیعہ کا کہ حضرت ابوبکر رض کو اپنی
جان اور ایذا کا خوف تہا یا یہ کہ افشای راز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مدنظر رکہتے تہے
سراسر باطل ہو گیا اب رہی یہ بات کہ ابوبکر رض کو پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدمہ
پہونچنے کا ڈر تہا تو یہ خوف ہزارون درجہ اطمینان سے بہتر ہے اور ایسے عیب پہ ہزار ہنر
قربان ہین حضرات شیعہ ایسے خوف کو اگر گناہ خواہ کفر سمجہین تو سمجہا کرین اہل ایمان مجہ کو تو

کے نزدیک تو یہ ہزار ایمان اور بیشمار سچی عبادت سے بہتر ہے بلکہ یہی خوف تو درحقیقت
حضرت صدیق اکبر رضہ کی صدیقیت کا باعث ہے اگرچہ حضرت صدیق رضہ کو حضرت رسولخدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی جان اور حفاظت پر یقین کامل تھا مگر جب حضرت صدیق رضہ
نے دیکھا کہ شاہ کونین اور سلطان دارین ایک تنگ و تاریک غار مین پوشیدہ ہے جس کا
مقام عرش و کرسی ہے وہ ایک نامناسب اور تنگ جگہہ مین رونق افزا ہے بس یہی حالت
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عاشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل بیتاب کے پارہ پارہ کرنیکو
کافی تھی اسی سے دل اونکا ٹکڑے ٹکڑے تہا اور نہایت بے چین تھے چنانچہ حضرت ابوبکر عاشق
صادق یار موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اول غار مین خود جانا اور اپنے قبا کو چاک
کرکے سب سوراخون کا بند کرنا اور پھر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر غار کے لیجانا اور
اپنی زانو پر سلانا معہ دیگر معاملات جان نثاری سب اسی پر دال اور شاہد ہین پھر ایسی نازک
وقت اور درد خیز حالت مین جب حضرت صدیق رضہ نے کفار کو در غار پر دیکھا ہوگا تو بخیال
ایذای پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھہ صدمات اونکے دل بیقرار پر ہوے ہونگے اوسکو
وہی خوب جانتے ہونگے یا وہ عاشق صادق مجبور جان سکتا ہے جسکا معشوق محبوب
اوسکے سامنے کسی ایذا و تکلیف مین مبتلا ہوا ہوا اور دشمن روسیاہ اوسکے اوپر حملہ آور
ہوئی ہون اوسوقت کوئی اوس عاشق مسکین بیچارہ کی حالت دیکھی کہ اوسوقت اوسکو
اضطراب ہوتا ہے یا وہ چپ چاپ اطمینان سے مزہ سے بیٹھا رہتا ہے حضرات شیعہ بھی
ضرور اسکو ایسا ہی سمجھتے ہونگے مگر کیا کرین مجبور ہین اگر اسکا اقرار کرین تو حضرت صدیق
اکبر رضہ کی صدیقیت کا اقرار کرنا پڑے اور اگر اونکی صدیقیت کا اقرار کرین تو مذہب ہی
ہاتھہ سے جاتا ہے اور اس سرے سے اوس سرے تک سب جھوٹے ٹہرین مجبورانہ کچھہ ڈہنگی
باتین بنا کر جان بچاتے ہین اور نافہمون کو سمجہاتے ہین چوتہا اعتراض یہ ہے کہ اصحابہ
سے کوئی فضیلت حضرت ابوبکر صدیق رضہ کی ثابت نہین اسلیئے کہ قران مین اللہ نے

کافر کو مومن کا صاحب کہا ہے جیسا کہ یہ اعتراض اوپر مصرح بیان ہوا ہے۔ اوسکا جواب یہ ہے کہ بے شک اللہ جلشانہ نے آیۂ فقال لصاحبه وهو يحاوره مین کافر کو صاحب مومن کا فرمایا مگر اوسیوقت اوس کافر کی اہانت بھی کردی کہ جس سے معلوم ہوگیا کہ وہ کافر ہے فرمادیا کہ اکفرت بالذي خلقك من تراب اور اس جگہ جو حضرت صدیق رضہ کو صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمایا تو اوسکے ساتھہ ہی وہ کلمے بھی فرمادئے جو محبت اور تسلی پر دلالت کرتے ہین اپنے پیغمبر کیطرف فرمایا لا تحزن ان الله معنا یعنے نہ غمگین ہو خدا ہمارے ساتھ ہے پس دونون آیتون مین جو مناسبت ہے اوسے ادنی ذی علم بھی سمجھ سکتا ہے اور دوسری ایۃ کا یہ جواب ہے کہ صاحبی السجن مین لفظ صاحب کا سجن کیطرف مضاف ہے نہ حضرت یوسف کیطرف اور آیۂ اذ يقول لصاحبه لا تحزن مین لفظ صاحب کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف مضاف ہے رہا ایمان لانا حضرت ابوبکر رضہ کا بروایات معتبرۂ اہل تشیع کے ثابت ہے چنانچہ مجالس المومنین مین قاضی نور اللہ شوستری نے یہ لکھا ہے کہ۔ خالد بن سعید از سابقین اولین بودہ اسلام او مقدم بر اسلام ابوبکر بودہ بلکہ ابوبکر ببرکت خوابی کہ او دیدہ بود مسلمان شدہ بود بالجملہ سبب اسلام خالد آن بود کہ در خواب دیدہ بود کہ بر کنار آتشی افروختہ استادہ است و پدر او میخواہد کہ او را در آتش اندازد کہ ناگاہ رسالت پناہ گریبان او گرفتہ بجانب خود کشید و با و گفت کہ بجانب من بیا تا بہ آتش نیفتی خالد ازین خواب ہولناک بیدار شدہ و قسم یاد کرد کہ این خواب من صحیح ست و آنگاہ متوجہ خدمت حضرت رسالت گردید و در راہ ابوبکر با و ملاقات نمود و از حال او پرسید خالد صورت واقعہ را با و بیان نمود ابوبکر نیز با و موافقت کرد و بخدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمدند و بشرف اسلام فایز گردیدند انتہی عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ اگرچہ اہل تشیع نے یہ بندش اس غرض سے باندہی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے ایمان و اسلام کو بے وقعت کرین مگر بفضلہ تعالی اس سے بہت کچھہ فضیلت اور صدیقیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ثابت ہوگئی روایت مذکورہ

خاص نور اللہ شوستری کے دیکھنے والوں سے انصاف طلب ہی وہ خود انصاف کرینگے کہ جو شخص
اسلام کی سچائی پر بالہام غیبی یقین لایا ہو اور اللہ جلشانہ نے اوسکو بذریعہ رویاے
صادقہ کے ایمان کی طرف راغب کیا ہو کیا اوسکی نسبت اہل اسلام کی زبان سے کچھہ
نکل سکتا ہی اوسکی شان مین کیسکے منہہ سے نکل سکتا ہی کہ وہ بے بہرہ ایمان سے تہا مگر ہان
وہ شخص کہہ سکتا ہی جو خود ایمان سے بے بہرہ ہو اور تماشا دیکھیئے کہ قاضی نور اللہ شوستری
ملقب بشہید ثالث تو مجالس المومنین مین فرماتے ہین کہ ابو بکر ببرکت خوابیکہ او دیدہ بود
مسلمان شدہ بود اور مجتہد صاحب یہ فقرہ زیب تحریر فرماتے ہین خدا اور رسول سے
نہین شرماتے ہین کہ (خلیفہ اول از اول امر از ایمان بہرہ نداشت) باتفاق اہل العلماء الامامیہ
اب قاضی صاحب کے اوس فقرے کو کہ (ابو بکر ببرکت خوابیکہ او دیدہ بود مسلمان شدہ بود)
مجتہد صاحب کے اس فقرے سے کہ (خلیفہ اول از اول امر از ایمان بہرہ نداشت) سے
ذرا ملاسے اور انصاف کیجیے کہ ان دونون مین کون سچا ہی مگر کیا کرین کہ بوجہ کمال عداوت
وعناد و بمصداق وعلی ابصارھم غشاوۃ وہ کچہ سوجہائی بوجہائی نہین دیتا ورنہ ایسے
صدیق کے ایمان سے کہ جسکی صدیقیت اور افضلیت از جملہ مومنین بعد از انبیاء کتاب اللہ
واحادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم واقوال ائمہ علیہم السلام سے ثابت ہی اور پہر علماء متقدمین
حضرات امامیہ کے یہ بات ثابت ہی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بذریعہ رویاء صادقہ کی مسلمان
ہوئے پس کمال ہی تعجب کی بات ہی کہ جسپر اللہ جلشانہ نے رویاے صادقہ کے ذریعے سے
ایمان کی حقیقت کہولی ہو ایسے شخص کے ایمان سے انکار کیا جاوے اور اگر کوئی صاحب
یہ فرماوین کہ وہ دونون اپنے قول مین سچے ہین اسلیے کہ قاضی نور اللہ صاحب نے اسلام کا
اقرار کیا ہی اور مجتہد صاحب ایمان سے انکار کرتے ہین یہ دونون باتین علیحدہ علیحدہ ہین
اوسکا جواب بچند طرح دیا جاتا ہے اول یہ کہ اس مقام پر ہمکو یہی ثابت کرنا ہی کہ حضرت
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت کو

دل سے سچ جانکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت الی الاسلام کو دل سے قبول کیا مجتہد صاحب اس کا جو نام چاہین رکھین ایمان یا اسلام سو بیفضل وکرم خدا ئے پاک و معجزہ اصحاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقرار قاضی نور اللہ صاحب شوستری کے ثابت ہو گیا مجتہد صاحب نے باین نظر اسلام اور ایمان مین فرق کیا ہے کہ ایمان سے مراد تصدیق بالجنان ہی اور اسلام سے اقرار باللسان ہے اور ایمان سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے اس وجہ سے انکار کیا ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو پیغمبر صاحب کی نبوت پر مرتبہ تصدیق قلبی حاصل نہ تھا تو اونکی تردید اور تکذیب کے واسطے اونہین کے عالم علامۂ قاضی نور اللہ شوستری کا اقرار کافی ووافی ہی وہ اقرار یہ ہے کہ (ابوبکر ببرکت خوابیکہ او دیدہ بود مسلمان شدہ بود) ظاہر ہے کہ جب خالد رضی اللہ عنہ کے خواب سے دل مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے تاثیر بخشی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دل سے نبوت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی تب تو مسلمان ہوئے دوسرے یہ کہ اچھا ہمنے تسلیم کیا کہ ایمان اور اسلام مین فرق ہے اور قاضی صاحب کی روایت سے فقط اسلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ثابت ہوتا ہے نہ ایمان لیکن مجتہد صاحب و دیگر علما ہی شیعہ اسکو کیا کرینگے کہ ایمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت امیر المومنین علے مرتضی علیہ السلام کے اقرار سے ثابت ہے وہ یہ کہ علامۂ حلی نے شرح تجرید مین لکہا ہے کہ قال علے علیہ السلام یوماً علی المنبر انا الصدیق الاکبر وانا الفاروق الاعظم اسلمت قبل ان اسلم ابوبکر وامنت قبل ان امن فرمایا علی علیہ السلام نے ایکدن منبر پر کہ مین ہون صدیق اکبر اور مین ہون فاروق اعظم اسلام لایا مین پہلے اس سے کہ اسلام لائے ابوبکر اور ایمان لایا مین قبل اس کے کہ ایمان لائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صاف صاف ہی کہ اب آپ ہی لوگون کے ہاتہ انصاف ہی دیکہیے کہ علامۂ حلی نے اسلام اور ایمان دونون حضرت علی علیہ السلام کی زبان سے ثابت کر دیے۔ اگر قاضی صاحب کی قول سے مجتہد صاحب کا قول باطل ہوا تہا تو اب حضرت مرتضی علی علیہ السلام کے قول سے مجتہد صاحب کا وہ قول کہ خلیفۂ اول از ایمان بہرہ نداشت کیسا کچہ باطل ہو گیا بلکہ اس روایت سے ایک بھی

بات ثابت ہوئی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اسلام اور ایمان کی وہ عزت اور شہرت
تھی کہ حضرت علی علیہ السلام نے فخریہ بیان کیا کہ مین اون سے ہی پہلے ایمان اور اسلام
لایا ہون اگر معاذ اللہ منہا حسب اقوال حضرات شیعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منافق
ہوتے یا بطمع دنیا ایمان لائے ہوتے اور ایمان اور اسلام مین کامل نہوتے تو
حضرت علی کرم اللہ وجہہ اون سے پیشتر ایمان لانے پر فخر نکرتے بفضلہ تعالے ان
روایات سے اسلام اور ایمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بخوبی ثابت ہوگیا
اور تصاحبہ کے لفظ سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے صحابیت پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کی بھی بنص قرآن مجید ثابت ہوگئی تو جو فضائل اور مراتب اصحاب رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین اور علماے شیعہ اوسکو مانتے ہین اوسکے مستحق اور
مصداق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ٹھہرے پس باوجود ثبوت صحابیت
اور افضلیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ از نص قرآن جو کوئی اونکے صحابی
ہونے سے انکار کرے وہ بلاشک منکر نص قرآن ہی اور منکر نص قرآن کے لیے
جو حکم ہے اوسکو سب جانتے ہین - پانچوان اعتراض یہ ہی کہ خداے تعالے نے
اپنی تسلی نبی پر نازل کی ہی نہ ابوبکر رضہ پر اوسکا جواب یہ ہی کہ اگر یہ تسلیم نہ کیا جاوے کہ
خدا نے اپنی تسلی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر نازل فرمائی اور علیہ کی ضمیر حضرت
صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف راجع نہ سمجھی جاوے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
راجع سمجھی جاوے تو آیت شریف کے معنی یون ہونگے (کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کو خوف و اضطراب ہوا تب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کچھہ غم نکرو خدا ہمارے
ساتھہ ہی پس خدا نے اپنی تسلی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی پس ہم نہین
سمجھہ سکتے کہ اس عبارت بے جوڑ پر کس شخص کو تعجب اور ہنسی لاحق حال نہو گی
کہ خوف اور اضطراب تو ہو حضرت ابوبکر صدیق کو اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

اونکی تشفی کرین اور خدا کی تسلی نازل ہو۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اگر کوئی کہے کہ پیغمبر صاحب کو بہی خوف تہا تو اوسکا یہ جواب ہی کہ خوف ہے کے باعث تو حضرات شیعہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مطعون کرتے ہین پہر اوسی خوف کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کس منہہ سے منسوب کرتے ہین۔ خیر اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مخوف ہونا تسلیم بہی کر لیا جاوے اور یہ بہی جان لیا جاوے کہ حضرت پر تسلی کا نزول ہوا تب یہ آیت قابل اصلاح معلوم ہوتی ہے یعنی بجائے اِذْ یَقُولُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ کے یون معنے ہونا چاہیے فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ یعنی پس نازل کی اللہ نے اپنی تسلی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پس فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اپنے صاحب کے مت غم کر۔ مگر ہان جو لوگ قرآن مجید مین اکثر جگہہ تحریف لفظی ومعنوی کے عادی ہین۔ اون کے نزدیک یہ امر کچہہ دشوار نہین ہے اور یہ بیچارے تو سنت وجماعت ہین اِن کو ایسی ہمت کہان تمام دنیا کے قرآن مجید ایک سے پائے جاتے ہین کہین کمی بیشی کا وجود نہین ایک حرف بہی اوسمین سے نہ نکال سکتے ہین نہ اوسمین کچہہ بڑہا سکتے ہین یہ بے باکی اور جرأت تو حضرات مؤمنین پاک پر ختم ہی شیر دل ہین نہ خدا سے ڈرتے ہین نہ رسول سے جہان کچہہ پہنس جاتے ہین فوراً تقیہ پہ ٹال دیتے ہین چہٹا اعتراض یہ ہی کہ اللہ تعالی جلشانہ نے جہان کہین مؤمنین پہ تسلی نازل کی ہی تو پہلے رسول پہ نازل کی ہے بعدہ مومنین پر پس اس جگہہ بہی اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اللہ کو تسلی نازل کرنا منظور ہوتا تو پہلے ضرور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرکے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر فرماتا۔ کیونکہ جب کسی جگہہ فقط مومنین پہ تسلی نازل نہین کی گئی تو کیونکر ممکن ہی کہ آیت غار مین بخلاف قاعدہ مقررہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کو چہوڑ کر فقط ابوبکر رضہ پر تسلی نازل کی ہوگی

تو اس آیت سے عدم ایمان ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ثابت ہوا اگر وہ با ایمان ہوتے تو شمول پیغمبر کے ضرور خدا اون پر بھی تسلی نازل کرتا۔ اوسکا جواب یہ ہی کہ چونکہ اہل تشیع مین ابتدائے حدوث مذہب سے آج تک تو کسی مومن پاک کو حافظ قرآن ہونا پسند ہی نہین ہوا ہی بلکہ شوق تلاوت قرآن و ذوق ناظرہ خوانی کا بھی مطلق نہین معلوم ہوتا ہی تام عمر مین دو ایک مرتبہ بھی اول سے آخر تک پڑہنے اور دیکھنے کا شاید اتفاق نہین پڑا ہوگا کیونکہ اگر ایک مرتبہ بھی تمامی قرآن دیکھہ ہی کے پڑہا ہوتا تو ہرگز ہرگز یہ پوچ اور غلط اعتراض نکیا جاتا اور قاضی نور اللہ شوشتری بڑے زور اور شور سے نفرماتے کہ (خدائے تعالی ہرگز در ہیچ جا سکینہ انزال سکینہ با حضرت بودہ اندا نزال سکینہ ننمود) اب اون آیات کا نشان ہم حضرات شیعہ کو دیتے ہین کہ جہان نزول سکینہ تنہا مومنین پر بلا شمول پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوا ہی چنانچہ سورۃ انا فتحنا مین دو مقام پر اللہ جلشانہ نے تنہا مومنین پر انزال سکینہ فرمایا ہی جسکو شک ہو وہ سورۂ انا فتحنا کو قرآن مجید منگا کر دیکھہ لیوے چنانچہ پہلے رکوع مین فرماتا ہی هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ اور پہر تیسرے رکوع مین ارشاد فرماتا ہی اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ بس اے حضرات شیعہ دس بیس قران مجید عرب اور عجم اور ہندوستان اور ایران سے منگا کر ملاؤ بغور ان آیات کو دیکھو اور پڑہو کسی قرآن مین یہ تو نہین لکہا کہ هو الذی انزل السکینة فی قلب رسوله وقلوب المومنین یا فانزل السکینة علی رسوله وعلیهم اگر کسی قرآن مین علی رسوله کا لفظ ہو تو تم سچے اور تمہارے قاضی و مشایخ و علما و مجتہدین سب سچے اور اگر کسی قرآن مین دنیا بہر کے ایسے موقع پر اس طرح سے سورۂ انا فتحنا مین موجود نہو تو پہر آپ ہی اپنی اور اپنے اکابرین مذکورین کی نسبت کچھہ تجویز مناسب کیجیے سخت افسوس اور حیرت کی بات تو یہ ہی کہ صدہا برس سے یہ مباحثہ برپا ہی مگر آجتک کسی نے بھی سورۂ انا فتحنا نکال کر

دیکھنا صرف قاضی ہی صاحب کے بھروسہ قابلیت پر فخر بیجا کرتے رہے مگر کیا کرین کہ تھوڑی
لوگ ایسے ملینگے کہ اونکو کلام اللہ کی سورتون کے نام یاد ہونگے اور چند ہی ایسے نکلینگے کہ اونکو
بعد سورۂ فاتحہ کے انا انزلناہ اور قل ہو اللہ کے سوائے پانچ چار رکوع حفظ ہون باقی سب
کے سب قرآن مجید سے محض بیخبر اور ناواقف پائے جائینگے مگر باوجود اس ناواقفیت اور بیخبری
کے شوخی چشم ایسی کہ اہل سنت و جماعت کے مقابلے مین موشگافیان کرتے ہین اور یہ نہین جانتے
کہ اس گروہ حقہ کے اکثر و نکو ایک ایک لفظ قرآن مجید کا نوک زبان اور ایک ایک حرف منقش
دل و جان ہے پس بلحاظ اس ناواقفیت اور بیخبری کے قاضی صاحب اور اونکی اکابرین قابل رحم
اور معذوری ہین اور اب اس سئے مجبور ہو کر اگر کوئی صاحب تیز طبع یہ فرماوین کہ فانزل اللہ
سکینتہ علیہ مین علیہ کی ضمیر اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کیجاوے جیسا کہ اہل سنت
کہتے ہین تو تخلل فی الضمائر لازم آتا ہے اسلیے کہ یہان پہلے جتنے ضمیرین ہین اخرجہ اور لصاحبہ
وغیرہ مین وہ سب رسول کی طرف راجع ہین اور پھر اوسکے آگے وایدہ مین بھی رسول کی طرف
راجع ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ بیچ مین ضمیر علیہ کی ابو بکر کی طرف راجع ہو - اس کا جواب منجانب
اہل سنت و جماعت یہ ہے کہ اول تو حسب قواعد مقررۂ علم صرف و نحو کے ضمیر کو اقرب مذکورات
کی طرف رجوع ہونا چاہیے سو قریب تر اس جگہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہین اسلیے کہ لصاحبہ
مین اونہین کی طرف اشارہ ہے دوسرے یہ کہ تخلل فی الضمائر قرآن مجید مین اکثر جگہ ہے جس طرح سے
اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّہٖ لَکَنُوْدٌ وَاِنَّہٗ عَلٰی ذٰلِکَ لَشَہِیْدٌ مین ہے حسب تصریحات بالا جواعتراض نزول
سکینہ کا بہ نسبت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تہا رد ہوگیا اور تشفی کا حضرت ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ پر ہونا بخوبی ثابت ہوگیا اور ان اعتراضونکی سفاہت اور بیہودگی
صرف اہل سنت و جماعت ہی کے نزدیک ثابت نہین ہے بلکہ بعض علماء شیعہ بھی ان اعتراضات کی
سفاہت اور بیہودگی کے مقر ہین چنانچہ صاحب مجمع البیان طبرسی نے بھی اپنی تفسیر مین لکھا
ہے کہ وَقَدْ ذَکَرَتِ الشِّیْعَۃُ فِیْ تَخْصِیْصِ النَّبِیِّ فِیْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ بِالسَّکِیْنَۃِ کَلَامًا رَاَیْنَا الْاِضْرَابَ

عن ذکرہٖ آخری لئلّا ینسب نامسبۃٌ الیٰ شیئًا کہ شیعون نے اس آیت مین تسلی کو پیغمبر صاحب
کے ساتھ مخصوص ہونے پر ایسی باتین لکھی ہین کہ ہم اونکا نہ لکھنا ہی مناسب سمجھتے ہین تاکہ
کوئی کہنے والا ہمکو بھی کچھ نہ کہے۔ پس اس علامۂ اہل تشیع کے ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے
کہ جو باتین اس باب مین شیعہ کہتے ہین وہ ایسی لچر اور بیہودہ اور پوچ ہین کہ ہمین اونکے
بیان کرنے سے شرم آتی ہے اب بفضلہ تعالیٰ جسطرح ان آیات نے وہ فضائل حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جن کا اوپر ہمنے دعوی کیا تھا ثابت ہوئے اوسی طرح
مخالفین کے اعتراضات کی بیہودگی بھی ظاہر ہوگئی والحمد للہ علیٰ ذالک

ذکر خلافت افضل البشر بعد الانبیا بالتحقیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

بارھوین ربیع الاول ۱۱ھ ہجری یکشنبہ کی شام کو مزاج اقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بیماری لاحقہ سے کسیقدر درست پایا گیا اور آپنے دروازہ حجرے کا کھلوا دیا تھا اور باہر کی
طرف دیکھتے تھے حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باین خیال کہ آج مزاج اقدس
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم درست ہے اپنے مکان چلے گئے اور نیز جو لوگ وہان جمع تھے وہ سب بھی
اسی خیال سے کہ مزاج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اچھا ہے چلے گئے تھے کہ دفعۃً حضرت ابوبکر
صدیق رضہ نے خبر انتقال حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی سنی اور بعجلت تمام اپنے
گھر سے حجرۂ حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہوئے کہ اوسی حجرے مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی راہ مین روتے آتے تھے اور کہتے تھے وامحمداہ اسی
صورت سے مسجد شریف مین پونہچے دیکھا کہ سب لوگ پریشان حال ہین کسیکی طرف ملتفت
نہوئے اور نہ کسی سے بات کی سیدھے اندر حجرۂ عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے چلے گئے اور
چادر مبارک چہرۂ اقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اوٹھائی اور پیشانی نورانی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پہ بوسہ دیا اور خوب روئے اور کہا وانبیاہ اور پھر بوسہ دیا اور کہا واصفیاہ

اور پہر سر بلند کرکے خوبہا روئے پر تقبیل کی اور کہا واخلیلاہ اور کہا کہ میرے مان اور باپ دونون آپ پر قربان خوش اور پاکیزہ اور خوش بودار ہین آپ حالت حیات اور یہی حالت ممات مین روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ رسول اکرم تو اوس سے بزرگ تر ہے کہ تیرا وصف بیان کرین اور تو اوس سے بلند اور بالاتر ہی کہ تجہپر رو وین ۔ اگر ہماری جان ہمارے اختیار مین ہوتے تو ہم ابہی آپ پر سے فدا کر دیتے اور اگر آپنے ہمکو میت پر رونے سے منع نفرمایا ہوتا تو ہم اسقدر روتے کہ ہماری چشمون سے چشمے جاری ہوجاتے اے ہمارے خدا ے برتر تو ہمارا اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پونہچا دے ۔ اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم محبوب خدا آپ ہمکو اپنے پروردگار کے پاس یاد فرمائیے غرضکہ جوکچہ حضرت ابوبکر وحضرت عائشہ وحضرت فاطمہ جملہ اہل بیت وجملہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی حالت رنج وبکا قیامت نما کی تہی وہ کب بیان ہوسکتی ہے نہ طاقت اوسکے بیان کی ہی نہ توت اوسکے سماعت کی بہر نوع حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب حجرہ شریف سے باہر آئے اہل بیت اور صحابہ رضوان اللہ کا رنج وبیتابی سے عجیب حال پریشان دیکھا کہ جسکی انتہا نہین بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عجیب حال تہا اور نہایت سراسیمہ وحیران تھے گویا انکی عقل مسلوب ہوگئی تہی اور حواس معطل ہوگئے تھے بعضون کی زبان بند ہوگئی تہی ہوش ونطق باقی نہ تہا حضرت عثمان بن عفان رض بہی اس قبیل سے تھے چنانچہ روایت ہی کہ حضرت عمر رض اونکے سامنے سے گذرے اور سلام علیکم کہا اور حضرت عثمان رض نے سلام کرنا سنا بہی مگر کچہہ جواب نہ دیا بعض صحابہ رض جا ماندہ ہوگئے تھے کہ طاقت جنبش کی بہی نرکہتے تھے جیساکہ حضرت علی مرتضی علیہ السلام اور ان سب مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نہایت مضبوط اور ثابت ترین تھے باوجود اسکے یہ حال تہا کہ آنکہون سے آنسو بشدت جاری تہی اور ہر وقت آہ ونالہ لبون پر تہا بعضے ابہی رنج وغم مین مریض ولاغر ہوکہ جان بحق تسلیم ہوگئے بعض نے خدا سے یہ دعا اور

التجا کی کہ خدا یا ہمکو نابینا کردے کہ ہمکو دوسرے کے منہ دیکھنے کی طاقت نہین ہے خدا نے
اونکی دعا قبول کر لی چنانچہ عبد اللہ بن زید انصاری صاحب روزن و مستجاب الدعوات
تھے اونہون نے بہی خدا سے دعا مانگی کہ بار الہا میری آنکھون سے روشنی دفع کردے
اور مجھے نابینا کر کہ بغیر دیکھے تیرے حبیب کے مین نہین رہ سکتا چنانچہ فوراً دعا اونکی
مستجاب ہولی اور وہ نابینا ہوگئے۔ بہت سے ایسے تھے کہ وہ بغیر دیدار سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم کے وہان نہین رہ سکے سکونت وہان کی چھوڑ دی مدینۂ منورہ سے
چلے گئے گھر بار چھوڑ دیا غربت اختیار کی چنانچہ حضرت بلال رضہ بہی وہان سے شام کی طرف
چلے گئے چند مہینے گذرے تھے کہ حضرت بلال رضہ نے خواب مین دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم فرماتے ہین کہ اے بلال کیسی جفا تو نے ہمپر کی کہ ہماری زیارت کو نہین آیا چنانچہ آنکھ نیند سے
کھلتے ہی مدینۂ منورہ مین روضۂ اطہر پر حاضر ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تو عشق
و محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے عجیب حال ہوگیا اختلاف عقل لاحق حال پر ملال
اونکے اوس درجہ ہوا کہ فریاد کرتے تھے اور قسم کھاتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کی وفات نہین ہوئی لیکن صعقہ ہوگیا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کو ہوا تھا اور بعض روایت کے
بموجب یہ آپکا بیان تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہین ہوئے بوعدۂ دیدار الٰہی
تشریف لے گئے ہین جیسے کہ حضرت موسیٰ تشریف لے گئے تھی اور کہا کہ مین امید رکھتا ہون کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنا دنیا مین قیام فرماوینگے کہ دست و زبان منافقین کے کٹ
جاوین۔ بعض منافقین کہتے تھے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پیغمبر ہوتے تو وفات نہ پاتے
عمر رضہ نے جب یہ بات سنی تلوار کھینچکر در مسجد پر کھڑے ہوئے اور کہا کہ جو کوئی کہیگا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اوسکو اسی تلوار سے دو ٹکڑے کرونگا اس بات کے سننے سے
لوگون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مین شک و شبہہ ہوگیا۔ اسمار بنت عمیس نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونون بازوون مین ہاتھ دیکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ مہر نبوت

مرتفع ہوگئی پہر ہنوستا آپکی نہین ہی آوازدی کہ اے لوگو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
دنیا سے جوار رحمت خدا مین انتقال فرمایا۔ پس حضرت ابوبکر رضہ جب اندرون خانہ سے باہر آئی
تو دیکہا کہ حضرت عمر رضہ لوگون مین کہڑے کہہ رہے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہین ہوئے
اور آپ فوت ہونگے جب تک نماز ڈالینگے تمام منافقین کو اور منافقون نے اوسوقت بخیال
فوت ہوجانے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اوٹہایا تہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضہ
سے اکر یہ فرمایا کہ بیٹہو عمر ایسا مت کہو مگر اونہون نے عشق کی بیتابی مین نہ سنا پہر فرمایا اے آدمیو
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور آپ جنت الفردوس کو تشریف لیگئی کیا تو نے
نہین سنا کہ باری تعالی جلشانہ نے اپنی کتاب بزرگ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب
ہوکر فرمایا ہے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ بے شک تو مرنے والا ہے اور وہ سب مرنے والے
ہین اور فرمایا۔ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُوْنَ اوسوقت
حضرت ابوبکر صدیق رضہ منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آئی جو لوگ وہان جمع تہے وہ سب حضرت
عمر رضہ کے پاس سے حضرت ابوبکر صدیق رضہ کیطرف متوجہ ہوئی حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے خطبہ
پڑہا اول حمد خدای پاک بیان کی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑہا اور فرمایا
کہ بتحقیق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی جو کوئی کہ خدای واحد کی پرستش کرتا تہا وہ
حی لایموت ہے یعنے زندہ ہے کبہی اوسکو فنا نہین ہے اور پہر یہ آیت قرآن مجید کی پڑہی ہے وَمَا مُحَمَّدٌ
اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ تا آخر یعنے محمد صلی اللہ علیہ
وسلم صرف خدا کے رسول ہتے اونکے پہلے بہت رسول گذر چکے ہین پہر کیا اگر یہ مرجاوین یا مارے جاوین
تو تم پہر جاوگے دین سے اولٹے پیرون الی آخرہ۔ پس لوگون نے یہ آیتین حضرت صدیق رضہ سے
جب سنین سب لوگون کے دل قرار پکڑ گئے اور یقین ہوگیا کہ بی شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی وفات ہوگئی اور گلی کوچون مین مدینہ منورہ کے لوگ یہ آیتین پڑہنے لگے یہ معلوم ہوتا تہا کہ
گویا یہ آیتین آج نازل ہوی ہین اوسکے بعد حضرت عمر رضہ نے بہی خطبہ پڑہا اور فرمایا اے لوگو وہ

بات کہ میںنے کل کہی تہی یعنے یہ کہ نہیں وفات پائی رسول اللہ علیہ وسلم نے وہ کہنا میرا نہ کتاب اللہ سے تہا نہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلکہ میں اپنے دل میں یہ امید رکہتا تہا کہ زندہ ہوجاوین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تدبیر فرماوین آپ ہمارے دینی کاروبار کی اور دل ہمارا یہ چاہتا تہا کہ ہم آپکے سامنے مرین پس اختیار کیا اللہ جلشانہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جو کچھ اوسکو منظور تہا اور جو کچھ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے فرمایا وہ سب بموجب کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے اوسکو مضبوط پکڑو اور حق جانو تا راہ راست پاؤ اور اسیطرح پر ہدایت فرمائی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نیز ہدایت کیے گئے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ کہا ابونفیر نے یہ قول حضرت عمر رضہ کا بسبب خوف فتنۂ منافقین کے تہا جب دیکہا حضرت عمر رضہ نے قوت یقین حضرت صدیق رضہ کو تسکین ہوگئی اونکے قلب کو اور خود فرمایا حضرت عمر رضہ نے قسم ہے اللہ پاک کی یہ آیت صدیق رضہ کی پڑہنے سے اوسوقت خیال مین آئی گویا نہ سنی تہی ہمنے کبہی جب سنی مینی حضرت صدیق رضہ سے یہ آیت تو لرزہ پڑگیا میرے بدن مین اور گر پڑا مین اپنی جگہہ سے ابن عمر رضہ کہتے ہین گویا ہم سب کے دلون پر پردے پڑے تہی حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے خطبہ سے وہ پردہ اوٹہ گیا اور سب نے یقین جانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تب اوسوقت سب نے پڑہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اوسکے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضہ تعزیت اور تسلیہ اہل بیت رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی بجالائی اور اونہنے فرمایا کہ کام غسل اور تجہیز و تکفین کا آپ لوگون سے متعلق ہے آپ لوگ یہان قیام کرین اور غسل اور تجہیز و تکفین مین مشغول ہوون اور مین ایک بڑے کام مین کہ وہ اہم مہمات دین و دفع وقوع خلاف و نزاع مسلمین اور باعث انتظام والقیام مہام اسلام ہے مشغول ہوتا ہون یعنے امر خلافت مین ۔ یہ قصہ یون ہے کہ جملہ اہل بیت و اصحاب کبار رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین منزل مقدس مین جمع تہے اور دربارۂ غسل و تجہیز و تکفین باہم دیگر مشورہ کررہے تہے کہ اوسیوقت مین مغیرہ بن شعبہ رضہ وہان آئی اور حضرت عمر رضہ سے کہا کہ انصار سقیفۂ بنی ساعدہ مین جمع ہوئی ہین اور چاہتے ہین کہ سعد بن عبادہ سے بیعت کرین

اوراونہین کو خلافت پر بٹھا دین یہ سنکر حضرت عمر و ابو بکر صدیق رضہ بمعیت حضرت ابو عبیدہ بن جراح
امین الامۃ معہ اکابرین مہاجرین اور اشراف انصار تقیفہ بنی سعد کیطرف روانہ ہوئی اور اس خیال
سے کہ ہنگام مرض بوقت استفسار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا غسل و تجہیز اہل بیت سے متعلق فرمایا
تھا انہین حضرات کو اس کام کے سرانجام کے لئی یہان چھوڑا اور خود اس نظر سے کہ مبادا شریعت احمدی
اور امورات دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مین کوئی خلل اور فتنہ و رخنہ پیدا ہو جاوی جسکا
تدارک مشکل پڑی خیال فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی ہے اور بعض مقامات
پر چند عرب مرتد بھی ہو گئے ہین بلکہ اسود عنسی اور طلیحہ بن خویلد مدعی نبوت بھی ہین اور نہایت
وقت نازک ہے اگر ایسے وقت نازک مین درمیان اسلام مہاجرین اور انصار کے اختلاف پڑا
تو سخت حیرانی اور مشکل پڑیگی پس حضرت صدیق رضہ بجمعیت مذکورہ تقیفہ بنی سعد مین جاکر
رونق افروز ہوئی وہان دیکھا کہ ایک شخص تخت پر تکیہ لگائی بیٹھا ہے اور گرداگرد اوسکے انصار
جمع ہین اور اپنے فضایل بیان کر رہے ہین اور خلافت کے خواستگار ہین حضرت ابو بکر صدیق رضہ
نے فرمایا کہ اے گروہ انصار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلی علیین بدرگاہ رب العالمین
تشریف لیگئے یعنے وفات پائی پس اگر کوئی مسلمانون کا امیر نہوگا تو امورات دینی مین خلل
کلی واقع ہونگے اس صورت مین لازم ہی کہ سردار خلافت کو تجویز کرین سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو فضایل
انصار کو حاصل ہین وہ دوسرے کو نہین ہین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کرکے ہمارے
شہر مین گھر بنایا ہملوگون نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور نیز اون کے اصحابونکی بخوبی
حفاظت کی کہ دشمنان اسلام شر و ضرر رسانی سے مجبور و مخذول ہوئی اور اللہ و رسول
کے کام مین ہملوگون نے اپنا جان و مال نثار کیا اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے انتقال
فرمایا اس صورت مین سزاوار خلافت سوائے انصار کے دوسرا نہین ہوسکتا انصار کی پھر یہ
رائے ہوئی کہ سردست مہاجرین مین سے کوئی خلیفہ مقرر کیا جاوے مگر بعد اوسکے وفات کے پھر
انصار مین سے خلیفہ مقرر ہو اور اسیطرح یہ قاعدہ ہمیشہ جاری رہے بہت گفتگو کے بعد

بشیر نے کہا کہ اے گروہ مہاجرین مِنَّا اَمِیْرٌ وَّ مِنْکُمْ اَمِیْرٌ یعنے ہمارا امیر ہم مین سے اور
تمہارا امیر تم مین سے مقرر کیا جاوے حضرت عمر رض نے فرمایا کہ اس مین بڑا فتور پیدا ہوگا
لَا یَصْلِحُ سَیْفَانِ فِیْ غِمْدٍ وَّاحِدٍ دو تلوارین ایک میان مین نہین رہ سکتین حضرت
ابوبکر صدیق رض نے فرمایا کہ اے گروہ انصار کے ہم لوگون کو تمہارے فضایل و مناقب مین
کوئی کلام نہین ہے تمہارے فضایل کا ہر نوع اقرار ہے لیکن قریش کو بھی جو شرف
و منزلت عرب مین ہے دوسرے کو نہین ہے اور عرب ہرگز مطیع و تابعدار نہون گے
جب تک کہ کوئی قریش سے متصدی اس امر کا نہوگا پس ایسی حالت مین مناسب
یون معلوم ہوتا ہے کہ امارت درمیان قریش کے اور وزارت درمیان انصار
کے ہو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے انصار کیا تمنے نہین سنا کہ
حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ وَّلَا یَکُوْنَ
ھٰذَا الْاَمْرُ اِلَّا فِیْھِمْ یعنے آخر وقت مین جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ قریش کے واسطے بھی کچھ وصیت فرمائی فرمایا کہ امر
خلافت خاص قریش کے واسطے ہے اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ وَّلَا یَکُوْنُ ھٰذَا الْاَمْرُ اِلَّا فِیْھِمْ
یعنے خلافت سوائے قریش کے اور کسیکو نہین ہو سکتی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے باخودہا
انصار و مہاجرین کی مکالمت دیکھکر جملہ اصحاب کو بوجہ احسن تسکین دی اور فرمایا کہ اے
گروہ انصار بخدائے پاک کہ شب عقبہ مین جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ بیعت کرتے تھے جملہ اول شرایط سے جو تمسے کی گئین تھین ایک یہ بھی تھی کہ
امر خلافت اور حکومت مین منازعت اور مخالفت نکرنا اوس شخص کے ساتھ کہ
جو اہل اوس کام کا ہو انصار نے کہا کہ ہان یہ سچ ہے اور پھر حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ نے سعد بن عبادہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ تمنے نہین سُنا کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وُلَاۃُ اس امر کے قریش ہین سعد نے کہا ہان

بے شک اور درست ہے پس زید بن ثابت انصاری کھڑے ہوئے اور کہا کہ رسول خدا صلعم تو مہاجر سے ہین آپکا خلیفہ نہین ہوسکتا مگر مہاجرین مین سے اور ہملوگ انصار خدا کے ہین جسطرح پر کہ انصار خدا کے رسول کے تھے لئے انصار بیعت کرو ساتھ مہاجرین کے فرمایا حضرت صدیق رض نے جزاکم اللہ خیرا یعنے تمکو اللہ تعالے جزاے نیک دیوے بعد اوسکے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ہاتھہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا پکڑا اور کہا کہ مین ہر ایک کو ان مین سے لایق خلافت کے جانتا ہون عمر رض نے کہا بلکہ ہملوگ تمسے بیعت کرتے ہین کیونکہ تم ہملوگون سے بہتر اور برتر ہو اور ہم سب مین سے تم دوستر ین تھے رسول اللہ صلعم کے نزدیک اور سواے تمہارے کون ہے جس مین یہ فضیلتین جمع ہین آیۃ ثانی اثنین اذہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا سے معلوم ہوتا ہے اور ہاتھہ حضرت ابوبکر رض کا پکڑا اور اون کے ساتھہ بیعت کی اور مہاجرین نے کہا کہ بیعت کرو مہاجرین نے بیعت کی اوسکے بعد انصار نے بھی بیعت کی۔ پوشیدہ نرہے کہ اختلاف انصار اور مہاجرین کا بنابر عادت عرب کے واقع ہوا کہ اون پر کسی غیر قوم کو حاکم نہین کرتے مگر اوس شخص کو کہ اوسی قوم سے ہو اور اوس وجہ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا الائمۃ من قریش سے غافل اور ذاہل تھے جب یہہ بات اونکو یاد دلائی گئی اس اختلاف سے باز آئے۔ اس مقام پر بسبب جیض بعیں کے کہ انصار و مہاجرین کہ باخود با رکھتے تھے موئف فتح الاحباب کو شبہہ ہوا کیونکہ اونہون نے لکھا ہے کہ یہ مخالفت مہاجرین اور انصار کی صریح دلالت ہے اس بات پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دربارۂ خلافت نص ثابت نہین ہوی اگر نص ہوی ہوتی تو یہ مخالفت باخود با مہاجرین اور انصار کے نہوتی اوسیکو دلیل پکڑتے۔ اور دوسرے فقرے مین جو مولف مذکور نے حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہ کے بیعت نکرنے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ حضرت اسعید رض کو حضرت ہا

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے غبار تھا وہ یا تو مولف مذکور کی بے توجہی اور عدم تحقیق پر مبنی ہے یا اہل تشیع کا الحاق ہے کیونکہ صفحہ ۳۲ جلد دوم مین صاحب روضۃ الاحباب تحریر کرتے ہین کہ حدیث صحیح سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت علی مرتضی نے علی رؤس الاشہا د حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت مع جماعت کثیرہ کے کی ہے جسوقت کہ حضرت ابو بکر صدیق رض نے اصحاب کو مع حضرت علی رض کے طلب کیا اور خطبہ پڑہا اور کہا کہ مین حضرت علی بن ابی طالب کو اپنی بیعت پر الزام نہین دیتا اونکو اختیار ہے اور تمکو بہی اختیار ہے کہ اگر سواے میرے دوسرے کسی شخص کو بہتر جانو اور قصد اوسکے بیعت کا کرو پہلا شخص کہ اوس شخص تجویزہ سے بیعت کرے مین ہونگا پس حضرت امیر المومنین علی رض اور جو اشخاص کہ ہمراہ اونکے تھے سب نے باتفاق یہی کہا کہ سواے تمہارے اور کسیکو ہم لایق اور اولی بخلافت نہین جانتے کیونکہ رسول خدا صلعم نے امر دین مین تمکو اولی وانسب جانا ہے پس کسکی مجال ہے کہ اوسکے خلاف کرے اور یہ اشارہ طرف امامت کے ہے از روضۃ الاحباب اور بعض کا یہ قول ہے کہ تاخیر اور عدم حضور علی مرتضی رض بوجہ اشتغال تجہیز وتکفین انحضرت صلعم کے تھا اور جو لوگ کہتے ہین کہ چھ مہینے تک بیعت مین توقف کیا بعد از فوت حضرت فاطمہ زہرا رض کے بیعت کے محض خلاف ہے صحیح یہ ہے کہ اوسی روز کے آخر یا دوسرے روز بیعت شیر خدا کے ساتھ حضرت ابو بکر رض کے بخوشنودی اور رضا مندی تمام واقع ہوئی اور یہ امر بہی قابل غور ہے کہ حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ ہمیشہ مطیع ومنقاد امر حضرت ابو بکر صدیق رض ہی اور نماز جمعہ وعیدین وفرض باقتداء حضرت ابو بکر صدیق رض کے گذارتے تھے ظاہر ہے کہ اگر حضرت علی رض حضرت ابو بکر رض کو مستحق خلافت نہ سمجھتے اور اونکو ظالم و غاصب جانتے تو کیونکر ممکن تھا کہ باوجود شیر خدا ہونے کے اونکی اتباع کرتے اور تا مدت خلافت کسی قسم کا خلاف نکرتے كَمَا لَا يَخْفٰى عَلٰى صَاحِبِ الذِّهْنِ السَّلِيْمِ وَالْعَقْلِ الْمُسْتَقِيْمِ فَافْهَمْ هٰذَا الْمَقَامَ لِاَنَّهٗ مَزِلَّةُ الْاَقْدَامِ اب اگر غور یافت کیا جاے کہ مہاجرین انصار

از روضۃ الاحباب جلد ۲ صفحہ ۳۲

بلکہ جملہ اصحاب کبار نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کی خلافت کسوجہ سے اتفاق کیا تومین عرض کرتا ہون کہ ایام مرض شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و نیز غیر مرض مین آنحضرت صلعم نے بخصوصیت و تاکید حضرت صدیق رض کی تقدیم و امامت نماز کے لئے حکم محکم فرمایا اور امامت حضرت صدیق رض پر قرار پائی لہذا حضرت ابوبکر رض کی خلافت پر اجماع امت منعقد ہوا تفصیل اوسکی یہ ہی کہ ایام مرض مین آنحضرت صلعم لوگونکو نماز پڑہاتے رہے مگر جب تین روز رہے اور بعض کے نزدیک سترہ نمازین اور جب عشا کی اذان کہی گئی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حکم کرو ابوبکر رض کو نماز پڑھے لوگون کے ساتھ اور امامت کرے لوگون کی

تعین فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبکر صدیق رض کو اپنے مرض موت مین واسطے امامت نماز کے

حدیث صحیح مین آیا ہی کہ غسل کیا آنحضرت صلعم نے سات قربہ سے کہ بند اونکا نہ باندہا تھا پس آئے بلال رض اور اعلام کیا آنحضرت صلعم کو جسطرح عادت واسطے نماز کے کہ بعد اذان کے تشریف پر تکبیر نماز کیواسطے اعلام کیا کرتے تھے پس فرمایا آنحضرت صلعم نے حکم کرو ابوبکر رض کو کہ بامامت خود لوگون کو نماز پڑہا دین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہین کہ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا باپ نہایت رقیق القلب ہے اور اندوہناک نرم دل جب کھڑے ہونگے مسجد مین آپکی جگہ تو نہین پڑہا سکینگے نماز لوگون کو اگر عمر رض کو فرمایئے تو یہ کام ہو سکتا ہے اس کہنے کے بعد پہر فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ حکم کرو ابوبکر رض کو کہ لوگون کو نماز پڑہا دین پیش امامی کرکے پھر کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہ تم کہو آنحضرت صلعم سے کہ یا رسول اللہ ابوبکر مرد نرم دل ہے جب وہ کھڑے ہونگے آپ کی جگہ پر تو نہ پڑھا سکینگے نماز پس فرمایا آنحضرت صلعم نے اے گروہ زنان تم صواحب یوسف عم کی باز رکھتے ہو مجھکو حق سے جیسا باز رکھتی تھین عورتین یوسف عم کو حکم کرو ابوبکر رض کو کہ نماز پڑھا دین جب کھڑے ہوے نماز پڑہانے کو ابوبکر رض تو کسیقدر آنحضرت صلعم کو آرام معلوم ہوا پس دو آدمیونکے

مدد سے آپ تشریف لائے مسجد مین ایسی حالت سے کہ پاہای مبارک زمین پر خط کھینچتے آتے
تھے یہان تک کہ پہونچے مسجد شریف مین جب حضرت صدیق رضؓ کو آپکا تشریف لانا معلوم
ہوا تو ارادہ پیچھے ہٹنے کا کیا مگر اشارہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ اپنے حال پر رہو پس بیٹھے
آنحضرت صلعم بائین طرف حضرت صدیق رضؓ کے اور حضرت صدیق رضؓ کھڑے تھے اقتدا
کی حضرت صدیق نے آنحضرت صلعم کی اور اقتدا کی جملہ مقتدیون نے حضرت صدیق کی
اور بعض روایت مین آیا ہے کہ ابو بکر رضؓ امام تھے اور حضرت صلعم مقتدی اور ایک روایت
مین ہے کہ اذان کہی بلال رضؓ نے اور در دولت نبوی صلعم پر کھڑے ہو کر کہا السلام
علیک یا رسول اللہ رحمت کرے تم پر اللہ تعالے پس فرمایا آنحضرت صلعم نے کہدو ای
بلال ابو بکر رضؓ کو کہ نماز پڑھا دین لوگون کو پس باہر آئے بلال سر پیٹتے اور فریاد کرتے فریاد ہی
فریاد کہ قطع ہو گئی ہماری امید اور ٹوٹ گئے ہماری پشت کاشکے ہماری مان نے
ہمکو جنا نہوتا اور جنا تھا تو مین جاتا اسوقت کے پہلے دیکھنے سے کہ نہ دیکھتا مین پیغمبر خدا صلعم کا
یہ حال پس آئے بلال رضؓ مسجد مین اور کہا ابو بکر رضؓ کو کہ رسول خدا صلعم حکم فرماتے ہین
کہ پیش امامی کرکے لوگون کو نماز پڑھادو جب دیکھا ابو بکر رضؓ نے خالی ہونا مسجد کا رسول
خدا صلعم سے اور تھے ابو بکر رضؓ نہایت رقیق القلب تاب نہ لا سکے بیہوش ہو کر منہہ کے
بل گر پڑے جملہ صحابہؓ موجود دین مسجد شریف نے ایکبارگی گریہ و فریاد کی آنحضرت صلعم شور
گریہ و بکا سے ہوش مین آگئے پوچھا کہ یہ کیا غل ہے عرض کیا یا رسول اللہ لوگون نے
آپکو مسجد مین نہین دیکھا اس سبب سے فریاد و زاری کر رہے ہین یہ حال مسلمانون کا
دیکھکر حضرت علی و عباس رضؓ پر تکیہ کرکے مسجد مین آپ تشریف لائے اور پند و وعظ
و وداعی فرمایا پوشیدہ نرہے کہ تحقیق فرمانا آنحضرت کا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امامت کیواسطے
اور مبالغہ فرمانا اوس مین تاکید یہ ایک دلیل واضح اور روشن ہے اہل سنت و جماعت
کیواسطے اوپر تقدیم حضرت صدیق کے خلافت کہ باوجود صحابہؓ قریش و حضور علی مرتضے

رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو مقدم فرمایا
اسیوجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے قَدَّمَكَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ فَمَنِ الَّذِیْ يُؤَخِّرُكَ یعنے مقدم کیا تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
پس کون ہے ایسا کہ موٴخر کرے تمکو۔ اور اَسَدُ الْغَمَامَہ مین حسن بصری رضی اللہ عنہ
نے علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہو کہ کہا تقدیم کی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی کہ ادا کی اونہون نے بہ پیش امامی خود نماز لوگون کے
ساتھ حالانکہ مین حاضر تہا نہ غائب صحیح تہا نہ مریض اگر چاہتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تقدیم فرماتے میرے پس راضی ہین ہم واسطے دنیا اپنی کے اوس شخص سے کہ راضی ہے
خدا اور رسول اوس سے دین کے واسطے اور نام رکہنا خلافت کا ساتھ دنیا کے باعتبار
ظاہر کے ہے اور شامل ہی امور دین اور دنیا کو اور نماز صرف دین ہی اور ایک مرتبہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانب مسجد قبا کے واسطے اصلاح اور رفع نزاع بنی عمرو کے
تشریف لیگئے جب وقت نماز کا آیا بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے
کہا کہ کیا کہتے ہو وقت نماز کا آگیا اذان کہون شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہی تشریف
لاوین اور پہنچ جاوین چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری مین تاخیر
ہوئی سب جملہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اوپر پیش امامی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے اتفاق
کیا جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کہڑے ہوئے نماز کو ناگاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ پیچھے ہٹ آوین اپنی جگہہ سے تاکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم امام ہون مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ بجائے خود
رہو پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیچھے نماز پڑہی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے
اس جگہہ سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ متعین اور متقدم تھے عام صحابہ
رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین پر کذا فی مدارج النبوۃ تاریخ الخلفاء مین ابو سعید خدری سے

روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بڑا احسان کرنیوالا مجھپر اور ہر دم کی رفاقت کرنے والا اور خرچ کرنیوالا مال کا البتہ رسول کے کام مین ابوبکر رض ہے۔ سب کے دروازے مسجد نبوی سے بند کردو مگر دروازہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کھلا رہنے دو اور اگر مین سوائے اپنے رب کے کسیکو اپنا خلیل بناتا تو بناتا مین ابوبکر کو ولیکن وہ بہائی میرا اسلام کا ہی یہ حدیث بخاری اور مسلم دونون مین ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض مین مجھکو کہ بُولا اپنے باپ اور بہائی کو کہ لکھون مین کتاب کہ مجھکو خوف ہی کہ کوئی آرزو کرے اور کوئی کہے کہ مین ہون اور نہین ہوگا وہ کہ انکار کرتا ہی اللہ جلشانہ اور سب مومن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوائے غیر کو یہ روایت مسلم کی ہے یعنے ظن غالب یہ ہی کہ چاہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لکھدون پہر فرمایا اللہ تعالی اور سب مومنین ابوبکر رض کے سوا کسیکو خلافت ندینگے۔ جبیر ابن مطعم سے روایت ہی کہ آئی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کلام کیا اوسنے کچھہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہر آئیو وہ بولی کہ اگر آؤن مین اور نہ پاؤن آپ کو یعنے زندہ۔ فرمایا آئیو ابوبکر رض کے پاس یہ حدیث بخاری اور مسلم کی ہے۔ یہ سب دلائل روشن ہین واسطے اہل سنت وجماعت کے اوپر خلافت حضرت ابوبکر رض کے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجودیکہ سب صحابہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی موجود اور تندرست تھے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑہانیکا حکم دیا اور باوجود منع کے بھی نہ مانا تو اب کیا اونکی خلافت مین شک رہا اسیواسطے کہا کرتے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مقدم کیا تمکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پہر کون ہے کہ موخر کرے تمکو۔ حضرت حسن بصری رض سے روایت ہی کہ فرماتے تھے حضرت علی رض کہ مقدم کیا ابوبکر رض کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مین اور امام بنایا اونکو دین مین اوسوقت مین

حاضر تہا نہ غایب تندرست تہا نہ مریض اگر چاہتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو مجھے امام بناتے لیکن نہ بنایا مجھکو مین راضی ہون جسمین خدا اور رسول راضی ہے - اور دارقطنی اور حاکم اور ابن عساکر نے روایت کی ہو کہ کہا حضرت علی رضہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سوال کیا مینے اللہ تعالی سے کہ مقدم کرون مین تمکو اوپر تین کے پس انکار کیا اللہ تعالی نے اور حکم فرمایا ابوبکر رضہ کے مقدم کرنے کا - فرمائیے اب تقدیم خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضہ مین کونسا شبہ رہگیا - یہان سے معلوم ہوا کہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضہ کی بموجب حکم خدا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ تعین اور مقدم کردی اور یہی وجہ ہے جو حضرت علی رضہ اونکی خلافت سے راضی رہی حاکم نے روایت کی اور ذہبی نے اوسکو صحیح کیا کہ آئے ابوسفیان طرف حضرت علی رضہ کے اور کہا کہ اگر کہیے تو بہر دون زمین کو گہوڑون اور آدمیون سے فرمایا حضرت علی رضہ نے اے ابوسفیان تو ہمیشہ عداوت اسلام مین رہا ہے نے پایا ابوبکر صدیق رضہ کو اہل خلافت کا اب اس مقام پر اون احادیث کا لکہنا بہی بہت ضروریات سے ہے جنکو حضرات شیعہ بڑے شد و مد سے خلافت بلا فصل حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اثبات کے لیے پیش کرتے ہین حالانکہ یہ اونکا محض وہم وخیال ہی پہلی حدیث غدیر خم ہی جسکو حضرات شیعہ نہایت زور وشور سے حضرت علی رضہ کی خلافت بلا فصل کے ثبوت مین بیان کرتے ہین

بیان غدیر خم

واضح ہو کہ منزل غدیر خم نواحی حجفہ سے ہی جو درمیان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے واقع ہی بعد فراغ حجۃ الوداع کے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے طرف مدینہ منورہ کے تشریف فرما ہوئے تو راہ مین اس منزل مین قیام فرمایا (اس حج کو حجۃ الوداع اس وجہ سے کہتے ہین کہ یہ حج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اخیری ہوا اور آپنے اسمین جو نصایح و پند فرمائے اوسمین اپنے انتقال کی بہی اس عالم سے خبر دی)

بہرحال جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منزل مین نزول فرمایا تو اپنے یارون کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ یعنے کیا نہین جانتے تم لوگ کہ مین محبوب تر اور بڑہ کر مددگار ہون مومنین کا اون کے نفوس ذاتیہ سے جیسا کہ اللہ جلشانہ قرآن مین فرماتا ہے اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ یعنی نبی محبوب تر ہی مومنون کا اون کے نفسون سے۔ یعنی نبی جو مومنین کو کسی امر و نہی کا حکم دیتا ہی وہ سراسر مومنین کے حق مین دین و دنیا کے واسطے نیک اور بہتر ہوتا ہے اور دنیا و آخرت مین اوس حکم کی تسلیم سے خیریت اور نجات ہے بخلاف اونکے نفسون کے کہ وہ اکثر انکو شر و فساد کی طرف متوجہ کیا کرتے ہین اوسکے جواب مین جملہ یاران و اصحاب نے عرض کیا کہ ہان سچ ہے یا رسول اللہ بے شک آپ نزدیک تر اور محبوب تر مومنین کے ہین اون کے نفسون سے اور ایک روایت مین ہی کہ گویا مجھکو اوس عالم بالا مین بلایا ہے اور مینے قبول کیا پس تمکو معلوم ہو کہ مین تمہارے درمیان دو چیزین عظیم چھوڑتا ہون کہ اون مین ایک دوسرے سے بزرگ تر ہے یعنے قرآن اور میرے اہل بیت دیکھو اور احتیاط کرو کہ بعد میرے اونکے ساتھ کسطرح سلوک کروگے اور یہ دونون چیزین آپسمین جدا نہون گی یہان تک کہ میرے پاس پونہچین حوض کوثر پر۔ اوسکے بعد فرمایا کہ خدا میرا مولا ہے اور مین مولا جمیع مومنین کا ہون اوسکے بعد حضرت علی رضہ کا ہاتھ پکڑکر فرمایا مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ یعنے جنکا مین مولا ہون پس علی اونکا مولا ہے اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ اے میرے اللہ دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے علی علیہ السلام کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی علیہ السلام کو اور ایک روایت مین اسقدر اور زیادہ آیا ہے وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَہُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَہُ وَدَارِ الْحَقَّ حَیْثُ دَارَ اے خدا مدد کر اوسکی جو مدد کرے علی علیہ السلام کی اور نیچا دکہا اوسکو جو نیچا دکہائے

علی کو اور پہیر دے حق کو اودہر جسطرف علی ہو۔ اور ایک روایت مین آیا ہی کہ بعد اس قضیہ کے حضرت عمر رض حضرت علی رض سے ملاقی ہوئے اور فرمایا کہ خوش ہو اے ابن ابی طالب کہ صبح کی تمنے اور شام کی تمنے اس حال مین کہ ہو گئے مولا ہر مومن مرد اور عورت کے اس حدیث کو احمد نے براء بن عازب اور زید بن ارقم سے روایت کی ہی کذا فی المشکات اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اعلی درجے کی فضیلت اور بزرگی خاص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ثابت ہی اور مومنین اور مومنات کو حرص اور رغبت ولائی گئی ہے محبت حضرت علی کی اوپر اور اونکوا حتیاط اور پرہیز بتایا گیا ہے بغض وعداوت حضرت علی رض سے جیسا کہ دوسری حدیث مین آیا ہی کہ دوست نہین رکہتا حضرت علی رض کو مگر مومن اور دشمن نہین رکہتا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مگر منافق آمامیہ کہتے ہین کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالی کے حکم کی دوبار مخالفت کی غدیر خم مین دوبار وحی آئی کہ علی کو خلیفہ کرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس وحی کو بخوف اپنے اصحاب کے رد کیا اور استعفا دیا تیسری مرتبہ جب سخت عتاب آیا اوسوقت قبول کیا اور شیخ اور اون کے مجتہد مسمی محمد بن نعمان نے روضہ وغیرہ مین روایت کی ہی کہ حق تعالی نے جبرئیل ع کو طرف پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے بہیجا وقت فراغت حجۃ الوداع اور متوجہ ہوئے طرف مدینے کے راہ مین پس جبرئیل ع نے کہا اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمکو اللہ سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ علی رض کو قایم کرو امامت پر پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اے میرے بہائی جبرئیل حق تعالی جانتا ہے بغض میرے اصحاب کا جو علی کے ساتھ ہے اور مین اپنے اصحاب سے ڈرتا ہون کہ وہ لوگ میرے ضرر رسانی پر متفق ہو جاوینگے پس میری طرف سے پروردگار کی جناب استعفا داخل کرو پس جبرئیل ع پروردگار کے پاس واپس گئے اور جواب آپکا عرض کیا پس پہر بہیجا حق تعالی نے جبرئیل ع کو اور کہا جیسا کہ پہلے کہا تہا پہر معافی چاہی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے تعمیل حکم سے جیسے کہ پہلے معافی چاہی تہی پہر جبرئیل ع خدا کے پاس گئے

اور مکرر جواب عرض کیا پس حق تعالیٰ نے جبرئیل ؑ کو سخت عتاب کے ساتھ تیسری بار بھیجا اور یہ آیت نازل فرمائی یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ (فِیْ عَلِیٍّ) وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ یعنے اے رسول پونہچا دے اوس چیز کو جو اوتاری گئی طرف تیرے رب سے علی کے حق مین اور اگر نکرے گا ایسا پس نہین پونہچایا تو نے اپنی رسالت کو اور اللہ تجھکو بچاوے گا آدمیون سے پس جب حضرت جبرئیل تیسری مرتبہ یہ آیت لیکر نازل ہوئے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حق تعالیٰ ضامن ہوا نگاہ رکھنے سے اس جماعت سے پس تبلیغ کرینگے ہم پس جمع کیا پالانہائے شتران کو اور بعض کو بعض پر رکھکر منبر بنایا اوس موضع مین جسے غدیر خم کہتے ہین اور وہ درمیان مکہ و مدینہ کے ہے اور اوس منبر پر بیٹھکر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو علی امیر المومنین اور خلیفہ رب العالمین ہے نہین پونہچتا کسیکو کہ ہو خلیفہ بعد میرے سوائے علی کے مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ اور علی بن جعفر نے محمد باقر سے مانند اسکے روایت کی ہے اور کلینی نے کافی مین بعض اوس سے روایت کی ہے۔ اور کتاب مجمع البحرین فی ادلۃ الفریقین مطبوعہ عظیم آباد ۱۲۹۳ ہجری مصنفہ حکیم سید احمد حسین کے صفحہ ۸۴ مین لکھا ہے کہ در کشف الغمہ مسطور است کہ حضرت شفیع الامۃ بعد از وصول بغدیر خم از ان موضع کہ بسبب فقدان آب و علف قابلیت نزول نداشت فرود آمد و اہل اسلام لوازم متابعت بتقدیم رسانیدند و سبب نزول دران منزل آن بود کہ قبل از ان حضرت مقدس نبوی کہ بموجب وحی سماوی مامور شدہ بود کہ خطاب ولایت مآب مرتضوی را بخلافت خویش نصب فرمایند و آنحضرت اظہار این صورت بجہت دریافت بعضے مہام در تاخیر انداختہ بود۔ اگرچہ مصنف مجمع البحرین یا کشف الغمہ نے اصل بات کو کسی مصلحت سے چھپایا ہے پھر بھی تاخیر تعمیل حکم الٰہی کو تسلیم کیا ہے لیکن اسی مضمون کو محمد بن نعمان نے

درجہ تاخیر مین بیان کیا ہی چنانچہ ابھی مذکور ہو چکا عاقل کو اشارہ کافی ہے۔ پس اس مقام پر حضرات ناظرین کو بغور ملاحظہ فرمانا چاہیے کہ ان روایات مین حضرات مومنین پاک نے کیسے کچھہ شنائع اور قبایح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب کئی ہین جنکی مدح اللہ جلشانہ یون فرماتا ہے قولہ تعالی یُبَلِّغُوْنَ رِسَالَاتِ اللّٰہِ وَیَخْشَوْنَہٗ وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ یعنے ہمارے پیغمبر ایسی ہین کہ اللہ پاک کی احکام کی تبلیغ کرتے ہین اور اللہ ہی سے ڈرتے ہین اور کسی سے نہین ڈرتے۔ پس اہل تشیع نسبت حضرت سرور پیغمبران محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یون کہتے ہین کہ آپنے بخوف اپنے اصحاب کے اس حکم کے تبلیغ و تعمیل نہین کی اور دو مرتبہ وحی کو رد کیا کسقدر مقام استعجاب ہے کہ ابتداء اسلام مین باوجود تنہائی اور نہ ہوتے کسی یار و مددگار و مونس و غمخوار کے اور غلبہ اور ایذا رسانی کفار کے ترک تبلیغ نفرمائی اور جبکہ دین کامل ہوا اور نعمت الہی تمام ہوی و آیۃ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ نازل ہوی اور مخلوق دین اسلام مین فوج در فوج داخل ہوی اور اسد اللہ الغالب من کل غالب اور تمام اہل بیت مع اپنے طرفداروں کے مددگار حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود اوس پر بھی بسبب خوف چند آدمیون کے حکم الہی کی تعمیل نہ کی اور دو تین بار حکم خدا کو واپس کیا اور خدا کے غضب سے نڈر رہے ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ مگر یہ حضرات شیعہ ہی کا دل اور گردہ ہے کہ ایسی نامردی ایسی اولو العزم نبی کے نسبت تجویز کرتے ہین۔ حق تعالی تو حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مخاطب کرکے یہ فرماتے۔ کُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا۔ یعنے ہمارا احسان تو یاد کرو کہ تم پہلے ایک دوسرے کے دشمن تھے اور اب خدا کے فضل سے ہو گئی بھائی بھائی دوسری جگھہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمائے۔ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیْنَھُمْ یعنے اگر تم ساری دنیا کا مال خرچ کرتے تب بھی آپسمین محبت و الفت نہ پیدا کر سکتے مگر خدا تعالی نے اپنے فضل سے ایسی آپس مین الفت پیدا کر دی۔ ایکاور جگھہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّاۤءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاۤءُ بَیْنَھُمْ یعنے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے ساتھہ والے کافرون سے بسختی پیش آتے ہین مداہنت اور نامردی
نہین کرتے اور آپسمین نرمی برتتے ہین پہر آگے اونکی صفت مین فرماتا ہے یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا
مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کر ساتہی اللہ کے مرضی کی تلاش وجستجو مین رہتے ہین
اور حضرات شیعہ یہ فرماتے ہین کہ علی رضی اللہ عنہ اور تمام اہل بیت سے صحابہ دشمنی رکہتے تہے آپسمین
محبت والفت نہ تہی دلون مین عداوت تہی کافرون پر سختی نکرتے تہے بلکہ مسلمانان اہل بیت
پر سختی کرتے تہے خدای تعالی کی مرضی کے خلاف جو دلمین آتا تہا کیا کرتے تہے اوسکی مرضی کی کچہہ
پروا نکرتے تہے اہل انصاف غور فرماوین کہ یہ خیال حضرات شیعہ کا صحابہ کے حق مین کسقدر غلط
ہے اور کہلم کہلا تعصب ہے علامہ ابن مطہر حلی جو حضرات شیعہ کے نزدیک محقق ومستند سمجہے جاتے
ہین وہ فرماتے ہین۔ اَلْجُبَانُ لَا یَسْتَحِقُّ الْاِمَامَۃَ یعنے بزدل آدمی لایق امامت کے نہین ہوتا
اور جب بزدل لایق امامت کے جو ادنی درجہ نبوت سے ہے نہین ہوتا تو وہ لایق نبوت کے
جو اعلی درجہ کا کمال ہے کیونکر ہوگا اس صورت مین بقول علماء حضرات شیعہ انحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم لایق نبوت کے نہین ٹہرینگے نعوذ باللہ من ہذہ العقیدۃ الفاسدۃ۔ اہل انصاف
غور فرمائین کہ آن سرور کائنات اور شیر خدا اور جمیع اہل بیت کو نامرد وبزدل بتانا اور احکام
خدا وندی کا بخوف آدمیون کے چہپانا اور اہل بیت کا بزعم شیعہ تمام عمر نماز وروزہ وحج و
زکوۃ وجہاد وخلافت حکم خدا اور رسول کے کرتے رہنا اور اوس پر خلفا کی تعریفین برسر منبر پکار
پکار کر کرنی جیسا کہ کتاب نہج البلاغت سے معلوم ہوتا ہے حالانکہ خود صاحب لشکر صاحب حکومت
تہے اور خلفا انتقال فرما چکے تہے اور اس بزدلی وغلط بیانی پر آپکو مستحق ثواب سمجہنا یہ عقیدہ
اچہا ہے یا یہ عقیدہ اچہا ہے جو اہل سنت رکہتے ہین کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیل حکم
الہی مین کبہی کسیکی پروا نہین کی مدتون اہل مکہ وطائف وغیرہ سے تکلیفین اوٹہائین یہان
تک کہ وہ لوگ جان کے دشمن ہوگئے قتل وقمع پر مشورہ کرنے لگے بلکہ آمادہ ہوگئے اوسوقت

زبان کا کام باقی نہ ہا حجت تمام ہوگئی موقع ہاتھہ پاؤن کا آیا موافق حکم الہی لشکر کی تیاری اور
مددگارون کی تلاش مین عزیز و اقارب سے موتہہ موڑ وطن چھوڑ ہزار دشواری مدینہ طیبہ مین
پہونچے اور اپنے مددگار تلاش کرکے ایک ایسا لشکر بہادرون کا تیار کیا جس نے بدر مین کفر و جہل کی
گردن توڑی ابوجہل اور اوسکے لشکریون پر فتح نمایان حاصل کی اور بالآخر مکہ معظمہ کو فتح کرکے
اسلام کا سکہ و خطبہ جاری کیا سچ ہے ؎ ہر کہ شمشیر زند خطبہ بنامش خوانند ۔ اسیطرح اہل سنت
شیر خدا اور حسنین رضی اللہ عنہم کے نسبت عقیدہ رکھتے ہین کہ وہ کبھی کسی سے نہین ڈرے ظاہر
و باطن اونکا ایک سا تہا نامرد بزدل نہ تھے بے غیرت بے شرم نہ تھے ہمیشہ حضرات خلفا ثلثہ کی
دربار مین بطور وزارت کام کرتے رہے کبھی اونہون نے تقیہ نہین کیا جو نماز خلفا کے پیچھے
پڑہتے تھے وہ نماز ریا کی نہ تہی اگر بزعم شیعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بے بس تھے تو جیسے بہت
سے صحابہ ملک حبش مین نجاشی کی سلطنت مین چلے گئے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ بہی چلے گئے
ہوتے کیا مدینہ مین آپکی جاگیر تہی کہ اوسکو چھوڑنا دشوار معلوم ہوا کیا دنیا ہی دون کی ایسی
محبت تہی کہ وطن کو نچھوڑ سکے ایمان چھوڑ دیا نعوذ باللہ ننگ و ناموس مین دہبہ لگا یا کچھ غیرت
نہ آئی یہ شیعون کے ہی دل و گردے ہین کہ ایسے عیب اہل بیت پر لگاتے ہین اور پہر مستحق جنت
کے اپنے آپکو سمجھین الحق دوستی بے خرد خود دشمنی ست حضرات شیعہ حدیث غدیر خم کو بہت
طرق سے اپنی کتب مین مذکور کرتے ہین اور اوسکو نص قطعی خلافت بلافصل حضرت علی
کرم اللہ وجہہ مین جانتے ہین اور کہتے ہین کہ اس حدیث مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ
مین مولی بمعنے اولی بالتصرف ہے اور اولی بالتصرف ہونا عین امامت ہے ہم اہل سنت و جماعت
اسکا جواب یون دیتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ خطبہ فرمایا اوسکا سبب
مورخین اور اہل سیر بالاتفاق یون بیان کرتے ہین کہ بحکم آنحضرت ایک جماعت صحابہ
رضوان اللہ عنہم کی ہمراہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ملک یمن جانے کو متعین کی گئی
مثل بریدہ اسلمی رضا اور خالد رضا ابن ولید وغیرہ کے بس یہ جماعت ہمراہ حضرت علی رضہ

ملک یمن گئے وقت واپسی کے اوس سفر سے جماعت مذکور نے شکایت کسی وجہ سے موافق اپنے
زعم کے کہ درحقیقت وہ زعم صحیح نہ تھا حضرت امیرع کی حضور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم مین کی
پس یہ شکایت بیجا حضرت امیر رض کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار معلوم ہوئی پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خیال فرمایا کہ اگر دو ایک آدمی کو جو اس شکایت سے
منع کرونگا تو محمول علاقہ قرابت پر کرینگے اسواسطے یہ خطبہ عام فرمایا اَلَسْتُ اَوْلٰی بِکُمْ
مِنْ اَنْفُسِکُمْ قَالُوْا بَلٰی یعنے کیا نہین ہون مین دوست تر نفسون تمہارے سے کہا
اونھون نے کیون نہین قَالَ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ
وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ یعنے فرمایا جو شخص کہ ہون مین دوست اوسکا پس علی ہے
دوست اوسکا اے اللہ دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اوسکو
جو دشمن رکھے علی کو پس سبب اس خطبے کے فرمانیکا صریح دلالت اس بات پر کرتا ہی کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت امیرع سے لوگون کو دوستی و محبت رکھوانا منظور نظر
تھا لہذا ایسی رغبت و تحریص مین یہ خطبہ فرمایا۔ اور سخت تعجب تو یہ ہی کہ مخالفین اس
حدیث کو کتب اہل سنت و جماعت سے ثابت کرتے ہین مگر معنے اوسکے اپنی طبع زاد دل سے
گھڑتے ہین۔ مخالفین نے مولی کے معنے اولی بتصرف بیان کیے ہین حالانکہ یہ معنے
کسی لغت سے ثابت نہین اسواسطے کہ لغت مین لفظ مولی کا یا اسم مفعول ہے باب
ولی یلی سے بمعنے محبوب کے یا مصدر میمی ہے بمعنے اسم فاعل اور اسم مفعول کے مستعمل ہے
لغت مین اس لفظ کے معنے آزاد کنندہ اور غلام آزاد کردہ شدہ اور غلام اور یاری دہندہ
اور خداوند اور مہتر اور ہمسایہ اور یار کے ہین اور یہ اسم مفعول کا صیغہ اس طرح پر ہے کہ
اصل مین مولی مولوی تھا مفعول کے وزن پر چونکہ واو اور یا ایک کلمے مین جمع ہوے
اور اول ساکن بموجب قاعدۂ مقررہ واو یا کے ساتھ بدل کیا اور یا کو یا مین ادغام
کیا اور ضمۂ لام کو کسرہ سے بدل کیا واسطے مناسبت کے بعد اوسکے یاے اول کو واسطے

تخفیف کے حذف کیا اور کسرہ فتح سے بدل گیا پس یا متحرک ما قبل اوسکے مفتوح پاکر یا کو الف سے بدل کیا مولوی سے مولیٰ ہوگیا۔ مگر کتابت مین یا کے ساتھ لکھتے ہین چنانچہ اکثر نحویون نے یہی تقریر لفظ معنی مین بیان کی ہے بعض ناواقفین مخالفین نے لکھا ہی کہ مولی کے معنے اولی متصرف ہین بسبب ماقبل حدیث کے اتنا نہین جانتے کہ بضرورت قرینے کے معنے لغت کے اپنی طرف سے ایجاد نہین کیے جاتے ہین بلکہ کوئی معنے مناسب معنون لغویہ سے موافق قرینے کے پائی جاوین مثلاً لفظ مولی کا کہ بہت سے معنون مین مشترک ہے اس صورت مین اس جگہہ قرینہ ملحوظ ہوگا پس قرینہ یہ ہے کہ حدیث مابعد یعنے اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ صریحی دال ہے اس پر کہ معنے مولی کے محبت کے ہون کیونکہ مابعد حدیث مین آپنے فرمایا ہے۔ خدایا دوست رکھ تو اوسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو۔ پس نادان سے نادان بہی سمجھہ سکتا ہے کہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوستی و دشمنی کا ذکر فرمایا تو یہ صریحی دلالت کرتا ہے کہ مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قبول کرانا دوستی حضرت امیرؓ کا اور بچانا دشمنی حضرت امیرؓ سے ہے نہ بحث تصرف اور عدم تصرف سے پس ازانجا کہ معنے مولی کے محبوب کے بہی تھے اور اس جگہہ قرینہ بہی یہی چاہتا ہے پس بسبب قیام قرینہ یہی معنے مناسب جانے گئے۔ دوسرے معنے مولی کے کہ غلام اور ہمسایہ وغیرہ کے تھے اون سب کو اس جگہہ ترک کرو۔ حاصل کلام یہ کہ تخطیۂ تمسک مخالفین ظاہر و باہر ہے کہ اگر معنے مولی کے اولی ہوتے تو لازم آتا کہ بجائے فلان اولی منک کے مولی منک کہہ سکتے اور یہہ بالاجماع باطل یقینی ہے۔ پس ثابت ہوگیا کہ معنے مولی کے اسجگہہ محبت کے ہین نہ غیر پس ثابت ہوگیا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو یہہ منظور تہا کہ اس کلام سے بے تکلف مفہوم ہوجاوے کہ محبت علیؓ کی مثل محبت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر مؤمن و مومنہ پر فرض ہے اور اوسیطرح دشمنی علیؓ کی مثل دشمنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے

ہر ایک اہل ایمان اور مسلمان پر حرام ہے پس الحمد للہ کہ یہی مذہب اہل سنت وجماعت
کا ہے اور مطابق اسی مذہب اہل سنت وجماعت کے یہی عقیدہ اہل بیت نبوی علیہ السلام
کا ہے چنانچہ ابو نعیم نے امام زادے حضرت حسن مثنیٰ بن امام حسن رضہ سے روایت کی ہے
کہ پوچھا کہ حدیث مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ حضرت علی رضہ کی خلافت پر نص ہے
فرمایا کہ اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ اس حدیث کے خلافت کا ارادہ فرماتے تو
ضرور مسلمانون کی فہم کے واسطے وضاحت اور تصریح کے ساتھ فرماتے جیساکہ نماز حج و
زکوۃ و روزہ وغیرہ ادنیٰ ادنیٰ واجبات کو بلکہ سُنن کو کیا آداب قیام وقعود اور
اکل وشرب کو نہایت توضیح سے صاف طور پر کہ بخوبی سمجھ مین آجاوے ارشاد فرمایا ہے
کہ جو معانی وہان مقصود الفاظ سے ہین وہ اچھی طرح ہر ایک حاضر وغائب کی فہم مین
بے تکلف آجاتے ہین اس حدیث مین بھی ایسے ہی ارشاد فرماتے کہ معنے مقصود اوسکے
ہر ایک حاضر اور غائب کی فہم مین بے تکلف آجاتے مثلاً اسطرح فرماتے کہ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ
عَلِیًّا وَّ اَلِیُ اَمْرِکُمْ مِّنْ بَعْدِیْ وَالْقَایِمُ عَلَیْکُمْ بِاَمْرِیْ فَاسْمَعُوْا لَہٗ وَاَطِیْعُوْا انتھی
یعنے اے لوگو مقرر علی کارگزار تمہارے کام کا ہے بعد میرے اور حاکم ہے تمپر میرے حکم سے
پس سنو اوسکی بات اور اطاعت کرو گو یہ حدیث اہل سنت کی کتاب مین ہی اور پھر اسکی
راوی وہ حضرت حسن مثنیٰ ہین جنکو شیعہ برا بھلا کہتے ہین مگر چونکہ استدلال موافق مقتضائے
عقل کے ہے اسلیے کسی شیعہ کو اگر وہ علم وعقل وانصاف رکھتا ہو انکار کی مجال نہین اور
اسی مضمون کی تائید یہ دو حکایت کرتی ہین **حکایت** اول یہ ہی کہ ایک روز احول نے
امام زادہ حضرت زید شہید سے کہا کہ حدیث مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ دلیل صریح اوپر خلافت
بلا فصل حضرت علی رضہ کے ہے حضرت زید شہید نے فرمایا کہ اے احول بقول تیرے اگر
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضہ کو امام کر دیا تو اس صورت مین یہ ثابت ہوا
کہ زمانہ واحد مین دو دو لایتن مجتمع ہوئین جمیع اوقات مین جمیع وجہون سے اور

ظاہر ہے کہ شرکت علی رضی اللہ عنہ کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تصرف مین بعین حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ممتنع تھی پس ای احول تجھکو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس حدیث سے مراد وجوب محبت علی رضی اللہ عنہ کا ہے کیونکہ دو محبت کے مجتمع ہونے مین کوئی قباحت نہین ہے اور دو تصرف کا اجتماع زمان واحد مین ممتنع ہے اور اس مین بہت قباحتین ہین حکایت دوسری یہ ہے کہ ایک لڑکا کسی مسلمان کا ملا عبد اللہ مشہدی سے پڑھتا تھا ایک دن ملا صاحب مذکور نے اوس لڑکے سے کہا کہ غدیر خم کی مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ سے حضرت امیر علیہ السلام کی امامت بلا فصل ثابت ہے طفل مذکور نے ملا صاحب سے پوچھا کہ لفظ مولی کے کیا معنے ہین ملا صاحب نے فرمایا کہ اولی بالتصرف پھر اوس لڑکے نے پوچھا کہ اولی بتصرف سے کیا مراد ہے ملا نے کہا کہ امامت اوس لڑکے نے کہا کہ امامت کسکو کہتے ہین ملا صاحب نے فرمایا کہ نائب پیغمبر کو جو بعد وفات پیغمبر کے اوسکا قائم مقام ہو اوس لڑکے نے کہا کہ ملا صاحب تمہاری تقریر سے ثابت ہوا کہ پیغمبر ہی نائب پیغمبر ہین اور یہ بالاجماع باطل ہے کیونکہ مَنْ کُنْتُ مولاہ مین پیغمبر مولی ہوئی اور مولی کے معنے تمہارے نزدیک اولی بالتصرف ہین اور اولی بالتصرف سے مراد بقول تمہارے نائب پیغمبر ہے پس پیغمبر نایب پیغمبر ٹھہرے یہ باطل ہے ملا صاحب بے چارے لاجواب ہو گئی۔ اور نیز اس حدیث خم غدیر پر خوارج و نواصب یہ اعتراض کرتی ہین کہ یہ حدیث خم غدیر حدیث ذیل سے منسوخ ہے وہ حدیث یہ ہے اِنَّ اٰلَ اَبِیْ طَالِبٍ لَیْسُوْا لِیْ بِاَوْلِیَاءٍ وَاِنَّمَا وَلِیَّ اللّٰہُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنے مقرر آل ابیطالب کے نہین ہین واسطے میرے دوست اور رسوا اسکے نہین کہ دوست میرا اللہ ہے اور نیک مسلمان۔ یہ تقریر خوارج کی ہے جو نقل کی گئی اسکا جواب اہل سنت کی طرف سے یہ ہے کہ یہ حدیث کسی کتاب مین اہل سنت وجماعت کے کہین موجود نہین اور روایت خوارج و نواصب کی اہل سنت وجماعت پر حجت نہین ہوسکتی دوسرے حدیث جسکو شیعہ درباب خلافت حضرت علی کے نص قطعی کہتے ہین یہ حدیث ہیجو بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر

کو غزوۂ تبوک مین اپنے اہل بیت پر خلیفہ کیا اور خود طرف غزوہ کے متوجہ ہوے حضرت امیرؑ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تُخَلِّفُنِیْ فِی النِّسَآءِ وَالصِّبْیَانِ یعنے کیا پیچھے چھوڑے جاتے ہین آپ مجھے عورتون اور لڑکون مین۔ در جواب اسکے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ یعنے کیا نہین راضی تو اسپر کہ ہو تو مجھسے بمنزلۂ ہارون کے موسی سے مگر بے شک نہین ہے کوئی نبی بعد میرے۔ اس مقام پر مخالفین کہتے ہین کہ لفظ منزلت اسم جنس مضاف ہی ہارون کیطرف کہ وہ علم ہے پس عام ہے جمیع مراتب کو بصحت الاستثناء اور جبکہ مرتبۂ نبوۃ کو استثناء کیا تو باقی تمام مرتبے باقی رہے اور ہارون خلیفہ حضرت موسی علیہ السلام کے تھے کہ اونکی اطاعت فرض تھی پس یہی مرتبہ حضرت امیر علیہ السلام کو بھی حاصل ہونا چاہیے پس اس سے امامت حضرت امیر علیہ السلام ثابت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو بمقابلہ خوارج کے پیش کیا تھا حضرت امیرؓ کی فضیلت اور خلافت پر اپنے وقت مین پس خوارج نے اسکا جواب یون دیا کہ یہ خلافت خاص واسطے خبر گیری عورتون اور بچون اور مال ومتاع کے تھی چنانچہ حدیث کے الفاظ صریح اس مضمون کو ادا کر رہے ہین نہ وہ خلافت کبریٰ جو بعد وفات آن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو سکتی ہے اور یہی خلافت محل نزاع ہے اور اسکا اشارہ بھی اس حدیث مین نہین کیونکہ یہ خلافت خاص چند دنون کی واسطے تھی جب آنحضرت صلعم جنگ تبوک سے واپس آگئے تو یہ خلافت حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے تمام ہوگئے اور یہ امر بھی بیچ الفاظ حدیث پر غور کیجیے علاوہ ازین اہل تاریخ کے نزدیک باجماع ثابت ہے کہ محمد بن سلمہ کو مدینہ منورہ کا صوبہ دار اور سباع بن عرفطہ کو کوتوال مدینہ اور ابن ام مکتوم کو امام نماز مسجد کا کیا تھا پس علی ہذا القیاس یہ خلافت صبیان اور زنان بھی اوسی قبیل سے ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سپرد ہوی پس ایسی خلافت کا سپرد ہونا خلافت کبریٰ کی استحقاق کا باعث نہین ہو سکتا کیونکہ اگر ایسا ہو تو لازم آویگا کہ محمد بن سلمہ اور سباع بن عرفطہ اور ابن

ام کلثوم بھی مستحق خلافت کبریٰ کے ہون اور یہ باطل ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ خلافت حضرت علی رضؓ کی محض امور خانگی مین اہل وعیال کی خبرداری کیواسطے تھی۔ چونکہ ایسی کام نہین اشخاص سے متعلق اور بوجہ احسن انجام پا سکتے ہین جو مستورات سے نسبت محرمیت کی رکھتے ہین پس ضرور ہے کہ جو اشخاص اس کام کیواسطے متعلق ہون وہ اولاد اور داماد یا امثال انکے ہون لہذا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہ محرم تھے اس کام پر تعین فرمایا پس یہ تعین فرمانا دلیل استحقاق خلافت کبریٰ کی نہین ہوسکتی کیونکہ اس حدیث مین کنایہ اشارۃ بھی خلافت کبریٰ کا ذکر نہین حضرت امیر کو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قایم مقام چند دنون کیواسطے اپنے اہل وعیال کی خبرگیری کے لیے مقرر کیا تھا جب واپس تشریف لائے تو قایم مقامی تمام ہوگئی جو مخالفین نے کہا ہے کہ جمیع منازل حضرت ہارون علیہ السلام کے حضرت امیر علیہ السلام مین ثابت ہین یہ بالکل غلط ہے اسلئے کہ منجملہ منازل ایک یہ ہے کہ حضرت ہارون عمر مین حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑے تھے۔ دوسرے یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فصیح تر تھے۔ تیسرے یہ کہ نبوت مین شریک تھے۔ چوتھے یہ کہ حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے حقیقی بھائی تھے یہ سب منازل بالاجماع حضرت علی رضؓ مین ثابت نہ تھے۔ پس اگر منزلت کو عموم پر حمل کرین تو کلام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مین کذب لازم آ جائیگا عیاذاً باللہ یہ نہین ہوسکتا۔ اور یہ جو کہا ہے کہ منجملہ اون منازل کے صحت امامت ہی بعد الموت یہ بھی غلط ہے علاوہ اسکے حضرت ہارون علیہ السلام خلیفہ بعد الموت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کہان ہوئی ہین کیونکہ مورخین متفق ہین کہ حضرت ہارون علیہ السلام کی اول وفات ہوئی پس اگر یہ تشبیہ تام ہو تو کذب لازم آتا ہے وہو ظاہر پس معنی صحیح اس حدیث کے اہل سنت کے نزدیک یہ ہین کہ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام وقت تشریف لیجانے کوہ طور کے حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا قایم مقام فرما گئے تھے واسطے انجام دینے بعض امور ضروری کے اسیطرح آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غزوہ تبوک مین مدینہ مین چھوڑ گئے تھے

اسواسطے کہ اگر بعد حضرت موسی ع کے حضرت ہارون زندہ رہتے تو بہی مستقل ہوتے تبلیغ
احکام مین نہ امام اور یہ مرتبہ نبوت کا کبہی حضرت ہارون علیہ السلام سے زائل نہوتا
اور ظاہر ہے کہ نبوت خلافت سے منافی ہے کیونکہ خلافت کیا چیز ہے وہ نیابت ہی
نبی کے سب جان سکتے ہین کہ اصالت کو نیابت کے ساتھہ مناسبت ہی کیا ہی پس معلوم
ہوگیا کہ اسطور کا استدلال حضرت امیر ع کی خلافت پر راست نہین آسکتا۔ قطع نظر
ان سب باتون کے اس حدیث مین خلفاء ثلثہ پر کون چیز دلالت کرتی ہے جس سے
مدعا و مطلب شیعہ کا ثابت ہو انتہا درجہ یہ ہے کہ استحقاق امامت حضرت امیر ع کا
بعض وقت مین اوقات سے ثابت ہو سکتا ہی پس یہ عین مذہب اہل سنت و جماعت
کا ہے **سوال مستقطی** یعنے خارجی کہتے ہین کہ حدیث مذکور الصدر سے عدم استحقاق
خلافت کبری علی ع کا ثابت ہے بدلیل اسکے کہ جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے علی رض کو حضرت
ہارون کے ساتھہ تشبیہ دی ہے پس اس سے لازم آتا ہی کہ علی رض بہی خلیفہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہون بقید حیات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد غیبت کے جیساکہ خلافت صبیان
اور زنان کے علی رض کو نصیب ہوئی اور بعد وفات پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم علی رض خلیفہ
نہون بلکہ اور اشخاص خلیفہ ہون جیساکہ شیخین خلیفہ ہوئے پس اس صورت مین
تشبیہ بہی کامل ہوسکتی ہے ورنہ تشبیہ ناقص کلام پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم مین حمل کرنا
کمال بے ادبی ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت ہارون بہی بحالت حیات حضرت موسی ع بغیبت
حضرت موسی ع خلیفہ ہوئے اور بعد وفات حضرت موسی کے یوشع بن نون اور کالب
بن یوقنا خلیفہ ہوئے ہین اسیطرح بموجب حدیث شریف کے یہ بات حضرت علی رض کو
نصیب ہوئی کہ بحالت حیات پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم زنان اور صبیان کی خلافت علی رض
کو سپرد ہوئی اور بعد وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے شیخین رضی اللہ عنہما خلیفہ
ہوئے غرض کہ ثابت ہوا کہ ہونا علی رضی اللہ عنہ کا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے بمنزلہ

ہارون من موسی کی قرابت مین ہے (انتہی کلامہم) **حدیث** تیسری یہ ہے
اِنَّہُ قَالَ اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ وَھُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِیْ
یعنے فرمایا علی مجھسے اور مین ہون علی سے اور وہ ولی ہی سب مومنون کا بعد میرے
جواب یہ حدیث باطل ہے اس لیے کہ اسکی اسناد مین اجلح ہے اور وہ شیعہ تھا اور
جمہور نے اوسکی تضعیف کی ہے پس حدیث اوسکی لایق حجت کے نہین ہے اور نیز لفظ
ولی کا بہت معنون مین مشترک ہے یعنے یہ لفظ الفاظ مشترک سے ہے کیا ضرور ہی
کہ اولی بالتصرف مراد ہو اور نیز غیر مقید ہے ساتھ وقت کے یعنے کسی وقت اول و
آخر کے قید نہین ہے اور مذہب اہل سنت کا بھی یہی ہے کہ بعد وفات پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم کے بیچ ایک وقت کے اوقات سے حضرت امیر امام مفترض الطاعۃ تھے
علاوہ ازین اس روایت موضوعہ سے یہ حدیث صحیح تر ہے حق مین حضرت صدیق
اکبر کے کہ فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے اَبُوْبَکْرٍ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ وَاَبُوْبَکْرٍ اَخِیْ فِی
الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اَخْرَجَہُ الدَّیْلَمِیُّ یعنی ابو بکر مجھسے اور مین ہون ابو بکر سے اور ابو بکر
بھائی میرا ہے دنیا و آخرت مین بیان کیا اسکو دیلمی نے **حدیث** چوتھی روایت
انس بن مالک کی ہے اِنَّہُ کَانَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَائِرٌ قَدْ طُبِخَ لَہٗ
اَوْ اُھْدِیَ اِلَیْہِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ ائْتِنِیْ بِاَحَبِّ النَّاسِ اِلَیْکَ یَأْکُلُ مَعِیَ ھٰذَا الطَّیْرَ
فَجَاءَ عَلِیٌّ یعنے مقرر تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک چڑیا کہ پکائی گئی
تھی واسطے آپ کے یا ہدیہ مین آئی تھی واسطے آپ کے پس فرمایا حضرت نے الٰہی اللہ

ہاشیہ: اور بعض کہتے ہیں کہ لفظ موضوع ہے واسطے اتحاد ... استدلال کرتے ہیں ... یعنی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ... پس علی ... روبرو کی ... ہو سکتے ... پس جب حضرت علی کے روبرو بھی ... امام نہین ہو سکتا جواب اس مغالطہ کا یہ ہے کہ اتحاد دو ذات ... نہین ہو سکتا من کل الوجوہ ہی یا من کے بعض الوجوہ متصل ولی برادر ... بسبیل فرض لازم آتا ہے کہ حضرت فاطمہ علیہما السلام حضرت علی کے صاحبزادی ہون اور عقد نا ... نہین پس نکاح کیسے ہوا بعض وجوہ متعین نہین فاذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال ۱۲

لا تو میرے پاس محبوب تر اپنا لوگون مین سے کہ کہائے میرے ساتھ اس چڑیا کو پر آئے علی آپ کے پاس **جواب** اس حدیث کو بہی صاحب تلخیص نے موضوعات سے لکہا ہی اور جو بالفرض حدیث صحیح بہی ہو جب بہی مفید مطلب مخالفین نہین ہے اسواسطےکہ قرینہ اسپر دلالت کرتا ہے کہ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ کہا ناکہا نی مین ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مراد ہو بلا شک اس صفت مین حضرت امیرعا اَحَبَّ النَّاسِ تھے طرف خدا کے اسواسطے کہ ہم پیالہ وہم نوالہ ہونا قریب و داماد کا باعث دوچند لذت طعام ہوتا ہے۔ اور اگر احب مطلق مراد ہو تب بہی مفید مدعا نہین ہے اسواسطے کہ اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ کو لازم نہین ہے کہ صاحب ریاست عام ہو اسلیے کہ بہت انبیاء عالیقدر کہ اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ ہوتے ہین اور صاحب ریاست عام نہین ہوئی ہین مانند حضرت زکریا اور حضرت یحیٰی علیہما السلام کے بلکہ حضرت شمویل کہ انکے زمانے مین طالوت بنص قرآنی ریاست عامہ رکہتے تھے قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰہُ عَلَیْکُمْ وَزَادَہٗ بَسْطَۃً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللّٰہُ یُؤْتِیْ مُلْکَہٗ مَنْ یَّشَآءُ **حدیث** پانچوین روایت جابر اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُہَا یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مین ہون شہر علم کا اور علی ہے دروازہ اوسکا **جواب** یہ روایت بے اصل اور موضوع ہے کَمَا قَالَ ابْنُ الْجَوْزِیِّ فِیْ مَوْضُوْعَاتِہٖ اِنَّہٗ مُنْکَرٌ وَلَیْسَ لَہٗ وَجْہٌ صَحِیْحٌ یعنے مقرر وہ حدیث منکر ہے اور نہین واسطے اوسکے کوئی وجہ صحیح اور ترمذی نے کہا اِنَّہٗ مُنْکَرٌ غَرِیْبٌ یعنے مقرر وہ حدیث منکر غریب ہی (منکر اور صحیح اور حسن اور مرفوع وغیرہ اصطلاح محدثین مین اقسام حدیث سے ہین)

معہذا یہ روایت مفید مطلب شیعون کے نہین ہے کیونکہ جو کوئی باب علم مدینہ ہوا تو یہ لازم اور ضرور نہین ہے کہ وہ صاحب ریاست عام سے ہو بلا فصل بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم غایت درجہ یہ کہ منجملہ شرایط امام کے ایک شرط اوسمین متحقق ہوئی اور ایک شرط کے پائے جانے سے مشروط کا وجود لازم نہین آتا ہے باوصف اسکے کہ ایسی شرطین اور اصحاب مین بھی حسب روایات اہل سنت وجماعت کے ثابت ہوئی ہون مثل لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ یعنے اگر ہوتا میرے بعد کوئی نبی تو ہر آئنہ ہوتا عمرؓ پس مناسب اور انصاف تو یہ ہے کہ اگر اہل سنت وجماعت کی روایت کا حضرات شیعہ اعتبار کرتے ہین تو ہر جگہ کرنا چاہیے والا انکی الزام کا قصد نکرنا چاہیے وہی جو حضرات شیعہ نے روایت کی ہے حدیث اَنَّهُ قَالَ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى اٰدَمَ فِيْ عِلْمِهٖ وَاِلٰى نُوْحٍ فِي التَّقْوَاهُ وَاِلٰى اِبْرَاهِيْمَ فِيْ حِلْمِهٖ وَاِلٰى مُوْسٰى فِيْ بَطْشِهٖ وَاِلٰى عِيْسٰى فِيْ عِبَادَتِهٖ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ یعنے جو دیکھا چاہے علم آدم کا اور تقوی نوح کا اور بردباری ابراہیم کی اور ہیبت موسی کی اور عبادت عیسی کی پس چاہیے کہ وہ دیکھے طرف علی ابن ابی طالب کے۔ حضرات شیعہ کہتے ہین کہ اس حدیث سے مساوات حضرت امیرؑ کے انبیاء کے ساتھ پائے جاتی ہے اور انبیاء افضل البشر ہین افراد بشر مین اور یہ قاعدہ مقررہ ہے کہ افضل کا مساوی افضل ہے اور افضل کے ہوتے غیر افضل امامت کے واسطے متعین نہین ہوسکتا پس حضرت امیرؑ امام بلا فصل متعین ہوئے جواب اسکا کئی طرح سے ہے اول یہ کہ حدیث مذکور کا اہل سنت وجماعت کے کتب مین کہین پتہ نہین ہے ابن مطہر حلی کہ شیعہ مذہب کے مجتہد کلان ہین اونہون نے اپنی کتاب مین لکھا ہے اور مجتہد صاحب موصوف نے کبھی تو اس روایت کو بیہقی اور کبھی بغوی کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ اون دونون حضرات کی تصنیفات مین کہین حدیث مذکور کا ذکر نہین ہے سراسر بہتان اور افترا بندی کرکے اہل سنت وجماعت پر الزام دینا چاہا ہی لیکن الحمد للہ کہ یہ افترا اہل سنت وجماعت پر حجت نہین ہوسکتا ہے اہل انصاف کو اس

موقع پر انصاف ضرور ہے انصاف کو کار فرماوین اور تصنیفات بیہقی و بغوی موجود ہین ذرا تکلیف فرماکر اسکو ملاحظہ فرمائین اور افترا بندی مجتہدین مخالفین کا تماشا کرین اور باقی افترا بندیون کو بھی اسی پر قیاس فرماوین **جواب** دوسرا یہ ہی کہ افضیلت موجب خلافت نہین ہے کیونکہ حضرت شمویل افضل تھے طالوت سے لیکن اللہ جلشانہ نے طالوت کو خلیفہ کیا باوجودیکہ حضرت شمویل موجود تھے چنانچہ قرآن مجید فرقان حمید مین اللہ جلشانہ فرماتا ہے قوله تعالی اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ **حدیث** ابوذر غفاری سے روایت کرتے ہین کہ مَنْ نَاصَبَ عَلِيًّا فِي الْخِلَافَةِ فَهُوَ كَافِرٌ یعنے جو دشمن ہوا علی کا خلافت مین وہ کافر ہوا **جواب** اول تو اس حدیث کا کتب اہل سنت وجماعت مین کہین پتہ اور نشان بھی نہین البتہ ابن مطہر حلی نے کہ وہ نقل احادیث مین بڑے دیانتدار ہین اونہون نے اپنی کتب مین اس حدیث کی نسبت اخطب خوارزم کی طرف کی ہے مگر اوسکی کتاب مناقب امیر المومنین ع مین جو دیکھا گیا تو کہین بھی اس حدیث کا پتا اور نشان نہ ملا یہ کذب اور بہتان بزرگان مخالفین بھی قابل ملاحظہ حضرات ناظرین ہے جب ایسے بزرگان اور مجتہدان مذہب سے ایسے امور سرزد ہون تو بجز اسکے کیا کہنا چاہیے کہ ؎ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی یعنے جب پیشوایان دین کا یہ حال ہو تو پیرو کارون کا کیا ٹھکانہ ہے۔ اور بالفرض اگر یہہ حدیث اوسکی کتاب مین ہو بھی تو معتبر نہین ہو سکتی اسواسطے کہ یہ مخالف ہے اون احادیث کے کہ حضرات شیعہ کے یہان احادیث صحاح مین موجود ہین چنانچہ نہج البلاغت مین کہ حضرات شیعہ کے نزدیک وہ کتاب بہت معتبر واصح الکتب ہے اوسمین روایت حضرت علی ع کی بحق اہل شام محاربین حضرت امیر علیہ السلام کے موجود ہے

قَالَ عَلِیٌّ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَصْبَحْنَا نُقَاتِلُ اِخْوَانَنَا فِی الْاِسْلَامِ عَلٰی مَا دَخَلَ فِیْہِ مِنَ الزَّیْغِ وَالْاِعْوِجَاجِ یعنے فرمایا علی علیہ السلام نے کہ صبح کی ہمنے کہ لڑتے ہین ہم بہائیون مسلمانون سے اسپر کہ داخل ہوئے اسلام مین کدورت اور کجی سے

حدیث حضرات شیعہ کہتے ہین کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کُنْتُ اَنَا وَعَلِیُّ ابْنُ اَبِی طَالِبٍ نُوْرًا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ اٰدَمَ بِاَرْبَعَۃَ عَشَرَ اَلْفَ عَامٍ فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ قَسَّمَ ذٰلِکَ النُّوْرَ جُزْئَیْنِ فَجُزْءٌ اَنَا وَجُزْءٌ عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ یعنے فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تہا مین اور علی ابن ابی طالب نور سامنے خدا کے قبل پیدا ہونے آدم کے چودہ ہزار برس پہر جب کہ پیدا کیا اللہ نے آدم کو تقسیم کیا اس نور کو دو جزو پر ایک جزو مین ہون اور ایک جز علی ابن ابی طالب **جواب** یہ حدیث موضوع ہے اور اسناد اسکے محمد بن خلف المروزی سے ہے قَالَ یَحْیَی ابْنُ مُعِیْنٍ ھُوَ الْکَذَّابُ وَقَالَ الدَّارُقُطْنِیُّ مَتْرُوْکٌ وَلَمْ یَخْتَلِفْ اَحَدٌ فِیْ کِذْبِہٖ یعنے یحیی بن معین نے اس راوی کی نسبت کہا کہ وہ کذاب ہے اور کہا دارقطنی نے متروک ہے اور نہین اختلاف کیا کسی نے اوسکے جہوٹے ہونے مین اور دوسری روایت اس حدیث کی سند دوسری سے ہے اور اوس سند مین جعفر ابن احمد ہے اور وہ رافضی غالی کذاب تہا حال اوسکا یہ ہے کہ اوسنے اکثر حدیثین قدح اور سب شیخین رضی اللہ عنہما مین وضع کی ہین اور معہذا یہ موضوع حدیث دوسری روایت کے معارض ہے کہ وہ صحیح ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسکو اپنی اسناد مین سے روایت کیا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اِنَّہٗ قَالَ کُنْتُ اَنَا وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ اٰدَمَ بِاَلْفِ عَامٍ فَلَمَّا خَلَقَ اَسْکَنَنَا ظَھْرَہٗ وَلَمْ یَزَلْ نَنْتَقِلُ فِی الْاَصْلَابِ الطَّاھِرَۃِ حَتّٰی نَقَلَنِیَ اللّٰہُ اِلٰی صُلْبِ عَبْدِ اللّٰہِ وَنَقَلَ اَبَابَکْرٍ اِلٰی صُلْبِ اَبِیْ قُحَافَۃَ وَنَقَلَ عُمَرَ اِلٰی صُلْبِ الْخَطَّابِ وَنَقَلَ عُثْمَانَ اِلٰی صُلْبِ عَفَّانَ وَنَقَلَ عَلِیًّا اِلٰی صُلْبِ اَبِیْ طَالِبٍ

ترجمہ مقرر فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تہا مین اور ابو بکر اور عمر اور عثمان اور
علی اللہ کے روبرو قبل پیدا ہونے آدم کے ہزار برس پہر جب پیدا کیا آدم کو ٹھہرایا ہمکو
پیٹھ اوسکی مین اور ہمیشہ منتقل ہوتے رہے ہم پشتون طاہرہ مین یہان تک کہ نقل کیا ہمکو
اللہ نے طرف پشت عبد اللہ کے اور نقل کیا ابی بکر کو طرف پشت ابی قحافہ کے اور نقل کیا
عمر کو طرف پشت خطاب کے اور نقل کیا عثمان کو طرف پشت عفان کے اور نقل کیا علی کو
طرف پشت ابی طالب کے اور اگر ہم اس فقرا کو بہی تسلیم کر لین جب بہی تو یہ حدیث مدعاے
مخالفین پر دلالت نہین کرتے کیونکہ نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرکت سے وجوب امامت
بلا فصل لازم نہین آتا پس قرب نسب حضرت امیر ع مین بحث نہین ہے بحث تو اسمین
ہے کہ یہ قرب موجب امامت بلا فصل کا ہے یا نہین ہے اگر مجرد قرب نسب باعث تقدم
امامت تسلیم کیا جاوے تو ضرور ہے کہ حضرت عباس رض اولی بامامت وخلافت ہون کہ وہ خود
عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور ابن عم سے عم کو قرب اتم ہے عرفاً وشرعاً پس اگر
حضرات شیعہ کہین کہ حضرت عباس رض کو بسبب محرومیت شرکت نور لیاقت امامت کی
حاصل نہین ہوئی اسلیے کہ نور عبد المطلب کا منقسم ہوا عبد اللہ اور ابو طالب مین وہ دوسرے
لڑکے عبد المطلب کے اوس نور سے محروم و بے نصیب ہی تو ہم کہینگے کہ جس صورت
مین مدار تقدم امامت شرکت نور پر ٹھہرا پس حسنین علیہما السلام اولی اور احق ہونگے
امامت مین حضرت امیر ع سے اسواسطے کہ حضرت حسنین علیہما السلام نور محمدی اور مرتضوی
کے جامع تھے اور حضرت امیر ع کو ایک نور ابو طالب کا حاصل تہا۔ اسپر اگر مخالفین کہین
کہ حضرت حسنین علیہما السلام بعد وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صغیر السن تھے امامت
کیواسطے بلوغ شرط ہے تو ہم اسکا یہ جواب دینگے کہ حضرات شیعہ کے نزدیک بلوغ شرط
نہین ہے کیونکہ امام محمد تقی علیہ السلام بعد وفات حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے
صغیر سن تھے اور صاحب الزمان بہی بعد فوت اپنے پدر کے صغیر السن تھے۔

پس یہ دونون حضرات نابالغ امام تھے اور امام بھی کیسے کہ صاحب الزمان اگر بلوغ شرط
ہوتا تو یہ حضرات مخالفین کے نزدیک امام نہ قرار پاتے پس معلوم ہوا کہ مخالفین کے
نزدیک امامت مین بلوغ شرط نہین ہے حدیث روایت عمر بن خطابؓ اِنَّ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمَ خَیْبَرَ لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یُحِبُّ اللّٰہَ
وَرَسُوْلَہٗ وَ یُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ یعنے مقرر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا دن جہاد خیبر کے البتہ دونگا مین نشان کل کے دن ایک ایسے مرد کو کہ دوست
رکھتا ہے وہ اللہ و رسول کو اور دوست رکھتا ہے اوسکو اللہ اور رسول فتح کریگا اللہ
اوسکے ہاتھ پر جواب یہ حدیث بہت صحیح اور قوی ہے روایت مین اور اس حدیث کو
اہل سنت وجماعت واسطے دفع اقوال خوارج ونواصب کے پیش کرتے ہین لیکن حضرات
شیعہ کا مدعای دل اس سے حاصل نہین ہوسکتا اسواسطے کہ درمیان محبت خدا و رسول
اور محبوبیت خدا و رسول کے اور درمیان امامت بلافصل کے یا خود ہا کچھ ملازمت نہین ہے
کہ ایسا شخص امام بلافصل ہو اور نیز اثبات ان دو صفتون کا واسطے کسی شخص کے کلام
مین نفی ان دونون صفتون کی نہین کرتا دوسرے شخص سے اور کیونکر ہو کہ خدائے تعالی
نے حق مین ابوبکر صدیق اور اون کے رفیقون کے فرمایا ہے یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ یعنے
دوست رکھتا ہے اللہ اونکو اور دوست رکھتے ہین وے اللہ کو اور فرمایا ہے خدای تعالی نے
حق مین اہل بدر کے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا الی آخرہ یعنے اللہ تعالی
اون لوگون کو دوست رکھتا ہے جو خدا کی راہ مین صف باندھکر لڑتے ہین اور نیز اللہ تعالی
اہل مسجد قبا کی شان مین فرماتا ہے فِیْہِ رِجَالٌ یُحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَہَّرُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّہِّرِیْنَ
یعنی اوسمین وہ لوگ ہین جو پسند کرتے ہین پاک رہنے کو اور اللہ دوست رکھتا ہے ستھرائی والون کو اور
حدیث شریف مین آیا ہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ لَا یَجْتَمِعُ حُبُّھُمْ
فِیْ قَلْبِ مُنَافِقٍ وَلَا یُحِبُّھُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ یعنے فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چار شخص ہین کہ نہین جمع ہوتے دوستی اونکی قلب منافق مین اور نہین دوست رکھتا اونکو مگر مومن وے چار شخص خلفاء اربعہ ہین اگر مخالفین کہین کہ جب محب اور محبوب ہونا خدا اور رسول کا دوسرے اشخاص مین پایا گیا پس تخصیص حضرت علی رض کی نہ رہی اور اس مقام پر تخصیص درکار ہے۔ ہم کہین گے کہ کلام عرب بلکہ کلام انام مین دستور یہ ہے کہ پہلے تمہید کرتے ہین کسی چیز کے ساتھ اور مقصود اوسکا مابعد ہوتا ہے جیسے کہین زید مرد عاقل ہے حالانکہ اثبات مردی کا واسطے زید کے مقصود نہین ہے مقصود اثبات عاقلیت ہے پس اس حدیث مین بھی مقصود بالتخصیص مضمون یَفْتَحُ اللّٰہُ یدیہِ اور یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہٗ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ تمہید محض ہے **حدیث** رَحِمَ اللّٰہُ عَلِیًّا اَللّٰھُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَہٗ حَیْثُ دَارَ یعنے رحم کرے اللہ علی پر اے اللہ پھیر تو حق کو ساتھ اوسکے جدہر پھیرے وہ **جواب** یہ حدیث بھی بسر وچشم قبول اہل سنت وجماعت ہی لیکن حضرات مخالفین کا مدعا امامت بلا فصل اس سے ثابت نہین ہوسکتا ہے کیونکہ حضرت عمار بن یاسر کے بھی حق مین حدیث اَلْحَقُّ مَعَ عَمَّارٍ حَیْثُ دَارَ اور حضرت عمر رض کے حق مین بھی یہ حدیث مشہور ہے اور صحیح ہے اَلْحَقُّ بَعْدِیْ مَعَ عُمَرَ حَیْثُ کَانَ یعنے حق بعد میرے ساتھ عمر کے ہے جدہر ہو وہ۔ بلکہ یہ حدیث جو بحق حضرت عمر رض کے ہی وہ خبر دیتی ہے کہ حق عمر رض کے ساتھ لازم ہے اور حضرت حیدر کرار رض کی حدیث مین اللھم کرکے دعا ہی ادارت حق کی ساتھ علی رض کے اور ظاہر ہے کہ اخبار اور دعا مین فرق ہے اور حضرات شیعہ استجابت دعای پیغمبر کو لازم بھی نہین جانتے رَوَی ابْنُ بَابَوَیْہِ الْقُمِّیُّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعَا رَبَّہٗ اَنْ یَّجْمَعَ اَصْحَابَہٗ عَلٰی مُحَبَّۃِ عَلِیٍّ اِلَی الْاٰخِرَۃِ یعنی روایت کی ابن بابویہ قمی نے مقرر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی رب اپنے سے یہ کہ جمع کرلے آپکے اصحاب کو محبت علی رض پر۔ اور حضرت عمر رض کے حق مین لفظ بعدی کا ہے اور بعض ظرفای

اہل سنت وجماعت نے بمقابلہ حضرات شیعہ کے حدیث اَدِرِ الْحَقَّ مَعَہٗ حَیْثُ دَارَ سے تمسک کیا ہے صحت
خلافت حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق وحضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہم اجمعین پر
لِاَنَّ عَلِیًّا کَانَ مَعَہُمْ حَیْثُ بَایَعَہُمْ وَتَابَعَہُمْ وَصَلّٰی مَعَہُمْ فِی الْجُمُعَۃِ وَالْجَمَاعَاتِ وَنَصَحَہُمْ
فِی اُمُوْرٍ تَتَعَلَّقُ بِرِیَاسَتِہِمْ یعنے اسواسطے کہ علی تھے تینوں خلیفون کے ساتھ اسطرح سے کہ بیعت
کی اونکی اور پیروی کی اونکی اور نماز پڑہی اونکی ساتھ جمعہ اور جماعتون مین اور خیر خواہ رہے
اونکی خلافت کے کامون مین ۔ پس قیاس مساوات کا درست ہوتا ہے کہ اَلْحَقُّ مَعَ عَلِیٍّ وَعَلِیٌّ مَعَ
اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ یعنے حق ساتھ علی کے ہے اور علی ساتھ ابوبکر اور عمر اور عثمان کے ہے
اور مقدمہ اجنبیہ کہ مدار صحت نتیجہ کا اس قیاس مین ہوتا ہے صادق ہے لِاَنَّ مُقَارِنَ الْمُقَارِنِ
مُقَارِنٌ یعنے مقرر نزدیک ہونے والا نزدیک ہونی والے سے نزدیک ہے ساتھ نزدیک والے کے
حدیث[۱۱] روایت ابو سعید خدری کی ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِیٍّ اِنَّکَ مُقَاتِلٌ
عَلٰی تَاوِیْلِ الْقُرْاٰنِ کَمَا قَاتَلْتُ عَلٰی تَنْزِیْلِہٖ یعنے مقرر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے
علی کے مقرر تو لڑیگا اوپر تاویل قران کے جیسا لڑا مین اوپر نزول قرآن کے **جواب** یہ روایت
بہی مدعای مخالفین سے کچہہ مساس نہین رکہتی ہے اسواسطے کہ مفاد حدیث کا یہ ہے کہ تو کسی
وقت مین اوقات سے تاویل قرآن پر قتال کریگا اور یہی مذہب اہل سنت وجماعت کا ہے کہ حضرت
علی اپنے مقاتلات مین حق پر تھے اور اونکے مخالفین خطا پر تھے لیکن خطای اجتہادی سے تھے
حدیث[۱۲] اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ فَاِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِہِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ
اَحَدُہُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ کِتَابُ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ یعنے مقرر
چہوڑتا ہون مین تم مین دو بڑی چیزین اگر چنگل مارو تم ساتہہ اون دونون کے ہرگز نہ گمراہ ہوگے
تم بعد میرے ایک اون دونون سے بڑا ہے دوسرے سے یعنے کتاب اللہ کی اور اولاد و اقارب میرے
جواب یہ حدیث بہت صحیح ہے لیکن مخالفین کے مدعا سے کچہہ بہی مساس نہین رکہتی کیونکہ
امر بالتمسک جمیع خلفای راشدین رضی اللہ عنہم کے حق مین وارد ہوا ہے کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ مِنْ بَعْدِیْ تَمَسَّکُوْا بِھَا وَعَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ - یعنے لازم کرو اپنے اوپر سنت میری اور سنت خلفاء راہ پانے والون ہدایت پائے ہوؤنکی بعد میرے چنگل مارو اوسکے ساتھ اور پکڑو اوسکو کچلیون سے اور دوسری حدیث یہ ہے اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ فَاِنَّھُمَا حَبْلُ اللّٰہِ الْمَمْدُوْدُ مَنْ تَمَسَّکَ بِھِمَا فَقَدْ تَمَسَّکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَھَا اَخْرَجَہُ الطَّبْرَانِیْ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ یعنے پیروی کرو اون دو شخصون کی کہ بعد میرے ہونگے وہ ابی بکر اور عمر ہین پس مقرر وہ دونون رسی دراز ہین اللہ کی جس نے تمسک کیا اون دونون سے تمسک کیا اوسنے ساتھ رسی مضبوط کے نہین ہے ٹوٹنا واسطے اوسکے

جواب عترت کے معنے لغت مین اقارب کے ہین پس اگر یہ حدیث امامت پر دلالت کرے تو لازم آویگا کہ جمیع اقارب امام ہون خصوصاً مثل عبداللہ بن عباس اور محمد بن حنفیہ اور حضرت زید شہید اور حسن مثنی اور اسحق بن جعفر صادق وغیرہ اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ اہل سنت وجماعت سمجھتے ہین حق ہے وہ یہ کہ مسلمانون کو ضرور ہے کہ جیسا مجھکو محبوب سمجھتے ہین ویسا ہی علی رض کو بھی سمجھین یعنے محبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جزو ایمان کامل ہے اور یہی مذہب اہل سنت وجماعت کا ہے کہ محبت حضرات خلفاء اربعہ راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کی جنمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی داخل اور شامل ہین جزو ایمان کامل ہے اب شیعہ بھائیون کو مناسب بلکہ انسب ہے کہ وہ اپنے علما اور مجتہدین کے قول کی شرم رکھین اور منازعت حدیث غدیر خم سے باز رہین کہ اوس سے اونکا مطلب خلافت بلا فصل حضرت امیر علیہ السلام نہین نکل سکتا ہے ورنہ جناب ملا باقر مجلسی اخوند اصفہانی اور ابن بابویہ قمی بلکہ خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے قول کی تکذیب لازم آویگی - اور اگر حدیث غدیر خم کا مطلب حسب عقیدہ اہل تشیع اثبات خلافت بلا فصل حضرت امیر ع مین تسلیم کیا جاوے اور نیز روایت نزول ستارہ

کی تصدیق کیجاوے تو سخت اشکال لازم آویگا اسواسطے کہ ارشاد حدیث غدیر بعد فراغ حجۃ الوداع قبل از علالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وقوع مین آیا تہا پس جس حالت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل از علالت منزل غدیر خم مین حسب گمان اہل تشیع خلافت بلا فصل حضرت امیرؑ کی تصریح فرما چکے تھے تو پہر بحالت مرض الموت بحضور بنی مقدس اہل بیت و اصحاب کا سوال دربارۂ تعیین خلافت کہ آپ کے بعد کون آپکا خلیفہ اور جانشین ہوگا کیا معنے رکہتا ہے اور اس استفسار کے کیا حاجت تہی اور اس تحصیل حاصل سے کہ ممتنع ہے کیا حاصل تہا۔ علاوہ اسکے اگر حدیث غدیر خم مین خلافت بلا فصل ارشاد ہو چکے تھے تو پہر روایت نزول ستارہ مین اس ارشاد کے کیا معنے جو کہ اہل بیت و اصحاب کے مکرر سکرر سوال کے جواب مین فرمایا کہ (فردا ستارۂ از آسمان بخانۂ یکی از اصحاب من نازل خواہد شد او خلیفہ و جانشین من خواہد بود) چنانچہ چوتھے روز ستارہ آسمان سے جدا ہوکر دامن حضرت امیرؑ مین اوترا پس روایت مذکورہ سے بہ بیان مشرح صدر بخوبی ثابت ہوگیا کہ حدیث غدیر خم مین خلافت حضرت امیرؑ مقصود نہین ہے خیر یہ امر تو طے ہوگیا۔ اب یہ امر بہی قابل گذارش ہے کہ بلاحظۂ روایت نزول ستارہ ایک سخت حیرت اور استعجاب لاحق حال ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ بوقت استفسار اس امر کے کہ آپکے بعد آپکا جانشین اور خلیفہ کون ہوگا اصحاب اور اہل بیت دونون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچہ جواب ندیا اس توقف دو روزہ سے صاف ثابت ہو رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انتظار وحی تھا اس سبب سے کچہ جواب نہین دیا جب وحی آگئی تب تیسرے روز آپنے فرمایا کہ فردا ستارۂ از آسمان بخانۂ یکے از اصحاب من نازل خواہد شد او خلیفہ و جانشین من خواہد بود یعنے کل ایک ستارہ آسمان سے میرے اصحاب مین سے ایک کے گہر مین نازل ہوگا وہی میرا خلیفہ اور جانشین ہوگا حضرات مؤمنین محبین اب یہ مقام انصاف ہے تمہین انصاف کرو اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو چیستان اور پہیلی نہ خیال کرو دیکھو کس طرح سے تعیین خلافت کا اصحاب مین صاف صاف ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہو رہا ہے اس جگہ ذکر اہل بیت کا اشارۃً وکنایۃً بھی نہین ہے اس سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ سوال کرنے مین تعیین خلافت کے بالاتفاق اہل بیت اور اصحاب دونون موجود تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مطابق حکم آلہی کہ بذریعۂ وحی پونہچا تھا صاف فرما دیا کہ میرے اصحاب مین سے وہ شخص میرا خلیفہ اور جانشین ہوگا جسکے گہر مین ستارہ آسمان سے نازل ہوگا پہر آگے اوس کے آتے مین لکہتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے کہ چوتھے روز اصحاب منتظر نزول ستارہ تھے کہ ستارہ روشن آسمان سے دامن مین حضرت امیر ع کے نازل ہوا اور حضرت امیر علیہ السلام اہل بیت مین داخل ہین پس اسجگہ سخت حیرت ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا تھا کہ میرے اصحاب ہین سے ایک کے گہر مین ستارہ نازل ہوگا وہی میرا خلیفہ اور جانشین ہوگا اور ستارہ اہل بیت کے دامن مین نازل ہوا یہ امر خلافت وحی اور ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کیونکر ہوا اور پہر اجماع امت بہی واسطے خلافت صحابی کے یعنے حضرت صدیق اکبر رض کے ہوا اہل بیت سے کسیکے واسطے نہوا تعجب ہوتا ہے کہ لوگون نے نزول ستارہ بھی دیکھا اور اسکا حکم بہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پایا کہ جہان نزول ستارہ ہو وہے ہمارا خلیفہ اور جانشین ہے پہر کیون اوسکے خلاف سب نے اجماع کیا اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بموجب وحی آلہی کے اصحاب مین سے ایک کی نسبت خلیفہ اور جانشین ہونے کی بشارت دی اور موافق ارشاد پیغمبری اور ارادۂ آلہی کے کہ کنجی قلوب کی خدا کے دست قدرت مین ہے امت نے بھی واسطے خلافت اور جانشینی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین سے حضرت صدیق اکبر رض کو منتخب کر کے اجماع اور اتفاق کیا۔ اور سیاق روایت بہی اسی پر دال ہے کہ بجاے دامن حضرت صدیق اکبر رض دامن حضرت امیر بہ غلطی کاتب سے سہواً آیا یا بالارادہ وقوع مین آیا ورنہ

پیشین گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز وحی الٰہی کے خلاف لازم آتا ہے جو ہم اہل
اسلام کے نزدیک خلاف ہے۔ اور روایت حضرت امام جعفر صادق ؑ سے جسکو ملا باقر مجلسی نے
کتاب حیات القلوب کی تیسرے حصے کے صفحہ ۲۶۲ مین لکھا ہے) صاف صاف ثابت
ہے کہ حدیث غدیر خم مین خلافت حضرت امیرؑ کی مقصود نہین ہے۔ وہ کتاب مذکور
مین لکھتے ہین اصل عبارت اوسکی یہ ہے کہ ابن بابویہ قمی در امالی از امام محمد جعفر صادقؑ
روایت کردہ است کہ چون حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را مرض عارض شد جمع شدند
نزد آنحضرت اہل بیت و اصحاب آنحضرت گفتند ترا عارضہ موت حادث شدہ کہ خلیفہ تو
خواہد بود درمیان ما حضرت جواب نفرمود روز دوم ہم ہمین سوال کردند جواب نفرمود
روز سوم فرمود کہ فردا ستارہ از آسمان بخانہ یکی از اصحاب من نازل خواہد شد او خلیفہ
و جانشین من خواہد بود چون روز چہارم شد ہر یک از اصحاب بمو در حجرہ خود نشستہ
انتظار نزول ستارہ میکشیدند کہ ناگاہ ستارہ از آسمان جدا شد کہ عالم را روشن کرد
و در دامن حضرت امیرؑ در آمد پس منافقان گفتند واللہ این مرد گمراہ شد در محبت
پسر عمش و آنچہ میگوید بخواہش خود میگوید۔ انتہی۔ ترجمہ ابن بابویہ قمی نے امالی مین
امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو
مرض عارض ہوا جمع ہوئے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور اصحاب
آنحضرت کے اور بالاتفاق حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین عرض کیا کہ آپ کو مرض
موت حادث ہوا کون خلیفہ آپکا ہوگا درمیان ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جواب نفرمایا دوسرے روز بھی یہی سوال کیا جواب نفرمایا تیسرے روز فرمایا کہ کل
ایک ستارہ آسمان سے ہمارے اصحاب مین سے ایک کے گھر مین نازل ہوگا وہی
خلیفہ اور جانشین ہمارا ہوگا جب چوتھا روز ہوا ہر ایک اصحاب اپنے اپنے حجرون کے
دروازے پر منتظر نزول ستارہ کے بیٹھے کہ ناگاہ ایک ستارہ آسمان سے جدا ہوا

جسنے عالم کو روشن کیا اور دامن مین حضرت امیر المؤمنین علیؑ کے در آیا پس
منافقین نے کہا واللہ یہ شخص گمراہ ہوا ہے محبت مین اپنے چچا کے بیٹے کے اور جو کچھ
کہتا ہے بخواہش اپنے کہتا ہے۔ تمام ہوا ترجمہ عبارت ملا باقر مجلسی مندرجہ کتاب
حیات القلوب صفحہ ۲۶۲۔ پس ملا باقر مجلسی اور ابن بابویہ قمی خود کوئی عوام مین سے
نہین ہین بلکہ اخص الخواص اور بہت بڑے عالم اور مجتہد مذہب شیعے کے ہین ان
حضرات کا قول خود ہی بہت وقعت نزدیک حضرات شیعہ کے رکھتا ہی اوسپر مستزاد یہ
کہ اس روایت مذکورہ کو اونہون نے حضرت امام صادقؑ سے نقل کیا ہے اس سبب سے
بہت بڑی معتمد اور معتبر ہوگی مگر اسمین بہی کوئی شک اور شبہہ باقی نہین رہا کہ اس
روایت نزول ستارہ کی تیزی روشنی سے مضمون اعتقادی جو حدیث غدیر خم سے
حضرات شیعہ سمجھتے تھے وہ بالکل گم شد ہوگیا اور اس روایت نے جھگڑا ہی حدیث
غدیر خم کا جو کہ لفظ مولی کی نسبت واقع تہا کہ معنے اوسکے اولی بالتصرف ہین یا محبوب یا
پورا پورا طے اور ختم کردیا یعنی اس روایت نزول ستارہ سے بوجہ اتم ثابت ہوگیا کہ
مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حدیث غدیر خم سے وہی تہا جو اہل سنت وجماعت
سمجھتے ہین اب اس مقام پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حدیث ثقلین اور حدیث سفینہ
کی کسیقدر تشریح بیان کرکے اتمام اور اختتام حجت دربارۂ تصفیہ و فیصلہ حقیت
مذہب کیا جاوے۔ واضح ہو کہ حدیث ثقلین اور حدیث سفینہ متفق علیہ سنی وشیعہ
ہین۔ حضرات شیعہ یہ دلیل کرتے ہین کہ شیعہ تابع اور مقلد محبت اہل بیت کی ہین
علاوہ اونکے کل مذہب والے غیر اہل بیت کے مقلد اور تابع ہین اور نیز اہل بیت کی
افعال و اقوال کے خلاف کرتے ہین پس چاہیئے کہ مذہب تشیع حق اور شیعہ ناجی
بیقین ہون اور دوسرے فرق ناری پس اسی قول پر اپنی حدیث سفینہ کو دلیل
پکڑتے ہین۔ اور اہل سنت وجماعت اسکے جواب مین کہتے ہین کہ درحقیقت اتباع

تحقیق حدیث سفینہ و ثقلین

اور تقلید اہل بیت کی موجب نجات ہے چنانچہ ہم اہل سنت وجماعت کی کتب مین صدہا احادیث
سے یہ امر ثابت ہے لیکن انصاف شرط ہے براے خدا انصاف کو ہاتھ سے ندو اور اپنی آنکھون
کو سرمۂ انصاف سے بینا کرو اور چشم تعصب مین نیل کی سلائی پھیر کے دیکھو اور بغور ملاحظہ
کرو کہ کون فرقہ تابع اہل بیت ہے اور کون فرقہ طریقہ اہل بیت سے منحرف ہے پس انصاف پکا
پکار کریہی کہتا ہے کہ شیعہ کسی صورت سے تابع اہل بیت نہین ہوسکتے صرف زبانی ادعا سے
کام نہین چلتا کہنا امر دیگر ہے اور کرنا امر دیگر دیکھو کہ مشرکین مکہ اپنے تئین پیرو اور تابع ملت
ابراہیمہ کہتے تھے اور مسلمانون کو ملقب بلقب صبابی کرتے تھے مگر صرف اونکا زبانی دعوی تھا
(بے دین والے ۱۲)
درحقیقت متبع ملت ابراہیمہ کی نہ تھی۔ پس بنظر انصاف احق باتباع مذہب اہل سنت وجماعت کا
ہے کہ جناب امیر اور دوسرے ایمۂ اطہار اسی مذہب پر تھے جس پر کہ اہل سنت وجماعت ہین
چنانچہ حضرات ایمہ مخالفین اس مذہب کو اپنی مجلس سے نکلوا دیتے تھے۔ اور راویان مذہب
تشیع کا یہ حال ہے کہ کتب متعددہ اہل تشیع سے ثابت ہے کہ سرگروہ اس مذہب کے زمانۂ
حضرت امام سجاد و امام باقر اور امام صادق رضی اللہ عنہم اجمعین مین ہشام بن الحکم اور ہشام
بن سالم اور ابو النجتری وہب بن وہب قرشی اسدی اور مومن طاق اور زید بن جہم ہلالی
اور ابو ربیع سابی اور زرارہ بن ایمن اور حکم بن عتیبہ وغیرہم تھے کہ ان ہرسہ امامون کی رعایا
انہین لوگون کی وساطت سے کتب شیعہ مین مندرج ہین اور یہی لوگ ادعاے روایات کا ان
تینون امامان معصومین موصوفین سے رکھتے ہین اور ان راویون کے حالات کتب شیعہ
سے یون ثابت ہورہے ہین کہ یہ تینون امام کسان مذکورۂ بالا سے سخت بیزار تھے اور ہمیشہ
بیزار رہے اور اونکے عقاید کو رد فرماتے رہے اور برابر اونکی روایات کی تکذیب کرتے رہے
مگر یہ لوگ براہ ابلہ فریبی کے لوگون سے یہی اظہار کرتے رہے کہ امام صاحبونکی سرزنش ہماری
ساتھ بسبب خیرات تورہ یعنے تقیہ کے ہے اصل مین جو کچھ رسائی اور خصوصیت ہم لوگون کو
حضرات ایمہ سے ہے وہ دوسرون کو نہین ہے سب کے سامنے ہم سے بیزاری ظاہر کرتے ہین

مگر تنہائی مین کہدیتے ہین کہ ایسا ہی کرو ہم تمسے خوش ہین معاذ اللہ امام صاحب بہی پلے درجے کے دنیا دار ٹہرے کہ مصلحت وقت سمجہکر لوگون کے سامنے اونکو برا بہلا کہدیتے تھے مگر تنہائی مین مداح رہتے تھے۔ اور تماشا تو یہ ہے کہ کلینی اور دیگر امامیہ اپنی کتب صحاح مین ان لوگون یعنے راویان مذکور کی مذمت حضرات ایمہ سے نقل کرتے ہین وہ عبارت یہ ہے کہ۔ اَلشِّیْعَۃُ کَانُوْا یُکَذِّبُوْنَ عَلَی الْاَئِمَّۃِ وَھُمْ قَدْ تَاذُّوْا مِنْھُمْ پہر انہین لوگون کی روایات کو صحیح جانکر اونکو اپنا قبلہ وکعبہ سمجہتے ہین لہذا چند روایات ایمہ معصومین کی کہ ان لوگون کے مذہب مین ہین اور راونکو مجتہدان اور پیشوایان شیعون نے نقل کیا ہے انکی کتابون سے مثل کافی کلینی وغیرہ کی اس مقام پر لکہتے ہین تا ہمارے شیعہ بہائی اپنے پیشواؤن اور بزرگون کی ہوشیاری اور چالاکی کو ملاحظہ فرماوین اور یقین ہے کہ اگر دیدۂ انصاف سے ملاحظہ فرماوینگے تو بخوبی نا انصافی اور زیادتی روشن ہوجاویگی اور حق وباطل کا پردہ اوٹہ جاوے گا کہوٹا کہرا صاف نظر آویگا۔ رُوِیَ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلیٰ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّہٗ غَضَبَ عَلیٰ شِیْعَتِہٖ وَقَالَ لَوْ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ مَا اَقُوْلُ لَا قَرَّرْتُ اَنَّکُمْ اَصْحَابِیْ ھٰذَا اَبُوْحَنِیْفَۃَ لَہٗ اَصْحَابٌ وَھٰذَا الْحَسَنُ الْبَصَرِیُّ لَہٗ اَصْحَابٌ وَاَنَا اَمْرُءٌ مِنْ قُرَیْشٍ وَلَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَعَلِمْتُ کِتَابَ اللّٰہِ وَفِیْہِ تِبْیَانُ کُلِّ شَیْءٍ اِلیٰ اٰخِرِ الْحَدِیْثِ۔ اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ اِن لوگون پر حضرات ایمہ نے غضب فرمایا ہی ایضاً رُوِیَ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ ع قَالَ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ وَاللّٰہِ اِنَّ اَحَبَّ اَصْحَابِیْ اِلَیَّ اَوْرَعُھُمْ وَاَفْقَھُھُمْ لِحَدِیْثِنَا وَاِنَّ اَسْوَءَ ھُمْ عِنْدِیْ حَالًا وَاَمْقَتَھُمْ لَلَّذِیْ اِذَا سَمِعَ الْحَدِیْثَ یُنْسَبُ اِلَیْنَا وَیُرْوٰی عَنَّا وَھُوَ لَا یَدْرِیْ لَعَلَّ الْحَدِیْثَ مِنْ عِنْدِنَا خَرَجَ پس اس روایت مین اشارہ یہ ہے کہ یہ لوگ اقوال ایمہ کو راہ غلطی سے احادیث مرفوعہ کرکے روایت کرتے ہین از انجملہ ابو ربیع شامی ہے کہ کلینی مین اکثر روایات اوسکی مندرج ہین حالانکہ خود صاحب کلینی اوسکے حق مین لکہتے ہین کہ حضرت امام باقر نے اوسکو سرزنش

کی ہے اور معلوم کرنا چاہیے کہ کتب انکے مذہب کی بہت ہین لیکن چار کتابین نزدیک ان کے
نہایت معتبر ہین ایک کافی کلینی دوسری تہذیب تیسری استبصار چوتھی من لا یحضرہ الفقیہ
پس مدار اس مذہب کا ان چار کتابون پر ہے اور مباحث امامت کے انہین چار کتابون سے
اخذ کرتے ہین اور اکثر راوی ان چار کتابون کے ہشام بن سالم اور ہشام بن حکم اور صاحب الطاق
اور زرارہ بن اعین اور بکیر بن اعین اور میثمی اور سلمان جعفری اور محمد بن مسلم اور ابو بصیر
ہین پس یہ راوی ان چار کتابون مذکورہ کے وہ راوی ہین کہ جنکی روایات کی ائمہ معصومین
نے تکذیب کی ہے رَوَی الْکُلَیْنِیُّ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْخَزَّازِ وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَیْنِ
قَالَ دَخَلْنَا عَلٰی اَبِی الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقُلْنَا اِنَّ هِشَامَ وَالْمِیْثَمِیَّ وَصَاحِبَ
الطَّاقِ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَجْوَفُ اِلَی السُّرَّةِ وَالْبَاقِیْ صَمَدٌ فَخَرَّ لِلّٰهِ سَاجِدًا ثُمَّ
قَالَ سُبْحَانَكَ مَا عَرَفُوْكَ وَلَا وَحَّدُوْكَ فَمِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ وَصَفُوْكَ
یعنے کلینی کہ بہت بڑے معتبر راوی شیعون کے ہین وہ روایت کرتے ہین ابراہیم بن محمد اور محمد
بن حسین سے کہ بیان کیا ان دونون نے کہ داخل ہوئے ہم پاس ابو الحسن رضا کے اور کہا ہمنے
کہ ہشام اور میثمی اور صاحب الطاق کہتے ہین کہ اللہ تعالی کھوکھلا ہے ناف تک اور باقی سپند یعنے
ٹھس ہے پس اوسوقت حضرت امام موصوف سجدے مین گرے اور فرمایا پاک ہے تو نہین پہچانا
اونہون نے تجھکو اور نہ پایا تجھکو اسی سبب سے وصف کیا تیرا آدم بر مطلب وہ حدیث سفینہ اور
ثقلین کی جسکو اہل سنت وجماعت ومخالفین اپنے اپنے دعوی محبت اہل بیت اور عترت نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم پر دلیل لاتے ہین یہ ہے۔ **حدیث سفینہ** عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ اَهْلِ بَیْتِیْ كَمَثَلِ سَفِیْنَةِ نُوْحٍ
مَنْ رَكِبَهَا نَجٰی وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَلِاَحْمَدَ وَالْبَزَّارِ فِیْ صَحِیْحِهِ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ
وَاِبْنِ الزُّبَیْرِ **ترجمہ** مثل اہل بیت میری کے مثل کشتی نوح کے ہے جو شخص کہ سوار
ہوا اوسمین نجات پائی اور جس نے تخلف کیا اوس کشتی سے وہ ہلاک ہوا۔ روایت کیا اوسکو

حاکم نے اور روایت کیا اوسکو احمد اور بزار نے اپنے صحیح مین حسین بن عباس اور ابن زبیر سے اور حدیث ثقلین یہ ہے عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِہٖ لَنْ تَضِلُّوْا کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ترجمہ زید بن ارقم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث کی کہ فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق مین چھوڑنے والا ہون تم مین دو بڑے چیز کتاب اللہ اور اپنی عترت اور ایک روایت مین یہ ہے کہ تحقیق مین چھوڑنیوالا ہون تم مین وہ چیز کہ اگر تمسک کرو تم ساتھ اوسکی ہرگز نہ گمراہ ہوگی کتاب اللہ اور میری عترت پس اسمین کوئی شک وشبہہ نہین ہے کہ اس حدیث سفینہ اور ثقلین کی پوری پوری تعمیل اہل سنت وجماعت کرتے ہین اور بوجہ اکمل اتباع اور تقلید اہل بیت اور عترت اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتی ہین اور بموجب ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اون سے محبت رکھتے ہین بلکہ اونکی محبت کو جزو ایمان حقیقی اور باعث نجات اخروی جانتی ہین اور ہر ایک کو اونمین سے موافق اون کے درجے کے مانتے ہین اور کتاب اللہ کو بھی بحیثیت کتاب اللہ جانتے اور مانتے ہین اور بخوبی پہچانتے ہین کہ یہ وہی کتاب ہی جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھے اسمین ایک لفظ کی بھی کمی وبیشی نہین ہوئی اور نہ ہوسکتی ہی کیونکہ خدائے برتر خود اوسکا حافظ اور نگہبان ہی پس کسکی مجال ہی کہ باوجود نگہبانی خدائے غالب کے اوسمین کمی وبیشی کرسکے بالکل دار ومدار ایمان اور نجات آخرت کا اہل سنت وجماعت کتاب اللہ پر سمجھتے ہین پس اہل سنت وجماعت اوسی کشتی پر سوار ہین جس سے بیڑا پار ہے کسیطرحکا خوف ہلاکت نہین اور ثقلین کو ایسا مضبوط پکڑا ہی جس سے حسب الارشاد نبوی اونکو ہرگز خوف گمراہی باقی نہین - ہان مخالفین کا دعوی نسبت محبت وتقلید اہل بیت وعترت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز تسلیم وپابندی کتاب اللہ کی قولاً ہی فعلاً بالکل نام کو نہین پس دعوی محبت اہل بیت اور عترت پیغمبر علیہ السلام اور اونکی اتباع کا جو مخالفین

کرتے ہین وہ محض غلط اور باطل ہے کیونکہ اہل بیت عبارت ہے زنان اور فرزندان اور دیگر
اقربا سے اور اسی طرح عترت عبارت ہے نسل سے کسی مرد یا کسی قوم کے اور اوسکے عشیرہ سے
اور مخالفین کو اظہار اور دعوی محبت نہین ہے مگر اہل بیت اور عترت مین سے چند لوگون
کے ساتھ کیونکہ ظاہر ہے کہ مخالفین نسب حضرت زینب اور حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم
سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیان ہین انکار کرتی ہین[لہ] اور اکثر اولاد فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا سے عداوت رکھتے ہین اور اونکی تکذیب کرتے ہین چنانچہ زیدیہ حضرت محمد باقر
اور اونکی اولاد امجاد سے انکار کرتے ہین اور اثنا عشریہ زید بن علی بن حسین اور اونکے
بیٹے حضرت یحیی اور ابراہیم بن موسی اور جعفر بن موسی کی کہ یہ سب عالم اور متقی اور صاحب
ظاہر اور باطن تھے تکفیر اور تفسیق کرتے ہین اور جعفر بن موسی کا جعفر کذاب نام رکھا ہے
اور یہی اسیطرح جعفر بن علی برادر حسن عسکری کی تکذیب کرتے ہین اور حسن بن حسن مثنی
اور اونکے بیٹے عبداللہ اور اونکے بیٹے ملقب بنفس زکیہ اور ابراہیم بن عبداللہ اور زکریا بن
محمد الباقر اور محمد بن عبداللہ بن الحسین بن الحسن اور محمد بن قاسم بن حسین اور یحیی
بن عمر احفاد زید بن علی بن الحسین بن الحسن سے ہین اور شیخ عبدالقادر جیلانی اور
انکے سوا ایک جماعت کثیرہ کو علما اور اولیا اور شرفا سادات سے کافر جانتے ہین اور
مخلد فی النار کہتے ہین اور ایک جماعت امامیہ مین سے ان سبکو اعراف مین بتاتے ہین
اور بہت تھوڑے لوگ ہین امامیہ مین سے کہ اوس جماعت اہل بیت کو عقیدے مین گمراہ
جانکر اس بات کے قائل ہین کہ ایک مدت دراز تک یہ لوگ دوزخ مین رکھے جاوینگے
بعد اسکے بہشت مین جاینگے - پس یہ حال ہے حضرات شیعہ محبین کا اولاد حضرت فاطمہ
رضی اللہ عنہا اور نیز دیگر اہل بیت کے ساتھ اولاد و ازواج اور عصبات پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے

تفصیل کا مخلد المقام ۱۲
نسین وفی المقام
خیال فرماوین پوشیدہ
اہل فطانت پر اگر ذرا بھی
ہین داخل ہین جیسا کہ
کہ ازواج بالضرور اہل بیت
سیاق سے بخوبی ظاہر ہے
آیت تطہیر کا سیاق و
اہل بیت نہین سمجھے حالانکہ
ازواج مطہرات کو
لہ اصطلاح

جب یہ حال ہے تو دعوی محبت اور تقلید و تابعیت اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم منجانب
حضرات شیعہ محض لغو اور باطل ہے صرف زبانی ادعا ہے اور سپر طرہ یہ کہ انہین حالات پر
مذہب تشیع کو حق اور شیعہ کو ناجی بیقین جانتے ہین کیا حدیث سفینہ اور ثقلین کا یہی
مطلب ہی کہ بعض اہل بیت کو امام برحق مانو اور بعض بلکہ اکثر کو کافر اور فاسق اور کذاب کہو
البتہ اہل سنت وجماعت کا دعوی محبت اور اتباع اہل بیت صحیح اور حق ہے اسلیے کہ وہ
تمامی اہل بیت اور عترت اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت رکھتے ہین
اور سب کی اطاعت کرتے ہین اس باب کے تو امامیہ بھی معترف ہین کہ مجتہدین اہل سنت
وجماعت رہنے حضرات ایمہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اخذ علم کیا ہے چنانچہ
حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت امام جعفر صادق ع سے اور حضرت امام مالک
رحمہ اللہ نے بھی حضرت امام جعفر ع سے علم سیکھا ہے اور نیز ربیعہ سے اور ربیعہ نے عکرمہ
سے اور عکرمہ نے ابن عباس سے اور اونہون نے علی بن ابی طالب ع سے۔ اور حضرت
امام شافعی رحمہ اللہ نے اون لوگون سے اخذ علم کیا ہے جنکے سلسلے روایت کے حضرات
اہل بیت تک پونہچتے ہین کذا ذکرہ ابن المطہر الحلی فی النہج والمنہج۔ اور نیز حضرت
ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے جناب حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کی اور اونہون نے
زید بن علی رض سے اور حضرت امام باقر و حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما دونون
حضرات نے حضرت ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو اجتہاد کی اجازت دی ابی اویس سے مروی ہے
کہ مینے سنا ربیع بن یوسف سے کہ داخل ہوئے ابو حنیفہ رح پاس خلیفہ ابو جعفر منصور کے
پس پوچھا منصور نے کہ اے نعمان تمنے کس سے علم سیکھا ہے پس کہا ابو حنیفہ نعمان کوفی رح
نے کہ مینے اصحاب علی بن ابی طالب رض اور اصحاب بن عباس رض سے اخذ علم کیا ہے
یہ سنکر منصور نے کہا کہ تمنے اپنا کام محکم کیا ہے۔ مروی ہے کہ حضرت ابو حنیفہ رح ایک مرتبہ
مسجد حرام مین بیٹھے تھے اور گرد اون کے خلقت کا اژدحام تھا اور مسائل شرعی بیان کر رہے تھے

اور جواب مسائل دیتے رہی تھے کہ اسی اثنا مین حضرت امام جعفر صادق رض آکر اونکے سرپہ
کھڑے ہو گئے جب ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس ماجرے سے خبردار ہوئے کہ آپ کھڑے ہین فوراً
تعظیم کو کھڑے ہو گئے اور کہا اے ابن رسول اللہ اگر مجھکو پہلے سے آپکی تشریف آوری معلوم
ہوتی تو مین بیٹھا نہ رہتا حضرت امام جعفر صادق ع نے فرمایا بیٹھو اے ابو حنیفہ اور لوگون
کو جواب دو اوراسی کام پر پایا ہی مینے اپنے اجداد امجاد کو یعنے یہی کام ہمارے جد بزرگوار
بھی کرتے تھے ۔ اور ابو المحاسن حسن بن علی نے باسناد خود ابی بختری سے روایت کی
ہے کہ جعفر صادق ع نے جب ابو حنیفہ رح کو دیکھا کہا گویا کہ مین دیکھتا ہون طرف تمہارے
کہ میرے جد کی سنت کو زندہ کرتے ہو بعد کہنہ ہونے اوسکے کے اور ہو تم جائے فریاد
ہر مظلوم کے اور فریاد رس ہر غمزدہ کی تمسے راہ پاوین متحیر لوگ جب کہ عاجز ہون اور
تم راہ دکھاؤ اون لوگون کو راہ واضح جبکہ وہ حیران ہون پس ہو تمکو خدا سے مدد اور
توفیق تاکہ طالبان تمہاری راہ پہ راہ چلین (یعنے جو لوگ کہ طالب رضای خدا و دین
حق کے ہین وہ تمہاری پیروی کرین) رہا یہ دعوی مخالفین کا کہ باوجود اسکے کہ ابو حنیفہ رح
نے حضرات ائمہ اہل بیت رض سے اخذ علم کیا لیکن اونسے مخالفت کی یہ دعوی اونکا محض
بے دلیل ہے اگر ابو حنیفہ رح نے حضرت امام جعفر صادق رض کی مخالفت کی ہوتی تو ہرگز حضرت
امام جعفر صادق ع اونکی ایسی مدح نفرماتے اور قاضی ابو یوسف اور محمد بن حسن رحمہما اللہ
واسطے زیارت حضرت امام موسی کاظم رض کے جاتے تھے چنانچہ اس بات کو صاحب مقبول
نے کہ امامیہ مین سے ہین کہا ہی کہ جسوقت کہ ہارون الرشید نے حضرت موسی کاظم کو
قید کیا تھا یہ لوگ اوسی جگہ اونکے پاس جاتے تھے ۔ از سیف المسلول پس حدیث سفینہ اور
ثقلین سے حسب مضمون بالا بخوبی ثابت ہو گیا کہ اہل سنت و جماعت قولاً و فعلاً و تعمیلاً محبت
تمامی اہل بیت و عترت رسول اللہ علیہ وسلم کی اور نیز اصحاب رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی رکھتی ہین پس چاہیے کہ یہی ناجی بالیقین ہون اور مخالفین صرف قولاً بعض اہل بیت کی

محبت کا دعوی کرتے ہین وہ اس یقین سے علیحدہ ہون۔ پس حال محبت واطاعت مخالفین کا عترت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تو اوپر معلوم ہو چکا کہ قولاً ہی مگر فعلاً ومعنےً نام کو بہی نہین بلکہ بجاے محبت واطاعت کے معنےٰ بغض وعداوت ولعن وطعن ہی گو بعض کے ساتہ سہی مگر جبکہ حدیث عترت مین کسی نام کے ساتہ عترت واہل بیت مخصوص نہین کئے گئے تو انہین سے بعض کے ساتہ عداوت رکہنا اور لعن وطعن کرنا گویا سب پیہ ہی رہی تابعداری اور اطاعت اور عظمت خدمت وکتاب اللہ کی اوسکی یہ کیفیت ہے کہ قرآن مجید پہ مخالفین اعتماد نہین رکہتے کہتے ہین کہ قرآن مین صحابہ رض نے تحریف کردی ہی اور جو کچہ کہ متواتر ہے عثمان رض سے متواتر ہی نہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور نیز جو حدیثین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ رض سے مروی ہین وہ اونکے نزدیک معتبر نہین ہین کیونکہ اونکا قول ہی کہ بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سب کے سب مرتد ہوگئے مگر چار آدمی پس اجماع صحابہ بہی اس صورتمین مخالفین کے نزدیک حجت نہین ہو سکتا مگر یہ نہین کہلتا کہ پہر جو مخالفین یہ مذہب لائے ہین اور اس مذہب کی نسبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرتے ہین وہ کہان سے کرتے ہین مگر اس موقع پر کہینگے کہ ہمنے اپنا مذہب ایمہ ع سے اخذ کیا ہی تو یہ دعوی مخالفین کا کئی وجہ سے باطل ہے۔ اول یہ کہ پہلے امامت کو ثابت کرو پیچہے یہ دعوی کرو کیونکہ امامت فرع نبوت کی ہے جس حالت مین نبوت خود ہی بجز متواتر صحابہ رض ثابت نہوئی جیسا کہ کہ ہو چکا پس امامت کیونکر ثابت ہوگی اور جس حالت مین تم لوگ قول جماعت بیشمار کا کہ وہ صحابہ اور تابعین ہین معتبر اور مفید علم نہین جانتے اور ان لوگون کے اتفاق کو کذب پر حمل کرتے ہو تو ظاہر ہے کہ قول علی و دیگر ایمہ ع کا کہ ہر قرن مین زیادہ ایک شخص سے امام نہین ہے کیونکر معتبر اور مفید یقین ہوگا اب رہا دعوی عصمت کہ مصحح اون کے قول کا ہو اسکا ثبوت محال ہی۔ اور نیز عصمت فرع امامت کی ہے جب امامت ہی ثابت نہین ہے تو عصمت کہان سے ثابت ہوگی۔ دوسرے یہ کہ اگر امامت حق ہوتی امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ اپنے

بیٹے محمد بن حنفیہ کو اوس سے مطلع کرتے ایسی خبر کو کہ اصول دین سے ہو اور اوسپر اسلام مبنی ہو کبھی اوسکو مہمل نچھوڑتے اور محمد بن حنفیہ کو کبھی ایسی خبر سے غافل نچھوڑتے اگر ضبروا اگر جاتے تو محمد بن علی کو علی ابن الحسین سے دربارۂ امامت جھگڑا نہوتا جیسا کہ مخالفین کا گمان ہے کہ امامت مین محمد ابن حنیفہ نے علی بن الحسین سے جھگڑا کیا اور حجر اسود کو حکم بنایا الی آخر ما فترہ اور پھر اسیطرح علی بن الحسین اپنے بیٹے زید کو مطلع کر دیتے تاکہ زید امامت سے محمد باقر کے انکار نکرتے۔ حالانکہ کلینی نے کافی مین ابان سے روایت کی ہے کہ ہشام واحول نے کہا کہ مجھسے زید بن علی نے کہا کہ تو میرے ساتھ رہ تاکہ جہاد کرین احول نے جواب مین کہا نہین تب زید نے کہا کہ تو اپنی جان کو ہمسے عزیز رکھتا ہے احول نے کہا کہ مین ایک جان رکھتا ہون حق تعالی کے واسطے زمین مین حجت ہی یعنے محمد باقر امام برحق ہین پس میرا تمھارے ساتھ رہنا اور نرہنا برابر ہی زید نے کہا کہ میرے باپ مجھسے ایسی محبت رکھتے تھے کہ ہمیشہ لقمہ سرد کر کے میرے منھہ مین دیا کرتے تھے کیونکر گوارا کر سکتے کہ مجھکو آتش دوزخ مین ڈالتے یعنے اگر محمد باقر امام برحق ہوتے تو میرے باپ مجھے ضرور اطلاع دیتے۔ تیسرے یہ کہ امامت مین مخالفین کے نزدیک نص جلی شرط ہی اور یہ امر یقینی ہے کہ اگر امامت اصول دین سے ہوتی تو ضرور ہے کہ شارع اوسکو ہرگز مہمل نچھوڑتے اور اگر امامت مین نص بطریق احاد کے کافی متصور کرین تو یہ امر جائز نہین ہوسکتا کیونکہ روایت آحاد کی موجب علم کی نہین ہے اور بنا عقائد کی اوسپر ہو نہین سکتی پس واجب ہی کہ نص متواتر ہو اور اسیوجہ سے مخالفین دعوی تواتر کا کرتے ہین مگر دعوی تواتر اونکا باطل ہے کیونکہ اگر تواتر ہوتا تو اسقدر اختلاف امامت ایمہ مین واقع نہوتا اسلیے کہ متواترات مین اختلاف محال ہے جبکہ اختلاف بسیار امامیہ ایمہ مین واقع ہی یہانتک کہ اصحاب ایک امام کے کہ ہر ایک دعوی اخذ علم اوسی امام سے رکھتا ہے باہم مختلف ہین پس تواتر کہان رہا چنانچہ جعفر صادق کے اصحاب عمر بن سعید مدائنی وغیرہ کہتے ہین کہ امام بعد جعفر کے اونکے بیٹے عبد اللہ ہین اور علی بن ابی حمزہ سالم اور

علی ابن رباح وغیرہ کہتے ہین کہ امام بعد جعفر کے موسی ہین اور موسی پر امامت ختم ہوئی اور
ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ امام بعد موسی کے اونکے بیٹے علی ہین اور بھی اسیطرح سے
موسی ع کے اصحاب مین اختلاف ہی احمد بن ابی بشر سراج ابی جعفر و حسین بن مہران
و محمد بن ابی نصیر سکونی و عثمان بن عیسی ابو عمرو عامری و صفوان بن یحیی ابو محمد علی کہتے
ہین کہ امامت موسی پر ختم ہوئی اور دیگر اصحاب موسی کے کہتے ہین کہ امام بعد موسی کی علی ہے
اسیطرح کے بہت اختلاف درمیان اصحاب ہر امام کے واقع ہوئے ہین اور یہ اختلاف
دلیل کذب کی ہے اور موجب اضطراب اور نادرستی کا ہے احادیث احاد مین چہ جائیکہ
متواترات مین کما لایخفی چوتھے یہ کہ امامت کا دعوی ایمہ سے متعارض آیا ہے مثلاً محمد باقر
اور زید دونون بیٹے علی بن الحسین کے ہین اور دونون عالم اور متقی اور متصف باوصاف
کمال اور مخالفین دونون سے دعوی امامت نقل کرتے ہین زیدیہ زیدؑ سے اثنا عشریہ
و باقریہ محمد باقرؑ سے پس ایک کی تصدیق کرنا اور دوسرے کی تکذیب کرنا ترجیح بلا مرجح ہی
وَاِذَا تَعَارَضَا تَسَاقَطَا یعنے جب دونون متعارض ہوئے دونون ساقط ہوئے۔ اور نیز بعض
لوگ اصحاب ایمہ مین سے چنانچہ حسن بن علی بن وصال اصحاب امام رضاؑ و جوادؑ سے
منکر امامت دونون کے تھے اور اوس شخص کی تکذیب کرتے تھے کہ جو اونکو امام واجب الطاعت
جانے۔ اور سماعت بن مہران حضرمی اصحاب صادق اور کاظم سے اور عثمان بن عیسے
اصحاب کاظم اور رضا سے منکر امامت رضا ع کے تھے پس ظاہر ہی کہ باوجود ایسے تکاذب و تعارض
درمیان احوال ایمہ و اقوال اصحاب ایمہ امامت کیونکر ثابت ہوسکتی ہے۔ یہ بہتو طرح سے
وجوہات بطلان دعوی مخالفین پر مشتی نمونہ از خرواری اس رسالہ مختصر مین لکھے گئے
پورے طور پر تشریح کے ساتھ دیکھنا ہو تو جناب قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی
رحمہ اللہ کی کتاب سیف المسلول کے برہان ثامن مقالہ اولی ابطال مذہب مخالفین
مین ملاحظہ کیجئے۔ یہ حال ہے مخالفین کا کتاب اللہ اور احادیث و عترت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھہ پس جس حالت مین مخالفین کتاب اللہ کو تحریف کردہ صحابہ رضی اللہ عنہ اور احادیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کہ بروایۃ صحابہ رض مروی ہین غیر معتبر سمجھتے ہین اگرچہ وہ متواترات سے ہین ـ پس اس صورت مین اگر مذہب مخالفین کا صحیح سمجہا جاوی تو نہ نبوۃ ثابت ہوتی ہے اور نہ جو کچھ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خدا کے یہان سے نازل ہوا بلکہ تمامی متواترات سے وثوق جسکا نام ہے وہی اوٹھا جاتا ہے اور متواترات کے انکار سے سفسطہ لازم آتا ہی اسلئی کہ ہمنے نہ تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا ہے اور نہ حضرت ابوبکر وحضرت علی کو اور نہ پیغمبر صاحب کی معجزی کو دیکہا ہے نہ جبرئیل عم کو اور نہ ہمارے سامنے قرآن نازل ہوا بلکہ ہمنے قرآن کو پایا اور بخبر متواتر دریافت ہوا کہ یہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تہا اور بڑے بڑے فصحای عرب نے قاطبتہ اوسکا معارضہ کیا اور سب کے سب باوجود اسکے کہ جم غفیر اور جماعت کثیر تھے اور مدت دراز تک معارض رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے بیہ تحدی رہے کہ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ پس لاؤ تم کوئی سورۃ بہی مانند اوسکے مگر معارضہ سے عاجز رہے اور محمد صاحب ایک مرد امی تہے قریش سے دعوی نبوت کا کیا اور یہ بہی قرآن جواب موجود ہے پڑہا اور لوگون کو اسکے طرف بولایا اوسوقت محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ کوئی رفیق تہا اور نہ کوئی آپکی پاس فوج تہی نہ حشم بلکہ احد من الناس تہے یہ بات محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی وضیع وشریف اہل مکہ کو کہ اپنے دین اباری سے سخت مالوف تہے ناگوار گذری اس سبب سے وہ لوگ محمد صاحب کی عداوت پر مستعد ہوگئے جب محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتہہ پر معجزات باہرہ نے ظہور پکڑا اور اللہ پاک کے کلام نے لوگون کے دلون مین اثر کیا بقدر استعداد لوگون نے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم قبول کیا سب سے پہلے جو ایمان لاے ابوبکر رضی اللہ عنہ یا علی رضی اللہ عنہ تہے پہر ایک جماعت قلیل مسلمان ہوی عمر رضی اللہ عنہ وعثمان رضی اللہ عنہ بہی اوسی جماعت سے تہے اوسکے بعد روز بروز آفتاب ہدایت الہی نے قوت پکڑی اور تاریکی کفر دور ہوی ادہر کفار

بھی محمد صاحب اور انکی اصحاب کے عداوت اور آپ کی دین کے برہم کرنے مین کوئی قصد نہین
کرتے تھی جو مسلمان کہ تابع محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوگئے تھے وہ لوگ محبت وتائید
محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم اور دین محمدی مین جان ومال تصدق کردینے مین تقصیر کرنا
نہین چاہتے تھے ہمہ نوع مستعد اور کمربستۂ اطاعت تھے یہان تک کہ دور دراز بلاد وقریہ کے
لوگ جو دوسرے دین سے الفت رکھتے تھے حقیقت دین محمدی دریافت کرکے ہر جانب سے
آتے تھے اور حسب مضمون يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللهِ اَفْوَاجًا داخل دین
محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتے تھے - اوسوقت بخطاب اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ
لَكُمْ دِيْنَكُمْ سے مستبشر ہوئے - اور آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بحکم اِذَا فَرَغْتَ
فَانْصَبْ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ کے ندا اَلرَّفِيْقُ الْاَعْلٰى کی بلند کی - بعد وفات
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ اصلی آپکی حیات مین ساعی فی الدین تھے اوسیطرح سے
بعد وفات آپکی بھی ترویج دین مین سعیان وکوشش کرتے رہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
نے بنی حنیفہ وغیرہ قبایل عرب سے کہ مرتد ہوگئی تھے جہاد کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
اسقدر بلاد کفر کو نور اسلام سے منور کیا کہ کسری وقیصر کو بھی برہم کردیا - پس یہ سب خبرین
ہمکو بذریعہ اخبار متواترہ کے معلوم ہوئین پس اگر یہ سب خبرین متواتر موجب علم یقین کے
ہین تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت بھی مسلم اور قرآن بھی مسلم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کا حق بھی ہم مسلمانون کے گردنون پہ مسلم کہ یہ سب رنج اوٹھاکر اور کوششین فرماکر ہم
لوگون کو تاریکی کفر سے نکال کر نور اسلام سے آنے مشرف فرمایا اور جنت کی راہ دکھائی
اور اسیطرح حق ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وغیرہم رضی اللہ عنہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا
بھی ہم لوگون یعنے اہل اسلام کے گردنون پر ثابت اور متحقق ہے کہ یہ سب حضرات محمد وحین
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان سب رنج کشیون اور سعیون مین شریک اور رفیق تھے
لیکن یہ حقوق ان حضرات کے برابر نہین ہین بلکہ متفاوت درجات ہین چنانچہ حق تعالے

فرماتا ہے لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وقال اللہ تعالی لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ

ترجمہ نہین برابر ہوتے بیٹھ رہنے والی مسلمانون سے سوای ضرر والی یعنے اندہی لنگڑی بیمار اور جہاد کرنے والے بیچ راہ اللہ کے ساتھ مالون اپنے کے اور جانون اپنے کے بزرگی دی اللہ نے جہاد کرنے والون کو ساتھ مالون اپنے کے اور جانون اپنے کے اوپر بیٹھ رہنے والون کے درجون مین اور ہر ایک کو وعدہ دیا اللہ نے اچہا اور فرمایا اللہ تعالی نے نہین برابر تم مین سے وہ شخص کہ جس نے خرچ کیا تہا پہلے فتح مکہ سے اور لڑائی کی تہی یہ لوگ بڑے ہین درجون مین اون لوگون سے کہ خرچ کیا اونہون نے پیچہے سے اور لڑائی کی اور ہر ایک کو وعدہ دیا اللہ نے اچہا ختم ہوا ترجمہ دونون آیتون کا۔ پس بنظر حالات بالا نادان سے نادان بہی سمجہہ سکتا ہے کہ مذہب مخالفین باطل ہے اور مذہب اہل سنت وجماعت برحق وثابت اور اگر یہ سب خبرین متواتر کچہہ مفید علم ویقین مضامین بالا مین نہین ہین تو لازم آویگا کہ یہ سب لاکہون مرد وعورت کہ عرب وعجم کے باشندہ تہے مختلف قبایل سے تہے دور دراز ملکون کے رہنے والے تہے مختلف المزاج تہے انہین لوگون نے اپنا آبائی دین چہوڑ کر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کیا تہا اور نیز اون لوگون نے ہر طرح کی رنج اور تکالیف جان اور مال کی برداشت کرکے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مستحکم کیا تہا اور اون سبہون نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے صحبتین پائین تہین مگر صحبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو کچہہ فائدہ نہ کیا سبہون نے بپاس خاطر ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہ کے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برباد کیا اور قرآن منزل من اللہ کو معدوم کرکے قرآن عثمان رضی اللہ عنہ کو خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب کرکے متواتر روایت کیا اور ایک دوسرا دین علاوہ

دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے تراش کرکے ہم لوگون تک پہونچایا۔ پس ایسی حالت مین کہ خبر متواتر قابل اعتماد و وثوق کے نہ سمجھی جاوی تو محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود اور آپکی معجزات پر علم کہان سے اور کیونکر حاصل ہوسکتا ہے بلکہ تمامے متواترات سے وثوق اوٹھا جاتا ہے کیونکر جائز ہے یہ کہ کوفہ و بصرہ و بغداد و مصر و نجف اشرف و کربلا وغیرہ جہان مین موجود نہون لوگون نے جھوٹ پر متفق ہوکر اون کی موجودگی کی خبر متواتر تم تک یعنے اون لوگون تک جنہون نے اون مقامات کو دیکھا نہین پہونچا ہی ہو اور یہ در حقیقت سفسطہ ہے اور یہ دعوی کرنا کہ اس خبر متواتر سے علم موجود اور ثبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حاصل ہوتا ہے اور علم باحسان و اسلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ کرام کا حاصل نہین ہوتا یہ دعوی ہے محض بے دلیل اور تفریق ہے بلا فارق کما لایخفی۔ سیف المسلول برہان شایع وثامن پس جب حسب تشریحات بالا بخوبی ثابت ہوگیا کہ حدیث غدیر خم مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ مین مخالفین جو لفظ مولی کو بمعنی اولی بامامت کہتے ہین وہ مفہوم اونکا سراسر باطل اور غلط ہے اور ملا باقر مجلسی کہ بہت بڑے عالم اور مقتدا مذہب اہل تشیع کے ہین اونہون نے مفہوم مخالفین کو جو حدیث موصوف سے سمجھتے تھے بتصدیق حدیث نزول ستارہ کہ اسکی بھی تصریح معہ نام و نشان کتاب و صفحہ گذر گئی ہے بیخ و بن سے کھود بہایا اور بآواز بلند کہدیا کہ غدیر خم مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا خلیفہ نہین فرمایا تھا ورنہ حدیث نزول ستارہ چہ معنی دارد بلکہ بعض علمای قدیم نے مخالفین مین سے بلا سوچی اور سمجھے و اندیشۂ انجام کار کے جو حدیث خم غدیر کو آڑ پکڑ کر اذان مین اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ وَوَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَخَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْلٍ کو داخل کردیا ہے اسکو اونہین کے علمای معتمدین و معززین متقدمین نے عقل لطیف کو کام فرماکر اور انجام کار سے اندیشہ کرکے بخیال مضحکہ غلط قرار دیکر صاف لکھدیا اور بدلائل کتب حدیث و فقہ اذان کے صرف اٹھارہ کلمے حصر ہین یہ کلمات نہین ہین ثابت کرکے جائز

رکہی اور لکہدیا کہ علاوہ اٹھارہ کلمہ مصرحہ حدیث وفقہ کے یہ کلمہ مذکورہ خواہ مثل و سکے اذان مین کہنا ناجایز وحرام و بدعت ہے اور اون لوگونکو جنہون نے کلمات مذکورہ کا اذان مین ایجاد کیا ہے اپنے زمرے سے خارج کردیا اور اونکا فرقہ مفوضہ لعنہم اللہ نام رکہا اور حکم لگادیا کہ یہ فرقہ مفوضہ جہوٹی حدیثین بناتا ہے اور اذان مین کلمہ ایجادی زیادہ کرتا ہے چنانچہ الہ آباد مین اذان مین کلمات مذکور کے کہنے پر درمیان اہل سنت وجماعت وشیعہ کے تکرار ہولی تہی اور وہ مقدمہ عدالت منصفی مین دایر تہا پس منجانب اہل سنت وجماعت جو ثبوت اور استفتائے علمائے شیعہ بتاریخ ۵ اجولائی ۱۸۹۴ء عیسوی بمقدمہ مذکورہ کہ نمبر اوسکا ۵۳۵ تہا داخل ہوا ہی بجنسہ اوسکا اس موقع مین درج کرنا خالی از دلچسپی نہین ہے لہذا بلفظہ اسمقام پر درج کیا جاتا ہے

مراسلات

اڈیٹر کا ہر ایک مراسلت سے متفق الرائے ہونا ضروری امر نہین ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَ بِہٖ نَسْتَعِیْنُ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ جناب قبلہ وکعبہ شیعان سید محمد ابراہیم صاحب مجتہد لکہنؤ کے اجتہاد کی خوبی ملاحظہ اسکے ایک شخص نے مجتہد موصوف سے الفاظ کلمۂ اذان مذہب شیعہ کے نسبت استفتا کیا تہا اور اندنون ایک دوسرے شخص نے بہی اوسی باب مین استفتا کیا مجتہد موصوف نے دونون کا جواب مخالف یکدیگر لکہا دونون کی نقل یہ ہے۔ نقل فتوای سابق۔ سوال از جناب مستطاب مولانا سید محمد ابراہیم صاحب مجتہد العصر دام فیوضکم۔ مَا قَوْلُکُمْ رِضْوَانُ اللہِ عَلَیْکُمْ اس مسئلے مین کہ ایک شخص جو آپکا مقلد ہے اور لیاقت اجتہاد کی نہین رکہتا ہے اذان مین جملہ اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللہِ وَوَصِیُّ رَسُوْلِہٖ وَخَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْلٍ کو یہ سمجہکر کہ شرعاً ارکان اذان مین ہی اور کہنا اوسکا اذان مین لازم ہے کہتا ہے تو شرعاً اوس شخص کی نسبت کیا حکم ہے اور اس کہنے کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے بینوا مَعَ سَنَدِ الْکِتَابِ وَ تُوْجَرُوْا عِنْدَ اللہِ الْوَھَّابِ

ہوالعالم

جواب صورت مذکورہ مین وہ شخص خاطی و گنہگار ہوگا واللہ یعلم۔

نقل عبارت لفافہ ڈاک فتوائے مذکورۃ الصدر بعونہ تعالیٰ لفافہ ہذا در شہر الہ آباد دایرہ شاہ اجمل مکان غلام ضامن صاحب رسیدہ بمطالعہ ساطعہ والا منزلت عالی مرتبت معدن لطف و محبت سید غلام حسین صاحب زاد مجدہم موصول باد ۔ السید ابراہیم عفی عنہ ۱۷ ماہ صیام ۱۳۲۱ ہجری بیرنگ از لکھنو

نقل فتوائے حال مجتہد موصوف

کیا فرماتے ہین علمائے فرقۂ شیعہ اس مسئلے مین کہ اذان مین اَشْھَدُ اَنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیًّا وَلِیُّ اللہِ وَوَصِیُّ رَسُوْلِ اللہِ وَخَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْلٍ کہنا جزو ایمان اور مستحب ہے یا نہین اور کہنے والا مستحق ثواب ہوگا یا نہین۔ **جواب** کلمہ مذکور کا کہنا اور اعتقاد کرنا جزو ایمان ہی اور اذان مین کہنا باعث اجر و ثواب عظیم ہے علاوہ برین اسکے کہنے سے شیعہ لوگ سمجھتے ہین کہ یہ اذان ہی شیعہ کی اور یہ سنکے معلوم کرتے ہین کہ اب نماز ہمارے مذہب کا پیش نماز ادا کیا چاہتا ہے اپنی مسجد مین اور جو مسافر وارد ہوتے ہین شیعہ یا کوئی اپنے کاروبار مین مصروف ہوتا ہے وہ اوسکو ترک کرکے حاضر ہوتا ہے واسطے نماز کے جسطرح اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ خاص اہل سنت کی نماز صبح کی اذان کے واسطے معین کیا گیا ہے تاکہ جو لوگ سوتے ہین وہ مطلع ہوجاوین اور معلوم کرین کہ یہ اذان اہل سنت کی نمازیون کی ہے اور اپنی مسجد اور نماز کی طرف سعی کرین واللہ یعلم۔ ہو العالم محمد ابراہیم عفی عنہ۔ بتاریخ ۱۵ جولائی ۱۹۰۴ء عدالت منصفی درجہ اول شہر الہ آباد مین بمقدمہ نمبری ۲۵ ۱۹۰۴ء داخل ہوا واضح ہو کہ کتاب من لایحضرہ الفقیہ معتبر حدیث شیعہ مین اور کتاب حدیث شیعہ استبصار اور کتاب حدیث شیعہ تہذیب الایمان مین کہ یہ تینون کتابین معتبر کتب حدیث شیعہ کی ہین اسہارہ کلمے اذان مین لکھے ہین یہ کلمہ اونمین نہین اور کتب فقہ معتبر فرقۂ شیعہ مثل شرح لمعہ و شرایع و جامع رضوی وغیرہ مین بھی یہ کلمے نہین ہین بلکہ کتاب من لایحضرہ الفقیہ مین

اٹھارہ کلمہ اذان کی نسبت لکھے ہین کہ یہی اذان صحیح ہے نہ زیادہ کیا جاویگا اوسمین اور نہ کم کیا جاویگا اوس سے اور فرقۂ مفوضہ نے کہ لعنت کرے اونکو اللہ جھوٹی حدیثین بنائی ہین اور زیادہ کیا ہم اون کو اعتبار سے اذان مین محمد و آل محمد خیر البریہ دو مرتبہ اور اونکی بعض روایت مین ہے بعد اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ دو مرتبہ اور اونمین مفوضہ سے ہے جو شخص کہ روایت کی اوسنے بدلے ہین اوسکے اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ حَقًّا دو مرتبہ اور بے شک عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ ہین اور تحقیق کہ وہ امیر المومنین ہین اور تحقیق محمد و آل محمد خیر البریہ ہین لیکن نہین ہے یہ اصل اذان مین خاصکر مینے ذکر کیا اس مضمون کا اسلیے کہ پہچانے جائین اس زیادہ کرنے سے وہ لوگ جو متہم ہین ساتھہ مذہب تفویض کے یعنی مُفَوِّضَہ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ جو چھپائے ہوئے ہین اپنے کو ہمارے فرقے مین انتھی ترجمہ۔ اور کتاب مسمی بشرح لمعہ مین ہے پس ہو گا داخل کرنا اوسکا یعنے تشہد بولایۃ العلی علیہ السلام وغیرہ کا اذان مین بدعت اور نئی شرع کا پیدا کرنا جیسا کہ اگر زیادہ کرے نماز مین ایک رکعت یا قعود یا مثل اوسکے عبادات سے اور بالجملہ یہ احکام ایمان سے ہین نہ کہ کلمات اذان سے کہا صدوق رح نے کہ تحقیق داخل کرنا اسکا اذان مین حدیث بنالینے فرقۂ مفوضہ سے ہے اور فرقۂ مفوضہ ایک گروہ غلات روافض سے ہے غلات کو شیعہ کافر سمجھتے ہین اور کتاب مسالک یون ہی ہیگی کلمہ کا اذان مین کلمات مذکورہ سے حرام لکھا ہے اور کتاب جامع رضوی مین ہے (اذان عبادتی ست متلقی از شارع و زیادہ کردن چیزے یا کم کردن چیزے از ان بدعت و ہر بدعت ضلالت ست) محدثین اور فقہاء کی کتب معتبرہ مین جو کچھہ لکھا تھا وہ تو آپنے دیکھا کہ جسمین اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ کی نسبت حرام اور بدعت اور ضلالت اور نئی شرع کا بنالینا لکھا ہے اور اوسکو شعار اور پہچان فرقۂ مفوضہ کا قرار دیا ہے اور لَعَنَھُمُ اللّٰہُ کا لفظ اونکی نسبت لکھا ہے کلمہ خَلِیْفَۃُ بِلَا فَصْلٍ کا تو کہین ذکر بھی نہین ہے یہ کلمہ تو مفوضہ پر بھی حاشیہ لگاتا ہے تعصب کی سلامتی کی دعا فرمائی جاوے افسوس کہ حضرت مجتہد نے ان روایات اور عبارات صحیحہ کا کچھہ لحاظ نفرمایا

اور اپنے فتوائے سابقہ محررہ ۱۷ رمضان شریف ۱۳۱۲ ہجری کو بھی بقول حافظ نبا شد نظر انداز فرما کر بعض متعصبین کی خاطر سے نیا اجتہاد فرمانیکا ارادہ فرمایا بنیاد فساد کو مثل مفوضہ کے جنکی نسبت ــــــــ اوپر مذکور ہے بجائے اجتہاد کے ایجاد کیا سبحان اللہ کبھی فتوائے خطا و عصیان اور کبھی فتوائی اجر و ثواب و ادخال ذان جزو ایمان ۵ بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ یہ بھی خیال فرمانے کی بات ہے کہ ادلۂ احکام فقہیہ نزد فرقۂ امامیہ چار ہین ایک کتاب اللہ دوم سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ عبارت ہے حدیث نبوی و احادیث ائمہ علیہم السلام سے تیسرے دلیل احکام فقہیہ کے ثبوت کی اجماع ہے جو عبارت ہے اتفاق جمیع اہل حل و عقد امت مصطفوی سے اور اوسکی تین قسمین ہین اول اجماع جمیع فرق اسلام جسکی مخالفت کفر ہے۔ دوسرے اجماع جمیع علمائے فرقۂ امامیہ جسکی مخالفت سے شیعہ ہونے سے خارج ہو جاتا ہے تیسرے دلیل عقل ہے جو قیاس سے بھی عام ہے۔ بدین وجہ مجتہد کو چار امر مین کامل ہونا ضروریات سے ہے اول قرآن دانی دوم حدیث دانی و مہارت علم اصول حدیث سوم علم تواریخ بصحت و اقوال علما و احوال علمائے مجتہدین سابقین اور اونکی ادلہ کی واقفیت تامہ۔ چہارم سلامت عقل و صحت حواس و صحت بدنی و قوای ظاہری و باطنی۔ اب اس فتوای حال کو ملاحظہ فرما کر دیکھیے کہ کس دلیل شرعی پر مبتنی ہے اول کتاب دوم سنت سوم اجماع کو حسب مضامین عبارات کتب سابقہ کے کچھ تعلق اس فتوی سے نہین ہے باقی رہی چہارم عقل جسکا مقتضی یہ ہے کہ ہر مسلمان کو خوف خدا اور مستعدی امور دینی مین لازم ہے جسکی کیفیت اِن دونون فنون پر بغور لحاظ کرنے سے ظاہر ہوتی ہے فتوای اول جو نادانستہ آدمی نے طلب کیا تھا اور اوس سے کوئی غرض متعلق نہ تھی کیسی بے پروائی سے اوسکا دو لفظی جواب دیا حالانکہ وہ سائل عبارت کتاب کا بھی طالب تھا اوس سے بھی دریغ فرمایا گیا بلکہ شق ثانی سوال (یعنے اس کہنے کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے) کا بنظر سہل انگاری و بے پروائی جواب بھی دینا بار خاطر

قرار پاکر اوسکا جواب بہی نہ دیا گیا اور فتوای حال جو ایک رئیس اہل دولت کی خاطر سے
لکہا گیا فتوای سابق کے خلاف۔ یعنے عبارت سے کہ وقت اعتراض کچہہ توجیہ بار دگر کرنے
کی جگہہ ہو اور مکنون خاطر سائل بہت صراحت کے ساتہہ بیان کیا جاوے گو خلاف کتب معتبرہ
حدیث و فقہ کے بہی ہو جائی (کیا پرواہے) اب جواب حال کو بغور دیکہئے کہ کسقدر عقل صحیح
پر مبنی ہے جسکا مختصرًا ذیل مین حوالہ دیتا ہون عبارت فتوی ہی کلمہ مذکور کا کہنا اور اعتقاد کرنا
جزو ایمان ہے ۔ یہ عبارت فتوی بالکل غلط ہے اذان مین کہنا اور اعتقاد رکہنا ہرگز
جزو ایمان نہین ہے بلکہ جزو اذان بہی نہین ہے اور اگر اس عبارت سے حکم خارج از اذان
مقصود ہو تو سوال از آسمان کا جواب از ریسمان ہے ۔ برین عقل و دانش بباید گریست
حالانکہ خارج از اذان بہی اسکا کہنا اور اعتقاد کرنا جزو ایمان نہین ہے بلکہ یہ کلمہ بالکل غلط
اور خلاف کلام حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب جناب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے
ہے کما فے نہج البلاغۃ دیکہیے ترجمہ کتاب مذکور مندرجہ خط حضرت علے
علیہ السلام جو بنام معاویہ رض کے ہے کہ تحقیق بیعت کی میری اوس قوم نے جس نے
بیعت کی ابوبکر و عمر و عثمان سے اوس اقرار پر جس پہ بیعت کی اون لوگون نے
اونکی یہ نہوگا کہ موجود تو قبول کرے اور جو موجود نہو انکار کرے اور مشورہ[له] مہاجرین
اور انصار کا ہے پس اگر اتفاق کرین کسی شخص پر اور اوسکو امام نامزد کردین تو
ہو جائیگا یہ اتفاق رضامندی اللہ کی پس اگر باہر ہوا اوسکے حکم سے کوئی باہر
ہونے والا بسبب طعن یا بدعت کے پہیر و اوسکو طرف اوس چیز کے جس سے وہ خارج
ہوا ہے پس اگر انکار کرے قتال کرو اوس سے بہ سبب پیروی کرنے اوسکے کرایسی راہ
کی جو نہین ہے راہ ایمان والون کی) عبارت خط مذکور سے بصراحت ثابت ہی کہ حضرات
خلفاے ثلثہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین قبل حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلیفہ ہوچکے
تہے لہذا معنے صریحی اس کلمے کے بالکل غلط قرار پاگئی اب رہا مدلول التزامی اس کلمے کا

[له] منہ [illegible]

جو درحقیقت طعن اور سب صحابہ مین داخل ہے یعنے بظاہر گو خلیفہ ہوئے تھے لیکن نعوذ باللہ اونکی خلافت خلافت حقہ نہ تھی بلکہ خلافت حقہ بلافصل خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تھی جو بجبر حضرت موصوفین رضی اللہ عنہم نے غصب کر لی تھی اس معنے کا لازم یقینی طعن اور سب ہی اسے خط حضرت مرتضوی رضوان اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ سے بطلان اس دعوی کا بھی ثابت ہے جیساکہ عبارت خط مذکور سے ظاہر ہے اس خط شریف مین یہ عبارت جو مندرج ہے (بسبب پیروی کرنے اوسکی ایسی راہ کے جو نہین ہے راہ ایمان والون کی) یہ امر آیت شریف قرآنی سے بھی ثابت ہی کہ حضرت باری عزاسمہ نے اپنے کلام پاک مین انحصار مسلمانون کا تین گروہ مین فرمایا ہے اول مہاجرین دوسرے انصار تیسرے وہ لوگ جو اونکے بعد ہونگے اور اونکو اچہا کہین گے نہ کہ وہ لوگ جنکا جزو ایمان خلاف اسکے ہو (دیکھو آیت للفقراء المہاجرین الی اخر الایۃ) ابن حدید شارح کتاب نہج البلاغت نے جو اس خط مولی المومنین جناب امیر علیہ السلام کو محمول تقیہ پر کیا ہے قیاس مع الفارق ہے حضرت اشجع المسلمین یعسوب الدین اسد اللہ الغالب حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو اپنے عہد خلافت مین کیا خوف تہا جسکی جہت سے تقیہ فرماتے اور خود عبارت خط مذکور منافی امر تقیہ ہے بلکہ اوس سے اظہار صولت اور امر بقتال بحالت نا فرمانی ظاہر و ثابت ہے یہ امر بھی متفق علیہ حضرات شیعہ ہے کہ حضرات ایمہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین منجانب اللہ مخیر تھے کہ جب تک چاہین زندہ رہین اور جب چاہین انتقال فرمائین پھر خوف کیا بالجملہ خوف کا احتمال کر کے نسبت تقیہ کے طرف حضرت موصوف سلام اللہ علیہ و آلہ کے سوء ادب سے خالی نہین ہے نعوذ باللہ من ذلک شاید حضرات شیعہ آیۂ کریمہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِلٰی اٰخِرِہٖ کو بھول گئے جسمین خلیفہ کے خوف سے مامون ہونیکا وعدہ ہے

سبحان اللہ سرے بعصمت نقیب تنہا سرپنجۂ اسلامی علی را تقیہ ہیچ جیبدا

یا جناب باری عز اسمہ کے وعدہ کے کچھہ قدر نہ سمجھی - فرمایئے کہ اللہ تعالی صادق الوعد ہے
کہ نہین اور یہ وعدہ خداوند کریم سے پورا کیا یا نہین اور اگر پورا کیا تو بعد جناب
رسالت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے وعدہ پورا کیا وہ اپنے اوقات خلافت مین
حضرت خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین تھے یا نہین اور اسصورت
مین کسی وقت مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کیا ضرورت تقیہ کی تہی نعوذ باللہ
در صورت خلافت بلا فصل حضرت علی کرم اللہ وجہ کی وہ وعدہ کسطرح وفا ہو سکتا ہے
اور امن من الخوف کہان رہا کہان تک آیات قرآنی اور احادیث کا حوالہ دون
شاید طوالت باعث ملالت ہو آیندہ اگر کسیکو طالب پاؤنگا تو اور بہی عرض کرونگا
اسوقت اسی قدر پر اختصار کرتا ہون عبارت فتوی (اور اذان مین کہنا باعث
اجر اور ثواب عظیم ہے) - یہ عبارت فتوی تو دعوی بلا دلیل ہے یعنی دلایل اولیہ
یعنے کتاب اور سنت اور اجماع تو شاہد اس دعوی کے نہین ہین باقی رہی دلیل
چہارم عقل سو اسکی سلامتی کا حال آگے معلوم ہوگا فتوائے سابق کا لفظ "وہ شخص
خاطی اور گنہگار ہوگا" - بہی قابل ملاحظہ ہے اور عبارت ہای سابقہ کتب حدیث
و فقہ اس مقام پر قابل ملاحظہ ہے"- عبارت فتوی (بلکہ اسی کے کہنے سے شیعہ
لوگ سمجہتے ہین الی آخرہ) یعنے فتوی کی عبارت اخیر تک دیکہی جاسے - سبحان اللہ
حضرت نے یہانپر دلیل چہارم یعنے عقل کو خرچ فرمایا ہے اور اسکی نسبت اسیقدر مختصر اً
عرض کرنا کافی ہے کہ لفظ (اسی) کلمہ حصری کو ذرا غور کرکے دیکہہ لیجئے ایا سوائے
اس کلمہ کے اور کوئی کلمہ اذان شیعہ مین ایسا نہین ہے جس سے فرق درمیان اہل سنت
اور امامیہ کے سمجہا جاوے واہ کیا خوب آپکو کلمہ (حَيَّ عَلَىٰ خَيْرِ الْعَمَلِ) اذان شیعہ کا
بہول گیا اور شاید یہ بہی یاد نہ رہا ہو کہ اخیر اذان امامیہ مین کلمہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه
دو مرتبہ کہا جاتا ہے شاید آپکی عقل نے اس فرق کو کچہ فرق نہ سمجہا بلکہ ایسی مخالفت یہ

کم بانہی کہ گو مفوضہ مین داخل ہون یا جو کچہہ ہو فرق ور فرق کرتے جائین مکروہ
یا حرام یا تشریع کا کچہ لحاظ نفرمائین انسان دوسرے کی بدشگونی چاہنے مین کچہہ تو
اپنے چہرے بگڑنے کا خیال رکھے - اب لیجیے اگر ایسا ہی فرق منظور ہے تو سنیونکی
خدا ورسول وکعبہ کو بہی چہوڑ دیجیے خصوصاً کعبہ بالضرور اس دلیل عقلی سے چہوڑ دینگی
لائق ہے کہ سنیون کی اذان کو اونسنے منظور کیا ہے جسپر سیکڑون حضرات شیعہ
جو وہان تشریف لیگئے ہین شاہد ہین کہ وہان بالالتزام علی الاستمرار یہی اذان اہل سنت
ہوا کرتی ہے بلکہ سنیون کے پیشوا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو چہوڑکر دوسرے کو
ڈہونڈ ہین جسنے خط مندرجہ کتاب نہج البلاغۃ نہ لکہا ہو اور حضرت امام حسن مجتبیٰ
علیہ السلام مقتدای اہل سنت کو چہوڑکر کسی ایسے کو اختیار کیجیے جسنے ترک منصب
خلافت پہ صلح نکی ہو اور شواہد بہی عرض کرتا لیکن بخوف طوالت اسیقدر پہ اختصار
کرتا ہون فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ
بطلیہ شیعہ ضلع اٹاوا اور ضلع الہ آباد کے لکہنؤ مین بہی اپریل ۱۹۰۸ء سے اذان
مین کلمہ خلیفہ بلا فصل حضرات شیعہ نے بہ نسبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کہنا شروع
کیا اور اسی ضمن مین کچہہ آپس مین تکرار ہوئی چنانچہ چند اہل تشیع ۹ جون ۱۹۰۸ء
مین قید شدید کے سزایاب ہوئے اور سپر شیعہ اڈیٹر اخبار تہذیب نے جو کچہہ اذان قبا زعم
کے جاری رکہنے اور مستحسن ہونے کی نسبت بمقابلہ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اذان
صبح اہل سنت وجماعت کے اپنے اخبار نمبر ۔ مین لکہا ہے اور اوسکا جواب فاضل اڈیٹر
نورالانوار نے اخبار نورالانوار نمبر ۸ مین تحریر فرمایا ہے اور اذان مین کلمہ
مذاہمی خلیفہ بلا فصل کا کہنا کتب امامیہ سے ناجائز وحرام و بدعت و اختراع جدید ہونا
ثابت کردیا ہے اوسکا بہی کتاب ہذا مین درج کرنا خالی از لطف نہوگا لہذا اوس
تحریر کو جسے حافظ محمد عبد الحمید خانصاحب منیجر مطبع نظامی نے اخبار سے علٰحدہ

باسم ضمیمہ چھاپا ہے بجنسہ درج کتاب ہذا کرتا ہون

(ضمیمۂ اخبار نور الانوار)

(مراسلات)

مخدومنا اڈیٹر اخبار نور الانوار مدظلہ تسلیم۔ آپنے اپنے اخبار نمبر آٹھ مین جو مضمون بعنوان ہدیۂ تہذیب لکھا اوسکو عاجز دیکھکر کمال مسرور ہوا واقعی آپنے نہایت متانت و انصاف سے کلمات متنازعہ کا کہنا ناجائز و اختراع جدید ثابت کیا ہے مجھکو یقین تھا کہ ہر انصاف پسند اوسکو پسند کریگا مگر تہذیب نمبر دس مین تحریر اڈیٹر صاحب نامہ نگار صاحب موسوم بہ انصاف پسند دیکھکر کمال تعجب ہوا کہ یہ حضرات اون امور کا جنکا جواب مفصل نور الانوار نمبر آٹھ مین درج ہوچکا ہے پھر اعادہ فرماتے ہین اور جس امر مین بحث پیش ہے اوس سے قطع نظر کرکے وہ امور پیش کرنا چاہتے ہین جنکو اس بحث سے کچھہ تعلق نہین بہر حال کمال ادب سے آپکی خدمت عالی مین یہ عرض ہے کہ تحریر جواب نامہ نگار صاحب تہذیب کی تکلیف آپ نفرمائی اور یہ خدمت میرے سپرد فرمائی مجھکو آپ کے الطاف سے امید ہے کہ میری اس التجا کو منظور فرماکے ذیل کی تحریر کو درج اخبار فرماکے ممنون کیجیے

درستی تہذیب کے لیے

جناب انصاف پسند صاحب یہ امر کہدینا کہ مفہوم غلط سمجھا اور امر حق کو چھوڑ دیا آسان ہے مگر بلا ثبوت انصاف کے بالکل خلاف ہے آپ لکھتے ہین کہ معاملہ صرف یہ تھا کہ اظہار ولایت حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا وقت اذان کہنے کے امر جدید ہے یا دستور قدیم۔ اول تو اظہار ولایت دوسرے وقت اذان کہنے (حالانکہ مذہب امامیہ مین یہ بھی ضرور نہین) پر بحث نہین بلکہ بحث تو یہ ہے کہ درمیان اذان کے حضرت علی مرتضے کرم اللہ وجہہ کی شان مین (معاذ اللہ) خلیفہ رسول اللہ بلافصل کہنا جائز ہے یا نہین اور دستور قدیم اہل تشیع کا ہے یا جدید چنانچہ فاضل اڈیٹر اخبار نور الانوار نے کتب

مذہب امامیہ سے بخوبی ثابت کردیا کہ یہ جائز نہیں اور اختراع جدید ہے یہ تاویل آپکی
کہ ہم کلمات اذان سمجھ کے نہیں کہتے مگر وہ کلمہ جزو ایمان ہے لہذا ہم لوگون مین اظہار
اس کلمے کا تکملہ اظہار ایمان کے لیے قدیم سے برابر چلا آتا ہے دعوی بے دلیل ہے
فقہاے امامیہ نے بتصریح لکھدیا ہے کہ اذان مین کوئی کلمہ سوای کلمات موظفہ کے کہنا بدعت
ہے کہین تخصیص نہین کہ اظہار جزو ایمان سمجھکر جائز ہے۔ دوسرے سوائے کلمہ متنازعہ کے
اور بہی تو جزو ایمان ہین اونکو بہی تکملہ مین شامل فرمائیے۔ تیسرے اختراع جدید ہونا اسکا
بخوبی ثابت ہے دیکھیے اخبار نور الانوار نمبر آٹھ صفحہ ۹۸ کالم ۳ قوی ثبوت اسکا یہ ہی
کہ جدید تصنیفات مطبوعہ مین بہی یہ کلمہ درج نہین ملے جناب خلافت۔ ولایت۔ امامت
وصایت کی تعریف اپنی کتب معتبرہ مین دیکھیے اور پہر اوسکو حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
کی شان مین بلا فصل جزو ایمان سمجھنے کو یا اذان مین کہنے کو دیکھیے اور انصاف فرمائیے
ان سب کی تصریح ہم بہی آیندہ کرینگے خلاصہ یہ ہی کہ تحقیق مذہب کے موافق کتب امامیہ
سے بہی خلافت وامامت وغیرہ بلا فصل حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی شان مین
ثابت نہین ہوتی نہ جزو ایمان ہونا ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اس بارہ مین علامہ اجل
فاضل اکمل حضرت مولانا محمد عبد القادر صاحب متوطن ہوگلی مدظلہ العالی نے کتب مذہب
امامیہ سے ایک رسالہ احقاق الالزام تحریر فرمایا ہے مختصراً یہان دو ایک روایات
درج ہوتے ہین اپنی کتاب نہج البلاغہ کو ملاحظہ فرمائیے حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ خلافت
کی نسبت کیا ارشاد فرماتے ہین عبارت کتاب مع ترجمہ درج ذیل ہی اِنَّهُ بَايَعَنِي
الْقَوْمُ الَّذِينَ بَايَعُوا اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ عَلَى مَا بَايَعُوهُمْ عَلَيْهِ فَلَمْ يَكُنْ
لِلشَّاهِدِ اَنْ يَخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ اَنْ يَرُدَّ فَاِنَّمَا الشُّورٰى لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْاَنْصَارِ
فَاِنِ اجْتَمَعُوا عَلٰى رَجُلٍ وَسَمَّوْهُ اِمَامًا كَانَ ذٰلِكَ لِلّٰهِ رِضًا فَاِنْ خَرَجَ مِنْ
اَمْرِهِمْ خَارِجٌ بِطَعْنٍ اَوْ بِدْعَةٍ رَدُّوهُ اِلٰى مَا خَرَجَ مِنْهُ ترجمہ تحقیق بیعت کی

مجہسے اون لوگون نے جنہون نے بیعت کی حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سے اوس بات پر کہ بیعت کی اونسنے اوس پر پس نہین جائز حاضر کو کہ اختیار کرے اور نہ غائب کو کہ رد کرے اور مشورہ مہاجرین و انصار کے لیے ہو پس اگر جمع ہو جاوین کسی شخص پر اور اوسکا امام نام رکہین ہوگا یہ واسطے اللہ تعالی کے رضا پس اگر نکلے امر اون کے سے کوئی نکلنے والا ساتہہ طعن یا بدعت کے تو لوٹاوین اوسکو طرف اوس چیز کے کہ نکلا ہے وہ اوس سے۔ دیکہیے اس کلام بلاغت انضمام ہین کیسے صاف طور پر حقیقت امامت کی اور حقیت امامت حضرات خلفاے کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا ہے اب فرضیت امامت حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی جو آپ کے محققین تحریر فرماتے ہین اوسکو بہی ملاحظہ فرمائیے کہ کتاب منہج المقال ہین فاضل استرابادی شیعے تحریر فرماتے ہین کَانَ (عَبْدُاللّٰہِ بْنُ سَبَا) اَوَّلَ مَنْ شَھَرَ بِالْقَوْلِ بِفَرْضِیَّۃِ اِمَامَۃِ عَلِیٍّ اِنْتَھٰی بِقَدْرِ الْحَاجَۃِ مطلب عبد اللہ ابن سبا یہودی نے اول مشہور کیا فرضیت امامت حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو۔ کیا اسی بنا پر آپ فرما رہے ہین کہ اظہار امامت جزو ایمان ہے۔ چونکہ یہ بحث بہت طویل ہے مناسب ہے کہ آپ بہی لکہنو ہین تشریف لائیے اور عاجز بہی حاضر ہو اور ایک جلسہ مناظرہ موافق اصول کے قرار دیا جاوے اور اوسمین حکام عربی دان کو بہی شرکت کی تکلیف دیجاوے اور بالمشافہ کتب مذہب امامیہ سے ثبوت ہو جاوے اگر آپکو منظور ہے تو تاریخ معین فرمائیے اور بذریعہ اخبار تہذیب مطلع کیجیے کہ اشتہار دیا جاوے اور شائقین کو مطلع کرکے بلایا جاوے اور عاجز بہی لکہنو ہین حاضر ہو۔ آپ لکہتے ہین کہ اذان صبح ہین اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ کہنا آپ کے کتب اعتقاد ہین آپ کے علمانے بدعت لکہا ہو۔ اے حضرت پہلے یہ تو کسی سے پوچہہ لیا ہوتا کہ کتب اعتقاد ہین کیا مباحث ہین اور یہ مسئلہ کس علم کا ہو خدارا کسی کتاب اعتقاد کا حوالہ لکہیے جسمین یہ مسئلہ لکہا ہو۔ یہ تو بات ایسی ہوئی

کہ یہ خوش گفت است الخ کیون صاحب اسی تحقیق پر تحریر جواب فاضل اڈیٹر نورالانوار کا شوق اذان صبح مین الصلوۃ خیر من النوم کا کہنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے آپ کس بیان کی سے اوسکو بدعت تحریر کرتے ہین ایسی جراوت کو کام نہ فرمای تراویح بہی سنت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم و علی الہ واصحابہ کی ہے دیکھیئے غایۃ التنقیح فی اثبات التراویح آپ لکھتے ہین کہ بہر کیف مذہبًا یا اعتقادًا کسی کلمہ سے آپکا دل دکھے یا ہمارا دل دکھے چونکہ اوس کلمہ کا کہنا زمانہ سابق سے چلا آتا ہے (نہین بلکہ جدید ہے جیسا اوپر ثابت کیا) اسکو اس ملک ہند مین نہ ہم روک سکتے ہین نہ آپ۔ کیون صاحب اگر خوارج باعلان اظہار کرین کہ (معاذ اللہ) حضرت معاویہ خلیفہ بلافصل ہین تو اس سے کیا نفی خلافت علی مرتضیٰ اور اونکے اعتقاد کی نسبت انتقال ذہن سامع کا ہوکر ہمارا اور آپکا دل نہ دکھے گا ہمکو تو ضرور جس طرح آپ کے کلمۂ اختراعی سے تکلیف ہوتی ہے اوسیطرح تکلیف ہوگی۔ جسطرح آپ کو روک رہے ہین اونکو بہی ہم روکین گے مگر شاید آپ اپنے مسلمہ قاعدہ کے موافق اونکو اجازت دیدیجئیگا۔ اور گورنمنٹ عالیہ انشاء اللہ تعالیٰ آپکے کلمۂ اختراعی کو بہی جلد موقوف کرائیگی اور اگر کوئی اور وجہ اس قسم کی ایجاد کیجئیگا تو اوسکو بہی روکیگی۔ ہمکو بہی سخت ناگوار ہے کہ مذہبی کوئی بحث شروع کیجاوے اسکو جلد تحقیق کرکے ختم نہ کیا جاے اور بذریعہ اخبارات کے اوسکو اشاعت ہو۔ پس ان دونون سے بچنے کا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ ایک جلسہ مباحثہ مقرر کرکے اوس مین امور متنازعہ کو طے کر لیا جاوے۔ راقم منصف عظیم آبادی قُل جاء الحق۔ اڈیٹر نور الانوار نے بجواب تہذیب جب کتب معتبرۂ مذہب امامیہ سے کلمۂ مخترعہ خلیفہ بلافصل کو کامل طور پر بدعت ثابت کردیا تو اوس لاجواب تحریر کے جواب مین اڈیٹر تہذیب نے یہ جملہ لکھکر اپنے دل کی تشفی کرلی کہ سنیون کی اذان صبح مین جو الصلوۃ خیر من النوم کہا جاتا ہے اوس سے شیعون کی دل شکنی متصور ہے اول تو یہ کلمہ نبی صاحب کے حکم سے برابر کہا جاتا ہے یہ کوئی نئی بات نہین کہ اوس کلمۂ مخترعہ بلافصل کے مقابل ہو دوسری عقلًا الصلوۃ خیر من

النوم کیطرح شیعون پر کیا موقوف ہی کسی فرد بشر کا دل نہین دکھہ سکتا کیونکہ ہر فرقہ کے لوگ اپنے خدا کی عبادت کو خواب سے افضل جانتے ہین ہان شاید اڈیٹر تہذیب اور نامہ نگار اونکے اپنے خواب کو نماز سے افضل جانتے ہونگی جب الصلوۃ خیر من النوم کے کہنے سے اونکا دل دکھتا ہے اب خلاف اسکے نعوذ باللہ منہا اگر النوم خیر من الصلوۃ کہا جاتی تو اڈیٹر صاحب تہذیب اور اون کی نامہ نگار صاحب خوش ہو سکتے ہین سچ ہے سب ۔۔۔ راوی کی گل نہ ہستا تل راقم حق گو شیعہ

کلمہ حق زبان پہ جاری ہے

آڈیٹر اخبار تہذیب کہتی ہین کہ آذان مین خلیفۂ بلا فصل کے کہنے سے تبرا نہین مفہوم ہوتا حالانکہ اونکے نامہ نگار صاحب جو ایک سنی آدمی ہین خلیفۂ دوم اور حضرت مرتضیٰ علی کو اخبار نمبر ۶ مین خلیفہ چہارم ہونیکا اقرار فرماتے ہین اللہم الموفق بالحق والصواب پھر اشتباہ نہین رہتا کہ خلیفہ چہارم کو بلا فصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ کہنا صریح حق پوشی اور اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کا نعوذ باللہ منہا انکار کرتا ہے ۔ اور اسیکا نام تبرا ہے اب تو اونکی نامہ نگار کی تحریر سے تبرے کا مفہوم ثابت ہو گیا ۱۲ منہ التماس بخدمت آڈیٹر تہذیب میرے معزز ہم عصر آپ مہربانی کر کے اشتہار مندرجہ ذیل کو اپنے اخبار مین درج فرمائی کیونکہ لطف ناظرین کو جب ہی ہوتا ہی کہ جانبین کی تحریر کو ملاحظہ فرمائین

اشتہار واجب الاظہار

ہمنے التزام کر لیا ہے کہ جو کچھہ جواب معزز اخبار تہذیب کا اخبار نور الانوار مین لکھا جاوے اوسکا ضمیمہ علیحدہ ہوا اور اوسکی فردین زیادہ چھپوائی جاوین انشاء اللہ تعالیٰ لہذا ناظرین اخبار تہذیب کی خدمت مین التماس ہے کہ اگر ملاحظہ فرمانا اوسکا منظور ہو تو صرف محصول ڈاک ۰٫۲ ارسال کرنے سے وہ فردین مفت نذر کی جاوین گی (المشتہر حسن جان آڈیٹر اخبار نور الانوار کانپور مطبوعہ مطبع نظامی کانپور) ہمارے ناظرین ہمنے اپنے اخبار نمبر آٹھ مین ایک مضمون جسکا عنوان ہدیۂ تہذیب ہے باصرار معزز اڈیٹر تہذیب ہذا درج کیا تھا جسکو ہمارے معزز ناظرین نے غالباً دلچسپی سے ملاحظہ فرمایا ہوگا ہمکو اسکے بعد اپنے معزز ہمعصر کی

کی انصاف پسندی سے امید تھی کہ وہ ہماری اوس دوستانہ او منصفانہ تحریر کو ملاحظہ فرماکے خاموش رہینگے اور ایسی تحریر جسمین دشمنین کے مذہب کی کتب معتبرہ کا ٹھیک ٹھیک حوالہ دیا گیا ہے قلم اوٹھانا سوء ادب سمجھینگے مگر افسوس کہ وہ ہمارا گمان ہی گمان تھا اڈیٹر موصوف نے اپنے اخبار نمبر۱۰ مین گویا اپنے خیال مین اوس لاجواب دوستانہ تحریر کا جواب خود بھی لکھا اور ایک نامہ نگار صاحب کو بھی شریک کرلیا اور اپنی خاص تحریر مین تاویل رکیک یعنے یہ کہ ہمکو پہلے توجیہ کے علاوہ اسلیے بھی کہ خلفاے برحق مین ایک نام کے کئی معصوم ہین حضرت امیرالمومنین کو وصی بلافصل کہنے کی توی ضرورت ہے (نہ ضرورت ہو نہ ضرورت رفع ہوئی) لکھکر میری دوستانہ التماس کو اگر چہ تسلیم تو فرمایا مگر اپنے قول ماسبق سے جسکو اونہون نے اپنے اخبار نمبر پانچ مین تحریر فرمایا تھا اعتراض نکیا اور وہ جملہ یہ ہے تحقیق سے بھی اکثر قطع نظر کر لیجاتی ہے عالم ہون یا جاہل سب اپنے آبائی طریق پر چلتے ہین (یہ تو آبائی بھی نہین بلکہ اختراعی ہے) میرے معزز ہمعصر آپنے میری تحریر حقہ کا جو کچھ جواب لکھا ہے اوسکو آپکا انصاف پسند دل سمجھ سکتا ہے کہ کس وزن کا جواب ہے بہرکیف آپنے اس کلمہ محدثہ جدید خلیفہ بلافصل کو بدعت تو مان لیا مگر اب تک اوسکے کہنے سے استغفار نفرمایا انشاءاللہ تعالیٰ آئندہ ہمکو امید ہے کہ آپ پر حقیقت میری تحریر کی ظاہر ہوجائیگی اور آپ اس بدعت سے محفوظ رہینگے اور اپنے دوسرے ہم مذہبون کو بھی ہدایت فرمائینگے - میرے مکرم ہمعصر اگر شوق مناظرہ ہے تو پہلے آداب سعینہ دیکھیئے اصول مناظرہ ملاحظہ فرمایئے پھر مناظرہ کی طرف توجہ کیجیے - قاعدہ ہے کہ جب ایک دعوی کیا جاوے اور کوئی شخص اوسکا جواب دے تو مدعی کو جواب الجواب لکھنا چاہیئے - نہ کہ جو دعوی کیا ہے اوسی کو کہے چلا جاوے اور جو جی مین آوے لکھکر دل کو سمجھالے کہ جواب ہوگیا مین نہین کہسکتا کہ ایسی تحریر کی وقعت کہانتک واقفین علم مناظرہ کرینگے - دوسرے جس مسئلہ پر بحث پیش ہے

تا اختتام جہانتک جواب وسوال ہون اوسی کے متعلق ہون نہ کہ اور امور مین بحث
چھیڑ دیجاوے اگر دوسری بحث بہی شامل کردیجاوے گی تو بہت بڑی بڑی کتابین
مباحثہ سُنی وشیعہ مین چھپ چکی ہین رفتہ رفتہ اون سب کے مضامین کا اس بحث
مین آنا ممکن ہے - پس ضرور ہے کہ جس امر مین بحث ہو رہی ہے اوس سے باہر قدم
نہ رکہا جاوے - تیسرے ضرور ہے کہ ہر فریق کے مقتدا اور پیشوا کی تعظیم قایم رکہی جاوے
تاکہ مناظرہ ہی کی حد تک یہ بحث رہے مکابرہ کی صورت نہ پیدا ہو - چوتھے اگر کسی فریق
کی کتب کی عبارت نقل کیجاوے تو بقدر ضرورت بلاکمی وبیشی نقل ہو نہ کہ اپنی طرف سے
کمی بیشی کرکے بیکار کے اعتراض کئے جاوین - اب آپ چشم انصاف سے اپنی تحریر کا جواب
ملاحظہ فرمائیے - آپنے جو وجہ اوخال اس کلمے کی ارشاد فرمائی ہے آب زر سے لکھنے کے
قابل ہے اے صاحب اگر آپ اسی اعتقاد کو کہ حضرت امیر علیہ السلام اول ایمۂ اثنا عشر
واب الاوصیا ہین ظاہر فرمانا چاہتے تھے تو اسکا اظہار تو دوسرے عنوان سے بھی
نہایت مناسب طور سے (اگرچہ اذان مین کہنا یہ بہی بدعت ہے) کرسکتے تھے مثلاً
اَشْهَدُ اَنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیًّا اَوَّلُ الْاَئِمَّةِ الْاِثْنیْ عَشَرَ وَاَبُوْهُمْ یہ وہ عنوان
ہے جس سے آپکا اعتقاد نہایت تصریح کے ساتھ ظاہر ہوسکتا ہے اور بندگان خدا کو
صدمہ بہی نہ پونہچے بلکہ جو عنوان آپنے تجویز فرمایا ہے اور اوسکو اعتقاد مذکور پر دال قرار
دیا ہے وہ تو از قبیل المعنی فی بطن الشاعر ہے اور آپنے شاید سنا ہو کلامی کہ محتاج
بینے باشد لایعنی ست - مین خیال کرتا ہون کہ اس عنوان کی دلالت اس معنے پر ایسی
خفی ہے کہ جبتک اوسکے ساتھ ہی اوسکی تفسیر نہ کیجائے ہرگز اوس سے مفہوم نہین
ہوسکتا یقین ہے آپ بہی اپنے دل مین انصاف فرماوینگے اگرچہ ظاہر فرمانے سے شرمائینگے
اور دوسری توجیہ سے شاید آپنے کسی جاہل کو بہکانا چاہا ہوگا - سچ سمجھیے نحومیر پڑہنے والے
بہی اسپر ہنستے ہین ہمکو نہایت عار آتی ہے کہ ہمارے مخاطب ایسے عالم ہین جو فنون عربیہ مین

نہ صرف واقفیت بلکہ مہارت وحذاقت تامہ رکھتے ہین ای حضرت جس اشتباہ کے
رفع کرنے کیلیے آپنے بلا فصل کہنے کی حاجت سمجھی ہے وہ اشتباہ تو ابھی باقی ہے اسلیے
کہ یہ تو اب بھی نہ معلوم ہوا کہ کونسے حضرت علی کو خلیفہ بلا فصل کہہ رہے ہین جانب خبر
مبتدا اسکے لیے قید وممیز واقع نہین ہوسکتے ورنہ اہل نحو کے نزدیک جیسا نکرہ
مخصصہ کا مبتدا واقع ہونا جائز ہے نکرہ صرفہ کا بھی جائز ہوتا کیونکہ خبر سے تو تخصیص
حاصل ہو ہی جاتی اول مبتدا کا تعین ضرور ہے بعد اسکے اوسپر خبر محمول کیجاتی ہے
آپ خیال فرمائیے اس فقرہ مین جانب مبتدا مین کونسی تخصیص وتمیز حاصل ہوگئی
کیونکہ خَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْلٍ خبر واقع ہوئی نہ قید مبتدا کَمَا لَا یَخْفٰی عَلٰی طَالِبِ النَّحْوِ
فَضْلًا عَنْ عَالِمِہٖ بلکہ اگر غور کیجیے تو آپ کے اعتقاد کے موافق اسکے بڑہانے سے
ایک خرابی پیدا ہوگئی یہ تو اول ثابت ہوچکا کہ جانب مبتدا غیر متعین وغیر متمیز ومحتمل
للاشتراک باقی ہے پس بدون بڑہانے اس کلمے کے اگر کوئی شخص حضرت علی رض سے خلافت
مقصود بھی سمجھتا تو کوئی ایمان مین خرابی نہ تھی کیونکہ ہر بزرگ مسلمے بدین اسم اس صفت کے
ساتھ موصوف ہین بخلاف صورت زیادت کے کہ اگر بوجہ احتمال اشتراک کے کوئی شخص
دوسرے حضرت علی کو اسکا مصداق سمجھ کر اونکے نسبت یہ اعتقاد کرے تو ضرور ہے کہ
حضرت امیر المومنین علی مرتضی رض سے نفی اوسکی ہوگی پھر فرمائیے ایمان کہان باقی رہا
واہ صاحب خوب ممیز بڑہایا جس سے ایمان رخصت ہونیکا احتمال ہے ۔ آپنے اخبار تہذیب
نمبر دس مین جو مضمون ہدیہ تہذیب مندرجہ اخبار نور الانوار نمبر آٹھ کے جواب کے
متعلق صرف اسقدر لکھا ہے ۔ دکتب اثنا عشریہ کی عبارات جو لکھی اوس سے قدامت
اس کلمے کی نکل کر آپکا دعوی فعلیت بالکل غلط ہوگیا اور ہمارے قول کے مصداق ہے
شرح لمعہ کی عبارت کا اخیر فقرہ دیکھیے وَلَوْ فَعَلَ ھٰذِہِ الزِّیَادَۃَ اَوْ اَحَدَھَا بِنِیَّۃِ
اِنَّہٗ مِنْہُ اَثِمَ فِیْ اِعْتِقَادِہٖ صاف کہہ رہا ہے کہ بہ نیت جزئیت اگر کوئی اذان مین کہیگا تو گنہگار ہوگا

جواب معلوم ہوا کہ علم ادب و معانی مین جناب کو خوب دخل ہے یا تجاہل عارفانہ فرمایا ہے
اے جناب عبارت شرح لمعہ کو ملاحظہ فرمائیے اوسمین دو حکم بیان ہین ایک یہ کہ اعتقاد کرنا
کہ سوائے کلمات موظفہ کے اور بھی کلمات اذان مین ہین جایز نہین دوسرے داخل کرنا
سوائے کلمات موظفہ کے کسی کلمے کا جایز نہین ۔عبارت یہ ہے (بعد نقل اذان واقامت)
فہذہ جملۃ الفصول المنقولۃ شرعاً (پہلا حکم) وَلَا یَجُوْزُ اِعْتِقَادُ شَرْعِیَّۃِ غَیْرِ ہٰذِہِ
الْفُصُوْلِ فِی الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ کَالتَّشَہُّدِ بِالْوِلَایَۃِ لِعَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَنَّ مُحَمَّداً
وَّاٰلِہٖ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ اَوْ خَیْرُ الْبَشَرِ وَاِنْ کَانَ الْوَاقِعُ کَذٰلِکَ (دوسرا حکم) فَمَا کُلُّ وَاقِعٍ
حَقًّا یَجُوْزُ اِدْخَالُہٗ فِی الْعِبَادَاتِ الْمُوَظَّفَۃِ شَرْعاً اَلْمَحْدُوْدَۃِ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی
فَیَکُوْنُ اِدْخَالُ ذٰلِکَ فِیْہَا بِدْعَۃً وَتَشْرِیْعًا (مثال) کَمَا لَوْ زَادَ فِی الصَّلٰوۃِ
رَکْعَۃً اَوْ تَشَہُّدًا اَوْ نَحْوَ ذٰلِکَ مِنَ الْعِبَادَاتِ - ترجمہ (بعد الفاظ اذان اقامت
کے) پس یہ وہ کلمے ہین جو شرعاً منقول ہین - (پہلا حکم) اور جایز نہین ہے شروع سمجھنا
سوائے کلمات کے اذان واقامت مین جیسے گواہی دینا حضرت علی علیہ السلام کی ولایت
کی اور گواہی اس امر کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی آل تمام جہان یا تمام آدمیون سے
سے بہتر ہین اگرچہ واقع مین یون ہی ہے (دوسرا حکم) یہ ضرور نہین ہے کہ جو سچی بات ہو
اوسکو داخل کرنا جایز ہو اون عبادات مین جو خدائے تعالی کی طرف سے مقرر اور محدود
ہو گئی ہون پس ان کلمات کا داخل کرنا اذان مین بدعت اور نئی شریعت پیدا کرنا ہے -
(غور سے دیکھیے کہ اسمین کسی طرح ہوا اذان مین سوائے الفاظ محدودہ کے داخل کرنے کو
بدعت اور نئی شریعت بنانا لکھا ہی اور مصنف علامہ نے کس تصریح کے ساتھ اوسکی مثال
دی ہے) - (مثال) جیسے کوئی نماز مین ایک رکعت یا ایک تشہد یا ایسی ہی کوئی عبارت
بڑھا دے (اب کیا آپ یہ کہہ سکتے ہین کہ نماز مین بجائے چار رکعتون کے پانچ رکعت کسی
نیت سے پڑھ سکتے ہین یا وہ الفاظ کہ جو نماز مین نہین کسی اور نیت سے داخل کرسکتے ہین

ہرگز نہین) صدوق مرحوم نے کہا ہے کہ سوائی کلمات موظفہ کے اور کسی کلمہ کا داخل کرنا
اذان مین طریقہ مفوضہ کا ہے جو ایک گروہ ہے غلاۃ سے (یہان بہی عام ہے کہ کسی نیت
سے داخل کرے پس یہ تاویل آپکی کہ ہم کلمات اذان سمجہ کر اسکو داخل نہین کرتے کسیطرح چل
نہین سکتی کیونکہ فقہائی مذہب امامیہ نے بالتصریح زیادہ کرنے والون کو خواہ کسی نیت سے
ہو بدعتی لکہا ہے) عبارت من لایحضرہ الفقیہ ملاحظہ فرمائی - قَالَ مُصَنِّفُ هٰذَا الْكِتَابِ رَحِمَهُ اللّٰهُ
هٰذَا هُوَ الْاَذَانُ الصَّحِيحُ لَا يُزَادُ فِيهِ وَلَا يُنْقَصُ فِيهِ وَالْمُفَوِّضَةُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ قَدْ وَضَعُوا اَخْبَارًا وَزَادُوا
فِيهَا فِي الْاَذَانِ الی آخرہ ترجمہ کہا اس کتاب کے مصنف رحمۃ اللہ نے یہی اذان صحیح ہے نہ اس مین زیادہ
کیا جاوے نہ اسمین کم کیا جاوے اسکو بہی ملاحظہ فرما لیجیئے کہ اس مین بہی صاف لکہا ہے کہ جن کلمات کا اوپر
بیان ہو چکا ہے اونکے سوا کم زیادہ کسی نیت سے نہین ہو سکتا آگی دیکہیے مصنف کس
تشدد سے زیادہ کرنے والون کی خبر لیتے ہین اور کن الفاظ سے اونکو یاد کرتے ہین)
فرقہ مفوضہ نے - لعنت کرے اون لوگون پر اللہ بنائی ہین اخبار اور زیادہ کیا (اگر
آپکے قیاس کے موافق جایز ہوتا کہ سوائی کلمات اذان کے اور کلمات بہی اذان مین سمجہ کر
کہے جاوین کہ یہ کلمہ اذان کا نہین تو مصنفین قدیم کا زیادہ کرنے والون پر لعنت کرنا بیجا
ہوگا اسلیئے کہ جنہون نے زیادہ کیا اونکو تو یقین تہا کہ یہ کلمہ اذان مین نہین ہے جنہے زیادہ کیا ہے
اذان مین محمد و آل محمد خیر البریۃ دوبار اور بعض اونکی روایتون مین بعد اشہد ان محمد رسول اللہ
کے اشہد ان علیا ولی اللہ دوبار اور بعض اون مین وہ ہین کہ اسکے بدلے کہا ہے اشہد
ان علیا امیر المؤمنین حقاً دوبار اور اس مین کوئی شبہہ نہین ہے کہ حضرت علی مرتضی ولی اللہ
ہین اور بے شک وہ امیر المومنین ہین یقینا اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل آپکی
بہترین مخلوق ہین لیکن نہین ہے یہ اصل اذان مین (اصل اذان دیکہہ کر ذرا عجلت کو کام
نہ فرمائیگا آگی زیادہ کرنے والون کی کیا پہچان لکہتے ہین دیکہہ لیجیئے) یہ مینی اسلیئے ذکر کر دیا
تا کہ پہچانے جائین بسبب زیادتی کے وہ لوگ جو متہم ہین تفویض کے ساتہہ اور اپنے کو ہم مین

ملا ئی ہوئے ہین (یہان بہی زیادتی عام ہے چاہے کسی نیت سے ہو اور مسالک کو بہی دیکھ
لیجیے کہ جس مین - فَالزِّيَادَةُ فِيهَا تَشْرِيعٌ مُحَرَّمٌ ترجمہ پس اذان مین بڑہانا (کسی نیت سے
ہو) اپنی طرف سے شریعت بنانا ہے اور یہ حرام ہے - پس آپکا یہ ارشاد کہ عبارات کتب
مذہب امامیہ ہمارے قول کی تائید کرتے ہین کہان تک سچ ہے آپ خود ملاحظہ کر لین گی اور
ناظرین بہی چشم انصاف سے معائنہ کرین گے - عبارت تہذیب شیعہ جزو ایمان سمجہکر اس
کلمہ کو تبرعًا کہتے ہین - جواب ایک جواب ہم اس کا پہلے لکہ چکے ہین کہ جو چیز حق ہے اور جزو
ایمان ہے ضرور نہین ہے کہ وہ ملائی جاوے عبادات موظفہ اور محدودہ کے ساتہ - دوسرے
فقہا بالتصریح لکہتے ہین کہ اسکا داخل کرنا اذان مین بدعت ہے کسی نیت سے ہو - تیسرے
یہ تبرع اب آپکو معلوم ہوا حضرات فقہای قدیم نے اسکو بدعت لکہا ہے آپکی سمجہنے سے تبرع
نہین ہو سکتا اسکی بعد جناب نے اپنے زعم مین ایک عمدہ نظیر بسم اللہ کہنے کی تحریر فرمای
ہے ایک عمدہ نظیر (بر عکس نہند الخ) ہم دکہاتے ہین حضرات حنفیہ الحمد کے سوا (غلط ہے)
بسم اللہ کو وجوبًا جزو کسی سورۃ کا نہین جانتے آپ تو ماشاء اللہ حافظ ہین اگر ہر سورہ پر
بسم اللہ نہین پڑہتے تو تارک سنت اور پڑہتے ہین تو اپنے قیاس کے موافق (معاذ اللہ)
بتدع ہین (واہ رے علم واہ رے عقل ہمنے کب قیاس کیا کہ کوئی امر جس حیثیت سے سنت
ہے اوسی طور سے اوسکو کرنا معاذ اللہ بدعت ہے جناب من (علاوہ اسکے جو آپنے نقل
مذہب حنفیہ مین غلطی فرمائی ہے مگر مقصود سے خارج ہونے کی وجہ سے ہمنے اوس سے
تعرض نہین کیا) یہ آپکا قیاس سراپا غلط ہے قبل اسکی کہ آپکی اس نظیر کا جواب دین ہم
آپکا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہین کہ آپنے شرف حفظ قرآن شریف و تلاوت کلام مجید
کو ہمارے طرف منسوب فرمایا الحمد للہ ہم بہی اس نعمت کے حصول پر نہایت شکر ادا کرتے ہین
کہ یہ نعمت ہمارے خصائص مین سے ہے جزاکم اللہ وہداکم اللہ - اب جواب سنئے حضرات اول
تو گفتگو عبادات موظفہ محدودہ مین ہے کہ اوس مین کسی طرح سے زائد کرنا جایز ہے

یا نہین تلاوت قرآن مجید کی عبادات موظفہ سے نہین ہے بلکہ اداب تلاوت سے ہے کہ
آیت رحمت پر دعا اور آیت عذاب پر استغفار کرے اور درمیان مین گفتگو کرنا بضرورت جائز
ہے بخلاف اذان کے کہ عبادات موظفہ سے ہے اور کمی زیادتی اوس پر بعض فقہای مجتہدین
شیعہ حرام و بدعت کہا ہین غیر مرۃ فافہم اور اگر بالفرض والتقدیر جب شریعت سے ممانعت
ثابت ہوا ور بسم اللہ کہنا وقت تلاوت کلام مجید کے ہر سورت پر زمانۂ شارع علیہ السلام
والتحیۃ سے اب تک متوارث و متعارف ہے بلا انکار منکر و نزاع منازع چنانچہ آپ اس
فقرہ) کہ اگر نہین پڑہتے تو تارک سنت ہوے) مین خود اسکی ثبوت عن الشارع عہ کے معترف
ہین پس جب شارع سے زیادتی ثابت ہے پھر فرمای عدم جواز کی کیا وجہ۔ البتہ جس طور
سے شارع سے ثبوت ہے اوس سے بڑہا دینا بدعت ہے یعنے اوسکو جزو قرآن سمجھ جانا اور
مطلقاً زیادتی بوجہ ثبوت عن الشارع کے جائز ہوگی بخلاف اذان کے کہ اوس مین زیادتی
ثابت نہین بلکہ منہی عنہا ہے فکیف القیاس مع قیام الفارق اسکی توضیح ہم ایک مثال
سے کرتے ہین مثلاً نماز فرض کہ عبادات موظفہ سے ہے اور ارکان اوسکے مثل قرارت و
قیام و رکوع و سجدہ وغیرہا منضبط ہین مگر مطلقاً زیادۃ ممنوع نہین ہے بلکہ جس زیادتی کی
شارع عہ نے اجازت دی ہے جیسی قرارت مقدار فرض سے زائد پڑہنا و نحو ذلک وہ جایز
ہوگی مگر اوس مقدار کو فرض سمجھنا ممنوع نہین ہوگا البتہ جو زیادۃ کہ شارع سے ثابت نہو جیسے
ایک رکعت زاید کر دینا یہ البتہ حرام ہوگا پس اس سے بخوبی واضح ہو گیا کہ جو زیادتی عبادات
موظفہ مین جس مرتبہ مین شارع سے ثابت ہوا وس مرتبہ مین اوسکا کرنا جایز ہے اور جو
ثابت نہ ہوا وسکا کرنا حرام اب تو آپ کو کلمۂ مخترعۂ اذان و بسم اللہ کہنے مین فرق معلوم ہو گیا
حق پوچھئے تو الصلواۃ خیر من النوم آپکی اذان مین بدعت ہے (غلط ہے) جس سے ہمارا
دل دکھتا ہے اپنے علما کے اقوال ملاحظہ فرمائیے (علما کے اقوال مین آپنے ایسی کمی بیشی
کی ہے جس سے اصل مطلب بدل گیا) اور پھر جو آپنے حق تبلایا ہے اوس سے آپکی حق پرستی

کا اندازہ بخوبی ہوگیا سبحان اللہ کیا خوب حق ظاہر فرمایا ہے اگر اسیکا نام حق ہے تو باطل
کسکو کہتے ہونگے اب ذرا انصاف سے اپنے حق کو دیکھئے کہ آپنے اوسکا کیا حق ادا فرمایا ہی
جو موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت اِنَّ الْمُؤَذِّنَ جَاءَ اِلٰی عُمَرَ رض یُؤْذِنُہٗ لِصَلٰوۃِ الصُّبْحِ
فَوَجَدَہٗ نَائِمًا فَقَالَ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ فَاَمَرَہٗ عُمَرُ اَنْ یَّجْعَلَہَا فِیْ نِدَاءِ الصُّبْحِ یعنے موذن نے یہ
کہکر کہ نماز بہتر ہے سونے سے خلیفہ دوم کو جگایا تو خلیفہ دوم نے حکم دیا کہ اسی بہی اذان صبح
مین ملا وے (چشم بد دور یہ کتنا صحیح ترجمہ ہے) فرمائی اسسے آپکی کیا مطلب برآری
ہوئی خدا کے واسطے نقل عبارت یا ترجمہ مین تو امانت کو کام فرمایا کیجئے آپکو یجعلہا کے معنے
ملا دینے کے کس نے پڑہائے ہین یا آپنے کسی معتبر کتاب لغت مین دیکہا تہا اگر کوئی سند ہو
تو پیش فرمائیے حضور اول تو اس مقام پر یہ متعین نہین کہ جعل بسیط ہے جو مقتضی مفعول
واحد کو ہے ممکن ہے کہ جعل مرکب ہو اور دوسرا مفعول اسکا محذوف ہو یعنے باقیۃً اور معنے
کلام کے یہ ہون کہ ای بلال اسکو اذان صبح مین باقی رکہنا کبہی ترک مت کرنا اور باقی کا مفعول
ثانی صحیح الوقوع ہونا استعمال قرآنی سے بہی ثابت ہے کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجَعَلَہَا کَلِمَۃً
بَاقِیَۃً فِیْ عَقِبِہٖ الاٰیۃ اور اگر جعل بسیط ہے ہوا ور ایک مفعول پر اکتفا مسلم ہو تب بہی
آپکا مقصود حاصل ہونا بخیر ہے بلکہ معنی کلام کے یہ ہین کہ ای بلال اس کلمہ کو صبح کی آذان
ہی مین رکہو دوسرے محل مین استعمال مت کرو کیونکہ شارع عم نے اسکو جزو اذان صبح
گردانا ہے دوسری جگہ اسکو استعمال کرنا خلاف ادب ہے - اب دیکہئے اس سے حضرت
عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا کیا اتقا و تورع و ادب و حفظ حدود و رعایت احکام شرعیہ
ثابت ہوتا ہے کہ اگر انصاف ہو تو اونکے نام مبارک پر جان فدا کر دیجاوے - دیکہئے
یہ بہی گوارا نہ ہوا کہ کلمۂ اذان کو دوسرے موقع مین دوسری غرض سے استعمال کیا
جاوے اور بحمد اللہ اب تک اہل سنت کے یہان یہ پاس ادب چلا آتا ہے کہ الفاظ قرآن مجید
واحادیث شریفہ بے محل اور اپنے کلام کی جگہہ استعمال نہین کرتے فقہا نے تصریح فرمائی ہے

کہ اگر کوئی شخص مسمی بہ یحییٰ کو کتاب دینے کے وقت کہے یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ یا کسی پیالہ لبریز کو دیکھکر کہے وکاساً دہاقا اوسکے زوال ایمان کا خوف ہے - اب تو آپکا دل بہت خوش ہوا ہوگا کہ سنیون کو بدعتی بنایا تہا یہ تو برعکس اونکا تتبع سنت بدرجۂ کمال ہونا ثابت ہوگیا ؎ مین الزام اونکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا + آسکے بعد جو حوالہ مظاہر حق کا دیا ہے - مظاہر حق مظہر ہے کہ حضرت علی عہ نے اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کو اچھا نہین سمجھا (کتنا صحیح ہے) اور اوسکے کہنے والے کو مسجد سے نکلوا دیا - عاقل کو اسی سے کھٹکا پیدا ہوگیا کہ کیا وجہ عبارت مظاہر حق کی نقل فرمائی بلکہ مظہر کہکر ٹال دیا اب اپنے اظہار کو دیکھیے کیا خوب اظہار ہی بر لے خدا یہ تو خیال کرنا تہا کہ مظاہر حق کسی دوسرے شخص کے پاس بہی ہے اور دوسرون کو بہی اُردو پڑھنا آتا ہے نہ معلوم کس بہروسے پر اتنی بڑی جرأت فرمائی - جناب من مظاہر حق کی عبارت مختصر منقول ہوتی ہے جس سے حقیقت امر منکشف ہوجاویگی - تثویب کی کتنی قسمین ہین ایک تو یہ کہ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہنا اذان فجر مین - یہ تثویب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے زمانے مین تھے اور سنت یہی ہے بعد اسکے بعض علمانے بعد اذان و قبل تکبیر کے حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہنا احداث کیا بعد اونکے ہر قوم نے کچھہ کچھہ موافق عرف کے نکالا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے انکار اسکا منقول ہے کہ فرمایا اَخْرِجُوْا هٰذَا الْمُبْتَدِعَ مِنَ الْمَسْجِدِ - انتہی مختصراً اب چشم حق بین کہول کر ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے اس تثویب محدث کا انکار ثابت ہے یا اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہنے کا جو اذان صبح مین مسنون ہے - دیکھیے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تو بعد اذان کے بہی کوئی کلمہ جدید جو حضرت شارع علیہ السلام سے ثابت نہین ہے کہنا گوارہ نفرمادین اور آپ اذان مین اختراع جدید گوارہ کرین ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - بعد اسکے ترمذی شریف - صحیح ترمذی مین ہے (حضرت) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ سنکر درِ مسجد سے

(معاذ اللہ) پہرا (بی تہذیبی کی کوئی انتہا ہے علاوہ اسکے یہ ترمذی شریف کا نہ ترجمہ ہے نہ مطلب اختراعی مضمون ہے) یہ حوالہ اس سے زیادہ حیرت انگیز و تعجب خیز ہے۔ جناب من یہ کونسی لفظ ترمذی کا ترجمہ ہے کہ عبد اللہ بن عمر اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ سنکر مسجد سے پہرا الخ (عیاذاً باللہ) یہ ترجمہ علاوہ خلاف واقع ہونے کے کسقدر ناشائستہ ہے۔ آپکو بحیثیت ناقل ہونے کے عبارت کتب اہل سنت کا ایسا ترجمہ لکھنا چاہیے تہا جو ایک مترجم سنی لکھتا کیا سنی اپنے پیشوائے دین کو یہی لفظ خلاف ادب لکھتا کہ پہرا۔ پہر آپنے داب تہذیب سے کیوں قطع نظر فرمائی آیندہ اسکا لحاظ رہے ورنہ مناظرہ سے نوبت بہ مشاتمہ پونہچنے کا احتمال ہے آمدم برسر مطلب جس عبارت کا یہ ترجمہ ہے اوسکو نقل فرماد یجیے ہم آپ کے ممنون ہونگے۔ چونکہ ہم جانتے ہین کہ قیامت تک آپ نقل نہ فرماسکینگے اب ہم ہی نقل کرتے ہین۔ وَرُوِیَ عَنْ مُجَاہِدٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رض مَسْجِدًا وَقَدْ اُذِّنَ فِیْہِ وَنَحْنُ نُرِیْدُ اَنْ نُصَلِّیَ فِیْہِ فَثَوَّبَ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ رض مِنَ الْمَسْجِدِ وَقَالَ اُخْرُجْ بِنَا مِنْ عِنْدِ ھٰذَا الْمُبْتَدِعِ وَلَمْ یُصَلِّ فِیْہِ وَاِنَّمَا کَرِہَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ رض اَلتَّثْوِیْبَ الَّذِیْ اَحْدَثَہُ النَّاسُ بَعْدُ ترجمہ مجاہد سے مروی ہے کہ مین عبد اللہ بن عمر رض کے ساتھ ایک مسجد مین داخل ہوا اور اوسمین اذان ہوچکی تہی اور ہم اوسمین نماز پڑہنا چاہتے تھے (ذرا ناظرین اس لفظ کو یاد رکہین کہ اذان ہوچکی تہی جس سے اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کو جو اثنای اذان صبح مین کہا جاتا ہی کوئی مس نہین) پس تثویب کہی موذن نے پس باہر کو چلے عبد اللہ بن عمر رض اور فرمایا لے چلو ہمکو اس بدعتی کے پاس سے اور اونہون نے اوسمین نماز نہ پڑہی۔ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہمانے اوسی تثویب کو ناپسند فرمایا جو لوگون نے بعد مین ایجاد کی تہی۔ ختم ہوا ترجمہ کیا افسوس ہے کہ باوجود تصریح ترمذی کے کہ اِنَّمَا کَرِہَ الخ کیا جرأت کو کام فرمایا اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کو ترجمے مین متعین فرمایا۔ اور لیجیے عبارت مذکورہ سے ایک سطر اوپر

یہ عبارت موجود ہے وَرُوِیَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ رض اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ فِی صَلٰوۃِ الْفَجْرِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ یعنے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ آپ نماز صبح کی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ فرماتے تھے بھلاجب عبداللہ بن عمر رض کا خود معمول تھا وہ اوسکو بدعت کیسے فرماتے۔ آپنے عجب طرز اختیار فرمایا ہے لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ فرماکر وَاَنْتُمْ سُکَارٰی کو حذف فرمادیا ہی ؎ این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ جناب من حقیقت اپنی دلایل کی معلوم ہوئی جس بناپر آپ سنیوں کو بدعتی کہتے ہیں اب ہم سے دلایل اسکی سنیت کی سنیئے ترمذی میں ہے۔ عَنْ بِلَالٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُثَوِّبَنَّ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الصَّلٰوۃِ اِلَّا فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ۔ وَرَوَی ابْنُ مَاجَۃَ عَنْ بِلَالٍ اَنَّہٗ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُؤْذِنُہٗ بِصَلٰوۃِ الْفَجْرِ فَقِیْلَ ھُوَ نَائِمٌ فَقَالَ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ فَاُقِرَّتْ فِیْ تَاْذِیْنِ الْفَجْرِ۔ وَرَوَی اَبُوْ دَاؤُدَ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ عَنْ اَبِیْ مَحْذُوْرَۃَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلِّمْنِیْ سُنَّۃَ الْاَذَانِ قَالَ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَاْسِہٖ وَقَالَ تَقُوْلُ الخ وَفِیْ اٰخِرِہٖ فَاِنْ کَانَ صَلٰوۃُ الْفَجْرِ قُلْتَ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلْحَدِیْثَ۔ قبلہ ذرانکہ ملایئے اپکے پیشوا یے دین کیا کہہ رہے ہیں معلوم ہوا کہ فرصت سیر کتب نہیں (پیشوایان دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ارشاد میں کمی بیشی کرکے سند پیش کرنا اور پھر آنکھ ملانیکو تیار رہنا آپ ہی کا کام ہی واقعی ہمکو فرصت تحریف کتب کی نہیں) پس جناب اسی پر آنکھ ملانیکو تیار ہیں یَلْقَ ھٰذَا الْوَجْہُ شَمْسَ نَہَارِنَا اِلَّا بِوَجْہٍ لَیْسَ فِیْہِ حَیَاءٌ واقعی ایسی سیر کتب کی ہمکو فرصت نہیں کہ لکھا ہو بال اور پڑہیں لٹھہ۔ خدا آپ ہی کو ایسی سیر اور فرصت مبارک فرماوے۔ شاید آپکا اسپر عمل ہے کہ ملا آنست کہ چپ نشد ؎ عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت ست۔ اب آپ اس تحریر کو بچشم انصاف ملاحظہ کرکے مومنین کو بدعت سے محفوظ رکھنے کی سعی فرمائی ایک

جدید فتنہ انگیز کلمے سے جو دوسری جماعتون مین مؤمنین کی تفرقہ پڑ رہا ہے اسکو ہم کبہی جواب اوسیکا لکہنا چاہیے جسکا کچہ جواب بہی ہو میرے معزز ہم عصر ہمنے جو کچہ اپنے اخبار نمبر آٹہ مین لکہا تہا وہ آپ ہی کی کتب معتبرہ کی عبارت اور آپ ہی کے مقتدایان دین کی تحقیق تہی میرا گمان تہا کہ آپ اسپر قلم اوٹہانا سوء ادب سمجہینگے اور اپنے اسم گرامی کا لحاظ فرماوینگے مگر ؎ خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم + پہر بہی ہم دوستانہ سمجہاتے ہین کہ احکام خدا ورسول مین نفسانیت سے درگذر کرنا اور امور حق کا مان لینا تہذیب حقیقی ہے آیندہ آپکو اختیار ہے ؎ حافظ وظیفہ تو دعا گفتن ست وبس + در بند این مباش کہ نشنید یا شنید +

راقم محمد حسن خان سہسرامی اڈیٹر اخبار ہذا ۔ مطبع نظامی محمد عبد الرحمن خان واقع کانپور مین حافظ محمد عبد الحمید خان منیجر مطبع کے اہتمام سے چہپا مسئلہ باہتمام سید عابد علی مالک مطبع اثنا عشری لکہنؤ محلہ فراشخانہ مین طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہین جناب حجۃ الاسلام آیۃ اللہ فی الانام اعلم العلماء الاعلام وافقہ الفقہاء الکرام سیدنا السند ومولانا المستند جناب السید علی محمد صاحب اس مسئلہ مین کہ اکثر لوگ کہتے ہین کہ آپنے ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے اس مسئلے مین کہ اَشْهَدُ اَنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيًّا حُجَّةُ اللّٰهِ وَصِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِلَا فَصْلٍ کا کہنا جائز نہین ہے اذان مین کیونکہ جزو اذان نہین ہے پس آیا یہ صحیح ہے یا نہین اور بنا بر اسکے صحیح ہے تو اسکو تصریح سے بیان فرمایئے کہ مراد اس سے آپکی کیا ہے اور اوس رسالے کا جسمین اس مسئلہ خاص کا ذکر ہی کیا نام ہے اور کہان مطبوع ہوا ہے اور یہ تحریر فرمایئے کہ اس کلمۂ طیبہ حقہ کا اس شہر مین بلکہ اور بلاد ہند مین بلکہ عراق مین بہی کہنے کا رواج تہا اور ہے یا نہین اور جو شخص کہ اسمین کسی طرح سے اعانت کرے اور شریک ہو اور مصر ہو اسپر کہ یہ کلمۂ حقہ کہا جاوے آیا وہ مثاب و ماجور ہوگا یا نہین اور بلا فصل بلکہ کل کلمۂ طیبہ مین کہین لا لالت

صریح یا اشعار تبرے پر ہے یا نہین ہے بینوا و توجروا

جواب باصواب

کلمہ طیبہ اَشْهَدُ اَنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ عَلِیًّا حُجَّةُ اللّٰهِ وَوَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَخَلِیْفَتُهٗ بِلَا فَصْلٍ کا اذان مین کہنا عبادت ہے اور منع کرنا اُسکا اسلئے مستلزم توہین حضرت ہے تو قطعًا ناجایز ہے اور جزو اذان نہونا مستلزم ترک کو نہین اسلئے کہ جب یہ جزو ایمان ہے اور ذکر خیر حضرت جزو ہر ہی نماز کا ہے چنانچہ صدر نماز مین تصریح نام نامی حضرت کی کیجاتی ہے حضرت ابراہیم ع و حضرت جناب رسالت مآب ع کے اسم گرامی کیطرح تو اذان کا جز قرار دینے کی کیا ضرورت ہے کہ اذان مقصود بالذات نہین بلکہ مقدمہ نماز ہے اور نماز مقصود بالذات ہے اور میرا کوئی رسالہ مطبوع یا غیر مطبوع معاذ اللہ اسکی ممانعت مین نہین ہے یہ خبر بالکل غلط بلکہ اتہام ہے اور قدیمًا و حدیثًا ہند وغیرہ کے شیعون مین پشت در پشت سے یہی شعار شیعون کا رہا کہ وہ بلکہ اونکی عورتین بلکہ اونکے لڑکے مساجد و اماکن مین برابر باعلان کہتے رہے بلکہ مخالفین بلکہ عیسائی بلکہ ہنود ع ہ شیخ الطایفہ اعلی اللہ مقامہ سے برابر شہادت ولایت اذان مین مذکور ہوا کرتے ہے ولایت و ہندوستان سب مین خصوصًا لکہنو مین اور خود کہا کرتا ہون اور جن مساجد مین نماز پڑہاتا ہون برابر اون مین باعلان یہ کلمہ طیبہ اذان مین کہا جاتا ہے علی رؤس الاشہاد اور فتوی بہی میرا یہی ہے کہ یمن و برکت اور اعلان ایمان کے لئے ضرور یہ اذان مین کہا جاے بطور استنباط شروع ایسی حدیثون سے استنباط کرکے کہ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب ذکر خیر حضرت سید المرسلین ہو تو اوسکے ساتھ ذکر خیر جناب سید الوصیین ع بہی ہونا بطور تشریع آور برابر یہی فتوا ہم لوگونکا رہا اور جو کوئی اعانت و شرکت کرے اس کلمہ طیبہ کی اذان مین باعلان کہے جانے کی وہ مثاب و ماجور ہوگا اور جو پہلو تہی کریگا وہ ملام و مذموم ہوگا اور یہ کلمہ طیبہ مین تولا ہے نہ تبرا اور فرق تولا اور تبرا مین کسی

ع یہ لفظ ہمارے نسخہ میں نہیں [illegible] ۱۲

عاقل پر پوشیدہ نہین مگر یہ کہ جاہل یا متجاہل بزبان عرب سے ہو۔ الغرض کسیطرح کی دلالت
اسکی تبرے پر نہین لیکن مطابقت وتضمن پس صریح البطلان ہے اور لیکن التزام پس اسوجہ
سے کہ اس مین لازم ہونا شرط ہے اور اس فقرۂ جلیلہ کو نفی خلافت خلفاء اہل سنت لازم
نہین بلکہ یہ احتمال نفس کلام مین ضرور رہتا ہے کہ دونون خلیفہ بلا فصل ہون ایک شیعون
کے اونکے اجماع سے دوسرے سنیون کے اونکے اجماع سے اور یہ بھی ممکن کہ دونون مین
مصالحہ ہو ایک بخوشی متوجہ عبادت وغیرہ رہے ہون اور ایک متوجہ انجام دہی امور
مملکت پس اس فقرہ نے تفضیل حضرت امیر علیہ السلام پر بھی تو دلالت نہ کی جسکے قائل تفضیلیے
ہین کہ جو ایک مشہور فرقہ اہل سنت کا ہے حالانکہ تفضیل تک تو کبھی تو ہین خلفاء ثلاثہ
کی سمجھی نہ گئی پھر یہ بھی تو موزون نہین کہنا کہ بعد رسول اللہ یا علی جمیع الائمہ پس احتمال
ہے کہ وہ حضرت کی خلافت بتوکیہ کا ذکر اظہار فضیلت حضرت کے لئے کرتا ہوا اور یہ فریقین
کا مسلمہ ہے کہ واقعۂ تبوک مین حضرت نے اپنے اہل بیت پر جناب امیر کو اپنے طرف سے بلا فصل
خلیفہ اور جانشین کیا جیسا کہ صحیح مسلم وترمذی وغیرہ مین مصرح ہے پس جب یہ بھی احتمال
ہوا تو اس فقرۂ پاک کو تبرا کیونکر لازم ہوا کہ اِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ
جب آیا احتمال تو باطل ہوگیا استدلال رہا یہ کہ قرینۂ اعتقاد موذن سے تبری کا مطلب
بٹھانا تو یہ دوسرا امر ہے یون تو شیعہ کی صورت ہے تبرا سمجھی جا سکتی ہے پھر اسکا کیا
علاج ہے باقی اس کلام مین کسیطرح کی دلالت تبرے پر نہین اور یہ تو ہر مذہب کی بنا ہے
کہ ہمین سچا اور باقی سب مذہب دنیا بھر کے جھوٹے پس اگر یہی تو ہین سمجھی جاوی تو کوئے
مذہب اس سے خالی نہو گا پس اعلان اُسکا ناجائز ہوگا قانون کی راہ سے اور یہ ایک
شر عام ہے کہ کبھی کسی حکومت مین جاری نہین ہو سکتا الغرض یہ تولا ہے اور تبرا نہین
مثلاً ہم ملکہ معظمہ کو شاہنشاہ کہین تو یہ محبت وخصوصیت کی بات ہے اس گورنمنٹ باقی
زار روس یہ نہین کہہ سکتے کہ یہ میری تو ہین یا میری شاہنشاہی کی نفی ہوئی تاوقتیکہ ہم

اسکی تصریح نکرین بلکہ انکی شاہنشاہی مسکوت عنہ رہے گی کہ پہلی بات سے ملکہ معظمہ کے بارہ
مین شاہنشاہی روس کا نہ اقرار سمجہا جائیگا نہ انکار الغرض یہ ہرگز ہرگز تبرا نہین ورگنہ ایک
دن بہی سنی اسکے کیے جانے پر راضی نہوتے اور پہلے ہی انگریزی مین اسکی تسدید کردیتے
جیسی فی الفور تبرے کی تسدید مین کوشش کی جو دستور قدیم شیعیان لکہنو وغیرہ کا تہا
پس ابہی تک تو یہ کبہی تبرا نہ تہا آج اتنے برسون کے بعد یہ تبرا ہوگیا واہ یہ عجب انصاف ہے
پس صاف ظاہر ہے کہ یہ اُنکی حیلہ حوالے ہین باقی وہ خود توہین حضرت کے لئے اُنکا نام مٹانا
چاہتے ہین اور اپنے مذہب کی ہو باندہنا اور یہ بخبر ہے اپنے روم مین جو چاہین ظلم کرین
باقی ہندوستان مین کہ جہان گورنمنٹ کے حسن انتظام سے سب رعیت آزاد ہے ایسے خیال
کرنا عبث ہین خلاصہ یہ کہ یہ جب تبرا نہین تو مزاحمت اُنکی بے جا ہے اور موقع دست اندازی
حکام عالی مقام سے بہی باہر ہے اگرچہ ہم اُسے خلاف شرع ہی کرتے ہون اسلئے کہ ہمارے امور ذاتی
مین سرکار سے ہمین آزادی ہے اور غیر فرقے ہمارے اتالیق نہین کہ ہمارے متعرض حال ہون اگر
کوئی معاذ اللہ حضرت امیر علیہ السلام کو خدا بہی کہی اور خلاف اپنی شرع کے بہی کرے تو
کسیکو کیا جیسا کہ بہت باتین خلاف مسند مذہبی بلکہ خلاف شرع اکثر فریقین سے ظاہر ہوتی
ہین لیکن کوئے اُن مین مزاحم نہین ہوتا ہے۔ سید علی محمد

جواب از جانب مولانا دبالفضل اولانا حضرت مولانا اشرف علی صاحب فاروقی دام افضالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ونصلی علی رسولہ الکریم القول الفاصل بین الحق والباطل
بعد الحمد لاہلہ والصلوٰۃ علی اہلہا گذارش ہے کہ یہ چند ورق ہین درباب حقیقت کلمہ خلیفہ
بلا فصل کے جو آج کل اکثر شیعہ خلاف دستور قدیم اذان مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے
نام مبارک کے ساتہہ بڑہا کر اہل سنت کے دلون کو ایذا پہونچاتے ہین اور اوس مین
طرح طرح کے حیلہ بہانے کرکے چاہتے ہین کہ حکام وقت سے اسکی اجازت ہوجاوے مگر بخبر ہے

اپنے ایران میں جو چاہیں ظلم کرلیں اس سلطنت میں کہ سب کو ایک نظر سے دیکھا جاتا ہے
ممکن نہیں کہ ایسی شر عام کی اجازت دیجاوے۔ پس جاننا چاہیے کہ منشاء دفعہ ۲۹۸
تعزیرات ہند کا یہ ہے کہ کسیکی مذہبی خیالات کو صراحةً یا اشارةً رنج پہونچانا موجب
جرم ہے۔ پس اسکی تفتیش باقی رہی کہ یہ کلمہ خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کے حق میں صراحةً
یا کنایةً طعن ہے جو موجب ایذا رسانی مذہب اہل سنت ہے یا نہیں۔ کسی عاقل پر پوشیدہ
نہیں کہ کلمہ خلیفہ بلا فصل کے معنے لغوی یہ ہیں کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ
برحق حضرت علی رضی اللہ عنہ بلا فصل کسی دوسرے خلیفہ کے ہیں پس نفی خلافت خلفاء کی تو
اس سے ظاہر ہے جیساکہ مدلول لفظ بلا فصل کا ہے۔ اب رہا یہ کہ امر کہ نفی خلافت خلفاء ثلثہ
کے آیا وقوعاً ہے یا استحقاقاً دو ہی احتمال ہیں احتمال اول باتفاق فریقین منفی ہے کیونکہ
کذب صریح ہے شیعہ بھی اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
خلیفہ ہوئے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تو نفی وقوع
کی اونکی مراد ہو نہیں سکتی کیونکہ ایسے کذب صریح کو جسکو خود بھی دروغ محض جانتا ہو اور بموجب
قول آلہی لعنة اللہ علی الکاذبین سبب لعنت کا سمجھتا ہو داخل اذان نہیں کرسکتا پس ضرور
احتمال ثانی متعین ہوگیا کہ اس کلمے کے معنے یہی ہیں کہ خلفاء ثلثہ خلافت کا استحقاق نہ رکھتے
تھے جب لیاقت کی نفی ہوئی اسکی نقیض ثابت ہوگئی یعنے معاذ اللہ منہا نالائق تھے
ایک طعن تو یہ ہوا پھر جب اوسکے مستحق نہ تھے اور خلیفہ بن بیٹھے تو ضرور کسی مستحق کا حق
غصب کرکے خلیفہ ہوئے تو غاصب ٹھہرے اور فریقین کے نزدیک غاصب ملعون و مستوجب
لعن ہوتا ہی اگرچہ ادنی مسلمان کا حق غصب کرے قال اللہ تعالی (وَلَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ
بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ الآية) چہ جائیکہ کوئی شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا حق غصب کرے
جو داماد ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بقول شیعہ اونکی خلافت منصوصۂ رسول
ہے اور حق بھی کتنا بڑا کہ تمام ملک کی حق تلفی جس میں لاکھوں مسلمانوں کے حقوق ضایع

ہوئی لابد ایسے حق کا غاصب اعلی درجے کا ملعون ہوگا یہ دوسرا طعن ہوا۔ پہر غاصب ظالم
ہوتا ہے اور اللہ تعالی ظالمین کے حق مین فرماتا ہے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ
پس بوجہ ظلم کے ملعون ہونا لازم آتا ہے یہ تیسرا طعن ہوا علی ہذا القیاس یہ کلمہ مطاعن کثیرہ
کو مشتمل ہے جسکی تفصیل طویل ہی رہا یہ امر کہ یہ معنے اس کلمے کے مدلول حقیقی و مطابقی ہین
یا مجازی والتزامی۔ دونون احتمال صحیح ہوسکتے ہین لیکن حقیقۃً پس تعریف حقیقت
کی اہل عربیۃ کے نزدیک یہ ہی اَلْحَقِيْقَةُ الْكَلِمَةُ الْمُسْتَعْمَلَةُ فِيْمَا وُضِعَتْ لَهٗ فِيْ اِصْطِلَاحٍ
بِهِ التَّخَاطُبُ هٰكَذَا فِيْ تَلْخِيْصِ الْمِفْتَاحِ لِلسَّكَّاكِيْ یعنے حقیقت وہ کلمہ ہے کہ استعمال کیا جاوے
ایسے معنے مین کہ اوس معنی کے لئے اوس کلمے کو ٹھہرایا ہوا اور یہ ٹھہرانا باعتبار اوس اصطلاح
کے ہو جسمین خطاب و کلام ہے انتہی اور ظاہر ہے کہ کلمہ بلا فصل اصطلاح و عرف خاص اہل تشیع
مین موضوع واسطے نفی خلافت خلفائے ثلثہ کے اور اظہار مطاعن خلفا کے ہے جیسا کہ
پوشیدہ نہین پس یہ صاف گالیان ہین جنکا تحمل ہرگز کسی شخص کو نہین ہوسکتا اور یہ بھی
کہہ سکتے ہین کہ دلالت اسکی ان مطاعن پر التزامی ہے یعنے اسکے ترجمے سے مطاعن خلفا
مفہوم ہوتے ہین کیونکہ التزامی کے لیے لزوم عقلی ضرور نہین جب بعض ناواقفون کا
گمان یا تجاہل ہے بلکہ لزوم مطلقاً کافی ہے خواہ عقلاً ہو یا عرفاً کما فی التلخیص وانما لقیدنا بالتزام
وشرطہ اللزوم الذہنی ولو لاعتقاد المخاطب لعرف وغیرہ انتہی۔ اور ظاہر ہے کہ یہ کلمہ
بحسب اعتقاد متکلم و مخاطب ذہن کو منتقل کرتا ہے طرف نفی خلافت خلفا و مطاعن
اونکے کے۔ بالاضطرار اہل سنت کا مشوش ہو جانا دلیل اس انتقال ذہنی کی ہے جیسا کہ
حکام پر پوشیدہ نہین کہ کئی بار یہ نزاع و شورش برپا ہو چکی ہے ورنہ شیعہ اور فرائض
مذہبی اپنے برابر ادا کرتے ہین سنی کبھی تعرض نہین کرتے اور خاص کر ایسی حالت مین
کہ سنیون کو کسی قسم کی ثروت و عزت و وجاہت ظاہری نہین اور یہ بیچارے حتی الوسع
بہت چشم پوشی کرتے ہین ایسی حالت عجز مین برہم ہونا علامت ہے اس امر کی کہ اس کلمے سے

نہایت درجے کا آزار اونکے قلب کو پہونچا ہوگا کہ نوبت حکام عالیمقام تک پہونچی کہ اوسوقت بجز اسکے کوئی چارہ نہیں اس امر سے واضح ہے کہ اس کلمے کے اس مطاعن پر دلالت التزامی و بالکنایہ ہے جو حقیقت سے بھی ابلغ ہے کما فی التلخیص اَطْبَقَ الْبُلَغَاءُ عَلٰی اَنَّ الْمَجَازَ وَالْکِنَایَۃَ اَبْلَغُ مِنَ الْحَقِیْقَۃِ وَالتَّصْرِیْحِ اِنْتَھٰی جیسا ملکہ معظمہ کے بڑے صاحبزادے ولیعہد ہون اور ایک گروہ اپنے ظن باطل مین اونکو لایق ولیعہدی و جانشینی کے نہ جانتا ہو تو جب اوس گروہ کا اور کوئی شخص اونکے چھوٹے صاحبزادے یا صاحبزادی کو کہنے لگے کہ آپ بلا فصل ملکہ معظمہ کے ولیعہد ہین تو کیا یہ بڑے صاحبزادے کو اوسکے ظن باطل کا خیال یہ کلمہ سنکر ہوگا یا رنج نہ پہونچیگا یہ ملکہ معظمہ سے بغاوت نہیں اور کیا یہ صاحبزادہ کلان کو رنج رسانی نہین بے شک ہے بے شک ہے یا کوئی شخص کہے کہ بعد موسیٰ علیہ السلام کے نبی صاحب شریعت مستقلہ بلا فصل جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ ہین تو کیا یہ نفی رسالت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نہین اور کیا اسکا اعلان موجب رنج دہی قوم عیسائیونکا نہین ضرور ہے ضرور ہے یا کوئی شخص کسی کے چھوٹے لڑکے کو اکلوتا بیٹا کہے تو کیا دوسرے بڑے بیٹون کے نسب کی نفی نہین اور کیا اون کو مثل حرامزادے کہنے کے بلکہ اس سے زیادہ نہین بے شک ہے ضرور ہے ۔ بلکہ عادۃً مشاہدہ ہوتا ہے کہ کھُلّم کھُلّا کہنے کی نسبت چہیر چھاڑ سے سخت رنج پہونچتا ہے پس ہر طرح سے ظاہر ہوگیا کہ یہ کلمہ تبرا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ جنکے نام پر یہ لوگ اپنے زعم مین قربان ہوتے ہین جب اون کے زمانے مین بعض لوگون نے آپکو حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر فضیلت دی تو آپنے فرمایا کہ جو کوئی ایسا کریگا اوسکو اسنی درے لگاؤنگا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اہل لسان تھے وہ صیغہ تفضیل سے سمجھے کہ یہ اون کے حق مین طعن ہے اسوجہ سے کہ ایک امر غیر واقع کو مشتہر کرنا بجز ایذا رسانی ہوا خواہان شیخین اور کیا سمجھا جا سکتا ہے اگر یہ حضرات شیخین کے حق مین مثل گالی کے نہ ہوتا تو اسنی دُرّے کی جو حد شرعی ہے کیون اوسکے ساتھ وعید فرماتے جب ایسے خفیف کلمے پر اسقدر

دہمکا یا چہ جائیکہ یہ کلمۂ ثقیل اسپر تو نہین معلوم کیا سزا تجویز فرماتی پس معلوم ہوا کہ جب اہل لسان
کے نزدیک اس سے خفیف کلمہ طعن ہے تو یہ ضرور اشد واحی کا طعن ہو گا پس جب یہ معنی
ایسے متبادر ہین اسکے التزامی ہونے مین کیا کلام ہے حدیث صحیح مین وارد ہی کہ آپ کے
زمانے مین ایک یہودی نے ایک مسلمان کے روبرو قسم کہائی کہ قسم اوس ذات کی جسنے
موسیٰ علیہ السلام کو سب بشر پر فضیلت دی اوسی وقت مسلمان نے اوسکے منہہ پر ایک
طپانچہ مارا یہان تک کہ آپکی خدمت مین اسکی نوبت پہنچی آپنے فیصلہ فرمایا کہ انبیا مین
ایک کو دوسرے پر فضیلت مت دو الحدیث خیال کرنیکا مقام ہے کہ باوجودیکہ اہل اسلام
یہودیون کے کفر پر بہی تعرض نکرتے تھے مگر اس کلمے نے اوس مسلمان کو ایسا جوش
دلایا کہ اوسکو مار بیٹہا معلوم ہوا کہ ذوق لسانی سے اوسکو اس کلمے سے مفہوم ہوا کہ یہ آپکی
تحقیر ہے اور اوس سے برداشت نہو ئی اور اسی لیے آپنے یہ فیصلہ فرمایا کہ ایک کو
دوسرے پر فضیلت مت دو مطلب یہی ہے کہ ایسے طور سے فضیلت مت دو کہ دوسرے کی
تحقیر لازم آوے معلوم ہوا کہ اس قسم کے کلمات تحقیر پر صاف دلالت کرتے ہین شاید کوئی
شخص شبہ کرے کہ جب یہی بات ہے کہ ایک کی فضیلت سے دوسرے کی تحقیر لازم آتی ہے تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت دینے سے موسیٰ علیہ السلام کی تحقیر ہوا ور حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت دینے سے حضرت علی کرم اللہ وجہ کی تحقیر ہو جواب
یہ ہے کہ مطلقاً کسی کو کسی پر فضیلت دینا موجب تحقیر مفضول نہین جو یہ اعتراض لازم
آوے بلکہ اوسوقت ہے کہ جب افضل مفضول کو اپنے عقیدے مین بُرا سمجھتا ہوا وسیوقت
مین مخاطب کو جوش ہوتا ہے پس یہودی کہ منکر نبوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
شیعہ کہ منکر خلافت خلفاء ثلثہ ہین یہ لوگ اگر موسیٰ علیہ السلام کو جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر یا حضرت علی کرم اللہ وجہ کو حضرات خلفاے ثلثہ پر فضیلت دین ضرور
تحقیر مفضول کی ہو گی اسیوجہ سے مسلمان کو یہودی پر غصہ آیا اور اسی وجہ سے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابن سبا کے توابع کو دھمکایا بخلاف اسکی کہ اگر مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موسی علیہ السلام پر فضیلت دیں یا سنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فضیلت دے چونکہ وہ منکر رسالت موسی علیہ السلام کا اور یہ منکر فضیلت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نہین اسلیے تحضیر نہ لازم آئیگی البتہ اگر خارجی حضرات شیخین کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر فضیلت دیگا تو بے شک اس مین تحقیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہے جس کی وجہ سے سنی اوسکے خون کے پیاسے ہوجائنگے زیادہ شیعہ سی فافہم فانہ من الھامات سابّ العالمین اور اگر کوئی روباہ حیلہ یہ کہے کہ مراد میری اس کلمہ سے وہی معنے ہین جو بالکل دروغ ہین اور مین اپنی اذان مین جھوٹ بولکر ملعون بنتا ہون تمکو اس سے کیا بحث اوسکو کہا جاوے گا کہ اگر تمکو ملعون بنتا ہو اپنے مین گھر بیٹھکر ملعون بنو جب ایسی کلمے کا اعلان کروگے جو باعتبار معنے بتبادر کے رنج رسان ہو ضرور منع کئے جاوگے ورنہ منشاء دفعہ ۲۹۸ کا بالکل ہوا جاتا ہے یون توکوئی کسی کے پیشوایان مذہب کو گالیان دیتا پھرا کرے اور کہدے کہ مین جھوٹ بولکر ملعون بنتا ہون تمکو اس سے کیا۔ یا کہدے کہ یہی نام دوسرے لوگون کے ہین مین تو اونکو برا کہتا ہون کیا کوئی عاقل اس عذر کو مسموع کرے گا۔ چند سال کا قصہ ہے کہ ایک قصبہ مین ایک رئیس کے مکان مین ایک شخص رہتا تھا اوس رئیس نے کسی وجہ سے دوکان خالی کرانی چاہی چونکہ وہ کرایہ پیشگی دے چکا تھا بدون انقضای مدت کیونکر نکل سکتا تھا اوس شخص نے اپنے بھائیون بیٹون کے نام اوس رئیس کے خاندان پر مقرر کرلئے جب اونمین سے کسی کو دیکھتا وہی نام لیکر بلا تہذیب پکارتا اور کبھی چلم وغیرہ بھرنے کی فرمائش کرتا تاکہ اوس رئیس کو رنج پونہچے انجام یہ ہوا کہ خوب درستی ہوئی۔ بھلا کوئی عاقل اُس دہنیے کے اس عذر کو سن سکتا ہے کہ صاحب مینے اپنے بیٹے بھائیون کے نام جھوٹ موٹ مقرر کرلیے ہین مین تو اون کو کہتا ہون تمکو اس سے کیا بحث ہرگز کسی کے نزدیک یہ عذر

دھمکایا چہ جائیکہ یہ کلمہ ثقیل اسپر تو نہیں معلوم کیا سزا تجویز فرماتے پس معلوم ہوا کہ جب اہل لسان
کے نزدیک اس سے خفیف کلمہ طعن ہے تو یہ ضرور اشد واحق کا طعن ہوگا پس جب یہ معنی
ایسے متبادر ہین اسکے التزامی ہونے مین کیا کلام ہے حدیث صحیح مین وارد ہی کہ آپ کے
زمانے مین ایک یہودی نے ایک مسلمان کے روبرو قسم کھائی کہ قسم اوس ذات کی جسنے
موسیٰ علیہ السلام کو سب بشر پر فضیلت دی اوسی وقت مسلمان نے اوسکے منھہ پر ایک
طپانچہ مارا یہان تک کہ آپکی خدمت مین اسکی نوبت پہنچی آپنے فیصلہ فرمایا کہ انبیا مین
ایک کو دوسرے پر فضیلت مت دو الحدیث خیال کرنیکا مقام ہے کہ باوجودیکہ اہل اسلام
یہودیون کے کفر پر بہی تعرض نکرتے تھے مگر اس کلمے نے اوس مسلمان کو ایسا جوش
دلایا کہ اوسکو مار بیٹھا معلوم ہوا کہ ذوق لسانی سے اوسکو اس کلمے سے مفہوم ہوا کہ یہ آپکی
تحقیر ہے اور اوس سے برداشت نہوئی اور اسی لیے آپنے یہ فیصلہ فرمایا کہ ایک کو
دوسرے پر فضیلت مت دو مطلب یہی ہے کہ ایسے طور سے فضیلت مت دو کہ دوسرے کی
تحقیر لازم آوے معلوم ہوا کہ اس قسم کے کلمات تحقیر پر صاف دلالت کرتے ہین شاید کوئی
شخص شبہ کرے کہ جب یہی بات ہے کہ ایک کی فضیلت سے دوسرے کی تحقیر لازم آتی ہے تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت دینے سے موسیٰ علیہ السلام کی تحقیر ہو اور حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت دینے سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تحقیر ہو جواب
یہ ہے کہ مطلقاً کسی کو کسی پر فضیلت دینا موجب تحقیر مفضول نہین جو یہ اعتراض لازم
آوے بلکہ اوسوقت ہے کہ جب مفضل مفضول کو اپنے عقیدے مین برا سمجھتا ہو اوسیوقت
مین مخاطب کو جوش ہوتا ہے پس یہودی کہ منکر نبوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
شیعہ کہ منکر خلافت خلفاء ثلثہ ہین یہ لوگ اگر موسیٰ علیہ السلام کو جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرات خلفائے ثلثہ پر فضیلت دین ضرور
تحقیر مفضول کی ہوگی اسی وجہ سے مسلمان کو یہودی پر غصہ آیا اور اسی وجہ سے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابن سبا کے توابع کو دہمکایا بخاف اسکی کہ اگر مسلمان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت دی یا سنی حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کو فضیلت دے چونکہ وہ منکر رسالت موسی علیہ السلام کا اور یہ منکر فضیلت
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نہین اسلیئے تحضیر نہ لازم آئیگی البتہ اگر خارجی حضرات شیخین
کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر فضیلت دیگا تو بے شک اس مین تحقیر حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کی ہے جس کی وجہ سے سُنّی اوسکے خون کے پیاسے ہوجائنگے زیادہ شیعہ سے فافہم
فَاِنَّہٗ مِنَ الْھَامَاتِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اور اگر کوئی روباہ حیلہ یہ کہے کہ مراد میری اس
کلمہ سے وہی معنے ہین جو بالکل دروغ ہین اور مین اپنی اذان مین جھوٹ بولکر ملعون
بنتا ہون تمکو اس سے کیا بحث اوسکو کہا جاوے گا کہ اگر تمکو ملعون بنتا ہو اپنے مین گھر بیٹھ
کر ملعون بنو جب ایسی کلمے کا اعلان کروگے جو باعتبار معنے متبادر کے رنج رسان ہو
ضرور منع کئے جاوگے ورنہ منشاء دفعہ ۲۹۸ کا بالکل ہوا جاتا ہے یون تو کوئی کسی کے
پیشوایان مذہب کو گالیان دیتا پھرا کرے اور کہدے کہ مین جھوٹ بولکر ملعون بنتا
ہون تمکو اس سے کیا۔ یا کہدے کہ یہی نام دوسرے لوگون کے ہین مین تو اونکو برا کہتا
ہون کیا کوئی عاقل اس عذر کو مسموع کرے گا۔ چند سال کا قصہ ہے کہ ایک قصبہ مین
ایک رئیس کے مکان مین ایک شخص رہتا تھا اوس رئیس نے کسی وجہ سے دوکان
خالی کرانی چاہی چونکہ وہ کرایہ پیشگی دے چکا تھا بدون انقضای مدت کیونکر نکل سکتا تھا
تھا اوس شخص نے اپنے بھائیون بیٹون کے نام اوس رئیس کے خاندان پر مقرر کرلئے جب
اونمین سے کسی کو دیکھتا وہی نام لیکر بلا تہذیب پکارتا اور کبھی چلم وغیرہ بھرنے کی فرمایش
کرتا تاکہ اوس رئیس کو رنج پونہچے انجام یہ ہوا کہ خوب درستی ہوئی۔ بھلا کوئی عاقل اُس
بنیئے کے اس عذر کو سن سکتا ہے کہ صاحب مینے اپنے بیٹے بھائیون کے نام جھوٹ موٹ
مقرر کرلیے ہین مین تو اون کو کہتا ہون تمکو اس سے کیا بحث ہرگز کسی کے نزدیک یہ عذر

قابل اعتبار نہین ہر شخص ضرور اوسکو قابل سزا کہیگا اسیطرح یہ کہنا کہ اس کلمے کے معنے مین یہ احتمال ہو کہ خلافت اجماعی شیعہ مراد ہو اور وہ بلافصل حضرت علی کرم اللہ وجہ کو حاصل ہے اور خلفاء ثلاثہ کی خلافت باجماع اہل سنت تھی صرف حیلہ بازی ہے - اول تو ان صاحبون کے نزدیک تمام اہل بیت شیعہ تھے وہ وقت خلافت خلفای ثلاثہ تشریف رکھتے تھے جسمین حضرت علی کرم اللہ وجہ بھی داخل ہین وہ بھی اس اجماع مین تھے پس اونکی خلافت بھی باجماع شیعہ ہے اگر عذر تقیہ کا ہو تو اول تو اونکی شیر مردی کے خلاف دوسرے یہ لوگ بھی تقیہ کیون نہین کرتے کہ سنت اہل بیت ہی اور اگر کہیے کہ اوس وقت شیعہ مصطلحہ جو صحابہ کو گالیان دیتے ہون نہ تھے بعد مین پیدا ہوئے اور حضرت علی کی خلافت پر اجماع کیا تو یہ بھی غلط ہے حضرت علی کرم اللہ وجہ کی انعقاد خلافت کے وقت ایک شخص بھی گالیان دینے والا اصحاب کا بیعت مین داخل نہ تہا اگر کہیے کہ بعد انعقاد خلافت کے گالیان دینے والے یعنے اصحاب عبد اللہ بن سبا آئے اور اونہون نے اجماع کیا یا اور پیچھے کے لوگ جو ہر زمانے مین پیدا ہوتے رہے اونکا اجماع مراد ہے تو اول تو اجماع خلافت پر وقت انعقاد خلافت معتبر ہے اور یون تو اب کوئی جماعت اشقیا یزید کی خلافت پر اجماع کرکے اپنی اذان مین اوسکو خلیفہ رسول اللہ بلافصل باعتبار اپنے اجماع کے کہنے لگے تو کیا حضرات شیعہ اوسکو سب وشتم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان مین نہ سمجھینگے اور کیا اس اجماع کو معتبر جانینگے ہرگز نہین علاوہ اسکے یہ اجماع اون لوگون کا اس قبیل سے ہے کہ جیسے کوئی طالبعلم کہتے تھے کہ آجکل ہم یہانکے بادشاہ زادی سے نکاح کرنے کی فکر مین ہین کسی نے حال پوچھا کہنے لگے کہ آدہا معاملہ تو ہوگیا ہے اور آدہا باقی ہے کسی نے تفسیر پوچھی فرمایا ہم تو راضی ہین وہ راضی نہین وہی مثل اس اجماع کی ہے کہ خود مَنْ لَہُ الْاِجْمَاعُ ان سے راضی نہین تھے اور برابر ایسے لوگون کو ڈرلتے دہمکاتے رہے پہر انکی اجماع کو کون پوچھتا ہے قطع نظر سب سے یہان بھی وہی جواب مشترک ہے کہ اس اجماع کو گہر مین بیٹھکر گائے اور بسبب معنی قبادر کسیکا دل نہ دکہائے

ورنہ دفعہ ۲۹۸ موجود ہی - اسیطرح یہ کہنا کہ دونون خلیفہ بلافصل ہون اور مصالحہ ہو یہ بہی
دروغ محض ہے زمان خلفاے ثلاثہ مین کسیطور حضرت علی رضہ کی خلافت ثابت نہین پہر اگر یہی
تہا تو حضرات شیعہ خلفا کو غاصب کیون قرار دین بلکہ وہ موہوب لہ تہے علاوہ اسکے جواب مشترکہ
مشترک ہے اسیطور یہ کہنا کہ شاید خلافت تبوکیہ مراد ہو محض لچر ہے اول تو وہ ایسی بڑی فضیلت
نہین جسکو اعلان کیا جاوے پس مقتضاے حال و قرینہ مقام آپ اس ارادے سے ہے
دوسرے خلیفہ بلا فصل کے معنے عرف مین یہ ہین کہ خلیفہ تو متعدد ہوئے مگر یہ بلا فصل اور
دوسرے بہ فصل پس سفر تبوک کے وقت کتنے شخص تعاقب خلیفہ ہوئے تہے کہ جنہین حضرت علی
خلیفہ بلا فصل تہے بلکہ کئی صحابہ مختلف خدمات پر ایک ساتہہ مامور تہے منجملہ اونکے حضرت علی رضہ
کی خلافت محض امور خانگی مین اہل و عیال کی خبرداری کے واسطے تہے اور محمد بن سلمہ کو مدینہ منورہ
کا صوبہ دار اور صباع بن عرفطہ کو کوتوال مدینہ اور ابن ام مکتوم کو امام نماز مسجد کا کیا تہا پس
یہ معنے محض باطل ہین اور اگر یہی مراد سہی تو وہی مشترک جواب یہان بہی ہے کہ چونکہ معنے متبادر
اسکے رنج رسان ہین اعلان نفرمایئے ورنہ دفعہ مذکور موجود ہے غرض ایسے احتمالات سے
برارۃ نہین ہوسکتی ورنہ کوئی شخص مجرم نہ ٹھہریگا ایسی روباہ بازیان تو ہر شخص کرسکتا ہے
منشاء سیاست مدینہ کا یہ ہی کہ شر عام نہ پہیلے یہی وجہ ہے کہ تبرا باوجودیکہ بزعم شیعہ عبادات
مین سے ہے مگر حکام نے اوسکے اعلان سے منع کیا کہ فتنہ عام تہا اور اوسکا انسداد ضروری
تہا اور ہر سلطنت مین اسکا لحاظ رہا ہمارے فقہا و قضاۃ مین سے بعض نے ساب الشیخین
کے کفر و قتل کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ توبہ اوسکی مقبول نہین اور قتل سے نجات
نہ پائیگا حالانکہ کفر سے توبہ کرنا مخلصی بتی قتل سے - مگر یہ قتل بوجہ انتظام ملکی اور دفع
شر عام کی ہے - جیساکہ ساحر کی توبہ کو غیر مقبول کہا ہے کہ اوس سے احتمال فتنہ عام کا ہی
فافہم رہا شبہ کہ اگر یہ کلمہ تبرا ہے اور واجب الانسداد تو ہر وقت تبرا ہونا چاہیے پس مناظرہ
کا باب مسدود ہونا چاہیے حالانکہ فریقین مین ہمیشہ سے رد و قدح و مناظرہ چلا آیا ہے

نہ شرعاً مناظرہ ممنوع نہ قانوناً - جواب اوسکا یہہ ہی کہ وقت مناظرہ مین مقصود تحقیق اصل امر
ہوتا ہے تحقیر مقصود نہین ہوتی اور دوسرا فریق جو مناظرہ پر مستعد بیٹھا ہے وہ اس امر کی
دلالۃً اجازت دیتا ہے کہ تم بلافصل کہو ہم اسکا جواب دینگے اور اوسکو وہ جواب سننا پڑتا ہی
اور یہ نہین کہہ سکتا ہے کہ ہم تمسے جواب نہین سنتے ہمتو یہی کہینگے تمہارا اجارہ نہین ورنہ ہٹ دہرمی
اور تعصب سمجھا جائیگا اور پہر تبرا ہو جائیگا - پس بوجوہ مذکورہ وہ تبرا نہین بخلاف اوسوقت کر
کرکسیکے ساتھ مخاطبہ بہی نہین اور اگر کوئی جواب دینے پر مستعد ہو اور الزام دیکر ساکت کرنا چاہے
تو اوسکو بہی منظور نہ کیا جاوے صرف اپنی مرغی کی ایک ٹانگ گائے جائے اور بجا بجا اوسکا
اعلان براہ تحکم کرے بیشک ان قراین سے وہ اوسوقت تبرا ہو گا کما لا یخفے علی العاقل
پس اسکا تبرا ہونا بوجہ احسن ثابت ہوگیا پس اگر بالفرض والتقدیر یہ کلمہ جزو اذان کیا
بلکہ جزو ایمان بہی ہوتا تب بہی حکام اسکو بند کرنے کی تجویز فرماتے جیسا کہ نظیر مقدمہ مجوزہ
باجلاس مسٹر پیٹ ایف بی پیرسن صاحب جج الہ آباد مشہور ہے وہ فیصلے مین لکھتے ہین کہ اگر
شیعہ اپنے اوپر واجب سمجھتے ہین کہ دوسرے کے مذہبی خیالات کو بذریعہ تلفظ یا اشارات کے
ٹہیس پونہچانا فرض ہے تو اسکا اجر شاید آخرت مین ملے لیکن اس دنیا مین دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند
کا نتیجہ خواہ مخواہ اونکو اوٹہانا پڑیگا الخ - چہ جائیکہ جزو اذان بہی نہ ہو بلکہ کہنا ممنوع اونکے
مذہب مین بہی ہو پہر اذان مین اعلان کرنے سے بجز ایذای اہل سنت کیا منظور ہے اسوقت
مناسب ہے کہ کتب معتبرہ شیعہ سے کیفیت اذان کی ثابت کیجائے تاکہ حقیقت حال منکشف
ہوجاوے کتاب شرایع الاسلام کتاب الصلوۃ رکن اول مقدمہ سابعہ مین مرقوم ہے -
وَالاَذَانُ عَلَی الاَشْہَرِ ثَمَانِیَۃَ عَشَرَ فَصْلاً اَلتَّکْبِیْرُ اَرْبَعاً وَالشَّہَادَۃُ بِالتَّوْحِیْدِ ثُمَّ
بِالرِّسَالَۃِ ثُمَّ یَقُوْلُ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ثُمَّ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ثُمَّ حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ وَالتَّکْبِیْرُ بَعْدَہٗ
ثُمَّ التَّہْلِیْلُ کُلُّ فَصْلٍ مَرَّتَانِ - وَالاِقَامَۃُ فُصُوْلُہَا مَثْنٰی مَثْنٰی وَیُزَادُ فِیْہَا قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ
مَرَّتَیْنِ وَیَسْقُطُ فِی التَّہْلِیْلِ فِیْ اٰخِرِہٖ مَرَّۃً وَاحِدَۃً اٰخِرَ - ترجمہ اذان مشہور مذہب کے موافق

اٹھارہ کلمے ہیں چار بار اللّٰہُ اَکبَر اور توحید کے شہادت یعنے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دو بار پھر رسالت کی شہادت یعنی اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ دو بار حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ دو بار کہے پھر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ دو بار کہے پھر کہے حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ دو بار پھر اللّٰہُ اَکبَرُ دو بار پھر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دو بار (اور اقامت کے کلمے دو دو بار ہیں مگر قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ دو مرتبہ بڑھا وے اور آخر میں ایک مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کم کر دے فقط) اور کتاب روضۃ البہیہ فی شرح اللمعۃ الدمشقیہ کتاب الصلوٰۃ فصل ثالث میں ہے وَیُکَبِّرُ اَرْبَعًا فِیْ اَوَّلِ الْاَذَانِ ثُمَّ التَّشَھُّدَانِ بِالتَّوْحِیْدِ وَالرِّسَالَۃِ ثُمَّ الْحَیْعَلَاتُ الثَّلٰثُ ثُمَّ التَّکْبِیْرُ ثُمَّ التَّھْلِیْلُ مَثْنٰی مَثْنٰی فَھٰذِہٖ ثَمَانِیَۃَ عَشَرَ فَصْلٌ وَالْاِقَامَۃُ فِیْ جَمِیْعِ فُصُوْلِھَا وَھِیَ فُصُوْلُ الْاَذَانِ اِلَّا مَا یُخْرِجُہٗ وَیَزِیْدُ بَعْدَ حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ مَرَّتَیْنِ وَیُھَلِّلُ فِیْ اٰخِرِھَا مَرَّۃً وَّاحِدَۃً فَفُصُوْلُھَا سَبْعَۃَ عَشَرَ تَنْقُصُ مِنَ الْاَذَانِ ثَلٰثَۃً وَیَزِیْدُ اثْنَیْنِ فَھٰذِہٖ جُمْلَۃُ الْفُصُوْلِ الْمَنْقُوْلَۃِ شَرْعًا وَلَا یَجُوْزُ اِعْتِقَادُ شَرْعِیَّۃِ غَیْرِ ھٰذِہِ الْفُصُوْلِ فِی الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ کَالتَّشَھُّدِ بِالْوِلَایَۃِ لِعَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا وَّاٰلِہٖ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ اَوْ خَیْرُ الْبَشَرِ وَاِنْ کَانَ الْوَاقِعُ کَذٰلِکَ فَمَا کُلُّ وَاقِعٍ حَقًّا یَجُوْزُ اِدْخَالُہٗ فِی الْعِبَادَاتِ الْمَوْظِفَۃِ شَرْعًا الْمَحْدُوْدَۃِ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی فَیَکُوْنُ اِدْخَالُ ذٰلِکَ فِیْھَا بِدْعَۃً وَّتَشْرِیْعًا کَمَا لَوْ زَادَ فِی الصَّلٰوۃِ رَکْعَۃً اَوْ تَشَھُّدًا اَوْ نَحْوَ ذٰلِکَ مِنَ الْعِبَادَاتِ بِالْجُمْلَۃِ فَذٰلِکَ مِنْ اَحْکَامِ الْاِیْمَانِ لَا مِنْ فُصُوْلِ الْاَذَانِ قَالَ الصَّدُوْقُ رَحِمَہُ اللّٰہُ اَنَّ اِدْخَالَ ذٰلِکَ مِنْ وَضْعِ الْمُفَوِّضَۃِ وَھُمْ طَائِفَۃٌ مِّنَ الْغُلَاۃِ وَلَوْ فَعَلَ ھٰذِہِ الزِّیَادَۃَ اَوْ اَحَدَھَا نَبِیَّۃً اَنَّہٗ مِنْہُ اَثِمَ فِیْ اِعْتِقَادِہٖ بِقَوْلِہٖ وَیَکُوْنُ اِعْتِقَادُہٗ ذٰلِکَ لَا جَرَمَ وَفِی الْمَبْسُوْطِ اَطْلَقَ عَدَمَ الْاِثْمِ بِہٖ وَمِثْلُہُ الْمُصَ فِی الْبَیَانِ اِلٰی اٰخِرِ یعنی اول اذان میں چار مرتبہ کہے اللّٰہُ اَکبَرُ پھر دونوں تشہد یعنی اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

پہر تینون فیعل یعنے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ پہر اللہ اکبر
پھر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ دو مرتبہ پس یہ اٹھارہ کلمے ہین اور تکبیر مین سب کلمہ دو دو بار ہین اور
اسکے وہی کلمات ہین جو اذان کے ہین مگر کچھ کم ہین اور تکبیر مین بعد حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ
کے دو بار قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہے اور آخر مین ایک بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہے پس اسکے
سترہ کلمے ہوئے اذان سے تین کم ہوگئے اور دو بڑھ گئے پس یہ وہ کلمات ہین جو شرعاً منقول
ہین اور جایز نہین مشروع سمجھنا سوا ے ان کلمات کو اذان اور اقامت مین جیسے گواہی دینا
حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کی اور گواہی اس امر کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی
آل تمام جہان یا تمام آدمیون سے بہتر ہین گرچہ واقع مین یون ہی ہی مگر یہ ضرور نہین
کہ جو سچی بات ہو اکرے اوسکا داخل کرنا جایز ہو اون عبادات مین جو خدا تعالی کی
طرف سے مقرر اور محدود ہوگئے ہون۔ پس ان کلمات کا داخل کرنا اذان مین بدعت
اور نئی شریعت پیدا کرنا ہی جیسے کوئی نماز مین ایک رکعت یا ایک تشہد یا ایسی کوئی
عبادات بڑہا دے حاصل یہ ہے کہ یہ احکام ایمان سے ہی نہ کلمات اذان سے۔ صدوق
مرحوم نے کہا ہی کہ اسکا داخل کرنا اذان مین طریقہ ہے فرقہ مفوضہ کا جو ایک گروہ
ہے غلات سے۔ اور اگر کسی نے ان کلمات زائدہ کو یا انہین سے بعض کو اذان مین کہا
اس نیت سے کہ یہ اذان مین داخل ہے وہ اپنے اعتقاد مین گنہگار ہو گا) اور اذان باطل
نہ ہوگی اور بدون اعتقاد کے گناہ نہ ہوگا اور مبسوط مین مطلقاً کہا ہے کہ گناہ نہ ہوگا اور
اور مصنف نے بیان مین یہی کہا ہی فقط اور کتاب من لایحضرہ الفقیہ کے باب الاذان
والاقامت مین لکھا ہے وَالْمُفَوِّضَۃُ لَعَنَہُمُ اللہُ قَدْ وَضَعُوْا اَخْبَارًا اَوْ زَادُوْا فِی
الْاَذَانِ مُحَمَّدٌ وَّاٰلُ مُحَمَّدٍ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ وَفِیْ بَعْضِ رِوَایَاتِہِمْ بَعْدَ اَشْہَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ اَشْہَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَّلِیُّ اللہِ مَرَّتَیْنِ وَمِنْہُمْ مَنْ رَوٰی بَدَلَ
ذٰلِکَ اَشْہَدُ اَنَّ عَلِیًّا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ حَقًّا مَرَّتَیْنِ وَلَا یُشَکُّ فِیْ اَنَّ عَلِیًّا وَّلِیُّ اللہِ

وَاِنَّہٗ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ حَقًّا وَاِنَّ مُحَمَّدًا وَاٰلِہٖ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ وَلٰکِنَّ لَیْسَ ذٰلِکَ مِنْ فِیْ
اَصْلِ الْاَذَانِ اخر یعنے فرقہ مفوضہ نے اللہ اونپر لعنت کرے اپنی طرف سے اخبار گھڑے ہین
اور اذان مین مُحَمَّدٌ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ بڑھایا ہے اور اونکی بعضی روایتون
مین بعد اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ دوبار ہے
اور اونمین سے بعضون نے اسکا بدلہ یہ کہا ہے کہ اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ
حَقًّا دوبار اور اسمین کچھہ شک نہین کہ حضرت علی اللہ کے ولی ہین اور بے شک
امیر المومنین ہین اور محمد اور اونکی اولاد بہترین مخلوق ہین لیکن یہ اصل اذان مین
نہین فقط صاحب مسالک نے لکھا ہی لَفْظُ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ ثَابِتَانِ مُتَلَقِّیَانِ مِنَ
الشَّرْعِ کَسَائِرِ الْعِبَادَاتِ فَالزِّیَادَۃُ فِیْھَا تَشْرِیْعٌ مُحَرَّمٌ کَمَا یُحَرَّمُ زِیَادَۃُ مُحَمَّدٍ
وَاٰلِہٖ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ اول یعنے اذان واقامت دونون شرع سے ثابت اور ماخوذ ہین
جیسے اور عبادتین پس اوسمین بڑھانا اپنی طرف سے شریعت بنانا ہے یہ حرام ہے جیسا
مُحَمَّدٌ وَاٰلِہٖ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ کا زاید کرنا حرام ہے فقط۔ اور صاحب نہایہ نے لکھا ہے
فَاَمَّا مَا رُوِیَ فِیْ شَوَاذِّ الْاَخْبَارِ مِنْ قَوْلِ اِنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ وَاٰلُ مُحَمَّدٍ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ
فَمِمَّا لَا یُعْمَلُ عَلَیْہِ فِی الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ فَمَنْ عَمِلَ کَانَ مُخْطِیًا انتہی یعنے بعض
شاذ الاخبار مین جو یہ کہنا منقول ہے اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ وَاٰلُ مُحَمَّدٍ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ
اسپر اذان اور اقامت مین عمل نکرنا چاہیئے اور اگر عمل کریگا گنہگار ہوگا فقط ان پانچ
معتبر کتب امامیہ کی عبارات سے علی قدر مشترک یہ بات ثابت ہوگئی کہ اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا
وَلِیُّ اللّٰہِ وَنَحْوُ ذٰلِکَ اذان مین کہنا حرام اور گناہ اور بدعت اور طریق فرقۂ ملعونہ کا
اور نئی شریعت ایجاد کرنا ہے او مرتکب اسکا خاطی اور مبتدع اور ملعون ہے اگر کسی کا اختلاف
بھی ہے تو وہ مرجوع ہے اور مخالفین خطا پر ہین ایسے اختلاف کا اعتبار نہین — پس
ثابت ہوگیا کہ خود امامیہ کے نزدیک یہ جزو اذان نہین اور کہنا موجب گناہ ہی ہرگاہ

ایسی کلمات کا کہنا جن کا مضمون صحیح ہے اور کسی کے ایذا اور رنج کا سبب نہین نزدیک
اُنکے حرام ٹھہرا چہ جائیکہ یہ کلمہ بلافصل کہ مضمون بھی غلط اور باعث ایذای اہل سنت ہے
اسکا کہنا کیسی جائز ہوگا- پس ایسا امر موجب گناہ کو اپنی اذان مین داخل کرنا واسطے
ایذای اہل سنت کے مصداق اس مثل ہندی کا ہے کہ پرای بدشگونی کے واسطے اپنی
ناک کاٹنا- اگر ایذا دہی مقصود نہین تو کیا ہے چنانچہ خود مجتہد صاحب نے اپنے فتوے
محررہ ۷ ماہ رمضان ۱۳۱۹ ہجری مین اسکے کہنے والیکو خاطی و گنہگار فرمایا ہے اگر کوئی
عذر کرے کہ اس کلمہ کو اسلئے کہتے ہین تاکہ اذان اہل سنت سے فرق ہوجاوے اور شیعون
کو معلوم ہوجاوے کہ اب ہمارا امام نماز ادا کیا چاہتا ہے پس اول تو فرق کے دوسرے
وجوہ موجود ہین انکی اذان مین حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلْ ہے سنیون کی اذان مین نہین اور
انکی اذان مین اخیر مین دو بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ہے سنیونکی اذان مین ایک بار
یہ کیا فرق نہین اور اگر اس فرق پر قناعت نہین تو اس کلمہ کی کیا تخصیص ہے جب شریعت
سے ثابت نہین پھر یہ اور جمیع کلمات برابر ہین بدون بلافصل کے بھی فرق ہوسکتا ہے
بعد فراغ اذان کے ہذا اذان الشیعة علی الاعلان کہدینا موجب فرق ہوسکتا ہے اور اگر
شریعت سے بھی ثابت ہوتا تو اس شریعت پر اپنے گھر مین عمل کرنا چاہیے اعلان کرکے اہل سنت
کو کیون دکھ پہونچاتے ہو اور سزاوار دفعہ ۲۹۸ کے ہوتے ہو- بالجملہ تحریر بالا سے ثابت
ہوا کہ کلمہ مذکورہ علی کلا المذہبین گناہ اور حرام ہے اور مطابق اصول اہل سنت و ذوق
السان عربی بے شک تبرا ہے جو شرعاً و قانوناً واجب الانسداد ہے اور جسقدر عذرات
اسکے متعلق ہین سب لچر و پوچ ہین اگر فرصت زاید ہوتی تو بعد تتبع کتب کچھ زیادہ لکھتا
مگر انشاء اللہ تعالی یہ قدر ضروری بھی کافی ہوگی اہل ایمان پر واجب ہے کہ اس بدعت
شنیعۂ قبیحہ کے رفع مین جہان تک ممکن ہو سعی فرماوین ورنہ دنیا مین بے عزتی کا دھبہ اور
آخرت مین مشارکت اس فرقہ کا الزام سر پر لینا پڑیگا واللہ الموفق تحریر بتاریخ ...

۶ - جمادی الاخری روز پنجشنبہ ۱۳۰۰ھ ہجری رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَ
اَحْيِنَا عَلٰى حُبِّ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَخُلَفَائِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَثَبِّتْنَا عَلَى الصِّرَاطِ
الْمُسْتَقِيْمِ وَاجْعَلْ هٰذِهِ السُّطُوْرَ تَاْيِيْدًا لِّلدِّيْنِ الْقَوِيْمِ وَتَسْدِيْدًا لِّلزَّيْغِ وَالْعِوَجِ
الَّذِيْ يَاْمُرُ بِهِ الشَّيْطَانُ الرَّجِيْمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْقَدِيْمُ الْكَرِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ
یعنے یہانتک بدلائل واضحہ اور ساطعہ ثابت کیا اور یہ بھی اہل حق پر ظاہر کر دیا کہ حضرت علی
رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلا فصل کہنا اور خلفای ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم کو غاصب خلافت کا
قرار دینا محض غلط اور باطل و بہتان ہے اب مناسب معلوم ہوا کہ خلافت کی تعریف
اور ضرورت اور ثبوت خلافت واسطے خلفای ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کا بیان کیا
جاوے اگرچہ جناب حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس اللہ سرہ
العزیز نے اپنی کتاب ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء مین خلفائے ثلثہ کی خلافت کو اس
زور شور سے بیان اور ثابت کیا ہے کہ مخالف اوسکے مقابلے مین دم نہین مار سکتا ہے
اور کسی مصنف مزاج کو بجز تسلیم کے چارہ نہین ہے میرے بیان کرنیکی ضرورت نہین
ہے مگر مجملا کتاب موصوف سے خلافت کا کچھ بیان حال نقل کر دینا خالی از فائدہ نہین ہے
تاکہ خلفاے ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم کی خلافت کا ثبوت مجملا اہل حق پر ظاہر ہو جاوے لہذا
مختصراً بیان خلافت درج ذیل کیا جاتا ہے — بیان معنی خلافت عامہ و خاصہ کے
اور اوسکی شرطون کے اور جو کچھ اوسکے متعلق ہے اور ان حضرات رض کے خلافت پر دلایل
اور اس اختلاف کا حل کہ خلافت از روی نص کے تھی یا اجتہاد سے

اول بیان خلافت عامہ کا

خلافت عامہ کی تعریف یہ ہی هِيَ الرِّيَاسَةُ الْعَامَّةُ فِي التَّصَدِّيْ لِاِقَامَةِ الدِّيْنِ بِاِحْيَاءِ
الْعُلُوْمِ الدِّيْنِيَّةِ وَاِقَامَةِ اَرْكَانِ الْاِسْلَامِ وَالْقِيَامِ بِالْجِهَادِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهٖ مِنْ
تَرْتِيْبِ الْجُيُوْشِ وَالْفَرْضِ لِلْمُقَاتِلَةِ وَاِعْطَائِهِمْ مِنَ الْفَيْءِ وَالْقِيَامِ بِالْقَضَاءِ

وَاقَامَۃُ الحُدُوْدِ وَدَفعِ المَظَالِمِ وَالاَمْرِبِالمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیِ عَنِ المُنْکَرِ نِیَابَۃً عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اس تعریف کی تفصیل یہ ہی کہ ملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات سے یقینی معلوم ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے خلق اللہ کے مبعوث ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگون کے ساتھ معاملات فرمائے اور تفرقات کیئے اور ہر معاملے کے واسطے نائب متعین فرمائے اور ہر معاملے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہتمام عظیم مبذول فرماتے تھے پس جبکہ ہم ان معاملات مین تجسس اور تلاش کرتے ہین اور جزئیات سے کلیات کی طرف اور کلیات سے ایک ایسے کلی کی طرف جو سب کو شامل ہو منتقل ہوتے ہین تو جنس اعلی اونکی اقامت دین پاتے ہین جو جمیع کلیات کو شامل ہے اور اوسکے نیچے دوسرے اجناس ہین کہ ایک انہین سے زندہ کرنا علوم دین کا ہے تعلیم قرآن اور سنت اور تذکیر اور نصایح سے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ھُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الکِتٰبَ وَالحِکْمَۃَ ٥ ترجمہ اللہ تعالی ایساہی جسنے بہیجا عرب کے ناخواندہ لوگون مین ایک پیغمبر اونہین مین سے جو پڑہتا ہے اونپر اوسکی آیتین اور اونکو پاک کرتا ہے اور سکہاتا ہے اونکو کتاب اور حکمت فقط اور مشہور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبرگیری کرتے تھے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ تذکیر اور موعظت کے دوسرے جنس اقامت ارکان اسلام ہے اسواسطیکہ مستفیض ہوا کہ امامت جمعون اور عیدون اور جماعت کی خود فرماتے تھے اور ہر محلے مین امام نصب فرماتے تھے اور زکوۃ لیتے تہو اور اوسکا صرف مصارف پر کرتے تھے اور عمال کو اس لینے کے واسطے قائم کرتے تھے اسیطرح رویت ہلال رمضان اور عید کی شہادت سنتے تھے اور بعد ثبوت شہادت کے حکم روزہ اور افطار کا کرتے تھے۔ اور واسطے حج کے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اقامت فرمائے اور سال نہم مین کہ تشریف آوری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ مین متحقق نہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو بہیجا تا اقامت حج کی کرین۔ اور قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

واسطے جہاد اور نصب امرای اور بعثت جیوش اور سرایا اور رواسطے دینے حکم کے خصومات مین
اور نصب قاضیون کی بلاد اسلام مین اور رواسطے اقامت حدود اور امر معروف اور نہی منکر
کی مستغنے اوس سے ہے کہ تنبیہ کی احتیاج رکھتا ہو۔ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
رفیق اعلی مین انتقال فرمایا تو واجب ہوا کہ اقامت دین کی اوسی تفصیل سے کہ گذری کیجاوے
پس اقامت دین موقوف ہوئی ایسے شخص کی نصب پر جو اس امر مین اہتمام عظیم فرماوے
اور اطراف و آفاق مین اپنے نائب بھیجے اور اونکے حالات پر مطلع رہے اور نائبین اوسکے
حکم سے تجاوز نکرین اور اوسکے اشارہ کے موافق جاری ہون پس وہ شخص خلیفہ اور نائب
مطلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا پس کلمہ ریاست عامہ سے خارج ہوئے علماے
اسلام کہ تعلیم علوم دینیہ مین مشغول ہون اور قضاۃ امصار اور امرای جیوش کہ بامر خلیفہ
اس تعین مین اقامت کرین اور عصر اول مین موعظت اور تذکیر ضمیمہ خلافت تھی
قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَقُصُّ اِلَّا اَمِیْرٌ اَوْ مَامُوْرٌ اَوْ مُخْتَالٌ یعنے نہین وعظ کہتا مگر
حاکم یا جسکو حاکم نے حکم کیا ہو یا متکبر اور لفظ فی التصدی لاقامۃ الدین سے وہ شخص
نکل گیا تا کہ اہل آفاق پر ریاست و غلبہ پیدا کرے اور اہتمام کرے محصول لینے کا بدون وجہ شرعی
کے جیسے شاہان جابر و متغلب اور لفظ تصدی سے نکل گیا وہ شخص کہ قابلیت دین کی
بر وجہ کمال رکھتا ہو اور اپنے اہل زمان سے افضل ہو لیکن بالفعل اوسکے ہاتھ سے کوئی چیز
ان امور سے ظاہر نہ ہوئی ہو پس خلیفہ مختفی اور غیر متصدی و غیر متسلط نہوگا اور قید نیابۃ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم خارج کرتی ہے مفہوم خلیفہ کو انبیاء علیہم السلام سے ہر چند کہ
قرآن مجید مین حضرت داؤد علیہ السلام خلیفہ کہے گئے ہین کیونکہ گفتگو خلافت مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے اور حضرت داؤد خلیفۃ اللہ تھے اسلیے مستثنی ہوگئے یہی وجہ ہے
کہ ابو بکر صدیق رض باسم خلیفۃ اللہ کے راضی نہین ہوئے فرمایا کہ مجھکو خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کہا کرو مسلمانون کو یوم القیام تک نصب کرنا خلیفہ مستجمع شروط کا

واجب بالکفایہ ہی کئی وجہ سے اول یہ کہ صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نصب اور تعین خلیفہ مین پیش از دفن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متوجہ ہوئے پس اگر شرع سے وجوب نصب خلیفہ ادراک نکرتے تو اس امر عظیم پر مقدم نرکھتے اور یہ وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دلیل شرعی کا اثبات کرتی ہے بروجہ اجمال۔ دوسرے یہ کہ حدیث مین وارد ہوا مَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً جو شخص مرا اور نہین ہے اوسکے گردن مین بیعت مرا وہ موت جاہلیت کی۔ اور یہ نص شرعی ہے تفصیلاً۔ تیسرے یہ کہ اللہ تعالے جلشانہ نے جہاد اور قضا اور احیاء علوم دین اور اقامت ارکان اسلام اور دفع کفار کا احاطہ اسلام سے فرض کفایہ گردانا ہے اور وہ سب بدون نصب امام کے صورت پذیر نہین ہوسکتا اور مقدمہ واجب واجب ہی کبار صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم نے اس قصے پر تنبیہ فرمائی۔ (مسئلہ شروط خلافت مین) اور اصل اس مسئلے مین یہ ہی کہ جو مضمون یعنے خلافت مین گذرا شامل ہے احیار علوم دین اور اقامت ارکان اسلام اور امر معروف اور نہی منکر اور قیام بامر جہاد اور قضا اور اقامت حدود کو پس جو کچھ کہ شرط ہی ایک ان امور سے ہوگی شرط خلافت کی بہی اور اوس سے زائد ایک شرط دوسری بمقتضاے حدیث مشہور کے ہی وہ قریشیت ہی جب اصل اسکی معلوم ہوئی تو تفصیل مین خوض کرنا چاہیے منجملہ شروط خلافت سے یہ ہی کہ مسلمان ہو اسواسطے کہ مسلمانون کی ریاست کے واسطے مسلمان ہی لایق ہے کما قال اللہ تعالی وَلَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۵ ترجمہ اور ہرگز نکریگا اللہ تعالی واسطے کافرون کے مسلمانون پہ کوئی راہ اور یہ ظاہر ہی کہ یہ معانی غیر مسلمان سے سرانجام نہین پاسکتے اور اگر خلیفہ کافر ہو العیاذ باللہ واجب ہوا وسپر خروج پس نصب کافر کا اولاً بدرجہ اولی درست نہ ہوگا وازانجملہ یہی کہ عاقل اور بالغ ہو اسواسطے کہ مجنون اور سفیہ اور صبی محجور رہین اپنے تصرفات جزئیہ سے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمْ ترجمہ اور مت دو بیوقوفون کو مال اپنے

جبکہ وہ لوگ اپنے ہی مال پر قدرت نہین رکھتے تو مسلمانون کے اموال اور رقاب پر البتہ تسلط ان لوگون کا صحیح نہوگا اور کارہای مطلوبہ استخلاف اس جماعت سے یقیناً سرانجام نہونگی ازانجملہ یہ ہے کہ مرد ہو یا عورت نہو اسواسطے کہ حدیث بخاری مین آیا ہے مَا اَفْلَحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمْ اِمْرَأَةً جب انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا کہ اہل فارس نے دختر کسری کو اپنا بادشاہ بنایا ہے فرمایا فلاح نہین پای اوس قوم نے جس نے اپنا والی امر عورت کو کیا کیونکہ عورت ناقص عقل اور دین ہے اور جنگ و پیکار مین بیکار اور قابل حضور محافل اور مجالس نہین ہین پس اون سے کارہای مطلوب نہین نکل سکتے ازانجملہ یہ ہے کہ حُر ہو کیونکہ غلام قابل شہادت خصومات کے نہین ہے اور لوگون کی نظر مین حقیر اور بے عزت ہے اور غلام پر واجب ہے کہ اپنے مولی و سید کی خدمت مین مشغول رہے ازانجملہ یہ ہی کہ متکلم اور سمیع اور بصیر ہو اسواسطے کہ لازم ہے خلیفہ پر اسطرح سے حکم کرنا کہ اوسکے مقصد مین اشتباہ واقع نہو اور مدعی اور مدعا علیہ اور مقر اور مقر لہ اور شاہد اور مشہود علیہ کی معرفت حاصل ہو اور اس جماعت کے کلام کو سنے — اور اوس پر واجب ہے قضاۃ امصار کی تولیت اور نصب عمال اور عساکر کو حکم کرنا جو کچھ کہ جہاد مین پیش آوے یہ سب باتین بدون سلامت اعضا کے متحقق نہین ہوسکتین اور مقدمہ واجب واجب ہی اور ازانجملہ یہ ہی کہ شجاع ہو اور جنگ اور صلح اور عقد ذمہ اور تعین سپاہیان اور امراء و عمال مین صاحب رای ہو اور راحت اور تن آسانی کو دوست نرکھتا ہو اور تا گروہ کا رہنو کہ امور مین ضبط کرے اور مہمات کو سرانجام ندے سکے اسواسطے کہ جہاد بجز شجاع اور صاحب رای کافی کے صورت پذیر نہین ہوسکتا اور وہ مطلب اعظم ہے مطالب خلافت سے اور ازانجملہ یہ ہے کہ عدل ہو یعنے کبائر سے مجتنب ہو اور صغایر پر مصر نہو اور صاحب مروت ہو نہ ہرزہ گرد نافرمان کہ کسی کی بات ہے نہ سنی اور نہ مانی اسواسطے کہ قاضی اور شاہد اور راوی حدیث مین یہ معانی شرط ہین تو ریاست عامہ مین کہ زمام خلق کی اوسکی ہاتھ مین ہے بطریق اولیٰ

ان شرطون کا وجود ہونا چاہیے اللہ جلشانہ فرماتا ہے مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ
اور پسندیدہ ہونا مُفَسَّر ہے ساتھ عدالت اور مروت کے ازانجملہ یہ ہے کہ مجتہد ہو اسلیے کہ
خلافت شامل ہے قضا اور احیاء علوم دینیہ اور امر معروف اور نہی منکر کو اور یہ سب
امور بدون اجتہاد نہین ہوسکتے اور اصل معنے اجتہاد کے یہ ہین کہ کلیات فقہ بادلہ تفصیلہ
کتاب وسنت واجماع وقیاس اور ہر حکم کو اوسکی دلیل سے وابستہ جانتا ہو اور ظن قوی
اوس دلیل کے ساتھ حاصل کیا ہو پس اس زمانے مین مجتہد نہین ہوسکتا مگر وہ شخص کہ
کہ جمع کیے ہون اوسنے پانچ علم - علم کتاب اللہ از روی قراۃ اور تفسیر کے اور علم سنت معہ
اوسکے اسانید اور شناخت صحیح اور ضعیف وغیرہ کے اور علم اقاویل سلف مسایل مین
تا اجماع سے تجاوز نکرے اور وقت اختلاف قولین کے قول ثالث اختیار نکرے
اور علم عربیت لغت اور نحو وغیرہ سے اور علم طرق استنباط اور وجوہ تطبیق بین المختلفین
اوسکے بعد مسائل جزئیہ مین فکر کرے اور ہر حکم کو اوسکی دلیل سے وابستہ پہچانے
اور لازم نہین ہے کہ مجتہد مستقل ہو مثل ابی حنیفہ وشافعی رحمہما اللہ کے بلکہ مجتہد
منتسب کہ تحقیق سلف کو پہچانکر اور استدلال سلف کو سمجھ کر ہر مسئلے مین ظن قوی بہم پہنچاوے
کافی ہے - اور تحقیق یہ ہی کہ احیاے تفسیر قرآن بھی بغیر ان علوم پنجگانہ کے میسر نہین
ہے لیکن اوس جگہہ احادیث اسباب نزول اور مناسب اوسکے اور آثار سلف دربارہ
تفسیر اور حفظ وقوت فہم سیاق وسباق اور توجیہ اور مانند اوسکے معتبر ہین اور جمیع فنون
دینیہ کو علم تفسیر پر قیاس کرنا چاہیے واللہ اعلم - اور یہ بھی معلوم رہے کہ بزمان حضرات
صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین یہ شرطین لازمی نہ تھین صرف معرفت قرآن اور
حفظ سنت درکار تھی کیونکہ عربیت تو خود اونکی زبان تھی بغیر سیکھے نحو کے کلام عربی
کو اچھی طرح سمجھتے تھے اور اوس زمانے تک احادیث متعارضہ بھی ظاہر نہوئین تھین
اور سلف کا اختلاف بھی ظہور پذیر نہ تھا - ازانجملہ یہ ہے کہ قریشی ہو باعتبار نسب

ابا ہی خود - کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے انصار کو خلافت سے اس حدیث سے باز رکھا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ ائمہ قریش سے ہین اور حضرت ابوہریرہ وجابر رض روایت کرتے ہین اَلنَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَیْشٍ فِیْ ھٰذَا الشَّانِ ترجمہ لوگ فرمانبردار واسطے قریش کے ہین اس شان مین - اور ابن عمر رض روایت کرتے ہین لَا یَزَالُ ھٰذَا الْاَمْرُ فِیْ قُرَیْشٍ مَا بَقِیَ مِنْھُمْ اثْنَانِ ہمیشہ رہیگا یہ امر قریش مین جب تک کہ باقی رہیجا وین اونمین سے دو اور سوا سے ان طرق کے دوسرے طرق سے بہی یہ حدیثین ثابت ہین لیکن اسجگہ بنظر اختصار اسی مقدار پہ اکتفا کیا گیا اور اشتراط کتابت مین اختلاف کیا ہے ایک جماعت نے اوسکو ثابت کیا ہی باین خیال کہ اکثر کام دین کے موقوف ہین معرفت خط پر علم کتاب اللہ اور سنت اور انشاء احکام اور ناموں سے اور بعضون نے اسکو رد کیا ہے باین دلیل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے اور حق یہ ہی کہ دوسرون کو اس امر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس کرنا نچاہیے - اسوقت معرفت دین کی موقوف ہے پہچاننے اور جاننے علم خط پر اور بہت سے مصالح دین کے وابستہ ہین لکہنے پر - حاصل کلام یہ کہ جب یہ شرایط کسی شخص مین موجود ہون تو وہ مستحق خلافت ہے اور اگر اوسکو خلیفہ کرین اور خلافت کو اوسکے واسطے منعقد کرین تو وہ خلیفہ راشد ہے - اور جسمین یہ شروط نہ جمع ہون اگر اوسکو خلیفہ کرین تو ساعیان خلافت اوسکے عاصی ہون گے لیکن اگر وہ کسی طرح مسلط ہو جاوے تو اوسکا وہ حکم جو شرع کے موافق ہونا فذ ہوگا باین ضرورت کہ اوٹھا دینا اوسکا مسند خلافت سے امت مین اختلاف پیدا کریگا اور اس سے ہرج اور مرج ظہور پذیر ہوگا - (مسئلہ طرق انعقاد خلافت مین)

انعقاد خلافت چار طریق سے واقع ہوتا ہے - طریق اول بیعت اہل حل و عقد کی ہے علما اور قضاۃ اور امرا اور وجوہ ناس سے یعنے جنکا حاضر ہونا ممکن ہو - اور

اور اتفاق اہل حل وعقد جمیع بلاد اسلام کا شرط نہین ہے کیونکہ یہ امر ممتنعات سے ہے اور دو ایک آدمیون کی بیعت کچھ مفید نہین ہوسکتی اسواسطے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ کے آخر مین فرمایا ہے نَحْنُ بَایَعَ رَجُلًا عَلٰی غَیْرِ مَشُوْرَۃٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَلَا یُبَایَعُ هُوَ وَالَّذِیْ بَایَعَهٗ تَغِرَّۃً اَنْ تُقْتَلَا اور انعقاد خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ اسی طریق سے ہے **طریق دوسرا** استخلاف خلیفہ کا ہے مستجمع شروط کو یعنے خلیفہ عادل بمقتضای نصح مسلمین کے کسی شخص کو مستجمعین شروط خلافت مین سے اختیار کرے اور لوگون کو جمع کرکے اوسکے استخلاف کا اظہار کرے اور اوسکی اطاعت اور فرمانبرداری کی وصیت کری پس اس شخص کو تمام مستجمعین مین خصوصیت ہے قوم کو لازم ہے کہ اوسی شخص کو خلیفہ کرین انعقاد خلافت حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا اسی طریق سے تہا **طریق تیسرا** شوری ہے اور وہ یہ ہے کہ خلیفہ شایع کری خلافت کو مستجمعین شروط مین سے اور کہی کہ اس جماعت مین سے جسکو خلافت کے لئے انتخاب کرکے اختیار کرلین گے وہی خلیفہ ہوگا پس بعد موت خلیفہ کے باہم مشورہ کرکے ایک کو اوس جماعت مجوزہ مین سے خلافت کے واسطے تعین کرین۔ اگر خلیفہ واسطے اختیار کے ایک شخص یا جماعت کو معین کرے تو اختیار اوسے شخص یا جماعت کا معتبر ہوگا چنانچہ انعقاد خلافت حضرت ذی النورین عثمان بن عفان جامع القران رضی اللہ تعالی عنہ اسی طریق سے تہا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے خلافت کو چھہ شخصون مین شایع فرمایا اور آخر مین عبدالرحمن بن عوف واسطے تعین خلیفہ کے مقرر ہوئے اور عبدالرحمن بن عوف نے حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کو خلافت کیواسطے اختیار کیا **طریق چوتھا** استیلا ہے یعنے غالب ہونا جب خلیفہ مری اور کوی شخص متصدی خلافت ہو بغیر بیعت اور استخلاف کے اور سب کو اپنے حلقۂ اطاعت مین جمع کری باتیلاف قلوب یا قتال سے خلیفہ ہوجاوی تو ایسے صورت مین لوگون کو لازم ہے کہ جو کچھہ موافق شرع کے ہو اوس مین اوسکے فرمان کا اتباع

دوسرے بیعت کی ہی
سے ہوا جسکو
مسلمانون نے
بیعت کی ہی
جا ہلسو
اور بیعت کی
کی اور کسی کے
غالب سے
جس سے یا جلد
دونو عدد

کرین اور یہ طریق دو طرح پر ہے ایک یہ کہ وہ مستولی مستجمع شروط کا ہے اور منازعین کو
بصلح و تدبیر باز رکہے بغیر ارتکاب کسی امر محرم کے یہ قسم جائز ہے اور رخصت چنانچہ انعقاد
خلافت امیر معاویہ بن ابی سفیان رض بعد حضرت مرتضی علی علیہ السلام اور بعد صلح حضرت
امام حسن علیہ السلام کے اسی نوع سے تہا۔ دوسرے یہ کہ وہ مستجمع شروط کا نہو اور منازعین
کو بقتال اور ارتکاب محرمات کے باز رکہتا ہے یہ جائز نہین اور اسکا فاعل عاصی گنہگار ہے
لیکن واجب ہے کہ جو احکام اوسکے موافق شرع کے ہون وہ قبول کئے جاوین اگر اوسکے
عمال رقم زکوۃ کی وصول کرینگے تو ارباب اموال کے ذمہ سے زکوۃ ساقط ہو جاویگی
اور جو اوسکے قضاۃ حکم جاری کرینگے وہ نافذ ہونگے اور اوسکے ساتہ جہاد کر سکتے ہین مگر اس
قسم کا انعقاد بنا بر ضرورت کے ہے اسلئے کہ اوسکے معزول کرنے مین مسلمانون کی جان ضایع
ہوگی اور ظہور ہرج مرج شدید کا لازم آتا ہی اور یقینی معلوم نہین کہ ان شدائد کا نتیجہ صلاح
ہو یا نہو۔ احتمال ہی کہ دوسرا پہلے سے بہی بدتر غالب ہو پس ایک مصلحت موہوم اور محتمل پر
یہ آفتین کہ قباحتین اونکی یقینی ہین کیون اختیار کیجاوین چنانچہ انعقاد خلافت عبدالملک
بن امروان اور اول خلفاے بنی عباس اسی نوع سے تہا۔ حاصل کلام یہ کہ اگر کوئی
شخص شروط خلافت مین بزبان خود متفرد ہو یا کوئی جماعت شروط خلافت سے
متصف ہو اور یہ شخص سب سے افضل ہو تو منعقد نہوگی خلافت اوسکی بغیر ایک کے ان
طرق مذکورہ سے۔ اسواسطے کہ جو صفت وہ رکہتا ہی صرف اوس سے بدون تسلط یا بیعت کے
مخالفت منقطع نہوگی اور فتنہ ساکن نہوگا۔ اور اسیواسطے ایک جماعت نے صحابہ رضی اللہ
تعالی عنہم سے بعد انتقال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلدی کی بیعت حضرت صدیق
رضی اللہ تعالی عنہ مین اور اکتفا نہ کیا صرف اونکی افضلیت پر اور اہل علم نے کلام کیا ہے
اس امر مین کہ خلافت حضرت علی مرتضی علیہ السلام کی کس طریق سے طرق مذکورہ مین سے
واقع ہوئی۔ مقتضای کلام اکثر کا یہ ہی کہ حسب بیعت مہاجرین اور انصار کے جو مدینے مین

حاضر تھے خلیفہ ہوئے اور اسپر اکثر نامے حضرت علی کرم اللہ وجہ کے جو اہل شام کو لکھے ہین گواہ ہین۔ اور کچھ لوگون نے یہ بھی کہا ہی کہ انعقاد خلافت حضرت مرتضیٰ علیہ السلام مشورے سے ہوا۔ کیونکہ مشورہ اس بات پر قرار پایا تہا کہ خلیفہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہون یا علی علیہ السلام جبکہ عثمان رضہ باقی نہ رہے تو علیؑ متعین ہوئے مگر یہ قول ثانی ضعیف ہے اسلیے کہ استقرار مشورہ کسی شخص پر کسی وقت مین مستلزم صحت اوسکی خلافت کا دوسرے وقت مین نہین ہوسکتا خصوصاً جبکہ استقرار مشورہ احد الشخصین پر لا علی التعیین ہو بعد اسکے ایک کو ترجیح دیکر خلیفہ کیا ہو۔ ذیل مین اس مسئلے کے ایک نکتہ قابل سمجھنے کے ہے، کہ اس جگہہ ایک سوال پیدا ہوتا ہی وہ یہ کہ تم کہتے ہو کہ خلافت حضرت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بنص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تہی پس انعقاد خلافت حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ بیعت اہل حل وعقد او انعقاد خلافت حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ باستخلاف تمہارے قول پر کیونکر درست آتا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ مقصود ہمارا یہ ہی کہ بنص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لازم ہوا خلیفہ کرنا حضرت صدیق وحضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا زمان مخصوص مین اور متوجہ ہونا طرف اونکے اور عقد خلافت باندہنا اونکے ساتہ اور اونکے حکم کے فرمانبرداری کرنا اون امور مین جو خلیفہ کے ساتہ متعلق ہین۔ لیکن وجود خلافت بالفعل یعنے ظہور خلافت اسکا انہین دو طور سے ہوا یعنے بہ بیعت اہل حل وعقد یا باستخلاف۔ (مثل اسکے کہ نماز فرض ہوئی زید پر کلام ازلی مین اور بنص شارع اور تعلق حکم وجوب بالفعل کا وابستہ ہوا ساتہ دخول وقت کے) پس باعتبار حکمت اسباب اور علل کے نسبت کیا جاتا ہی انعقاد خلافت کو طرف بیعت اہل حل وعقد یا استخلاف کے (اسیطرح ہم یقینی جانتے ہین کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نص فرمایا ہے اس امر کا کہ متصل زمان قیامت کے حضرت امام مہدی مسعود ہونگے اور وہ عند اللہ اور عند الرسول امام برحق ہین اور زمین کو عدل انصاف سے پر کرینگے جیسا کہ اونسے پہلے جور اور ظلم سے پر ہوئی ہوگی پس باین کلمہ افادہ فرمایا ہے

استخلاف امام مہدی عم کا اور واجب ہوا اونکا اتباع اون امور مین جو خلیفہ سے متعلق ہین
جب اونکی خلافت کا وقت آوے لیکن یہ معنے بالفعل نہین ہین مگر نزدیک ظہور امام مہدی عم
اور بیعت ساتہ اونکے درمیان رکن اور مقام کے) پہر مشورہ کرنا قوم کا واسطے حضرت
صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے یا اپنا خلیفہ کرنا حضرت صدیق رض کا حضرت عمر فاروق رض کو
اور قصد کرنا عبد الرحمن بن عوف کا واسطے حضرت ذی النورین رضی اللہ تعالی عنہ کو مستلزم
اسکا نہین ہی کہ یہان کوئی نص نہو بلکہ ظاہر ہی کہ ان بزرگون نے کوئی نص یا اشارہ شارع سے
دست آویز اپنا کیا ہی - اور لوگون مین ان بزرگون کی طرف نسبت مشہور ہوگئی جیسا کہ کہتے ہین کہ امام ابو حنیفہ
رحمۃ اللہ نے اسکو واجب کہا ہی یا امام شافعی رحمہ اللہ نے اسکو واجب کہا ہے یا کہین کہ حضرت
فاروق رضی اللہ عنہ نے اسکو حلال کہا ہے حالانکہ ان بزرگون نے بغیر نص یا اشارہ شارع
کے وجوب اور حلت کا حکم معین نہین فرمایا مگر لوگون مین انہین حضرات کی طرف اوسکی نسبت مشہور ہی

بیان مین اوس چیز کے جو خلیفہ پر واجب ہی

(اجرائے مصالح مسلمین سے) اصل اس مسئلہ مین نظر کرنا ہے یعنے خلافت پر اور
جاننا مقدمات امامت دین کا کہ بغیر اون مقدمات کے امامت دین کی متصور نہین ہو سکتی
اور تکملات خلافت کا کہ بدون اون تکملات کے امامت دین کامل طور پر نہین ہو سکتی واجب ہے
خلیفہ پر نگہداشت دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوس صفت سے کہ نسبت مستفیضہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوکر اجماع سلف صالح کا اوسپر منعقد ہوا ہو اور نگہداشت کے
یہ معنے ہین کہ اوسکی خلافت پر انکار کرے انکار اسطرح پر ہو کہ مرتدین اور زنادقہ کو قتل کرے
اور مبتدعہ کو زجر کرے - دوسرے امامت ارکان اسلام کی کرنا جمعہ اور جماعات اور زکوۃ
اور حج اور روزے سے اسطرح سے کہ اپنی جگہہ مین بذات خود اقامت کرے اور مواضع بعیدہ
مین ائمہ مساجد اور مصدقون کو مقرر کرے اور امیر الحج متعین کرے اور جسقدر میسر ہو
احیاء علوم دین کی بذات خود کرے اور ہر شہر و دیار مین مدرسون کو مقرر کرے جیسا کہ حضرت عمر رض

رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن مسعود کو مع ایک جماعت کے کوفہ مین مقرر کیا اور معقل بن یسار کو اور عبداللہ بن معقل کو بصرہ مین بہیجا اور خلیفہ پر واجب ہے کہ اہل خصومت کے معاملات کو فیصل کرے یعنے اونکے دعوون مین حکم کرے اور قضاۃ مقرر کرے اور بلاد اسلام کو کفار کے شر سے محفوظ رکھے اور نیز رعایا کو ڈاکوؤن اور زبردستون سے بچاوے اور سرحد ہاے دار السلام کو افواج اور آلات جنگ سے بہر اور درست رکھے اور جہاد کرے اعداء اللہ کے ساتہ ابتداءً اور دفعاً اور لشکرون کی ترتیب کرے اور تعیین روزینے کا کرے واسطے جنگ کنندگان کے اور اخذ جزیہ اور خراج اور اوسکی تقسیم غزوہ کنندگان پر عمل مین لاوے اور عطاہاے قضاۃ و مفتیان و مدرسان و واعظان و ایمہ مساجد کی تعیین باختیار خود کرے بغیر کمی و بیشی کے اور ابناء عدول اور نیک خواہون کو کامون مین نائب مقرر کرے اور متلاشی امور اور متجسس حالات رعایا اور افواج اور امراء امصار اور لشکریان غزاۃ اور قضاۃ وغیرہم کا رہے تاکہ کوئی خیانت اور ظلم ہونے پاوے اور مسلمانون کے کامون کو کفار کے سپرد کرنا بالکل درست نہین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اوسکی مخالفت سخت فرمائی ہے یہ مختصر بیان ہے جو کچھ کہ واجب ہے خلیفہ پر

بیان مین اسکے کہ جو واجب ہے رعایا پر اطاعت خلیفہ سے

مسئلہ جو کچھ کہ خلیفہ مصالح اسلام سے حکم فرماوے اور وہ حکم خلاف شرع کے نہو عام اس سے کہ خلیفہ عادل ہو یا جابر اوسمین اطاعت واجب ہی اگر قوم فروع مذاہب مین مختلف ہون اور خلیفہ حکم فرماوے امر مجتہد فیہ کا بغیر مخالفت کتاب اللہ اور سنت مشہورہ اور اجماع سلف اور قیاس جلی کے جو کہ اصل واضح الثبوت پر مبنی ہو تو مسلمانون کو لازم ہے خلیفہ کی بات سننا اور ماننا اور موافق اوسکے حکم کے چلنا اگرچہ وہ حکم موافق مذہب محکوم علیہ کے نہو۔ اور ایسے بادشاہ پر جسکو مسلمانون نے باتفاق راے خود اپنا سلطان

تسلیم کیا ہوا وسپر خروج حرام ہے اگرچہ وہ سلطان مستجمع شروط نہو مگر ہان جسوقت اوس سلطان سے کفر علانیہ سرزد اور ظہور پذیر ہو تو اسی حالت مین اوس پر خروج جائز ہے اور خلیفہ پر تین طرح سے خروج ہو سکتا ہے ایک یہ کہ خلیفہ کافر ہوجاوی اور ضروریات دین سے منکر وَالعِیَاذُ بِاللّٰہِ اس صورت مین خلیفہ پر خروج کرنا اور اوس سے قتال کرنا واجب ہے اور یہ قتال اعظم انواع جہاد سے ہی تاکہ اسلام ضعیف نہو اور کفر غالب نہوجاوی دوسرے یہ کہ خروج کری واسطے لوٹنے اور غارت کرنے اموال اور قتل نفوس اور تحلیل خروج کے بغیر تاویل شرعی کے تلوار کو حکم کری نہ قانون شرع کو اس جماعت کا حکم قطاع الطریق کا ہے ان لوگون کا دفع کرنا اور انکی جماعت کو متفرق کرنا واجب ہے تیسرا یہ کہ خروج کرے بہ نیت اقامت دین کے اور ثابت کرے خلیفہ اور اوسکے احکام مین کسی شبہہ کو پس اگر وہ تاویل قطعاً باطل ہے تو اوسکا کچھہ اعتبار نہین مثل تاویل اہل ردت اور مانعین زکوٰۃ کے بزمان خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مین اور معنے قطعیت بطلان تاویل کے یہ ہین کہ مخالف ہو نص کتاب یا سنت مشہورہ یا اجماع یا قیاس جلی کے اور اگر وہ تاویل مجتہد فیہ ہے نہ قطعی البطلان تو وہ قوم باغیون کی کہلاویگی اور زمان اول مین حکم اس قوم کا حکم مجتہد خاطی کا تہا اِن اَخطَأَ فَلَہٗ اَجرٌ یعنے اگر خطا کرے تو اوسکے واسطے ایک اجر ہے جب حدیث منع بغی کہ صحیح مسلم وغیرہ مین مستفیض ہے ظاہر ہوی اور اجماع امت منعقد ہوا تو اب حکم عصیان باغی کا کیا جاویگا۔ اگر خلیفہ سے جور صریح صادر ہو یا شرع کے خلاف حکم کری اور اوس مسئلہ مین کوی دلیل منجانب شرع ہمارے پاس موجود ہو (اور معنے برہان یعنے دلیل کے وہی ہین جو ہم تقریر کرچکے) تو جایز ہے قیام واسطے دفع ظلم مظلمہ کے اپنے سے اور ترک فرمان برداری اوسکی اور جو جماعت کہ رفیق سلطان کی ہو واسطے اوسکے امداد ہی کے وہ جماعت عاصی ہوگی اور اگر اوس مسئلہ مین

کوئی برہان منجانب شرع کے نہو تو صبر کرے اور جو آفتین اوسپر گذرین اونکو آفات آسمانی سمجھے اور جنگ سے باز رہے اور اعظم انواع جہاد سے ہی امر کرنا خلیفہ کو ساتہ معروف کے اور نہی کرنا اوسکو منکر سے بغیر خروج بالسیف کے اور چاہیئے کہ یہ حکم بلطف ہو نہ بسختی تنہائی اور خلوت مین ہو نہ جلوت مین تا فتنہ نہ برپا ہوجاوے جب معنی خلافت اور شروط خلیفہ اور متعلقات خلافت معلوم ہوگئے تو اب اصل مقصد کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

اثبات خلافت عامہ کا واسطے خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے

حضرات خلفا کی ثبوت خلافت بدیہی ہین اسلیے کہ جب مفہوم خلیفہ اور اوسکی شروط کو ذہن مین تصور کرتے ہین۔ اور حالات خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو جو کچھ کہ مستفیض ہوا یاد کرتے ہین تو بالبداہت ثبوت شروط خلافت اور ظہور مقاصد خلافت علی وجہ الکمال ان بزرگون مین پایا جاتا ہے اگر خفا ہے تو اس وجہ سے ہے کہ خلافت کے مفہوم مین وہ امورات داخل کرتے ہین جو واقع مین داخل نہین جیسا کہ شیعہ عصمت اور وحی باطنی کو امام مین شرط کرتے ہین ورنہ وجود اسلام اور عقل اور بلوغ اور حریت اور ذکورۃ اور سلامت اعضا اور قرشیت ان بزرگان دین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین مین کسی عاقل کے نزدیک محل بحث نہین ہوسکتا اور کوئی عاقل انکار نہین کرسکتا کہ مقاتلۂ اہل ردۃ اور فتح بلاد عجم اور بلاد روم اور مدافعت جیوش کسری اور قیصر بتدبیر اور حکم انہین حضرات مقدسین رضی اللہ تعالی عنہم کے تہا و فی ہذا الکفایۃ لمن اکتفی۔ اسکے تو خود ہی شیعہ قائل ہین کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما نے خلافت کو حضرت علی مرتضی علیہ السلام سے بغصب چہین لیا تہا اور ظاہر ہے کہ یہ امر متصور نہین ہوسکتا مگر بکمال جرأت اور تدبیر اور ائتلاف مردان دانشمند کے پس اس سے تو بخوبی ثابت اور ظاہر ہوگیا کہ اہل تشیع بھی ان حضرات رضی اللہ عنہما کی شجاعت اور بزرگی اور کفایت کے قائل ہوئے

اب باقی رہی شرط اجتہاد اور عدالت کے اسکی نسبت اقوال خلفاء رضی اللہ عنہم مین تامل نظر کرنا چاہیے اور ان حضرات رض کے قضایا اور مناظرات مین غوض کرنا چاہیے تا ان حضرات مقدسین کا اجتہاد اظہر من الشمس ہو جاوے اور آج تک کسی ایک شخص نے بھی مخالفین مین سے اوپر دامن پاک ان حضرات رض کے فسق ظاہر نہین باندہا اور جو کچھہ ژاژخائی کی گئی ہے مرجع اوسکا امر مختلف فیہ ہے کہ جمہور اسلام اوسکو نہین جانتا اور مانتا مگر یہی فرقہ عاملکھم اللہ بعدلہ پس اثبات خلافت واسطے ان حضرات خلفاء رضی اللہ عنہم اجمعین کے معنی مذکور مین مستغنی ہے برہان سے اور جو کچھ کہ اس باب مین مطلوب ہو وہ خالص کرنا ہو اوسکے معنے کا زوائد اور معنی دیگر سے اور تحریر شروط خلافت اور بیان مقاصد نصب خلیفہ کا ہو یہ سوائے اسکے اور یہ انشاء اللہ اسجگہہ بیان کیا جاویگا

بیان لوازم خلافت خاصہ

صحیح حدیث مین وارد ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ کچھ دن نبوت اور رحمت ہو گی بعد اوسکے خلافت اور رحمت اوسکے بعد ملک عضوض اوسکے بعد جبریت اور عتو۔ اور بعض روایت مین خلافت اوپر منہاج نبوت کے واقع ہوئی ہے اور نیز ثبوت کو پہونچا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْخِلَافَةُ بَعْدِیْ ثَلٰثُوْنَ سَنَةً یعنے خلافت بعد میرے تیس برس ہے۔ اور خدائے پاک عزوجل نے کتنی ہی آیات مین قرآن عظیم کے اوصاف اور علامات اوس خلافت کے کہ کمال رضا اور محبوبیت مین ہی تلویح اور تصریح فرمائی ہے از انجملہ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ترجمہ وہ لوگ کہ اگر ہم اونکو قدرت دین ملک مین تو اچھی طرح نماز پڑہین اور زکوۃ دین اور بھلے باتونکا حکم کرین اور بری باتون سے منع کرین (اور آیت) وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ ترجمہ تم مین سے جو ایمان لائے اور نیک کام کئے

اون سے اللہ نے وعدہ کیا کہ بلاشبہ اونہین ملک مین حاکم بنائیگا (و آیت) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ ترجمہ محمد اللہ کے رسول ہین اور اونکے ساتھ والے کافرون پر سخت ہین (اور آیت) يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ ترجمہ اے ایمان والو جو کوئی تم مین سے اپنے دین سے پہریگا تو اللہ آگے لاویگا ایک قوم کہ اونہین چاہتا ہو اور وہ اللہ کو چاہتے ہونگے (اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْاٰيَاتِ) اسکے علاوہ بہت سے آیات ہین مگر بنظر اختصار کے اسی مقدار پر کفایت کی گئی۔ اور صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین نے بوقت مشاورت کے تعین خلیفہ مین ساتھ بعض اوصاف کی گواہی کی ہے جیسا کہ کہا ہے اَحَقُّ بِهٰذَا الْاَمْرِ الَّذِىْ تُوُفِّىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ ترجمہ زیادہ حقدار اس کام کا وہ لوگ ہین کہ وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالانکہ آپ اون سب سے راضی رہے اِسْتَقْرَأَ اَنَّ اَدِلَّةً سے چند وصف زیادہ اون اوصاف سے کہ خلافت عامہ مین بیان ہوئے حاصل ہوتے ہین اون مین سے چند اس جگہ بیان کئے جاتے ہین اور ثبوت اونکا خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالی عنہم اجمعین مین بیان کیا جاتا ہے اور چونکہ خلفا مین باوجود قریشی ہونیکے لوازم خلافت خاصہ مجتمع تھے اس لئے تابعین ... سے قتادہ نے جو اہل بصرہ کے شیخ تھے خلفا کو حواری قرار دیا اور حواری کی تفسیر یہ کی کہ جو خلافت کے لایق ہون قَالَ مَعْمَرٌ قَالَ قَتَادَةُ الْحَوَارِيُّوْنَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَحَمْزَةُ وَجَعْفَرُ وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ وَعُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ اَبِىْ وَقَّاصٍ وَطَلْحَةُ وَزُبَيْرٌ معمر نے قتادہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری کل قریشی تھے اور وہ حواری ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور حمزہ اور جعفر اور ابو عبیدہ اور عثمان بن مظعون اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد ابن ابی وقاص اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ تعالی عنہم ہین اور وَفَسَّرَ قَتَادَةُ فِيْمَا رَوٰى عَنْهُ رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ الْحَوَارِيُّوْنَ الَّذِيْنَ تَصْلُحُ لَهُمُ الْخِلَافَةُ كَذَا فِى اِسْتِيْعَابِ ابْنِ عَبْدِ الْبَرِّ

روح ابن قاسم نے قتادہ سے حواری کی تفسیر اسطرح نقل کی ہے کہ حواری وہ لوگ ہین خلافت
کی صلاحیت رکھتے ہون اسیطرح سے کتاب استیعاب ابن عبد البر مین ہے اور اصل اعتبار
مین ان اوصاف کے تین نکتے ہین پہلا نکتہ یہ ہے کہ نفوس قدسیہ انبیاء علیہم السلام کے
درجہ غایت صفا اور علو فطرت مین پیدا کئی گئی ہین اور حکمت الٰہی مین اوسی صفا اور علو
فطرت کے سبب سے مستوجب وحی کے ہوے ہین اور ریاست عالم کی اون حضرات علیہم السلام
کو سپرد کی گئی ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ اور امت مین
سے ایک ایسی جماعت مین کہ اونکا جوہر نفس قریب بجوہر نفوس انبیاء علیہم السلام کے مخلوق
ہوا ہے اور یہی جماعت اصل فطرت مین انبیا کے خلفا ہین مثلاً آئینۂ آہنی آفتاب سے
وہ اثر قبول کرتا ہے جو خاک اور چوب اور سنگ کو میسر نہین ہے اسی طرح سے یہ فریق کہ
خلاصہ امت کے ہین نفس قدسیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ ایسے وجہ کے متاثر ہوتے ہین
کہ دوسرون کو میسر نہین آتا جو کچھہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا ہے وہ شہادت
دل سے لیا ہے گویا ان حضرات رضہ کے دلون نے اون چیزون کو اجمالاً معلوم کیا تھا اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام نے اوس معانی اجمالی کی شرح اور تفصیل فرمائے بعد
اس جماعت کے دوسری جماعت ہین پایہ بپایہ فروتر یہانتک کہ نوبت عوام مسلمین کی
پہونچی۔ پس خلافت خاصہ وہ ہے کہ یہ شخص جیسا کہ ظاہر حال مین رئیس مسلمانون کا ہو بحسب
وضع طبعی کے کہ مراتب استعدادات افراد بنی آدم کے ہین صفا اور علوی فطرتین الامثل
فالامثل کے بھی رئیس امت کا ہونا ریاست ظاہری ہمدوش ریاست باطنی کے ہو
اور یہ جماعت کہ بوضع طبعی خلفای انبیا علیہم السلام کے ہین شریعت مین انکا نام صدیقین
اور شہدا اور صالحین ہے۔ اور یہ مضمون مفاد ہوتا ہے ان دو آیات کریمہ سے قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ یعنے دکھا ہمکو راہ سیدھی وہ راہ
کہ انعام کیا تو نے اون پر۔ وَقَالَ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ اُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ

عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰئِكَ رَفِیْقًا
پس ان دونو آیتون مین افادہ فرمایا کہ مطلوب اور مسؤل مسلمانون کا اپنے نماز ودعا مین اور مقصود ان لوگون کے ہمتون کا سلوک مراتب قرب مین جماعت منعم علیہم کے موافقت ہے اور مراد مُنْعَمْ عَلَیْهِمْ سے یہ چار فرق ہین نَبِیِّیْن صِدِّیْقِیْن شُهَدَاء صَالِحِیْن اور دوسری جگہہ اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے چنانچہ فرمایا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ اِلٰی اَنْ قَالَ اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ یعنے عام مسلمانون کے ولی انہین کے وہ بزرگ ہین کہ باوصاف امامت صلٰوۃ اور محبت اور محبوبیت وغیرہ سے متصف ہین اور اس معنے کو عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا ہی اَخْرَجَ اَبُوْعُمَرَ فِیْ خُطْبَةِ الْاِسْتِیْعَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ فِیْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَاصْطَفَاهُ وَبَعَثَهٗ بِرِسَالَتِهٖ ثُمَّ نَظَرَ فِیْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ قُلُوْبَ اَصْحَابِهٖ خَیْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَجَعَلَهُمْ وُزَرَاءَ نَبِیِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُقَاتِلُوْنَ عَنْ دِیْنِهٖ۔ اور بیہقی نے بھی مثل اسکے ذکر کیا ہے مگر یہ کہا بیہقی نے فَجَعَلَهُمْ اَنْصَارَ دِیْنِهٖ وَوُزَرَاءَ نَبِیِّهٖ فَمَا رَاٰ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ وَمَا رَاَوْا قَبِیْحًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ قَبِیْحٌ۔ ترجمہ تحقیق اللہ نے نظر کے قلوب بندگان مین پس پایا قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین قلوب بندگان کا پس برگزیدہ کیا آپ کو اور مبعوث کیا ساتہ اپنی رسالت کے پہر نظر کی قلوب عباد مین بعد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پایا قلوب اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین قلوب عباد سے پس گردانا اللہ نے اصحاب کو وزرا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ لڑتے تھے دین کے لیے اور بیہقی نے بھی مثل اوسکے ذکر کیا ہے مگر اتنا زیادہ کیا ہے کہ گردانا اللہ نے اصحاب کو انصار اپنی دینکا اور وزرا اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا پس جو چیز مسلمانون کے نزدیک اچھی ہے وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے اور جو چیز اون کے نزدیک بُری ہے وہ اللہ کے

نزدیک بھی بری ہے - اور جیساکہ اولویت اس فریق کے خلافت مین متحقق ہے اوسیطرح
اجتہاد اس فریق کا اولی اور احق ہے دوسرون کے اجتہاد سے - اور ہر وصف او صاف
مذکورہ سے علامات اور خواص رکھتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان مناقب صحابہ
رضی اللہ عنہم مین کبھی نص فرمایا ہے باثبات اوصاف ان حضرات رضی اللہ عنہم کے جو انمین
موجود تھے اور کبھی اثبات علامات اور خواص مین اشارہ فرمایا اسلیے کہ اشارہ ابلغ ہو صراحت
سے - اور نکتہ دوم یہ کہ خلیفہ حقیقی پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل نَے کے ہین کہ نے نواز
اوسکو اپنے آواز بلند کرنیکو اپنے منہہ پر رکھتا ہے اور پیدا کرنا نغمہ کا اور تعین کیفیت کی راجع
ہے نے نواز کی طرف اسیطرح سے جو کچہ تقاسیم رحمت الٰہی سے نصیب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
کے ہوا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے قبل ملنے رفیق اعلی کے ہمیشہ کسی نہ کسی وجہ سے بطور سببیت
اور نیابت کے اون امور کے خلفاء کے ہاتہ سے مکمل فرمایا ہے مگر درحقیقت وہ سب راجع ہین
طرف پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے اور یہ حضرات مثل جوارح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین لا غیر
پس خلافت خاصہ وہ ہی کہ خلیفہ کے ہاتہ سے وہ امور سرانجام پاوین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا حصہ تہا اور قرآن مجید و حدیث قدسی مین آپکی طرف منسوب ہین - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اوسکی نیابت کو صراحۃً اور اشارۃً بہت مرتبہ فرمایا ہو - تاکہ وہ سب کام حضرت پیغمبر
صلے اللہ علیہ وسلم کے نامۂ اعمال مین لکہے جاوین اور ان حضرات صحابہ رض سے شرف وساطت
حاصل کیا ہو چنانچہ آیت ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ
أَخْرَجَ شَطْأَهُ الی آخر الآیہ - اور حدیث قدسی بھی اوسکی شاہد ہے اِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ اِلٰی اَهْلِ
الْاَرْضِ فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ اِلَّا بَقَايَا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَقَالَ اِنَّمَا بَعَثْتُكَ
لِاَبْتَلِيَكَ وَاَبْتَلِيَ بِكَ - رواہ مسلم اور یہ قصہ اوس کے مانند ہے کہ حضرت داؤد علی نبینا
وعلیہ السلام اپنی نہایت علو ہمتی سے مسجد اقصی کے بنانے کی طرف متوجہ ہوئے مگر وہ کام اونکے
ہاتہ سے سرانجام نہوا حق تعالی سے اِس کام کے سرانجام کے لیے ایک فرزند طلب کیا تاکہ اوسکے

ہاتھ سے یہ کام سرانجام پائے اور اس فرزند کے علاقہ سے یہ حسنات حضرت داؤد علیہ السلام
کے جریدہ اعمال مین ثبت ہو کہ حضرت داؤد ہم بانی مسجد اقصی کے ہین **نکتہ سوم** یہ کہ خلافت
امر عظیم ہے اور نفوس بنی آدم پیدا کیے گئے ہین اتباع ہوا و ہوس پر اور شیطان مجرای خون
بنی آدم مین جاری ہی جب خلافت کسی شخص کے واسطے مستقر ہو تو احتمال ہوتا ہے کہ وہ شخص
ظلم اختیار کرے اور مقاصد خلافت مین تہاون صریح عمل مین لاوے اور اوسکا خلیفہ بنانا زیادہ مضر ہو
اوسکے خلیفہ نہ بنانے سے اور یہ احتمال کثیر الوقوع ہے یہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ سب بادشا
الا ماشاء اللہ اس بلا مین گرفتار ہوئے ہین اور ہوتے ہین تاوقتیکہ یہ احتمال دور نکیا جاوے
(خواہ وعدہ الٰہی کے وجہ سے یا اوصاف کے سبب سے جسکے حصول کے وقت ظلم اور تہاون ممتنع
عادی ہو اور ظن قوی اوسکے انصاف اور امور مذہبی کے قایم کرنے کا نہو اوسوقت تک
اوسکا خلیفہ بنانا خیر محض نہوگا اور لوگون کو اوسکے خلافت سے اطمینان نہوگا اور جو شخص خلقت کا
رہنما اور اونکے علم ظاہر اور باطن کا مربی ہو احتمال رکھتا ہے کہ خود اپنے علم اور حال مین غلط
کرتا ہو اور دوسرے لوگون نے بعض قرائن سے متمسک ہو کر اوسی غلط کو رواج دیا ہو اور
کیا خوب حضرت مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہی ؎ ای بسا ابلیس آدم روے ہست +
پس بہر دستی نباید داد دست + لہذا جبتک کہ شخص کے علم و حال پر مشہور حدیث نبی برحق
اور اوسکی اشارات کی وجہ سے اعتماد حاصل نہو تو اوسوقت تک کام ناتمام ہوگا پس خلافت
کاملہ وہی ہے کہ ہم اوسکے صاحب پر بنص اور اشارات شارع کے وثوق رکھتے ہون اور
خلافت عامہ وہ ہی کہ مجرد عدالت خلیفہ اور اوسکے علم پر اکتفا کرین - جبکہ یہ نکات ثلثہ
ظاہر و مبین ہو گئے تو اب ہمکو تفصیل مین فکر کرنا ضرور ہے پس معلوم ہوا کہ از جملہ لوازم
خلافت خاصہ یہ ہی کہ خلیفہ مہاجرین اولین سے ہو اور حاضران حدیبیہ اور حاضران نزول
سورۂ نور اور حاضران دیگر مشاہد عظیمہ مثل بدر و تبوک سے ہو کہ شرع مین رفعت شان اون
مشاہد کے اور وعدہ جنت کا واسطے حاضران اون مشاہد کے مستفیض ہوا ہے اور یہ امر کہ

خلیفہ مہاجرین اولین سے ہو باین جہت مطلوب ہی کہ اللہ جلشانہ نے مہاجرین اولین کے
شان مین فرمایا ہے اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا ترجمہ اجازت دیگئی اون کو
لڑنے کے اسوجہ سے کہ اونپر ظلم کیا گیا بعد اوسکے اللہ پاک فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ
دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ وہ لوگ نکالی گئی اپنے گھرون سے ناحق بعد اوسکے پھر فرمایا اَلَّذِیْنَ
اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ
حاصل معنے ان آیات کے یہ ہین کہ اللہ تعالی درباب مہاجرین اولین کے کہ اذن قتال کے واسطے
ان لوگون کے دیا گیا تعلیق فرماتا ہے کہ اگر ہم انکو زمین پر قدرت دینگے یعنے رئیس بنائینگے تو یہ لوگ
نماز قائم کرینگے اور زکوۃ دینگے اور امر بالمعروف اور نہی منکر عمل مین لائین گے اور
نہی منکر شامل ہے اقامت جہاد کو اسواسطے کہ اشد منکرات کا کفر ہے اور اشد نہی کا قتال
اور نہی منکر شامل ہے اقامت حدود کو اور رفع مظالم کو اور امر معروف شامل ہے احیاء علوم دینیہ
کو پس بمقتضاے اس تعلیق کے لازم ہوا کہ جو شخص مہاجرین اولین سے ملک کا حاکم ہوا وسکے
ہاتھ سے مقاصد خلافت کے سرانجام پاوین اور ظاہر ہے کہ وعدہ آلہی مین خلف نہین ہے پس
خلیفہ اگر مہاجرین اولین سے ہوگا تو امن حاصل ہو ویگا اوسپر اور اطمینان قلب متحقق ہوگا اوسکے
خلافت سے اور یہ خصلت نمونہ اوس عصمت کا ہی کہ واسطے انبیاء علیہم السلام کے ثابت ہے
اور نیز اللہ تعالی فرماتا ہی فَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ
وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُکَفِّرَنَّ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ وَلَاُدْخِلَنَّھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ
تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ اور پھر ارشاد فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ
ھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ
اور پھر کسی جگہہ یہ فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ
اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ اور خلیفہ کا انصار
مدینہ سے ہونا اس جہت سے مطلوب ہو کہ خدا تعالی اونکے حق مین ارشاد فرماتا ہے

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ ترجمہ محمد اللہ کے رسول ہین اور
اونکے ساتھ والے کافرون پر سخت ہین اور پہر اونکے اثر پر فرماتا ہے ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرَاةِ
وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ حاصل معنے ان آیات کے یہ ہین کہ
جو گروہ ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واقعہ مبارکہ مین حاضر تہا اونکے ہاتہ سے
اظہار دین اور اعلاء کلمۃ اللہ ہوگا پس جب یہ وصف خلیفہ مین ثابت ہوا تو اعتماد متحقق ہو
کہ مقاصد خلافت اوس سے سرانجام ہونگے اور قرآن عظیم مین خدا تعالی کی رضامندی اس
فریق کی ثابت ہے چنانچہ اللہ تعالی جلشانہ نے فرمایا لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ
یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ اور حدیث مین آیا ہی جابر رضہ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے لَنْ یَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَیْبِیَةَ وَعَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ مَنْ بَایَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ترجمہ یعنے جو شخص کہ
بدر اور حدیبیہ مین حاضر تہا دوزخ مین نجائیگا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
نہ داخل ہوگا دوزخ مین کوئی جسنے بیعت کی نیچے درخت کے اور خلیفہ کا حاضران نزول
سورہ نور سے ہونا اس وجہ سے مطلوب ہے کہ اللہ تعالی جلشانہ اون کے حق مین فرماتا ہے
وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ
الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ پس لفظ مِنْكُمْ
راجع ہے طرف حاضرین کے نہ طرف تمام مسلمین کے کیونکہ اگر جمیع مسلمین مراد ہوتے تو باوجود
کلمہ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے لفظ مِنْكُمْ کے ذکر کرنے سے تکرار لازم آتی پس
حاصل معنے یہ ہین کہ وعدہ واسطے اوس جماعت کے ہی کہ شاہدان نزول آیت سے تہی کہ استحکام
دین کا اونکی کوشش اور سعی سے ظہور پذیر ہوگا - اور خلیفہ کا حاضران مشاہد خیر سے ہونا
اس وجہ سے ہی کہ اہل بدر افضل صحابہ کے ہین اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ
رَافِعٍ الزُّرَقِیِّ عَنْ اَبِیْهِ وَكَانَ اَبُوْهُ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ قَالَ جَاءَ جِبْرِیْلُ اِلَی النَّبِیِّ

صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما تعدون اہل بدر فیکم فقال من افضل المسلمین
او کلمۃ نحوہا قال وکذلک من شہد بدرا من الملائکۃ ترجمہ بخاری نے روایت کی
معاذ بن رفاعہ بن رافع زرقی سے اونہون نے اپنے باپ سے اور تھے باپ اونکے اہل بدر سے
کہا آئے جبرئیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پس کہا کیا شمار کرتے ہین آپ اہل بدر کو اپنے
لوگون مین فرمایا افضل مسلمین سے یہی الفاظ فرمائے یا سوائے اسکے اور الفاظ) حضرت جبرئیل
نے کہا اسیطرح فرشتون مین وہ فرشتہ افضل شمار کیا جاتا ہے جو بدر مین حاضر تھا اور شان مین انہین
اہل بدر کے صحیح ہوا ہے لعل اللہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم او فقد وجبت لکم الجنۃ ترجمہ
اللہ خبردار ہو گیا اہل بدر سے اور فرمایا کرو تم جو چاہو بیشک مینے بخشدیا تمکو اور نسبت حاضران تبوک کے نازل ہوا
لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین والانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ
اور مبنی اسی اصل پر ہے وہ کلام کہ ابن عمر رض نے کہا گیا تھا کہ معاویہ بن ابی سفیان
سے کہین احق بہذا الامر منک من قاتلک وقاتل اباک علی الاسلام اخرجہ
البغوی ترجمہ احق ساتھ اس امر کے تمسے وہ شخص ہے جو تمسے لڑا اور تمہارے باپ سے اسلام پر
اور کلام عبد الرحمن بن غنیم اشعری فقیہ شام کا ہے جب ابوہریرہ رض اور ابو درداء رض
حضرت علی مرتضی رض کے پاس سے پھرے اور یہ لوگ قاصد تھے درمیان معاویہ رض اور حضرت
مرتضی ع کے اور معاویہ رض طلب کرتے تھے کہ خلافت چھوڑ دو اور مسلمانون مین شورہ کرو
فکان مما قال لہما عجبا منکما کیف جاز علیکما ما جئتما بہ تدعوان علیا ان یجعلہا
شوری وقد علمتما انہ قد بایعہ المہاجرون والانصار واہل الحجاز والعراق
وان من رضیہ خیر ممن کرہہ ومن بایعہ خیر ممن لم یبایعہ وای مدخل
لمعاویۃ فی الشوری وہو من الطلقاء الذین لا یجوز لہم الخلافۃ وہو وابوہ
رؤس الاحزاب فندما علی مسیرہما وتابا بین یدیہ اخرجہ ابو عمر فی الاستیعاب
جو کچھ عبد الرحمن نے اون دونون قاصدون سے کہا اوسمین یہ بھی تھا کہ تم دونون سے تعجب ہے

کہ جو پیغام تم لائے ہو اوسکا لانا تمھین کیونکر جایز تہا تم چاہتے ہو کہ علی رض خلافت کو مشورہ کردین حالانکہ تم جانتے ہو کہ اونسے بیعت کی ہی مہاجرین اور انصار اور اہل حجاز اور اہل عراق نے اور جو اونسے راضی ہوئے بلا شبہہ وہ بہتر ہین اونسے جو اونسے ناخوش ہوئے اور جنہون نے بیعت کی وہ اون سے بہتر ہین جنہون نے بیعت اونسے نہین کی اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو مشورہ مین کیا دخل ہے وہ تو اون لوگون مین ہے جو فتح مکہ مین ایمان لانے کے بعد احسانًا چھوڑ دیے گئے تھے اور انکی اسلام مین ضعف تہا جنکے لیے خلیفہ ہونا درست نہین ہے اور معاویہ رض وہ ہی کہ وہ اور اوسکے باپ غزوۂ خندق مین اسلام کے مقابلے مین سرگروہ تھے یہ سنکر ابی ہریرہ رض اور ابو درداء رض اپنے جانے آنے پر نادم ہوئے اور عبد الرحمٰن کے ہاتھ پر توبہ کی اور لوازم خلافت خاصہ سے یہ ہی کہ خلیفہ مبشر بہ بہشت ہو یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زبان مبارک پر گذرا ہو کہ فلان شخص مخصوص اسم اوسکا بغیر تعلق کسی شرط کے اہل بہشت سے ہے اور عاقبت حال اوسکا نجات اور سعادت ہی اسواسطے کہ یہ بشارت افادہ فرماتی ہے اس شخص کے قطعاً سعادت اور ایمان اور تقوی پر آخر حال مین اور آخر حال خلفا کا قیام بامر خلافت تہا اور یہ حضرات حالت خلافت مین عالم سے گذرے ہین اور یہ بشارت زیادہ فرمائی کہ بگمان غالب قریب بیقین افعال اونکے تمام عمر مین خیر تھے اور یہ لوگ گناہون سے بچنے والے اور طاعات پر عمل کرنے والے تھے اگرچہ مغفرت مرتکب کبیرہ کی اہل سنت و جماعت کے نزدیک جائز قلیل الوجود ہے لیکن اس جگہہ تلبیس عظیم اور تدلیس شدید لازم آتی ہے اور تلبیس اور تدلیس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منتفی ہے اور خلفاے اربعہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی نسبت جنت کی بشارت حد تواتر کو پونہچی تہی اسطرح کہ احتمال اوسکی خلافت کا باقی ہی نہ رہا دیکہا جاوے اون آیات مین بشارت ہی جنہین مناقب مہاجرین اور حاضرین جنگ حدیبیہ اور جنگ تبوک وغیرہ مذکور ہوئے ہین اور اون احادیث مین جسمین مناقب مطلق صحابہ

[Margin note, handwritten:] ۱۹ بیعت ... [illegible]

اور تعریف حاضرین مشاہد مذکورہ بیان ہوئے ہین ثانیاً بشارت عشرہ مبشرہ کے ضمن مین جو سعید
بن زید سے مروی ہے ثالثاً بشارت خاص خلفاے ثلثہ کے لیے جو ابی موسی اور جابر وغیرہما
سے مروی ہے رابعاً بشارت شیخین کے لیے جو حدیث ابو سعید خدری اور ابن مسعود سے
آتی ہے خامساً ہر ایک خلیفہ کے علو [illegible] علو [illegible] جیسے جماعت کثیر نے روایت
کیا [illegible] ازانجملہ حدیث عثمان رَفِیقِیْ فِی الْجَنَّۃِ عثمان رض میرا رفیق ہے جنت مین و علی فی بستان
فِی الْجَنَّۃِ اور واسطے علی کے باغ ہے جنت مین - اور لوازم خلافت خاصہ سے یہ ہی کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نص فرما دین کہ وہ طبقہ عُلیا ی امت سے ہی صدیقین یا شہداء یا صالحین
اور محدث ہی بتحقیق صدیق کا ہی اور ایک اعتبار سے تو اوسکی حدمین داخل ہے - یا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان اوسکے علو درجہ کا بہشت مین فرمایا ہو اور اس سے یہ لازم آتا
ہے کہ وہ شخص طبقہ علیا سے امت سے ہی - یا تبعہ اثر ثابت ہو کہ سیرت اوسکی عبادات
اور تقرب الی اللہ مین اکمل ہے تمام مسلمانون کی سیرت سے اور آراستہ ہو خصال مرضیہ
اور مقامات علیہ اور احوال سنیہ اور کرامات قویہ سے - یعنے اون چیزون سے آراستہ ہو
جنہین اس زمانہ مین طریق صوفیہ کہتے ہین اور صاحب قوت القلوب وغیرہ نے اپنے
کتابون مین بیان کیا ہی اور ہر مسئلے کو ساتہ احادیث اور آثار کے محکم کیا ہے اور یہ بھی
صدیقیت اور شہادت کو لازم ہے اور یہ معنے خلیفہ مین اس جہت سے مطلوب ہین کہ ریاست
ظاہری اوسکی مقرون بہ ریاست باطنی کے ہو جاوے اور تشبیہ کامل آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتہ پیدا کرے اور شمار مین آیہ کریمہ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ
بَیْنَہُمْ تَرٰىہُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاہُمْ فِیْ وُجُوْہِہِمْ
مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ اور شمار مین یُحِبُّہُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗٓ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی
الْکَافِرِیْنَ کے داخل ہو جاوے اور ثبوت اس معنے کا واسطے خلفاے رضوان اللہ
علیہم اجمعین کے ضروریات اور بیشمار احادیث سے ثابت ہی ازانجملہ حدیث ابو ہریرہ رض کی ہے

وَاِنَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ عَلیٰ حِرَاءٍ هُوَ وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ وَطَلْحَۃُ وَزُبَیْرُ فَتَحَرَّکَتِ الصَّخْرَۃُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِهْدَاْءً اِنَّمَا عَلَیْکَ اِلَّا نَبِیٌّ اَوْ صِدِّیْقٌ اَوْ شَهِیْدٌ اخرج الحدیث المسلم والترمذی اور حدیث انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صَعِدَ اُحُدًا وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ اُثْبُتْ اُحُدُ اَرَاہُ ضَرَبَہٗ بِرِجْلِہٖ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَصِدِّیْقٌ وَشَهِیْدَانِ اخرجہ البخاری وابوداود والترمذی ترجمہ بتحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیگئے کوہ احد پر اور ابوبکر اور عمر اور عثمان پس جنبش کے احد نے بسبب ونکے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہر احد اور مارا اوسکو اپنے پاے مبارک سے فرمایا نہین ہے تجھپر مگر نبی اور صدیق اور دو شہید روایت کیا اوسکو بخاری اور ابوداؤد اور ترمذی نے اور ازانجملہ حدیث عثمان رض مثل حدیث انس کے اور اسکے آخر مین شہد معہ رجال اخرجہ النسائی اور آزانجملہ حدیث ابی ہریرہ رض اَمَا اِنَّکَ یَا اَبَا بَکْرٍ اَوَّلُ مَنْ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ اخرجہ ابوداؤد ترجمہ آگاہ ہو تحقیق تو اے ابوبکر اول اوس شخص کا ہے کہ داخل ہوگا جنت کو میری امت مین سے بیان کیا اوسکو ابوداؤد نے یعنے اے ابوبکر تو وہ شخص ہے کہ میری امت مین سے پہلے تو داخل جنت ہوگا۔ اور حدیث جابر کی یَا اَبَا بَکْرٍ اَعْطَاکَ اللّٰہُ الرِّضْوَانَ الْاَکْبَرَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ وَمَا الرِّضْوَانُ الْاَکْبَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَتَجَلَّی اللّٰہُ لِعِبَادِہٖ فِی الْاٰخِرَۃِ عَامَّۃً وَیَتَجَلّٰی لِاَبِیْ بَکْرٍ خَاصَّۃً اخرجہ الحاکم ونوزع فی صحتہ والحق مع الحاکم ترجمہ یعنے اے ابابکر رض دیا تجھکو اللہ نے رضوان اکبر پس کہا بعض قوم نے اور کیا ہے رضوان اکبر اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر ہوگا اللہ جلشانہ بازالہ مانع رویت واسطے اپنے بندون کے عموماً اور ظاہر ہوگا اللہ جلشانہ بازالۃ المانع من الرویۃ واسطے ابی بکر رض کے خاصۃً اور ازانجملہ حدیث عبداللہ بن عمر کی ہے

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر انت صاحبی علی الحوض و صاحبی فی الغار ترجمہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے ابی بکر رض کے تو میرا صاحب ہی اوپر حوض کوثر کے اور میرا صاحب ہے غار مین ۔ ازانجملہ حدیث جعل اللہ الحق علی لسان عمر و قلبہ بروایۃ ابن عمر و ابی ذر و علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم ترجمہ گردانا اللہ نے حق کو زبان اور قلب عمر رض پر روایت کیا اسکو ابن عمر و ابی ذر اور علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم نے اور ابی ہریرہ اور عایشہ صدیقہ رض سے روایت ہے لقد کان فیما کان قبلکم من الامم ناس محدثون فان یکن فی امتی احد فانہ عمر ترجمہ تمسے پہلے امتون مین بعض آدمی سچے اور راست گمان تھے اگر میری امت مین کوئی ہے تو وہ عمر رض اور اسیکے مثل عقبۃ بن عامر کی حدیث ہے لو کان بعدی نبیا لکان عمر بن الخطاب اگر ہوتا بعد میرے کوئی نبی تو وہ عمر بن الخطاب ہوتا ازانجملہ حدیث ھذان سیدا کھول اھل الجنۃ من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین ترجمہ یہ دونون سردار بوڑھون اہل جنت کے ہین اولین و آخرین سے مگر نبیین اور مرسلین کے سردار نہین ہین اور حدیث لکل نبی رفیق و رفیقی فی الجنۃ عثمان اخرجہ الترمذی واسطے ہر نبی کے رفیق ہے اور رفیق میرا جنت مین عثمان ہی روایت کیا اسکو ترمذی نے و حدیث اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی بروایت سعد بن ابی وقاص و جابر وغیرہما ترجمہ یعنی حضرت علی رض کی طرف خطاب کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو خوش نہین ہے اس بات سے کہ تو میرے لیے ایسا ہو جیسے ہارون موسی ع کے لیے تھے اور حدیث لاعطین الرایۃ غدا رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ رواہ جماعۃ من الصحابۃ و قال علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل نبی سبعۃ نجباء رقباء و اعطیت انا اربعۃ عشر قال انا و ابنای الحسن والحسین و جعفر و حمزۃ و ابوبکر و عمر و مصعب بن عمیر و بلال و سلمان

وَعَمَّارٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَّ اَبُوْذَرٍّ وَّ الْمِقْدَادُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ترجمہ مین
کل ایسے مرد کو نشان دونگا کہ وہ اللہ کو اور اوسکے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور
اوسکا رسول اوسے دوست رکھتا ہی اور لوازم خلافت خاصہ سے یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم قولاً اور فعلاً خلیفہ کے ساتہ بہت مرتبہ بکثرت تمام ایسا معاملہ کرین جیسا بادشاہ
ولیعہد سے کرتے ہین اور یہ امر چند طور پر ہو سکتا ہے ایک یہ کہ استحقاق خلافت کا اوسکے
بیان فرماوے اور اوسکے فضائل باعتبار معاملے کے ساتہ امت کی ذکر کرے۔ دوسرے
یہ کہ بہت سے مرتبہ اظہار فرماوین کہ فقہاے صحابہ جان جاوین کہ خلیفہ کرنا چاہینگے تو فلان شخص کو
خلیفہ کرینگے اور جان جائین کہ فلان شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ محبوب
ہے بہ نسبت اور لوگون کے اور کہین تَوَفّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ
رَاضٍ یعنے وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس حال مین کہ آپ اونسے راضی تہے
اور جو کچہہ کہ اس باب سے متعلق ہو تیسرے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو
ایسے کامون کا حکم فرماوین جو بحسب ثبوت آپکی ذات مبارک سے تعلق رکہتے ہین۔ اور یہ
معنے امر خلافت ہین مین اسوجہ سے مطلوب ہی کہ وثوق بخلافت خلیفہ از روے شرع کے
ہم پہونچے اور حضرت شیخین رضی اللہ عنہما جب جانتے تہے کہ کسی شخص کو ایسے کام سے
کہ متعلق بخلافت ہو امر کرین تو اس امر کی تلاش کرتے تہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس شخص کو کبہی متولی کسی امر کا امور مسلمین سے کیا ہی اگر ایسا پاتے تہے تو مقرر
کرتے تہے اگر نہین تو موقوف رکہتے تہے اور یہ قصے بحد تواتر کو پونہچے ہوئے ہین۔ اور
اسوجہ سے مطلوب ہی کہ امور دین مین اس شخص کا قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف منسوب ہو جاوے جسطرح کام حکم کرنے والے کی طرف منسوب ہوا کرتے ہین
مثلاً یون کہتے ہین بَنَی الْاَمِیْرُ الْمَدِیْنَةَ یعنے بادشاہ نے شہر بنایا۔ لیکن بیان فرمانا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال خلفا کا ایسے اوصاف کے ساتہ کہ جنسے خلافت

نسبت اون کے حاصل ہوئیں مستفیض ہوا ہی بیان مناقب جماعت مین افاضل صحابہ سے اور تنہا بھی اور یہ بیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بمنزلہ اجازت روایت حدیث اور اجازت تدریس علم اور فتاوی کی ہے۔ جیسا کہ اس زمانے مین علما کسی ایک جماعت کو اپنی خلافت پر ممتاز کرتے ہین اور اون اشخاص کے استحقاق کی تصریح بیان فرماتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرتبہ کا اظہار فضلا اور کبرای صحابہ کے لیے فرمایا ہے ازانجملہ حدیث ابوسعید خدری کی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِھَا اَبُوْبَکْرٍ وَاَقْوَاھُمْ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ عُمَرُ وَاَصْدَقُھُمْ حَیَاءً عُثْمَانُ وَاَقْضَاھُمْ عَلِیُّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اِلٰی اٰخِرِہٖ اَخْرَجَہٗ اَبُوْعُمَرَ فِیْ اَوَّلِ الْاِسْتِیْعَابِ ترجمہ میری امت مین سے زیادہ رحم کرنے والا اوسی امت پر ابوبکر ہین اور اللہ کے دین مین زیادہ مضبوط عمر ہین اور زیادہ سچے حیا والے عثمان ہین اور سب سے زیادہ عمدہ فیصلہ کرنے والے علی ابن ابی طالب ہین (رضی اللہ عنہم اجمعین) روایت کیا اسکو ابوعمر نے استیعاب مین ازانجملہ حدیث ابی سعید قال قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا وَلَہٗ وَزِیْرَانِ مِنْ اَھْلِ السَّمَاءِ وَوَزِیْرَانِ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ اَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرَئِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ وَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرَ اَخْرَجَہُ التِّرْمِذِیُّ وَلِلْحَدِیْثِ طُرُقٌ عِنْدَ الْحَاکِمِ وَغَیْرِہٖ ہر ایک نبی کے لیے دو وزیر آسمان کے رہنے والون مین ہوتی ہین اور دو زمین کے رہنے والون مین سے دو وزیر آسمان کے رہنے والون مین سے جبرئیل اور میکائیل ہین اور زمین کے رہنے والون مین سے ابوبکر اور عمر ہین روایت کیا اسکو ترمذی نے اور حاکم وغیرہ نے اس حدیث کو کئی طریقون سے روایت کیا ہے اما فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی ساتھ معاملہ منتظر الامارۃ کا پس شاہد و سکا سونپنا امامت نماز کا ہے قصہ جانے قبیلہ عمرو بن عوف مین اور تبوک مین جب کہ

افواج مسلمین کے بیرون شہر آمین تعین اور حضرت صدیق رضہ کو واسطے عرض لشکر اور امامت نماز کے معین فرمایا اور بیمارے آخر مین اور وہ متواتر بالمعنے ہی اور امیر الحج کرنا سال نہم مین اور چندین مرتبہ غزوات پر بھیجنا اور ہمیشہ مشاورت فرمانا شیخین رضہ سے امور مسلمین مین اور امیر کرنا حضرت عمر کو بعض غزوات مین اور عامل صدقات مدینہ کا فرمانا حضرت عمر رضہ کو اور بھیجنا حضرت عثمان رضہ کو جانب اہل مکہ کے مصالحہ حدیبیہ مین اور والی مین کروانا حضرت امیر رضہ کو اور دعا فرمانا واسطے اونکے کہ قضا او پر آسان ہو اور یہ احادیث بہیئت مجموعی متواتر بالمعنے ہین — اور لوازم خلافت خاصہ سے یہ ہو کہ جو کچھ خداے عز و جل نے واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وعدہ فرمایا ہی بعض اوسکا اوپر ہاتھ اس خلیفہ کے ظاہر ہوا اور یہ علامت خلافت خاصہ کی ہے اوسکو وقت خلافت کے پہچاننا چاہیئے نہ قبل از خلافت کے بخلاف دوسرے علامات کے اور وجود اس معنے کا خلفا مین متحقق ہے — آیہ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ مین اقامت صلوۃ اور ایتای زکوۃ اور امر معروف و نہی از منکر مذکور ہوئے — اور آیہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ تمکین اور تقویت دین بسبب سعی ان حضرات کے اور حصول اطمینان کا کافرون سے مذکور ہے اور آیہ ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰاۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ مین اشارہ ہے بفتح بلدان اور شرع اسلام کا اقالیم معمورہ مین اور آیہ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ مین غلبہ اوپر دین یہودیت کے اور نصرانیت اور مجوسیت کے مذکور ہے اور یہ بزمانہ خلفاے ثلثہ رضہ کے ہوا ہے اور آیہ وَمَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ مین قتال مرتدین کا مذکور ہے اور وہ بزمان خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ظہور پذیر ہوا اور آیہ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ مین جمع عسا کر بنا ے عام واسطے قتال فارس و روم کے مذکور ہے اور زمانے مین حضرات مشایخ ثلثہ رضہ کے متحقق ہوا اور آیہ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ مین جمع

قرآن کا مصاحف میں مذکور ہے اور یہ سب بزمان خلافت حضرات خلفائے ثلثہ رضی کے ظہور پایا۔ اور حدیث قدسی اِنَّ اللّٰہَ مَقَتَ عَرَبَھُمْ وَعَجَمَھُمْ میں قتال عجم مذکور ہے اور یہہ خلافت میں حضرات ثلثہ رضی کے ظاہر ہوا۔ اور حدیث ھَلَکَ قَیْصَرُ فَلَا قَیْصَرَ بَعْدَہٗ اور حدیث لَتُفْتَحَنَّ کُنُوْزُ کِسْریٰ میں فتح فارس اور روم کی مذکور ہے اور یہہ بزمان خلافت خلفائے ثلثہ رضی کے واقع ہوا۔ اور حدیث قتال خوارج میں لَئِنْ اَدْرَکْتُھُمْ لَاَقْتُلَنَّھُمْ قَتْلَ عَادٍ اور حدیث دیگر یَلِیْ قِتَالَھُمْ اَوْلَی الْفِرْقَتَیْنِ میں کہ یہ بزمان خلافت حضرت مرتضی کے واقع ہوا یہ مختصر بیان خلافت کا بیچ کتاب ازالۃ الخفا عن الخلافۃ الخلفا مصنفہ جناب ولایت مآب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی مرحوم مغفور طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ سے نقل کر دیا ہے جس سے حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے خلافت کا ثبوت کافی طور سے ہوتا ہے مگر جو پوری بحث کا طالب اور مشتاق ہو تو وہ کتاب موصوف کو ملاحظہ کرے اوس میں جناب حضرت شاہ صاحب ممدوح نے بہت سے آیات اور احادیث اور دلایل واضحہ اور ساطعہ سے خلافت حضرات خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین ثابت کی ہے مخالفین کے اوہام باطلہ کا دفع وحل کامل طور سے ہو جاتا ہے اور منصف مزاج کو پوری پوری تشفی ہو جاتی ہے اگرچہ بدلائل قاطعہ ساطعہ جو قبل از بیان خلافت عامہ وخاصہ کے خلافت بلافصل حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں بیان ہوئے ہیں کامل طور سے دافع مشکوک معاندین ہیں مگر رہی سہی تسوید کی تبییض اس بیان خلافت سے بخوبی ہو جاویگی معلوم کرو اے لوگو تمکو اللہ تعالی ہدایت دے کہ شیعون نے اول یہ دعوی کیا کہ خلافت حق جناب امیر کا تہا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام کو اپنی حیات میں خلیفہ کر دیا تہا مگر خلفائے ثلثہ نے اونکا حق چہین لیا اور یکے بعد دیگرے خود خلیفہ بن بیٹھے اور خلافت کو خلفائے ثلثہ نے اصول دین میں داخل کر دیا

کہ اوسکا منکر گویا توحید اور نبوت کا منکر ہے۔ بس اس اصول سے یہ نتیجہ نکالا کہ خلفاے ثلثہ رضی اللہ عنہم معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کافر ہوگئے اور چونکہ ایک لاکھ آدمی سے زیادہ مسلمان بعد پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے اور جسمین ہزاروں مہاجرین و انصار اور بیعت الرضوان والے تھے سبھون نے خلیفہ اول کی بیعت کی تو اونکی نسبت بھی ارتداد کا حکم قایم کیا اور معاذ اللہ سب کو مرتد ٹھہرایا جب یہ خیال کیا کہ ہمارے اس قول بیہودہ کو کوئی نہ مانے گا تو اپنے مطلب کے موافق عبارت عربی زبان مین گڑھکر ایمہ کی طرف منسوب کردی کہ فلان امام نے ایسا فرمایا ہے اور اس امر کے ثبوت کے واسطے اوسکو ایمہ کا قول قرار دیا اور کہدیا کہ ایمہ کرام نے فرمایا ہے کہ بعد وفات پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے جملہ اصحاب معاذ اللہ مرتد ہوگئے تھے مگر تین اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایسے مجبور ہوگئے کہ وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر چالیس آدمی جانباز میرے شریک ہوتے تو مین مقابلہ کرتا پھر جب دیکھا کہ تمام قران اصحاب مہاجرین و انصار کے ثنا و صفت سے بھرا ہوا ہے تو اوسمین تاویلات بعیدہ کرنا شروع کیا مہاجرین سے شعب ابو طالب کی ہجرت کرنے والے یا حبشے کی ہجرت کرنے والے مراد لئی انصار سے وہی ستر آدمی جو اول اول مکہ معظمہ مین پیغمبر صاحب کے حضور مین حاضر ہوئے تھے مقصود رکھی اور سابقون سے وہ لوگ مراد لئے جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے مرچکے تھے جب یہ خیال کیا کہ آخر یہ تعریفین صحابہ کی جو کلام اللہ مین ہین اسکا مصداق کسکو بناوین کوئی تو ہونا چاہیے اس خدشے کے دفع ہونے کے لیے جہانتک ہوسکا اونکا مصداق حضرت علی رض کو ٹھہرایا اور جو کچھ وعدہ شوکت و غلبہ قرآن مجید مین بعہد خلافت خلفاے ثلثہ رضی اللہ عنہم کے خلفا کے ہاتھ سے ہونا مذکور تھا اوسکو امام مہدی آخر الزمان کے ظہور پر ملتوی کیا۔ اب جو آیتین خاص اصحاب نبوی کے لئے رہ گئین اور اونکا مصداق سوائے

اصحاب کے اور کوئی نہین ہو سکتا تھا اونمین سے خلفاے ثلثہ کو مستثنی کر کے باقی چار ہزار اصحاب کے با ایمان ہونیکا اور اونکی خوبیون کا اقرار کیا چنانچہ شیخ صدوق محمد بن بابویہ قمی نے بارہ ہزار اصحابیون کے با ایمان ہونیکا اقرار کیا جسمین آٹھ ہزار مدنی اور دو ہزار غیر مدنی اور دو ہزار آزاد اور رہا کردہ یہ بارہ ہزار سب کے سب پاک تھے رات و دن خدا کا خوف رکھا کرتے تھے نکی والونکا کچھ ذکر نہین کیا پس جب کسی سُنی نے اونپر اعتراض کیا کہ تمہارا مذہب خراب ہی کہ اصحاب نبوی کو جنکی تعریف و مدح و ثنا سے قرآن بہرا ہے بد کہتے ہو تو یہ جواب فریبی دیدیا کہ واہ ہم تو بارہ ہزار اصحاب کو پاک اور مقدس جانتے ہین اور اونمین سے ایک سو اصحاب کی فہرست بہی بنالی اور باقیون کی نسبت کہدیا کہ سنیون نے وہ کتاب جسمین سب کے نام تہی جلادی اس سبب سے ہم سب کے نام نہین بتا سکتے۔ اسکا جواب آجتک کسی شیعے نے نہ دیا کہ جو لوگ غاصب حقوق اہل بیت تھے وہ تو صرف تین ہی آدمی تھے باقی رہے جو لوگ وہ اونہین تینون کے مددگار ہونگے کیونکہ اگر اون تین آدمیون کے بہت سے مددگار نہوتے تو وہ کسطرح حقوق اہل بیت کا غصب کرنے پاتے اس سے معلوم ہوا کہ خلفاے ثلثہ کے مخالفین بہت کم تھے ورنہ اگر اون بارہ ہزار اصحاب نیک طینت اور مقدسین مین سے دو چار ہزار بہی مستعد بجنگ ہوجاتے تو ممکن نہ تہا کہ حقوق اہل بیت غصب ہوجاتے اسیوجہ سے بعض روایت حضرات شیعہ مین ہی کہ حضرت علی مرتضیٰ ع فرمایا کرتے تھے کہ بعد پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سبہون نے وصیت نبوی بہلادی اور ایمان چھوڑ دیا کوئی مجھے ایسا نہ نظر پڑا کہ مین اوسپر بہروسا کر کے مخالفین سے مقابلہ کرتا اس روایت سے وہ دعویٰ بارہ ہزار اصحاب مقدسین کا باطل ہوگیا ورنہ اونمین سے ہزار دو ہزار بہی اگر مددگار ہوجاتے خاصکر اوس وقت مین جبکہ حسب روایات باطلہ شیعان پاک کے حضرت فاطمہ زہرا ع روتی پہرتی تہین

اور اگر حضرت علی مرتضیٰ ع کے ساتھ مدد مانگتی پھرتی تھین گوشۂ عبادت اور کلبۂ احزان سے نکلکر ضرور مدد کرتے اور غاصبین کو مارتے اور ذریات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو ظلم و ستم سے بچاتے کہ اس سے زیادہ کونسی عبادت تھی۔ اور حضرت علی مرتضےٰ شیر خدا رض کو جبکہ حضرت عمر اور حضرت خالد رضی اللہ عنہما معاذ اللہ جسکے لکھنے سے رونگٹا رونگٹا کانپتا ہے حسب روایات شیعہ حضرت علی ع کے گلے مین رسی ڈالکر بزور و ظلم و تعدی واسطے بیعت کرانے حضرت صدیق رض کے گھسیٹے لیے جاتے تھے کسی نے بھی مدد نہ کی آخرش بہ لاچاری اور مجبوری حضرت علی رض نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی چنانچہ حملۂ حیدری مین موجود ہے کہ ؎ بدست عمر یک ریسمان ٭ دگر در کف خالد پہلوان ٭ فگندند در گردن شیر نر ٭ کشیدند اورا بسوے بکر ٭ جب اہل سنت و جماعت نے یہ اعتراض کیا کہ کیا بیہودہ خرافات بکتے ہو اسد اللہ الغالب من کل غالب کی مجبوری اور لاچاری کیسی اونھون نے بخوشی اور برغبت تمام بیعت کی تھی تو یہ کہا کہ نہین صاحب بیشک مجبوری تھی اور مجبوری یہ تھی کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی کہ خبردار تم ہرگز ہرگز خلفاے ثلثہ سے مقابلہ اور مقاتلہ نکرنا اگر یہ وصیت نبوی نہوتی تو ذوالفقار حیدری کا تماشا دکھا دیتے اوسپر یہ اعتراض کیا گیا کہ بھلا پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے کیون ایسی وصیت کی کہ جس سے دین اور خاندان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تہ و بالا ہو گیا معاذ اللہ توبہ توبہ منصب خلافت کی غاصب ہو گئی تو جھٹ پٹ یہ کہدیا کہ کیون نہ وصیت کرتے حضرت جبرئیل ع ایک چٹھی خاص علی مرتضیٰ کے واسطے اللہ تعالیٰ کی لائے تھے اور حضرت جبرئیل ع نے سب لوگون کو وہان سے ہٹا کر رسول اور وصی کو خاص چٹھی بہشت پوشید گی اور احتیاط سے دی تھی اور پہلے بہت سے عہد و پیمان اور قسمین لے لین تھین کہ اوسپر ضرور عمل کرنا اوسی چٹھی مین لکھا تھا کہ تم خلفاے ثلثہ

کے مقابلے مین تلوار نہ اوٹہانا اس سبب سے حضرت علی نے مقابلہ نہ کیا اوس پر یہ سوال ہوا کہ پہر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امیر شام سے کیون جنگ کی اور ہزارون آدمیون کو کیون قتل کیا تب یہ کہدیا کہ اوس چٹھی مین امیر شام اور خوارج کے جنگ اور قتل کا حکم تہا بہلا اس نادانی اور کم فہمی کا کچھہ ٹہیک ہے کہ ابہی تک تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اسد اللہ الغالب من کل غالب کو بہی معاذ اللہ مخوف صاحب تقیہ بنایا تہا اب اس چٹھی سے خدا کا بہی مخوف ہونا ثابت ہوا جاتا ہے کیونکہ اس چٹھی سے تو اور کوئی مطلب مخالفت مقابلے اور مقاتلے کا معلوم نہین ہوتا یا اون لوگون کو اللہ جلشانہ نے کچھہ ایسا ہی مقبول اور برتر اور پاک اور مقدس سمجھا جو اونکے مقابلے و مقاتلے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منع کیا اور اگر نہین تو شاید اللہ میان نے یہ بہی سمجہا ہوگا کہ کہین انکے چہیڑنے سے وہ لوگ ہم سے ناراض ہوکر ہمارا عرش نہ چہین لین اسکے جواب مین شرمندہ ہوکر یہ کہا کہ تم سنی جاہل ہو کیا جانو اجی میان خدا کی باتین خدا ہی جانے بندہ گندہ اوسکی حکمتون کو کیا جانے۔ اس پر کسی نے یہ اعتراض کیا کہ پہر حضرت امام حسین علیہ السلام نے اوس چٹھی پر کیون نہ عمل کیا کیون یزید پلید سے لڑے اور اوس سے بیعت نہ کی گو ہزارون رنج و مصیبت سہی یہان تک کہ بے آب و دانہ حالت مسافرت مین کہ اہل و عیال اور ننہے ننہے بچے ساتھہ تہے معہ اپنے تمامی خاندان کے شہید ہوگئے کچھہ بہی اپنے ننہے ننہے بچون پر نہ اہل و عیال کی بیکسی پر خیال کیا رنج و مصیبت سے شہادت اختیار کی مگر بیعت فاسق کی نہ کی اور نہ کچھہ تقیہ کو دخل دیا اوسکا جواب شوخ چشمی سے یہ دیا کہ حضرت علی علیہ السلام کے لئی وہ ہی حکم تہا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے لئی یہی حکم تہا اب اہل سنت و جماعت نے دایرۂ اختیار حضرات مخالفین یون تنگ کیا کہ اللہ تعالی جلشانہ نے تو اپنے قرآن مجید مین اکثر جگہہ فرمایا ہے کہ منافقین ذلیل اور خوار ہونگے اور قتل کئی جاینگے اصحاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تو خدا کے فضل مین شامل تہے اللہ تعالی نے اونکو خلیفہ کیا زمین کا وارث کیا مومنین کا امیر بنایا کیسی

کچھہ عزت اور شوکت عطا فرمائی کہ غیر دین و مذہب کے لوگ بھی اوسکو بخوبی جانتے ہین
اور سکی سب شاہد گواہ ہین اونکی تاریخین اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم کی عظمت و شوکت و
فتوحات سے بھری ہین چار دانگ عالم مین ڈنکہ دین اسلام انہون نے بجا دیا تمام دنیا مین
اونہین کے بدولت نشان اسلام قایم ہوگیا باطل پرستی صفحہ ہستی سے مٹا دی
حق پرستی سے عالم منور و روشن کردیا۔ چنانچہ ڈاکٹر شبلی صاحب نے اپنی کتاب لب التواریخ
کی جلد دوم کی فصل چہارم مین لکھا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرآن کی تدوین و ترویج
کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظفر کی پیروی کی اور مشرقی سلطان ہیراکلیس کی فوج
کو اوس نے ہزیمت دی اور شلیم کو اپنے قبضے مین لائی اور لبنان پہاڑ سے لیکر روم تک
سارا ملک اپنا مطیع کیا اونکے انتقال کے بعد عمر رضی اللہ عنہ براہ بیعت خلیفہ مقرر ہوئی
اور ایک ہی خروج مین ممالک سیریا اور توینیقی معہ فلسطین اور مسولیتیا اور خالدیہ
متعلقہ مملکت یونان اونہون نے لے لیا دوسری چڑہائی مین کل ولایت فارس اپنے
زیر حکومت کرکے سب کو اپنے مذہب مین لائی اوسی زمانہ مین اوسکے سپہ سالارون نے
ملک مصر اور ربنبا اور تیولیہ یا مطیع کیا۔ پانچوین فصل مین لکھا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ
کے خلیفہ عثمان نے ملک ایک تریانہ اور ملک تاتار کے بعض دیار اپنے قبضہ مین کئی اور
ربہودس یعنے روس اور یونان کے جزایر لوٹ لئی اوسکے بعد ختن محمد یعنے علی رضی اللہ عنہ
خلیفہ ہوئی جو آج تک محمدیون مین مکرم ہین انتہی۔ لہذا تمہارا یہ کہنا کہ خلفای راشدین
معاذ اللہ منافق تھے محض باطل اور لغو ہے نہین تو اللہ جلشانہ کے کلام پاک کی تکذیب
لازم آتی ہے اور نیز یہ کہ خدا کا وعدہ پورا نہوا۔ پس یا تو اصحاب رضی اللہ عنہ کے نفاق
سے توبہ کرو یا اللہ جلشانہ کے کلام اور وعدون کی تکذیب کرو۔ یہ سنکر اگرچہ مقابل لطیف
کے چہرہ کا رنگ خجالت سے متغیر ہوگیا مگر پھر دل کو سنبھال کر کہا کہ تم لوگ نہین جانتے کہ
اب سردست صحابہ کو عزت وشوکت حاصل ہوئی تو کیا ایک وقت ایسا آنے والا ہے

کہ اصحاب رضی اللہ عنہ اپنے کئے کی سزا پاوینگے یعنے جب حضرت امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہونگے اوسوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بہی زندہ ہوکر دنیا مین آوینگے اور اونکی ہمراہ جتنے نیک اور پاک بندی ہین سب زندہ ہوکر آوینگے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام بہی زندہ ہوکر آوینگی اوسوقت خلفای ثلثہ بہی اپنی اپنی قبرون سے نکالے جاوینگی اور مقدمہ دایر ہوگا حضرت علی علیہ السلام اپنا دعوی پیش کرینگے کہ میری خلافت غصب کرلی تہی حضرت فاطمہ زہرا علیہ السلام دعوی کرینگی کہ میرا باغ فدک چہین لیا اور مجھکو مجروح کیا اور محسن کو شہید کیا چنانچہ اصل مضمون اوس رسالہ کا اس جگہہ تحریر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے رسالہ رجعت از اخوند مجلسی صفحہ ۳۵ مفضل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ مولا اور آقا میرے مکان سکونت حضرت امام مہدی علیہ السلام اور جگہہ اجتماع مومنان کہان ہوگی حضرت امام ؑ نے فرمایا کہ مقام کوفہ پای تخت حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ہوگا اور مسجد کوفہ مین آپ بیٹھہ کر حکم احکام اجرا فرماوینگے اور مکان استراحت آپکا نجف اشرف ہوگا اور جای بیت المال و تقسیم غنایم مسجد سہلہ ہوگی پس مفضل نے عرض کی قربانت شوم کیا کل اہل کوفہ مومنین میں سے ہونگے فرمایا بیشک اہی مفضل قسم ہے خدا پاک کی سوا کوفہ اور حوالی کوفہ کے کوئی مومن نہوگا مگر ہان جسکا دل کوفی کیطرف مائل ہوا اور کوفہ سے محبت رکہتا ہو وہ بہی مثل اہل کوفہ کے ہمارے شیعان مین سے ہوگا اور اوسوقت مین زمین کوفہ کی ایک گوسفند کے بیٹہنے کیواسطے دو ہزار درم کو ملیگی اور اوس زمانہ مین وسعت کوفہ کی چون ۵۴ میل کی ہوگی اور عمارات کوفہ و کربلای معلی کی ایک ہوجائیگی یہ فرماکر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور فرمایا کہ اہی مفضل بقعہای زمین نے آپس مین ایک دوسرے پر فخر کیا چنانچہ کعبہ نے کربلا پر فخر کیا پس اللہ پاک نے کعبہ پر وحی نازل فرمای کہ خبردار خاموش ہو اور کربلا پر فخر و نازمت کہ بدرستیکہ وہ جاے پاک ہو کہ جس جگہہ سے ندای انی انا اللہ

کی شجرۂ مبارک سے موسیٰ ع کو پہونچی تھی اور یہ وہی مقام مقدس ہے کہ جس جگہہ حضرت مریم
اور حضرت عیسیٰ ع کو بیٹنے جگہہ دی اور جس جگہہ پر حضرت امام حسین ع کے سر مبارک کو بعد
شہادت غسل دیا اوسیجگہ حضرت مریم نے عیسیٰ ع کو وقت ولادت غسل دیا تھا اور خود بھی
حضرت مریم ع نے غسل کیا تہا اور وہ مقدس مقام ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے بھی کوفہ سے عروج کیا تھا اور واسطے ہمارے شیعان کے خیر و برکت و رحمت
بے پایان کوفہ مین مہیا ہے وقت خروج حضرت امام مہدی ع کے شیعان کو عطا کیجائیگی
پس مفضل نے پھر عرض کی کہ اے سردار میرے کوفہ سے پھر کس جانب کو حضرت مہدی ع
متوجہ ہونگے فرمایا کہ طرف مدینے کے اپنے جدامجد کیطرف تشریف لیجائینگے اور جسوقت
امام صاحب مدینے مین داخل ہونگے عجیب ایک امر ظاہر ہوگا جو باعث خوشی مومنان
اور سبب خواری کا فران ہوگا مفضل بولے روحی فداک وہ کیا بات ہوگی فرمایا جب
امام مہدی ع اپنے جدامجد کی قبر مبارک کے پاس جاکر کھڑے ہونگے اُسوقت لوگون سے
دریافت فرماوینگے کہ اے لوگو یہی قبر میرے جدامجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے
سب لوگ عرض کرینگے ہان اے مہدی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم تب پھر ارشاد ہوگا کہ
یہ کسکی قبرین میرے جدامجد کے برابر ہین لوگ عرض کرینگے کہ یہ دو قبرین رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے مصاحب اور ہمخوابہ کے پایون کی ہین یعنے ابوبکرؓ اور
عمرؓ کی پس حضرت صاحب الامر مصلحۃً مکرر لوگون سے دریافت فرماوینگے کہ کون
ابوبکر اور عمرؓ اور کسواسطے انکو میرے ناناکے پاس تمام لوگون کی قبرون سے
علیحدہ کرکے دفن کیا ہی اور یہی کبھی کسیکو اسجگہہ دفن کیا تہا لوگ کہین گے نہین
یا ابن رسول اللہ صرف انکو اسوجہ سے یہان دفن کیا ہے کہ یہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے وزیر اور خلیفہ تھے اوسوقت حضرت امام صاحب فرماوینگے کہ کوئی انکو
پہچانتا ہے عرض کرینگے کہ ہان پہچاننے والے بہی ہین ارشاد ہوگا کہ ان کے یہان

دفن ہونے مین کسیکو کسیطرحکا شک اورشبہ تو نہین ہی واقفکار عرض کرینگے کہ مطلق نہین
بعد تین روزکے امام صاحب حکم فرمائینگے کہ قبر کہود کر دونون کو معاذ اللہ نکالو غرض قبرین
کہود کر دونون خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالینگے جسوقت یہ نکلینگے یہ معلوم ہوگا
کہ گویا اسیوقت دفن ہوئی تہے پس امام مہدی علیہ السلام ارشاد فرماوینگے کہ ان دونون خلیفۂ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ درخت خشک مین باندہ کر لٹکادو چنانچہ لوگ
لٹکاوینگے جسوقت یہ درخت سے لٹکائی جائینگے فورا درخت خشک سبز ہوجائیگا اور پہل اوس
مین لگ جائینگے یہ حالت دیکہکر ایک شور مچیگا کہ دیکہو کیا مقبولیت خلفا کی ہے کہ برکت
انکی جسم کے درخت خشک سبز ہوگیا ہے اور پہل بہی اوسمین پیدا ہوگئی ہین یہ خبر سنکر پہر تو
وہ مجمع ہوگا کہ جسکی انتہا نہین اور جسکے دلمین ایک ذرہ برابر بہی محبت خلفا کی ہوگی سب
موجود ہوجائینگے اور ہر ایک کی زبان سے یہی کلمہ نکلیگا کہ دیکہو کیا مقبولیت ہے کہ درخت
خشک سبز اور بارآور ہوگیا اوسوقت حضرت صاحب الامر ارشاد فرمائینگے کہ جو لوگ خلفا کو
دوست رکہتے ہین ایک جانب ہوجائین اوسوقت موجودین کے دو گروہ ہوجائینگے ایک گروہ
دوستداران خلفا کا اور دوسرا دشمنان اور نفرین کنندگان خلفا کا اوسوقت حضرت امام
مہدی علیہ السلام دوستداران خلفا کیطرف مخاطب ہوکر ارشاد فرمائینگی کہ ای گروہ دوستداران
خلفا اپنی بیزاری اور ناخوشی خلفا کے جانب ظاہر کرو ورنہ سخت عذاب مین گرفتار ہوگے
دوستداران خلفا جواب دینگی کہ ای امام مہدی علیہ السلام آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہم تو خلفا کو خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مقبول خدا جانتے اور مانتے آئی ہین اسوقت
ان سے کیونکر ناخوشی اور بیزاری اپنی ظاہر کرین ایسی تو بہت کرامتین ظہور مین آئی ہین
اورانکو ہم مقرب بارگاہ خداوندی جانتے ہین ایسے اپنی بیزاری ظاہر نکرینگے بلکہ آپ سے اپنی
بیزاری ظاہر کرتے ہین اور آپکی گروہ سے ناخوشی رکہتے ہین جو آپ پر ایمان لائی ہین یہ سنکر
حضرت امام باد سیاہ یعنی کالی آندہی کو حکم فرماوینگے کہ ان پر آؤ اور انکو ہلاک کرو پس اوسوقت

دونون خلیفہ رسول اللہ کو درخت سے زمین پر کہڑا کرینگے اور تمام ظلمونکا بار جو اونکے سبب سے ہر زمانہ مین ظاہر ہوا ہے مثل سلمان فارسی کا مارنا اور حضرت زہرا بنت رسول اللہ کو مارنا اور اونکا گہر جلانا حضرت امیر المومنین کی گردن مین رسی باندہ کر گہسیٹنا حضرت محسن کی شہادت حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر دینا حضرت امام حسین علیہ السلام کو معہ اونکے اولاد و اصحاب کے میدان کربلا مین قتل کر ڈالنا ہر خون جو ہر زمانہ مین ناحق زمین پر بہا ہے ہر زنا جو ہر زمانے مین ہوا ہے اور سود جو ہر زمانہ مین کہایا گیا ہے غرض کہ روز وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دن ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام تک جو جو بدکام دنیا مین ہوئی ہین دونون خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن پر معاذ اللہ رکہکر اور اون سے اقرار کرا کر کیونکہ اگر حق خلافت غصب نہوتا تو یہ افعال بد ظاہر نہوتے پہر درخت سے لٹکا کر حکم فرماوینگے آگ کو کہ انکو جلا دے آگ جلا دیگی تب ارشاد فرماوینگے ہوا کو کہ اوڑا لیجا انکی خاک کو اور دریا مین ڈال دے۔ یہ سب سنکر مفضل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ اے سردار میرے یہ انکا آخری عذاب ہوگا حضرت امام نے جواب یا مہیات ہیہات اے مفضل قسم ہے خدا کی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام اور حضرت حسنین علیہما السلام اور حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام اور جملہ ائمہ معصومین علیہم السلام اور جمیع مومنین اور کافرین رجعت کرینگے یعنے قبل قیامت کے دنیا مین ایک بار بعد مرنے کے لوٹین گے اور واسطے تمامی ائمہ معصومین اور اونکی شیعان کے ان پر عذاب ہر ایک رجعت مین نازل کیا جائیگا الی آخرہ سبحان اللہ فضل وکمال اور صدق مقال مولانائی اخوند مجلسی صاحب کا رسالہ رجعت سے بخوبی ظاہر ہوگیا مضامین رسالہ مذکور خود حضرت موصوف کے راست بازی اور صدق مقالی کے پورے پورے گواہ ہین اگر اون سب کے تشریح کی جاوی تو بجائی خود ایک کتاب ہوجاوی مقصود اصلی اپنا جو اس رسالی مین لکہنا ہے رہجاوی لہذا بخوف طوالت بمصداق اسکے کہ اگر دیگ مین سے دو چار چاول دیکہ لئی جاوین

توحال خامی اور پختگی تمامی دیگ کا دریافت ہوجاتا ہے ہم بہی دوچار باتین رسالہ مذکور
سے بطور مشتے نمونہ از خروارے نکال کردکہاتے ہین اونہین سے تمامی رسالے کے صدق
مقالی اور راست بیانی ظاہر ہوجاویگی - یہ توگمان ہونہین سکتا کہ ملا صاحب علم جغرافیہ
سے ناواقف تہے کیونکہ ایسی بڑے عالم اور فاضل کو ہم کیونکر ناواقف کہہ سکتی ہین مگر ہان
ملا صاحب ایک سیدہے سادے آدمی تہے اونہون نے ایسے وقت مین یہ رسالہ تصنیف
فرمایا کہ لوگون مین چرچا علم جغرافیہ کا بہت کم تہا بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ ناواقف تہے یہ تصور فرماکر
کہ اسقدر دور دراز ملکون کے باہم قرب وبعد اور اتصال اور انفصال کا حال کسطرح
معلوم ہوسکیگا جو ہم لکہتے ہین اوسی کو صحیح جانینگی یہ گول مال کردیا اس انقلاب سے زمانہ
کی اونکو کیا خبر تہی کہ ایک ایسا وقت آنے والا ہے جسمین اطفال مدارس بہی بتوجہ وعنایت
والی ملک علوم ریاضی سے واقف وآگاہ ہونگے اور جغرافیہ جہان توبازیچہ طفلان ہوجائیگا
اوسوقت لوگ میرے اس بیان پر مضحکہ کرینگے سا سوقت تواطفال مدارس چہوٹی جماعتون
کا یہ حال جغرافیہ دانی کا ہے کہ اندہیرے مین نقشہ دہر کر دریافت کرو کہ کلکتہ ونیپال و
برہما انڈیپ پہر عرب عراق عرب حجاز عرب مصر بغداد کربلا بصرہ کوفہ ارض ہنود ارمینیہ
دمشق بعلبک بیت المقدس مسجد اقصی بیت اللحم وغیرہ کہان ہین تو ادس اندہیری
مین بہی اونگلی اونکی ٹہیک اوسی جگہہ پہونچ جاویگی اگرچہ اندہیری مین اونکو نظر نہ آوے
اور حال تاریخ دانی کا بہی مثل جغرافیہ دانی کے ہے ملا صاحب مجلسی کی یہ نازک خیالی
کہ اللہ پاک نے کعبہ کو کربلا پر فخر کرنیکی ممانعت بذریعہ وحی کے نازل فرمائی یہ ایک عجیب حیرت
انگیز فقرہ ہے جو درحقیقت فقرہ ہے ہی منجملہ ۷۳ فرق اسلامی کے سوائی گروہ ملا صاحب
کے بقیہ ۷۲ فرقہ اسلامی مین سے کوئی بہی اس بات کو مان نہین سکتا - معلوم نہین کہ در
حقیقت اللہ پاک نے کعبہ کو کربلا پر فخر کرنیکی ممانعت مین وحی نازل فرمائی یا اخوند صاحب
کی تسلی خاطر کے لئے دم دیا اور یہ عقدہ بہی نہین کہلتا کہ کعبے پر وحی ممانعت فخر کربلا نازل

فرمائیگا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ نہ وہ اپنا تفاخر مخلوق سے بیان کرسکتا ہے نہ اس فعل سے عباد
اللہ کو منع و رجوع کرسکتا ہے بلکہ یہ وحی تو اپنے رسول پاک پر بھیجنا مناسب تہا تاکہ وہ خدا
کے بندون اور اپنے امت کو بہ سبب فضیلت دینے کعبہ معظمہ کے کربلا پر ممانعت فرماتے جو
نتیجہ ممانعت سے تہا وہ چل نکلتا - کمال تعجب کی بات تو یہ ہے کہ خدای پاک نے اپنے کلام مجید
مین مسجد اقصیٰ اور مکہ معظمہ کا ایسے طور سے ذکر فرمایا جس سے بندگان خدا کو مکہ کی فضیلت سب
جگہ سے بڑہکر ذہن نشین و کالنقش فی الحجر ہوگئی - خدا اور خدا کا رسول اور حضرات ائمہ کی
نزدیک تو کعبے کے فضیلت تمام قطعات زمین پر ہے مگر اخوند صاحب بہی کوئی بڑے ہی
شخص معلوم ہوتے ہین جو خدا و رسول خدا و حضرات ائمہ علیہم السلام کے خلاف اون کے
حکم کو منسوخ کرکے اپنے حکم سے کعبے پر کربلا کو فضیلت دیتے ہین - کیا یہ بات تعجب کی نہین
ہے کہ اگر کعبے سے کربلا یا کوفہ افضل تہا تو کیون خدائے پاک نے اپنے کلام مجید مین کوفہ
خواہ کربلا کا ذکر نہ فرمایا اور جیسا کہ اللہ جلشانہ نے مکہ معظمہ کے عظمت و شان مین تعظیما
فرمایا لَا اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ وَاَنۡتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الۡبَلَدِ ویسا ہی فرماتا لَا اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡکُوفَۃِ
یا بِهٰذَا الۡکَرۡبَلَاۗءِ - اور کیون نماز مین مُتَوَجِّهًا اِلٰی جِهَۃِ الۡکَعۡبَۃِ الشَّرِیۡفَۃِ کہنے کا حکم دیا گیا
کیون نہ مُتَوَجِّهًا اِلَی الۡکُوفَۃِ وَاِلَی الۡکَرۡبَلَاۗءِ کہنے کا حکم ملا اور کیون حضرات مومنین
محبین کعبے کی طرف منہہ کرکے نماز اور اُس رُخ پر مسجد بناتے ہین کیون جو جگہہ کعبے سے
افضل ہے اوسطرف منہہ اور مسجد کا رخ نہین کرتے - اور مکہ معظمہ کی یہ فضیلت ہی کہ ایک
نیکی وہان کرنا برابر ایک لاکھ نیکی کرنے کے ہے اور ایک روزہ وہان رکھنا برابر ایک
لاکھ روزے کے ہے اور ہر عبادت وہان کرنے سے بسبب دوسری شہرونکی ثواب چند ہوتا
اور حدیث شریف مین وارد ہے مَنۡ مَاتَ بِمَکَّۃَ بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الۡاٰمِنِیۡنَ یَوۡمَ
الۡقِیَامَۃِ وَمَنۡ مَاتَ بِمَکَّۃَ فَکَاَنَّمَا مَاتَ فِی السَّمَاۗءِ الدُّنۡیَا یعنے جو شخص مکے مین
مریگا اوسکو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آمنین مین اوٹہاویگا - اور جو شخص مکے مین مرا

بس گویا آسمان دنیا پر مرا۔ روضۃ الصفا صفحہ ۱۱ مین لکھا ہی کہ (چون آدمؑ بمکہ شریف رسیدند
بدستہاے جبرئیلؑ وتعلیم ومدد گاری سایر ملایکہ خانہ کعبہ را اساس نہادہ حجر اسود را کہ
با خود از بہشت آوردہ بود کہ عہد نامہ بندگان با حضرت عزت در ان مودع است وار کنے
از ارکان آن خانہ نصب نمود واین بیت در زمین بر محاذات بیت المعمور افتاد کہ
در آسمان ست) یعنے جب حضرت آدم مکہ شریف مین پہونچے بمدد جبرئیلؑ اور تعلیم اور
مدد سایر فرشتگان خانہ کعبہ کی بنیاد رکھکر حجر اسود کو کہ اپنے ہمراہ بہشت سے لائے تھے
اور اوسمین بندونکا عہد نامہ خدائے کریم کے ساتھ سونپا گیا ہے مکہ شریف کے ایک رکن
مین ارکان خانہ کعبہ مین سے قایم کیا اور یہ خانہ کعبہ زمین مین مقابل اور محاذی
بیت المعمور کے ہی جو آسمان پر ہی اسے بوقت طوفان نوحؑ حجر اسود کو ملائکہ نے کوہ
ابوقبیس مین جو مکہ مین ہے امانت رکھا اور جامع التواریخ کے صفحہ ۲۰ مین لکھا ہے
(آدمؑ از جنت الماوی بخاکدان دنیا نزول فرمودہ بحضرت جبار بی زوال بنالید
وگفت کہ بعدم استماع آواز ملائک ملول و محزونم خطاب رب الارباب در رسید کہ
خانہ از بہر تو از آسمان بزمین فرستادہ چنانکہ ملائک عرش مجید ترا طواف نمایند
ومومنان طواف آن نمودہ سرا چہ دل از ما سوائے غیر پرداختہ بخلوت خانہ قدس
ما ونس گیرند باستماع آن آدم خوشحال شدہ بہمراہی یکی از فرشتہ بمقصد رسیدہ خانہ دید
از یاقوت بہشتی کہ دو در داشت از زمرد سبز درے بسمت مشرق ودری بجانب مغرب
آدمؑ بتعلیم فرشتہ مناسک حج بجاے آوردہ در زمان طوفان نوحؑ ملائک آن خانہ را
باسمان بردند بعد از طوفان محل وموضع بیت مثل تل سرخ بنمود خلایق از اقطار عالم
آمدہ حوائج ومہمات را بقاضی الحاجات مرفوع میداشتند و اثار اجابت ظاہر میشد
بار دیگر ملک علام را ارادہ عمارت کعبہ گردید با براہیمؑ امر شد انجناب بتعلیم جبرئیل
وبدستہاے اسمٰعیلؑ خانہ کعبہ با تمام رسانید و فرشتگان حجر اسود را از جبل ابوقبیس

آوردند و بمقامش استوار کردند گویند که حجر مرقوم مانند شیر سفید بود از مس دست عاصیان
چون دل ایشان سیاه و تیره شد بعد فراغ از عمارت ابراهیم و اسمٰعیل علیہم السلام طواف
بیت اللہ و مناسک حج بجا آوردند و بموجب وحی الٰہی بالاے کوہ بزرگ برآمده
و بندلے بلند اہل عالم را بطواف آن خانه صلاے عام فرمودند و از اطراف و جوانب
ربع مسکون لبیک لبیک جواب آمد و از ابن عباس منقول ست که از طائفه فائزین
آن سعادت کسانیکه در عالم موجود بودند و آنہا که در ارحام امہات اصلاب آباء وجود
داشتند جواب دادند و فرقه که از ان بے نصیب اند مہر سکوت بر دہان نہادند انتہی
یعنے آدم علیہ السلام نے جنت الماوی سے خاکدان دنیا مین نزول فرمایا درگاه خدا مین رو کر
عرض کیا کہ بسبب نہ سننے آواز ملائک کے ملول و محزون ہون خطاب رب الارباب
پہونچا کہ تمہارے واسطے ایک گہر آسمان سے زمین پر بہیجا ہی جسطرح ملائک میرے عرش مجید کا
طواف کرتے ہین مومنین طواف اوسکا کرکے سراچہ دل کو ماسواے غیر سے خالی کرکے
خلوت خانۂ قدس مین ہمارے انس پکڑین گے یہ سنکر آدم علیہ السلام خوشحال ہوکر ہمراہی ایک
فرشتے کے مقصد کو پہونچے اور ایک گہر دیکہا یاقوت بہشتی کا کہ اوسمین دو دروازے زمرد
سبز کے تہے ایک مشرق کی جانب دوسرا مغرب کی طرف آدم علیہ السلام نے فرشتے کی تعلیم سے مناسک
حج ادا کئے زمانہ طوفان نوح مین فرشتے اوس گہر کو آسمان پر لیگئے طوفان کے بعد محل اور
موضع اوس خانہ موصوف کا تل سرخ کی طرح دکہائی دیتا تہا خلایق اطراف عالم سے
آکر اپنے حاجتون کو قاضی الحاجات مین عرض کرتے تہے اور آثار قبولیت ظاہر
ہوتے تہے دوبارہ ارادۂ خداوندی کعبۂ معظمہ کی عمارت کا ہوا ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا
جناب ممدوح نے بتعلیم جبرئیل علیہ السلام اور مدد اسمعیل علیہ السلام کے خانہ کعبہ کی تعمیر تمام کی اور
فرشتون نے حجر اسود کو کوہ ابوقبیس سے لاکر اوسکی جگہہ قایم کر دیا کہتے ہین کہ حجر مرقوم
مانند دودہ کے سفید تہا گنہگارون کے ہاتہون کے چہونے سے سیاہ ہوگیا پس انسان

فراغ تعمیر ابراہیم و اسمعیل ع طواف بیت اللہ کا اور مناسک حج بجا لائے اور بموجب
وحی الٰہی کے اونچے پہاڑ پر جا کر آواز بلند اہل عالم کو اوسکے طواف کے واسطے صلائے
عام فرمائی اطراف و جوانب ربع مسکون سے لبیک لبیک کا جواب آیا ابن عباس رض سے
منقول ہے کہ جن لوگوں کی قسمت مین وہ سعادت تہی اور وہ لوگ رحام امہات اور
اصلاب آبا مین وجود رکہتے تہے اونہوں نے جواب دیا اور جو فرقے کہ اوس سے بے نصیب
ہین اون لوگوں کی زبان پر سکوت کی مہر ہو گئی یعنے جواب نہ دیا انتہی یہ وہ جگہہ
پاک ہے کہ آدم ع و شیث ع و ابراہیم ع و اسمعیل ع اور دوسرے انبیا علیہ السلام و محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے طواف کیا یہ وہ جگہہ مقدس ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یہان پیدا ہوے اور نبوت پر مبعوث ہوئے قرآن مجید نازل ہوا حضرت جبرئیل وغیرہ
مقدس ملائک یہان نازل ہوئے یہان سے نور ایمان نے طالع ہو کر
اطراف عالم کو منور فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ و حضرت فاطمہ بضعۃ رسول اللہ
اور حضرت امام حسن و امام حسین و حمزہ و عباس دیگر اہل بیت علیہم السلام سب کے
سب مکہ و مدینہ مین پیدا ہوئے ہر قسم کا نشو و نما و عیش و خوشی یہان حاصل رہے
ان حضرات کی شادی بیاہ لڑکے بالے یہین ہوے ہر قسم کا فرح و سرور اور ہر وقت رب الارباب
کا حضور میسر رہا پس ظاہر ہے کہ اس مقام مقدس کو فضیلت ہوگی یا اوس جگہہ کو
جہان اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا جان و مال ضایع ہوا جو ظلم و ستم ابتداے
آفرینش عالم سے کہین کسینے کسی پر نہ کیا ہوگا اُس جگہہ خاندان نبوت پر کیا گیا
ننہے ننہے بچے بے آب و دانہ شہید کیے گئے مال و اسباب لوٹا گیا حرم محترم بے پردہ
ہوے سر مبارک تن مقدس سے جدا کیا گیا شہداے مظلومین کے نعشوں پر گھوڑے
دوڑائے گئے واہ واہ ہاے رے عقل اِسی جگہہ کو کعبے پر فضیلت دینا پہر محب نبنا
اونہین کا کام ہے ہان بیشک اوس جاے خاص کو جہان حضرت امام اور انکی اقربا ئنکی

انہین دفن ہین اسی وجہ سے مقدس اور زیارت گاہ سمجھتے ہین مگر اسطرح کہ
کعبہ پر فضیلت دین فضایل کعبہ معظمہ کے اسقدر ہین کہ وہ حیز تحریر مین نہین آسکتے مگر
اسجگہہ تہوڑے سے اس قسم کے جو تواریخ سے ثابت ہین جس سے انکار کرنیکی کسی کو
مجال نہین ہے بیان ہوتے ہہلا یہ فضایل کسی دوسری جگہہ کو بہی میسر ہوسکتے ہین
دوسری کون جگہہ بیت المعمور کے محاذی زمین پر ہوسکتی ہے مگر تعصب نے چشم ظاہری
و باطنی پر پردہ ڈالا ہے - تاریخ دانی تو معلوم ہوچکی اب ملا صاحب کا حال جغرافیہ دانی
کا بہی سنیے کہ اخوند مجلسی صاحب قبلہ و کعبہ حضرات امامیہ نے بمقولہ حضرت امام جعفر
صادق علیہ السلام یہ بیان تحریر فرمایا ہے کہ ولادت حضرت عیسے بن مریم
علیہ السلام کی اور ندائے انی انا اللہ شجرہ مبارکہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو
مقام کربلا مین بتایا ہے یہ خیال اقدس مین نہ گذرا کہ اس بیان سے تو امام صاحب
کے بہی علم ما کان ما یکون کچہ دہبہ آتا ہے باتفاق مورخان ولادت حضرت عیسے
علیہ السلام کی بیت اللحم مین ہی جو کنعان کے علاقہ مین بیت المقدس سے چہہ میل
جانب دکہن واقع ہے - اور صدائے انی انا اللہ شجرہ مبارکہ سے حضرت موسیٰ ع کو
طور سینا پر ہوئی تہی یہ دونون مقام کربلائے معلی سے سیکڑون میل دور ہین
کربلائے معلی بغداد شریف سے جانب گوشہ پچہم و دکہن بفاصلہ ۵۰ میل کے ہے
اور بغداد سے جانب پچہم ۷۵ میل پہاڑون سے گہرا ہوا ایک میدان وسیع اور
عمدہ باغون مین فاریدی کے دونون کنارون پہ دولاکہ آدمیون کی بستی
دمشق ہے دمشق سے تخمیناً ۱۴۰ میل دکہن کے سمت بیت المقدس ہی جہان
حضرت عیسی علیہ السلام صلیب پہ چڑہائے گئے تھے اوسی جگہہ حضرت عیسی ع کی قبر
بہی ہے تین ہزار آدمیون کی بستی ہے حضرت داود علیہ السلام کا پایہ تخت اوسے جگہہ
تہا فلسطین یعنے کنعان کے علاقہ مین ڈیڑہ سی جبیل اور ساٹہ سمن کی کہاڑی ہے

بیچمین پہاڑون سے گہرا ہوا ایک وسیع میدان مین یہ مقام ہے بیت المقدس سے ۲ میل بیت اللحم مولد حضرت عیسی علیہ السلام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج مکہ معظمہ سے ہوئی ہے نہ کربلا یا کوفہ سے آپکے مقلدان اخوند مجلسی ذرا مہربانی فرماکر کتب تواریخ اوٹھاکر ملاحظہ کیجیے دیکھیے تو معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے لکھی ہے یا کوفہ سے کتاب روضۃ الصفا جو اہل تشیع کے نزدیک معتمد ہی کیونکہ اوسکے مصنف پر شیعہ ہونیکا گمان ہی صفحہ ۲۹۰ روضۃ الصفا مین یون لکھا ہے (انگاہ جبرئیل ع دست مکرم اوراگرفتہ از موضعیکہ بود بیرون آورد چون بمیان صفا و مروہ رسید مرکبے دید ایستادہ) آنحضرت سوار شد چون مقداری از طریق مطوی شد جبرئیل گفت یا محمد فرود آی و نماز گذار کہ این مدینہ طیبہ است کہ ہجرت گاہ تو خواہد بود آنحضرت فرود آمدہ باداے صلوۃ قیام نمودہ باز بر براق سوار شدہ روان گردید چون بطور سینا و بیت اللحم کہ مولد عیسی بود رسید فرود آمدہ باشارت جبرئیل دران موضع نماز بگذارد چون بمسجد اقصے رسید جمعے از فرشتگان مقرب کہ باستقبال آمدہ بودند گفتند السلام علیک (بعد ازان جبرئیل ع اورا بصخرہ بر آوردہ نردبانی ظاہر شد حضرت رسالت پناہ سوار شدہ بران معراج بگذشت۔ ترجمہ۔ اوسوقت جبرئیل ع دست مکرم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پکڑکر اوس جگہہ سے کہ آپ وہان تھے باہر لائے جب درمیان صفا اور مروہ کے پہونچے ایک سواری کھڑی دیکھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسپر سوار ہوے جب کسیقدر راہ طے ہوئی جبرئیل ع نے کہا اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اوترو اور نماز پڑھو کہ یہ مدینہ طیبہ ہی کہ ہجرت گاہ تمہارا ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوترکر وہان نماز پڑہی پہر براق پر سوار ہوکر روانہ ہوئے جب طور سینا اور بیت اللحم مین کہ مولد عیسی ع کا تہا پونہچے اوترکر باشارۂ جبرئیل ع وہان بہی نماز ادا کی جب مسجد اقصی مین پہونچے ایک گروہ فرشتگان مقرب نے کہ پیشوائی کو آئے تھے کہا

السلام علیک بعد اوسکے جبرئیل علیہ السلام آپ کو صحرہ پر لائی ایک سیڑھی ظاہر ہوئی اوسپر
سوار ہوکر آپ معراج کو تشریف لیگئے پہلے آسمان پر گئے۔ اے مطیعان مولانا ای اخوند
مجلسی ذرا اپنے پیشوا اور ہادی کے صدق مقالی اور راست بیانی کو ملاحظہ کرو اور کتاب
روضۃ الصفا کو کہ بکثرت ملیگی اور جغرافیہ اور تفسیرات کو دیکہو اور اخوند صاحب کی جرات کی
داد دو سبحان اللہ واہ کیا کہنا بہلے ملا صاحب نے یہ خیال فرمایا ہوگا کہ کون کتب تواریخ
اور جغرافیہ اور تفسیرات وغیرہ کا ملان کریگا جو مین لکہتا ہون اوسی کو صحیح کہینگے تہوڑا بہت
جو خوف ہوا اوسکا یہ بند وبست کر دیا محافظت اوسکی مومنان پر واجب ہے تاکہ نہ کوئی
اہل حق اور واقف کار دیکہیگا نہ اسکے راست بیانیکا حال کہلیگا کجا کوفہ اور کربلا اور
کہان بیت المقدس اور بیت اللحم اور طور سینا و سیکڑون میل کا تفاوت ہی
مصرعہ ببین تفاوت رہ از کجاست تابکجا یہ ارشاد اخوند صاحب کا (کہ حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی مومن نہوگا مگر ہان جسکا دل کوفہ کی جانب
مائل ہو) ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ اس عبارت مین سہو یا تصنع کو دخل ہوا موقع تو حضرت
امام علیہ السلام کے قول کا یہ ہے کہ مومن نہین جسکا دل کوفہ کیجانب مائل ہو کیونکہ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ بہی اہالیان کوفہ سے جو اپکی لشکر مین تہے ناراض رہے کیسے کیسے کلمات
ناخوشی کے اونکی نسبت لکہے ہین ملاحظہ فرمائی از نہج البلاغت مقتل۔ اور نیز باعث قتل و غارت
آبا و اجداد و بزرگان حضرت امام علیہ السلام کا کوفہ ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شہادت
کا باعث مسماۃ قطامہ ساکنہ کوفہ ہی اور کوفہ ہے مقتل ہے۔ قاتلان حضرت امام حسین علیہ السلام
مع اعزہ و خدام و قاتلان مسلم مع فرزندان مطیعان ابن زیاد و ابن سعد اہالیان کوفہ ہین حضرت
رسول اللہ صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی نسبت کوفہ کے فرمایا ہے۔ از تحفہ اثنا عشریہ
رَاسُ الْکُفْرِ ھٰھُنَا اَشَارَ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَحَیْثُ تَطْلَعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ فِیْ رَبِیْعَۃَ وَ مُضَرَ
سر کفر یہ ہے اور اشارہ فرمایا طرف مشرق کے اوس جگہہ کہ طلوع کرتے ہین قرون شیطان کے

سمت مسکن ربیعہ اور مضر مین - اور اس امت مرحومہ مین جسقدر فتنے کہ اوٹھے اسی طرف سے اوٹھے ہین - پہلا فتنہ خروج مالک اشتر کا ہے اور اوسکے اصحاب کا کہ حضرت عثمان پر کوفی سے ہوا کہ مدینہ سے مشرق رویہ ہے اور اوسکے حوالی مین مسکن ربیعہ اور مضر واقع ہین - پھر فتنہ عبد اللہ ابن زیاد کا ہے کہ باعث شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام و حضرت مسلم وغیرہ اقارب حضرت امام کا ہوا پھر فتنہ مختار ثقفی کا اور اوسکے نبوت کا دعوی کرنیکا ہوا - پھر خروج اکثر اہل بدعت اور عقائد باطلہ کا اسے نواح سے ہوا ہے پس معدن روافض یقینی کوفہ ہے اور نشو و نما معتزلہ بصرہ سے ہے اور سرچشمہ انکا واصل بن عطا ہی بصری ہے اور قرامطہ سوا و کوفہ سے پیدا ہوئے ہین اور خوارج نہروان سے اور دجال اصفہان سے یہ سب سمت اور حوالی کوفہ سے ہین مقام غور ہے کہ ایسی جگہ کے واسطے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ایسا فرماوینگے جیسا اخوند مجلسی صاحب تحریر فرماتے ہین - اور جو کوہی حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اوسوقت مین کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کو سفر بصرہ درپیش آیا محل فتنہ گمان کرے بلا شبہہ کافر ہے اسواسطے کہ وہ مسکن راس اہل ایمان محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا کہ کفر اور فتنہ اُنکی نام سے بھاگتا ہے - از تحفہ اثنا عشریہ باب مطاعن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ ایسی ہی کل باتون کے چھپانے کے واسطے اخوند صاحب نے مومنین کو تاکید محافظت فرمائی ہے کہ راز فاش نہو اور ہمارے راست بیانی اگر ہمارے مقلدین معلوم کرلینگی تو منحرف ہوجاوینگے اور پھر آخر مین رسالہ کا مولف متعصب لکھتا ہے کہ (رسالہ الجیت کہ محافظت آن بر مومنان واجب ست زیرا کہ ارباب معاندت یعنے سنی در قصہ غیبت بر مذہب رجعت بنا بر عصبیت و حمیت جاہلیت خود اظہار مخالفت مینمایند و وقوع آنرا مستبعد می شمارند) پس ای معاندین اسلام و مذہب حق جی تو یہی چاہتا ہے کہ جواب تمہارا ترکی بہ ترکی ہو مگر بباعث چند وجوہ کے کہ خلاف ہمارے عقائد پاک کے ہے اور بد زبانی کو ہم اہل اسلام بد جانتے ہین اور سچ تو یہ ہے کہ جتنے مذہب فی زمانہ زمین پہ موجود ہین وہ سب

خراب بات کو خراب جانتے ہین بخلاف تمہارے کہ تمہارے عقیدہ وطریقہ مین دشنام وبدزبانی کو عبادت اور نجات آخرت جانتے ہین اور جھوٹھ کو جسکا نام تقیہ شریف رکھا ہے افضل العبادات سے مانتے ہین۔ دشنام بدہی کرطاعت باشد مذہب معلوم واہل مذہب معلوم ان سب زبانیون کو تمہارے حوالہ خدا کیا منتقم حقیقی تمسے اسکا انتقام بروزبازپرس پورا پورا لیگا۔ لیکن خیر کے ان دو تقریرون نے ملا باقر مجلسی اخوند اصفہانی کے صدق مقال کی صداقت کو اونہین کی زبان سے اچھی طرح ظاہر کردیا ہے کیا لطف جو غیر پردہ کھولے جادو وہ جو سرپر چڑھکے بولے آئے یا سو ذرا اپنے پیشواؤن کی صفائی بیان کی داد دیو جسکی نسبت تمکو ہدایت کرگئے ہین کہ خبردار خبردار اپنے اصول کی کتابون کو مستور رکھنا دیکھو لکھتا ہے۔ کہ رسالہ ایست کہ محافظت آن برمومنان واجب ست۔ واہ کیا حق مذہب ہی کہ صرف دیکھنے سے باطل ہوتا ہی اور تاکید محافظت سے صاف پہ ٹپک رہا ہی کہ بانی مبانی اس مذہب نے بہی خوب سمجھ لیا تہا کہ جہان اسکو اہل حق نے دیکھا تو اس بندش دروغ کی ایسی تکذیب کرینگے کہ ضرور ہمارے پیرو کار اپنے عقاید باطل پر خود نفرین کرنے لگین گے۔ واہ کیا مذہب ہی کہ جو جی مین آیا بے دہڑک لکھدیا اور اسکو اعتبار کے لیے امام معصوم سے منسوب کردیا اور طرہ یہ کہ اہل حق کی نظرون سے چہپانیکی سخت تاکید وہدایت کردی اور یقین کرنے والے بہی ایسے کوڑہ مغز ہلکہ نہ غور سے سمجھتے ہین نہ دہیان لگا کر دیکھتے ہین سنتے ہی آمنا وصدقنا کی صدا پکارتے ہین اور اس اقوال موضوعہ کو ایمہ کا قول یقین کرتے ہین اور دوسرے مذہب والون کو (جو آواگون کے قایل ہین کہ انسان جب مرجاتا ہے تو اوسکی روح دوسرا جسم لیتی ہے) ہنستے ہین (کہ خدا کو ان لوگون نے مجبور کردیا ہے کہ جسقدر روحین پیدا کردی ہین اوسنے زیادہ نہین پیدا کرسکتا ہے بباعث مجبوری اونہین ارواحون کو ادہراودہر کررہا ہے) اور خود فضیحت دیگرے رانصیحت کے مصداق سے اپنے عقاید کو نہین دہیان کرتے ہین جو اوسنے بہی زیادہ لچر اور پوچ ہے وہ تو موافق دستور زمانی کے اپنے والدین کے ذریعہ سے تولد ہوتے ہین لیکن اہل رجعت

پاک تو نہین ہوکر نکلینگے اور خالی کہلائینگے حسب اور نسب سے کچھ واسطہ نرہیگا اور ہین تو حضرات شیعہ کی بیباکی اور شوخ چشمی پر سوچا لئے نثار ہون کہ کس ڈہٹائی سے بے دہڑک لکھتے ہین کہ جب حضرت امام مہدی ع خلفاے راشدین کے مطیعان سے ارشاد فرمادینگے کہ تم لوگ خلفاء کی محبت سے بیزاری ظاہر کرو اور اہل بیت کی محبت کا اقرار کرو ورنہ ہم تمکو عذاب شدید مین مبتلا کرینگے اوسوقت بہی سنی یہی جواب دینگے کہ اب تو ہم لوگ حضرات خلفا کو اچہا جان چکے ہین انکی محبت مین جوکچھ ہمین ہو منظور ہے صرف اسیقدر لکھکر مخالف مدزبان نے رہنے دیا پورا پورا سوال و جواب سنیون کا جو امام مہدی ع سے ہوگا نہین لکہا اس بیان پر اگر کوئی صاحب ناظرین رسالہ یہ ارشاد فرماوین کہ اہل سنت وجماعت تو رجعت کے قایل ہی نہین ہین پورا پورا سنیون کا جواب اور حضرت امام مہدی ع کا سوال چہ معنے دارد اوسوقت مین یہ جواب دونگا کہ یہ بات تو سب جانتے ہین (کہ دروغ گو را حافظہ نباشد) جبکسی اہل حق کو دروغ گو سے سابقہ پڑتا ہی تو وہ اہل حق ایکبار اوس جہوٹے کے کلام کو سنکر تجاہل عارفانہ سے یہ کہتا ہے کہ صاحب مین خوب سمجہا نہین قصور معاف پہر سے ارشاد فرمائیے جبوہ دوبارہ اوسکو بیان کرتا ہے تو سابق کا بیان اکثر بہول جاتا ہے پہر از سرنو جو زبان پر آتا ہے بکتا ہے اسی انکشاف راست ودروغ کے لیئے حکام عدالت نے سوالات کرنا مقرر فرمائی ہین پس وسوقت یہ اہل حق اوس کاذب کے بیان کی تکذیب پوری پوری کرنا شروع کرتا ہے حتی کہ اوسکی عافیت تنگ کردیتا ہے اسی مثال کو حضرات ناظرین رسالہ ہذا اس مقام پر بے کم وکاست تصور فرماوین اور جوکچھ سنی بحضور امام مہدی ع دربارہ محبت خلفای راشدین کے عرض ومعروض کرینگے ملاحظہ فرماوین — جسوقت حضرت امام مہدی ع حسب بیان مخالف سنیون سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمادینگے کہ محبت خلفا سے بیزاری اپنی ظاہر کرو ورنہ عذاب شدید مین مبتلا کیے جاوگے اوسوقت اہل سنت وجماعت عرض کرینگے کہ اے آقاے نامدار یہ حضرات تو آپکے جدامجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے خلیفہ اور یار ہین انکی محبت کے واسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید مزید فرمائی ہے اور انسے عداوت رکھنے والون کو یعنے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو برا کہے اور جانے آپکے نانا جان نے کافر فرمایا ہے اگر حضور کو برے کہنے کا یقین ہو تو اپنی جدامجد کی حدیث ملاحظہ فرمایئے اور نیز خداوند عالم نے اپنے کلام پاک مین صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ کے لیے جنت مین رکھنے کا وعدہ کیا ہے خلفاے راشدین کی جان و مال کو عوض اپنی رضامندی کے مول لے لیا ہے رضی اللہ عنہم و رضوعنہ صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب دیا ہے بھلا کیونکر ہوسکتا ہے کہ اللہ پاک جنسے اپنی رضامندی قرآن مجید مین ظاہر فرمائے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپکے جدامجد اصحاب کے برا کہنے والونکو کافر ارشاد فرماوین باوجود موجود ہونے قرآن اور حدیث کے کیونکر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم اپنی بیزاری ظاہر اور بیان کرین یہ سنکر حضرت امام مہدی علیہ السلام ارشاد فرماوینگے کہ کہان ہے کلام اللہ اور کدہر ہے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسمین یہ تعریفین موجود ہین میرے سامنے لاؤ اور ہمکو پڑہکر سناؤ تین روز کی مہلت تمکو ملتی ہے اس عرصے مین تمنے ثبوت کامل دیا تو سخت عذاب مین مبتلا کیے جاؤگے اہل سنت وجماعت عرض کرینگے اے آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد ہو تو ابھی ہم اپنے ثبوت کو پیش کرین ہم تو حافظ قرآن ہین فرمایئے تو ابھی پڑھ سنا دین الف لام میم سے والضالین آمین تک ہمکو یاد ہے حضرت امام ارشاد فرماوینگے اچھا سناؤ عرض کرین گے بہت مناسب ملاحظہ فرمایئے اور پہلے اپنے جدامجد کی حدیث کو سنیئے کہ صحابہ کے برا کہنے والونکے واسطے کیا خطاب ارشاد فرمایا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَقَدْ کَفَرَ یعنے جس نے برا کہا میرے اصحاب کو بتحقیق اوسنے کفر کیا۔ اور حضور یہ حدیث تو کل صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی نسبت حضرت رحمۃ للعالمین نے ارشاد فرمائی ہے اب اونکی نسبت ملاحظہ فرمایئے جنکی محبت کے ترک کرنے کا ارشاد ہوتا ہے

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَسَبُّ الشَّیْخَیْنِ کُفْرٌ یعنے ابوبکر و عمر کو برا کہنا
کفر ہے۔ اب آیات قرآنی کو ملاحظ فرمایئے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ یعنے اللہ پاک حضرات خلفاء راشدین
و نیز صحابہ انصار و مہاجرین کے حق میں یہ ارشاد فرماتا ہے کہ (تم بہترین امت ہو
چن لیے گئے ہو لوگون کے لیے حکم کرتے ہو نیک باتونکا اور روکتے ہو بری باتون سے
اور ایمان لائے ہو اللہ پر) حضرت امام مہدی ع امتحاناً ارشاد فرماوینگے کہ یہ آیت شریف
کونسے پارے مین ہے حافظ عرض کرینگے لَنْ تَنَالُوْا مین یعنے چوتھے پارے مین دوسرے
رکوع کے شروع پر۔ یہ سنکر آپ مسکرائینگے اور مدعی کی طرف نظر اوٹھاکر اشارہ فرماوینگے
کہ بولو کیا کہتے ہو حضرت امام عالی مقام کو مخاطب پاکر مخالف کی باچھین کہل جاینگی
اور کہینگے واہ حافظ صاحب خوب پڑہا شاباش یہی مقام تحریف ہے لا ئِمَّۃٍ کا اُمَّۃٍ
دشمنون نے بنا یا ہے) حافظ جواب دینگے کچہہ آپکو خبر ہے شاید تمام عمر مین کبہی ناظرہ بہی
پڑہا ہوگا یا نہین سوم اور چہلم مین انیس و دبیر کے مرثیون کو پڑہکر اپنے بزرگون کی
ارواحون کو ثواب بخشتے ہو تمکو قرآن سے کیا سروکار تمہارے واسطے تو ملا محمد یعقوب
کی کلینی کافی ہے مدعی صاحب کہینگے محرف قرآن تمہین کو مبارک ہو دشمنون نے پڑہنے
کے لایق ہے نہین رکہا کیونکر پڑہتے اور اوسپر عمل کرتے حافظ جواب دینگے معاذ اللہ
اس فرقے کے لوگ ایسے گمراہ ہوئے ہین کہ خدای پاک کے کلام کی بہی تکذیب کرتے ہین
اور معاذ اللہ خدا کو جہوٹہا بتاتے ہین حضرت امام مہدی ع فرماوینگے اے حافظ کیونکر
عرض کرینگے حضور اللہ پاک فرماتا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ
یعنے بتحقیق ہمنے اوتارا اپنا کلام اور ہمین اوسکے محافظ ہین حضرت امام صاحب
فرماوینگے شاباش لیکن ای حافظ مقابل تیرا ہم پلہ تیرے نہین ہو ذرا چلنے تو دے
ابہی سے وارمت کر گہبرا جایگا اور تم تو حافظ اپنے تئین کہتے ہو اور کوئی آیت قرآن کی

جسمین فضایل صحابہ رضوہون پڑھو حافظ عرض کرینگے بہت اچھا لیجیے وَالسَّابِقُونَ الْاَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا

اور آگے بڑھ جانیوالے دنیکا عمال مین) پہلے (سلام لانیمین) گہر چہوڑنیوالون اور مدد کرنیوالون سے اور وہ لوگ جنہون نے اونکی پیروی کی ساتھ نیکی کے اللہ راضی ہوا اونسے اور وہ راضی اللہ سے اور مہیا کین اونکے واسطے جنتین جنکے تلے نہرین بہتے ہین ہمیشہ کے واسطے) یہ سنکر پہر مخالف بیہودہ تاویل کرینگے کہ مہاجرین کا لفظ انصار کے لفظ کے ماقبل بڑہا دیا ہے اور اس آیت مین صفت مشترک ہے اور خلفا انصار نہ تھے حافظ جواب دینا چاہینگے امام صاحب منع فرماوینگے اور ارشاد فرماوینگے کہ تم تو حافظ قرآن اپنے کو کہتے ہو کیا قرآن پورا ہو گیا اگر تمہارے پاس خلفا کی اچھے ہونے کی کوئی دلیل قرآنی اور ہو اوسکو بیان کرو حافظ عرض کرینگے بہت اچھا اور مخالف سے کہینگے اے بے انصاف سن کہا تک بیہودہ اعتراض کریگا اللہ تعالی جلشانہ اپنے قرآن مجید و فرقان حمید مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو صاحب رسول اللہ فرماکر اون کے دشمنون کے دل پر زخم کاری لگاتا ہے اور یون فرماتا ہے قولہ تعالی ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ دوسرا دو کا جب وہ دونون تھے غار مین جب کہنے لگا اپنے رفیق کو تو غم نہ کہا اللہ ہمارے ساتھ ہے پہر اللہ نے اوتاری اپنی طرف سے تسکین اوسپر۔ یہ سنکر امام صاحب بہت خوش ہونگے مگر مخالف صاحب کے چہرہ کا رنگ زرد ہو جائیگا بے موت سرد ہو جائینگے مگر واہ ری بے باکی ڈہٹائی سے کہینگے کہ یہ آیت تو صرف خلیفہ اول کی شان مین ہے وہ بے چارے تو بوڑھے آدمی تھے اونہون نے بذات خود ظلم اور ستم نہین کیا چونکہ خلیفہ دوم کی ہدایت سے کل کام کرتے تھے لہذا ہم لوگ اونسے بہی عداوت رکھتے ہین ورنہ بانی فساد تو خلیفہ دوم ہین جب تک اونکی

کوئی صفت قرآن سے بیان کروگے ہم نہ مانینگے حافظ جواب دینگے اللہ اکبر کیسی کیسی
دلیلین پیش کرتا ہون مگر اس فرقے کو ایسا شیطان نے گمراہ کیا ہے کہ اپنی گمراہی
سے باز نہین آتے اس عرصے مین حضرت امام صاحب ارشاد فرماوینگے کہ حافظ کیون
چپ ہے اور کچھ بیان کر حافظ عرض کرینگے بہت اچھا ملاحظہ فرمایئے اور اپنے مخالف سے
مخاطب ہوکر کہینگے خوب غور سے سنئے اور اعتراض کیجیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدْ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ
السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا وَمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا وَكَانَ اللّٰهُ
عَزِيْزًا حَكِيْمًا یعنے خدا راضی ہوا اون ایمان والون سے جنہون نے درخت کے تلے
تجھسے بیعت کی اور اونکے دلون کے اخلاص کو اللہ نے معلوم کرلیا اور اوتاری اونکے
دلون پر اللہ نے تسلی اور اونکی شکستگی دور کرنے کے واسطے اونکو بہت ہی جلدی
بہت سی غنیمتین دین اور تحقیق اللہ بڑی حکمت والا ہے مگر وہ رہی سبے باکی
اوسوقت کیا جواب دینگے کہ ہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تو یہ سب ایسے ہی
تھے بعد رسول اللہ علیہ وسلم کے جو جو آفتین انہون نے برپا کین ہین اونکی برات بیان کرو
اور امام صاحب سے کہینگے حضور یہ آیتین تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
سامنے کی ہین بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان لوگون نے اہل بیت کو سخت
ایذائین دین ہین ہمتو اون ظلم وستم کا دعوےٰ کرتے ہین جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد اور آپ کی ولادت کے قبل الیسے وقوع مین آئی ہین امام صاحب حافظ سے
فرماوینگے جواب دو حافظ عرض کرینگے سب اونکا بہتان ہے خدا فرماتا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ یعنے محمد رسول اللہ کے ہین اور
جو لوگ کہ ساتھ اونکے ہین سخت تر ہین کافرون پر اور رحم دل ہین آپس مین اس آیت کو
بھی سنکر حضرت امام مہدی علیہ السلام بہت ہنسینگے اور مدعی سے فرماوینگے کہ کیون اب

کیا کہتا ہے یہ بولینگے حضور یہ آیت اوس وقت نازل ہوئی تھی جب حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کرنے تشریف لیگئے تھے اور صحابہ سب نبی کے ساتھ تھے اور سبھی ہمراہ
ہم سفر تھے ایسے حالت مین آپسمین میل نرکتے اور جدا ہوکر رہتے تو کفار انکو قتل نکر
ڈالتے اپنے اپنی جان کے خوف سے سمٹے سمٹائے رہتے تھے اور مین تو مدینے کا ذکر
کرتا ہون جب یہ لوگ اپنے اپنے گہرون مین اپنے اپنے بال بچون مین رہتے تھے
اور یہ لوگ اور انکے بال بچے بہوک و پیاس سے بیچین ہوتے تھے اور خرچ اخراجات
کو کچہ پاس نرکتے تھے عیش و آرام کے خواہان اور طالب تھے غصب حق خلافت
و فدک تو اوسوقت مین ہوا ہے اور یہ آیت عین حالت سفر جہاد مین نازل ہوئی
تھی جب سب صحابہ خوف اعداسے آپسمین ملے ہوئے تھے یہ سنکر حافظ جواب دینگے
لاحول ولاقوۃ کیسے سخت گمراہ ہین تاویل کرنے سے باز نہین آتے اور امام صاحب
کی خدمت مین دست بستہ عرض کرینگے کہ ہم سب سنیون کی روح آپ پر فدا اور نثار ہو
اب مین انکی سب تاویل اور اعتراض کو گو کہ سب محض لغو اور جہوٹھ اور بہتان ہین
بالفرض تسلیم کرتا ہون اور پہر اوسی قرآن مجید سے جسکو حضرت جبرئیل علیہ السلام
آپکے نانا جان کے پاس بحکم خدا لائے تھے رد کرتا ہون اور آپ بہی حافظ قرآن
ہین اور کیونکر ایسا ہوسکتا تہا آپ صاحب الامر وارث علوم نبوت حق کے ظاہر کرنیوالے باطل کے مٹانیوالے
ہین اور قرآن بہی آپکے پاس موجود ہے اگر کوئی آیت مین محرف پڑہتا تو آپ مجھکو ضرور ٹوکتے
لیکن یہ مدعی اپنے عقیدۂ باطل سے باز نہین آتا ہے اور محض افترا خلفاے راشدین پر کرتا ہے
اور جو شخص ایسا عقیدہ خلفاے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکھتا ہو وہ کتاب
اللہ کا منکر ہے اور ایمان سے اوسکو بہرہ نہین ایسی صاف دلیلون سے جان بوجہہ کر
چشم پوشی کرتا ہے مگر مین بھی اِس کی جان نچھوڑون گا انشاء اللہ کلمۃ الحق
کہلوا ہی لون گا اچہا بقول تمہارے اگر خلفاے راشدین نے جو جو تم کہتے ہو

نہین بہی کیا تو کیا لیکن اونکے جیتے ہوئے ہین پہر بہی کوئی کلام نہین اللہ پاک تو خود
اونسے مخاطب ہوکر فرما چکا ہے کہ جتنے صحابۂ اہل بدر ہین وہ سب قطعی جنتی ہین اونپر
جنت واجب ہوگئی ہے اب چاہے جو کرین کوئی امر اونکو جنت سے روک نہین سکتا
یہ سنکر حضرت امام مہدی علیہ السلام پہڑک جائینگے اور فرماوینگے حافظ مرحبا وجزاک اللہ
مین تیرے حافظ کی خوبی سے نہایت خوش ہوا اور تیرے مطلب کو تیری تقریر عمدہ
سے جانگیا اب مین بہی تیری تائید مین ایک آیت قرآن کی پڑہتا ہون وَقُلْ جَآءَ
الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا مدعی کہینگے حضور ذرا ٹہہرئیے تو دیکہیے
ہم اوسکو بہی رد کردینگے حضرت امام صاحب فرماوینگے اوس سے تو تمہارے قبلہ وکعبہ
مجتہد صاحب کا بہی منہہ بند ہوجائیگا یہ تو بے باکی مین یکتا ہین نہ مانین گے اور کہین گے
ذرا سنین تو حافظ کہینگے اللہ تعالی جلشانہ اصحاب اہل بدر سے اسقدر راضی اور خوشنود
ہوا کہ اونکے اگلے پچہلے گناہ سب بخشدیے اب یہان پر مین تجہکو ایک روایت اہل بدر
کی خاص حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موجودگی کی سناتا ہون اور تمہاری
گمراہی کا علاج کرتا ہون اگر اس روایت کو سنکر اب بہی تم اپنے بدعقیدے سے باز
نہ آؤگے تو تمہارے گمراہی لا علاج ہے یعنی ہمیشہ گمراہ رہوگے اور کبہی ہدایت نپاؤگے
تواریخ حبیب الہ صفحہ ١٣١ سطر ٩ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طیاری لشکرکشی کی
مکۂ معظمہ پر فرمائی اور خبرین بند کردین کہ قریش کو آپکے عزم کی خبر نہو اچانک اونکی
سر پر جا پہونچین مسمی حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک قریش کو خط لکہا اور آپکے
عزم کا حال اوس خط مین تحریر کیا اور ایک عورت کو دیا کہ چپکے سے لیکر مکے کو روانہ
ہو اللہ تعالے نے اس حال سے آپکو مطلع فرمایا آپنے حضرت علی اور حضرت زبیر
اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم اجمعین کو بلاکر فرمایا کہ جہپٹ کے مکے کی راہ پر روضۂ خاخ
تک جاؤ وہان ایک عورت مع خط کے جاتی ہے اوسے لے آؤ یہ تینون صاحب گہوڑے

دوڑاتے ہوی روضہ خاخ تک کہ ایک جگہ مکہ کی راہ مین ہے پہونچے وہان ایک عورت ملی
تلاشی مین اوسکے پاس کوئی خط نہ نکلا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار نکال کر اوس عورت
کو دہمکایا اور فرمایا کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمین جہوٹ خبر نہین دی ہے
خط تیرے پاس بے شک ہے اگر تو مجہے خط نہ دیگی مین تجہے ننگا کر ڈالونگا تب اوس نے
سر کے بالون کی چوٹی مین سے خط نکال کر دیا حضور اقدس مین لی آئی اوس خط مین
لکہا تہا بنام سرداران قریش کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع لشکر جرار تیار ہوتے ہین
اور اگر تنہا بہی تمپر قصد کرین تو خدای تعالی اونکو تمپر غالب کریگا تم اپنی فکر کرو حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب سے دریافت کیا حاطب نے اقرار کیا کہ ہان
مینے لکہا ہے مگر براہ ارتداد نہین لکہا یہ خیال مینے لکہا کہ اور مہاجرین جو یہان ہین
مکہ مین عزیز و اقارب اونکے موجود ہین اور میرا کوئی مکہ مین عزیز نہین ہے میرا مال اسباب کون
بچائیگا اور دیگر مہاجرین کے عزیز و اقارب اونکے مال کی خبرداری کرینگے اور یہ مین جانتا
ہون کہ اللہ تعالی اپکو فتح دیگا میرے اس لکہنے سے کچہہ ضرر نہوگا اپنے فرمایا سچ ہے حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حکم ہو تو اس منافق کی گردن مارون اپنے فرمایا کہ اے عمر یہ
اہل بدر سے ہے اور تم نہین جانتے ہو ای عمر کہ اللہ تعالی نے ایک توجہ خاص کی اہل بدر
پر اور اونہین فرمایا اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ یعنے جو تمہارے جی مین آوے
کرو مینے تمہین بخشدیا یہ سنکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر رقت طاری ہوئی رونے لگے
اور کہا اللہ اور اللہ کا رسول خوب جانتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب
بن ابی بلتعہ کو رخصت کر دیا کچہہ سزا نہ دی اور مجمع البیان طبرسی مین لکہا ہے فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
وَمَا يُدْرِيكَ يَا عُمَرُ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلَى اَهْلِ بَدْرٍ فَغَفَرَ لَهُمْ فَقَالَ اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ
اور تفسیر خلاصۃ المنہج مین یون لکہا ہے کہ خدای تعالی بدریان را وعدہ مغفرت دادہ
ایشان را بخطاب مستطاب اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ نوازش فرمودہ۔ بعد اسقدر بیان

کے حافظ امام صاحب کی خدمت مین عرض کرینگے کہ حضور اب ذرا آپ اس حوین
پاک سے دریافت فرماوین کہ یہ تفسیر ہمارے مذہب کی کتاب مستند مین ہے یا نہین جسوقت
امام صاحب دریافت فرماوینگے مومنین پاک سر جھکا لینگے اور جواب نہ دے سکین گے اوسوقت
حافظ عرض کرینگے کہ حضور نے انکی دینداری کو ملاحظہ فرمایا کہ جنکے نسبت اللہ پاک فرماتا ہے
کہ جو تمہارا جی چاہے کرو مینے تمکو بخشدیا اونکے نسبت یہ لوگ ایسی بے ادبیان کرتے ہین
خدا سے خوف نہین کرتے اور اب حضور اپنے ابا جان کی تفسیر کو ملاحظہ فرمائی کہ آپکی والد
ماجد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبت
کیا تحریر فرماتے ہین اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلٰى اٰدَمَ اِنَّ اللّٰهَ لَيُفِيضُ عَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ مُحِبِّي مُحَمَّدٍ
وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مَالَوْ قُسِمَتْ عَلٰى كُلِّ عَدَدٍ مَاخَلَقَ اللّٰهُ مِنْ طُوْلِ الدَّهْرِ
اِلٰى اٰخِرِهٖ وَكَانُوْا كُفَّارًا لَاَوْ اَقْهُمْ اِلٰى عَاقِبَةٍ مَّحْمُوْدَةٍ وَالْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ حَتّٰى يَسْتَحِقُّوْا بِهِ
الْجَنَّةَ وَاِنَّ رَجُلًا مِّمَّنْ يُّبْغِضُ اٰلَ مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابَهٗ اَوْ وَاحِدًا مِّنْهُمْ
لَعَذَّبَهُ اللّٰهُ عَذَابًا لَوْ قُسِمَ عَلٰى مِثْلِ خَلْقِ اللّٰهِ لَاَهْلَكَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ترجمہ
خدای عزوجل نے وحی کی آدم پر کہ خدا اُن لوگون پر جو محبت رکھتے ہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سے اور اونکی آل سے اور اونکے اصحاب سے ایسی رحمت نازل کریگا کہ اگر وہ تقسیم کیجاوی
اوپر تمام مخلوقات کے اول سے آخر تک تو وہ کافی ہے اور اگر سب کفار ہون تو انکی عاقبت
بھی اچھی ہوجاوے اور وہ مومن ہوجاوین مستحق جنت کے اور اگر کوئی آدمی دشمنی کریگا
ساتھ آل محمد کے اور اصحاب محمد یا ایکسے بھی ان مین سے تو خدا اُس پر ایسا عذاب نازل کریگا کہ اگر وہ
عذاب نازل ہو تمام مخلوقات پر تو وہ سب کے سب ہلاک ہوجاوین بعد اسقدر بیان کرنیکے
حافظ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت مین عرض کرینگے کہ حضور نے اپنے ابا جان
حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر سورۂ بقر کی روایت کو ملاحظہ فرمایا ہمارے
واسطے کیا حکم ہوتا ہے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھین یا نہین اور

اس نامیہ سے حضور دریافت فرمائیں کہ یہ قول امام حسن عسکری علیہ السلام کا ہے یا نہین
یا وسوسہ نہین اس سے انکار کرین یا اقرار انکا انکار ہو ہی نہین سکتا لہذا اقرار لازم آیا
حضرت امام صاحب فرماوینگے ای حافظ مین تیرے عقیدے اور ایمان سے بہت خوش ہوا
تم لوگ یعنے اہل سنت وجماعت ایمان کے پکے ہو اور اپنے عقاید مین بہت سچے ہو اللہ اور
رسول تمہارے عقاید سے خوش ہے البتہ رافضی اور راہی محب اہل بیت دیکھا اسکو عقیدہ کہتے
ہین کہ لا الہ کسطرح سے ڈرایا اور دہمکایا کہ اصحاب کی محبت سے باز رہو اور اونسے بیزاری
ظاہر کرو مگر چونکہ قران اور حدیث نبوی صلعم انکا دین اور ایمان ہے اور ہم اہل بیت پر فدا
انکی جان ہے حق بات پہ یہ ضرور قایم رہینگے اور تم لوگ لا الہ ہماری محبت کا دم بہرو مگر
تقیہ سے باز نہ اؤگے یہ صاحب عرض کرینگے ای آقا ہی نامدار باعث عداوت دلی کے سنیون
نے ہم لوگون کو بدنام کر رکہا ہے ورنہ محب اہل بیت اور شیعان شیر خدا بہی کہین تقیہ کرتے
ہین حافظ کو تاب نہ رہیگی کہینگی چہ خوش جہوٹ بہی بولون تو سامنے یہ بات مخالف صاحب
کو نہایت ناگوار گذریگی کہ ایسی وقت نازک مین کہ امام صاحب کی نظر بدلی ہوئی معلوم
ہوتی ہے اس نے بیخ کنی کی اور یہ بہی خیال ہوگا کہ ہماری کتابون سے اس سنی کو کیا غرض
دوسرے کتاب بہی اسکو دستیاب ہونا غیر ممکن ہے یہ سوچکر نہایت غصہ سے کہینگی اگر تم یہ بات
ہمارے کتاب سے ثابت کردو کہ شیعہ بمقابلہ سنی تقیہ کر جاتے ہین تب ہم جانین کہ تم سچے ہو حافظ
کہینگے تقیہ سے تو نہین کہہ رہی ہوا تنا حافظ کا کہنا غضب ہو جائیگا شیعہ صاحب تو میان سے
باہر ہو جاوینگی اور کہینگے کہ تمنے ثابت نکیا تو تمہارے حق مین اچہا نہوگا حافظ کہینگے کیون اتنا گرم
ہوتے ہو مین تو لکہی ہوئی روایت بیان کرتا ہون اپنے دل سے گڑہکر نہین کہتا تمہاری کتاب
موجود ہے دیکہہ لو میرن صاحب حضرات شیعہ کے قبلہ وکعبہ حدیقۃ سلطانیہ کے باب سوم مین تحریر
فرماتے ہین از حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام منقولست کہ بعض مخالف از سر کشتان مجلس
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام در آمدہ بمردی از شیعان آنحضرت گفت کہ ما تقول

فِی الْعَشَرَۃِ مِنَ الصَّحَابَۃِ یعنے چہ میگوئی درحق عشرہ مبشرہ از صحابہ پیغمبر شیعہ گفت میگویم در حق شان کلمہ خیری کہ خداوند عالم بسبب آن گناہان مرا فرو میریزد و درجات مرا بلند میفرماید) ای صاحب یہ تقیہ ہے یا اور کچھ صحابہ کی عداوت مذہب تشیع کی عبادت مشہور ہے روزے نماز کی ضرورت نہیں صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہا کرے بہشت بریں اوسکا مکان ہے اور یہان پر بخوف سنی یہ بیان ہے کہ (میگویم درحق شان کلمہ خیری کہ خداوند عالم بسبب آن گناہان مرا فرو میریزد و درجات مرا بلند میفرماید) اب فرمائی کہ یہ تقیہ نہیں ہے تو کیا ہے کہ سامنے سنی کے اچھا کہو اور پیچھے بُرا بتاؤ حضرت امام صاحب فرماوینگے کہ ای حافظ جب شیعہ سے ایسے کلمہ سُنی نے سنے تب کیا کہا حافظ نے جواب دیا حضور وہ بہت خوش ہوا اور کہنے لگا (حمد وشکر برای خداست کہ مرا از دشمنی تو نجات داد من گمان داشتم کہ تو رفض و بغض اصحابہ کبار رداری مرد مومن بار دیگر گفت آگاہ باش ہر کسیکہ از صحابہ یکی را دشمن دارد بروست لعنت خدا ناصبی گفت شاید تاویلی کردہ لکن صاف بگو ہر کسیکہ عشرہ مبشرہ را دشمن دارد درحق او چہ میگوئی مرد مومن گفت ہر کسیکہ عشرۂ صحابہ را دشمن دارد بروست لعنت خدا و ملائکہ و تمامی خلق پس آن ناصبی از جائی خود برجست و سرش را بوسہ داد و گفت کہ بخش مرا من ترا برفض متہم ساختہ بودم مرد مومن گفت بر تو چیزی نیست من باین رفتہ از تو مواخذہ ندارم تو برادر منی پس آن ناصبی ازان جا برفت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرمود کلا بی محلی گفتی بد خداست جزای تو ہر آئینہ ملائکہ از حسن توریہ تو خوشنود شدند کہ دین خود را از اختلال نگاہ داشتی و خود را از دست او رہاندی زادَ اللّٰہُ فِی مِثْلِہَا الْفِتْنَا) تمام ہوئے یہ سنکر حضرت امام مہدی علیہ السلام فرماوینگے ای حافظ سچ بتا تیرا کیا گمان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایسا فرمایا ہوگا حافظ عرض کرینگے کہ حضور سچ تو یہ ہے کہ مین بخدا عرض کرتا ہون کہ جتنی باتین شیعہ لوگ اہل بیت کی مظلومی اور خلفا کے ظلم کی بیان کرتے ہین اور اہل بیت کیطرف تقیہ وغیرہ کی نسبت دیتے ہین سنی سبکو

سب کو اختراع اور جھوٹ جانتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ فرقہ گمراہ کیا ہوا اوسے عبداللہ
ابن سبا یہودی یمنی صنعانی کا ہے امام صاحب فرماوینگے اوسنے کیونکر گمراہ کیا عرض
کرینگے کہ حضور خلفاے راشدین کے زمانے مین اسلام کو رونق ہوئی اور فتوحات بلاد
بعنایت ایزدی پے درپے ہونے لگی آخرکار یہودیون سے سخت مقابلہ اور مقاتلہ ہوا
اللہ تعالی نے مسلمانون کو یہودیون پر غلبہ دیا یہودی لوگ بہت قتل ہوئے اور تھوڑے
اپنی جان بچاکر وطن چھوڑکر بھاگ گئے زن وبچہ اونکے اہل اسلام کے لونڈی غلام ہوئے
اور فتوحات اسلام بعنایت الٰہی روز بروز زیادہ ہوئی اور چارون طرف اسلام
کے ڈنکے بجنے لگے کل ملک اہل اسلام کے قبضے مین آیا اوسوقت یہ سخت حیران ہوئے
کہ اب تو بجز کلمہ پڑھے جان بچنی دشوار معلوم ہوتی ہے چلو ظاہر مین کلمہ پڑھکر مسلمان
ہو جاؤ کیا عجب ہے جو خلیفہ وقت ہملوگون کی لیاقت علمی اور شرافت خاندانی
دہیان کرکے کسی جگہہ کا حاکم مقرر کردین غرض بطمع دنیا عبداللہ بن سبا معہ چند لوگ
اپنی قوم کے آکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت مین بظاہر مسلمان ہوا اور
موقع پاکر خواستگار کسی معزز عہدے کا ہوا چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اونہون نے اسمین خلوص ایمان نہ پایا لہذا اوسکی
درخواست نامنظور فرمائی اوسنے یہ خیال کیا کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوجائین
تو عجب نہین ہے کہ نئے انتظام مین مجھکو کوئی عہدہ ملجاے اس خیال سے اوس نے
لوگون کو بہکانا شروع کیا کہ خلافت حق حضرت علی رض کا ہے عثمان رض کو خلافت سے
معزول کرنا چاہیے یہ خبر حضرت عثمان رض کو پہونچی آپنے مدینہ منورہ سے نکلوا دیا یہ
کوفی اور بصری و مصر مین جاکر توڑ جوڑ کرنے لگا غرض اسلام مین اسنے رخنہ ڈالدیا
مسلمانون کے دو فرقے کرادیے اول تو اسنے یہ ڈہنگ ڈالا کہ اہل بیت کا شیعہ
بنا کر اور اپنی قوم کے لوگون کو اور اپنے شاگردون کو اہل بیت کا دوست دار بنایا

بعد مین اصحاب کو برا کہنا شروع کرایا جب یہ عقیدہ لوگونکا پکا ہوگیا تب اہل بیت کی
درپردہ مظلومی بیان کرکے ہجو شروع کی چنانچہ اصحاب کو علانیہ طور پر تبرا کہنا اور
اہل بیت کو درپردہ تبرا کہنا جاری کرادیا اور عوض مسلمانون سے پوری طور بدلے
لیلیا۔ یہ سنکر حضرت امام صاحب فرماوینگے کہ کچھ اسکا ثبوت ہے حافظ عرض کرینگے مین اچھی طرح سے ثبوت دیسکتا ہون مین کوئی بات
بے ثبوت زبان سے نہین کہتا ارشاد ہو تو ادمی وہی ابن سبا کے پیروکارونکا بیان عرض کرون حضرت امام صاحب فرماوینگے
بیان کرو عرض کرینگے کہ یہ تو حضور پر روشن ہے کہ اہل سنت رجعت کے قایل نہین اور
زمانۂ رجعت مین خاص شیعان پاک محبان اہل بیت کا زمانہ ہوگا کوئی سنی زندہ نہوگا
جو اہل بیت کی معاذ اللہ عداوت ظاہر کرے ایسے خاص زمانے مین تقیہ بھی طاق پر
رکھدیا جائیگا شیعان علی بے خوف محبت اہل بیت ظاہر کرینگے فضائل اور مناقب
اہل بیت کے سوا دوسرا کام نہوگا ایسے زمانۂ خاص کو مومنین نے پنایا ہے نہ پائینگے
اگر اس زمانۂ رجعت مین بھی شیعان علی اہل بیت کے نسبت کلمۂ توہین بیان کرین
تو صاف یقین ہوسکتا ہے کہ یہ دشمن اہل بیت ہین اور راوی عبد اللہ ابن سبا کے
پیروکار ہین یا نہین اسکا حضور جواب دین اور اس مومن پاک سے جو غیبت صغری
مین وکیل حضور کا رہا ہے میری طرف سے جواب طلب فرمادین شیعہ صاحب سے امام
صاحب الامر علیہ السلام ارشاد فرماوینگے کہ بولو کیا کہتے ہو شیعہ صاحب دہیان کرینگے کہ
رجعت کا زمانہ خاص اپنا ہی سنیون کا وہان گذر نہین وہ تو محرم کی آٹھوین سے زیادہ
مقفل رہیگا علاوہ ازین پردۂ زمین پر سنیون کا ہونا غیر ممکن ہے سب سنی
اوس زمانے مین مردہ پڑے ہونگے کتابین جو رجعت کی ہین اونکے مولف مومنین
پاک کو ہدایت فرماگئے ہین کہ کافی کلینی سے زیادہ محفوظ رکھنا خبردار خبردار چاہیے
بارش مین کیڑے کہا جائین مگر دہوپ نہ دکہانا ایسا نہو کہ دہوپ کی گرمی سے حروف
اوڑ جائین اور سنیون کے ہاتہ لگین ان سب باتون کا خیال کرکے بدھڑک بول اوٹھینگے

کہ ہان اگر اسبات کو جوٹے دعوی سے کہ رہے ہین اور ڈینگ مار رہے ہین ثابت کردین
تو یہ سچے اور ہم جھوٹے اور اگر ثابت نکیا تو یہ جھوٹے اور ہم سچے حافظ کہینگے یہ بات ٹہیک
نہین جھوٹے کو تمہارے مذہب مین عبادت جانتے ہین جھوٹ بولے گویا عبادت کی
یہ کہو اگر ثابت کردیا تو محبان اہل بیت سے نہین بلکہ دشمنان اہل بیت سے ہین شیعہ صاحب
کہینگے اگر ثابت نکیا تو یہی کلمہ تم پر بھی عاید ہوگا حافظ جواب دینگے کیا مضایقہ اور حضرت
امام صاحب کو اپنی طرف مخاطب کرکے عرض کرینگے کہ حضور دشمنان اہل بیت کا بیان
ملاحظہ فرمایئے اور اپنے دربار سے اپنے دشمنون کو نکلوا دیجیے امام صاحب فرمائینگے بھلا
بیان تو کرو حافظ عرض کرینگے حضور یزیدیون نے ہاتھون سے کیا ہے اور مؤمنین پاک
زبان سے کہکر اپنے دل کا غبار اظہار کرتے ہین کہ جسکے بیان کرنے سے رونگٹا رونگٹا
کانپتا ہے فرمائینگے نقل کفر کفر نباشد عرض کرینگے ملا باقر مجلسی اخوند اصفہانی رسالہ
رجعت کی حدیث دوازدہم مین شیخ قطب الدین راوندی وغیرہ حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام سے روایت کرتے ہین صفحہ ۷، ۵ سطر ۱ (کہ حضرت امام حسین ع بیرون آید
از زمین با ہفتاد کس از اصحابش کہ با وشہید شدہ اند وہمگی خودہائے طلائے بر سر
داشتہ باشند۔ و در روایت دیگر ہفتاد پیغمبر با وبیرون آیند چنانچہ با حضرت موسیٰ ع
بودند وہمہ ایشان بمردم برسانند کہ این حسین بن علے ست کہ خروج کردہ است
تا آنکہ مردم با وشک نیاورند وبدانند کہ دجّال وشیطان نیست) معاذاللہ یہ سنکر حضرت
امام مہدی ع کا نون پر انگلی رکھ لینگے اور فرماوینگے بے شک یہ فرقہ گمراہ ہوگیا ہے
حافظ عرض کرینگے حضور سے نیش عقرب نہ از پئے کین است بمقتضای طبیعتش این است
اب حضور کو میرے کلام کی تصدیق ہوئی یا نہین اسیطرح سے یہ شیعان علی رض تمام اہل بیت
کی اہانت بیان کرکے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام لگایا کرتے ہین حتی کہ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہین چھوڑتے رجعت مین کہ زمین پھر مخلوق کے

سوائے شیعان علی اور محبان اہل بیت کے کون دشمن اہل بیت نہین ہوگا جو حضرت امام حسین عم کو معاذ اللہ شیطان اور دجال سے مناسبت دے پس اب یہان سے اہل انصاف پر صاف ظاہر اور واضح ہوجائیگا کہ محب اہل بیت کون ہے اور دشمن اہل بیت کون پس تحقیق ہوگیا کہ انہین محبان اہل بیت نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی نسبت بھی ھُوَ اَوَّلُ فَرجٍ غُصِبَت مِنَّا لکھکر حضرت امام جعفر صادق عم کی طرف افترا کیا ہے یہ بیان بھی انہین مومنین پاک کا ہے کہ حضرت عمر رض نے حضرت فاطمہ رض کے شکم مبارک پر کوڑا مارا جسکے صدمے سے حمل اسقاط ہوا اور حضرت محسن شہید ہوئے یہ کلام بھی انہین مومنین پاک کا ہے کہ حضرت علی مرتضی شیر خدا کی گردن مین رسی باندھ کر گھسیٹا کتاب حملہ حیدری ص ۵ بدست عمر بود یک ریسمان + دگر در کف خالد پہلوان + فگندند در گردن شیر نر + کشیدند اورا بر بوبکر + اور پھر ملا باقر مجلسی ایک روایت بیان ہجرت مین لکھتے ہین جسکو کسی نے آجتک نہ سنی ہوگی وہ یہ ہے کہ ایک خارجی نے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے کہا کہ اوسوقت آپ کہان تھے جب حضرت ابوبکر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار مین تھے آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سویا ہوا تھا اور آپ پر اپنی جان فدا کیے ہوئے تھا جب قریش مع صلاح جنگ آئے اور آپکو نہ دیکھا غصہ ہوئے اور مجھپر نہایت ظلم و تعدی کی اور زنجیرون سے مجھکو باندھکر مکان مین قید کیا اور ایک عورت کو پہبان مقرر کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش مین گئے پس مینے ایک آواز سنی کہ کسی نے کہا یا علی پس سب درد میرے بدن کا دفع ہوگیا ناگاہ دوسری آواز سنی کہ کسی نے کہا یا علی پس زنجیرین مجھسے جدا ہوگئین پس تیسری آواز سنی کہ کسی نے کہا یا علی یکبیک دروازہ کھل گیا او مین نکل آیا اصل عبارت اوسکی یہ ہے حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۱۳۱ قطب راوندی روایت کردہ است کہ یکی خارجی با امیر المومنین

گفت کجا بودی در وقتیکہ ابوبکر با حضرت رسولؐ در غار بود فرمود کہ در جای آنحضرت خوابیدہ بودم و جان خودرا فدای او کردہ بودم و چون قریش با حربہ وسلاح خود آمدند و آنحضرت را ندیدند در خشم شدند و ظلم و تعدی بسیار کردند و مرا بزنجیر بستند و در خانہ انداختند و در خانہ را قفل کردند و زنی را پاسبان من کردند و بطلب آنحضرت رفتند پس صدائی شنیدم کہ کسے گفت یا علی پس ہمہ دردہا از من برطرف شد ناگاہ صدائے دیگر شنیدم کہ کسی گفت یا علی پس زنجیر ہا گسیختہ شد و افتاد پس صدائے دیگر شنیدم کہ یا علی ناگاہ در کشودہ شد و بیرون آمدم اب جو کچھ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہیں بے ادبیاں مومنین پاک کرتے ہیں اوسکو ملاحظہ فرمائیے حیات القلوب حصہ دوم باب پنجاہ و چہارم صفحہ ۵۰۶ سطر ۱۹ از ملاباقر مجلسی کلینی بسند صحیح از حضرت صادقؑ روایت کردہ کہ روزے ابوبکر و عمر نزد ام سلمہ آمدند و گفتند ای ام سلمہ تو پیش از آنکہ بحبالۂ رسول خدا در آئی زن مرد دیگر بودی بگو کہ رسول خدا در قوت مجامعت با او چونست ام سلمہ گفت کہ نیست او درین باب مگر مانند سایر مردان چون آن دو منافق (معاذ اللہ خدا سمجھیگا) بیرون رفتند حضرت رسولؐ داخل خانہ شدہ ام سلمہ از گفتۂ خود پشیمان شدہ ترسید کہ درباب او امرے از آسمان نازل شود پس مبادرت نمود و بخدمت حضرت عرض کرد آنچہ میان او و میان آن دو منافق (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) گذشتہ بود پس حضرت بمرتبۂ در غضب شد کہ رنگ مبارکش متغیر گردید و عرق غضب درمیان دو دیدہ اش پیچیدہ و از خانہ بیرون آمد و ردائی مبارک خود را از شدت غضب بر زمین میکشید تا آنکہ بمنبر بالا رفت و انصار را طلبید و چون ایشان آن حالت را دیدند ہمگی اسلحہ جنگ پوشیدند و چون ہمہ حاضر شدند حضرت حمد و ثنای حق تعالی ادا نمود و فرمود کہ ایہا الناس چہ سبب دارد کہ گروہی از منافقان تتبع عیب من میکنند و از غیب من سوال مے نمایند الی آخرہ پس انصار برخاستند

وگفتند یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عفو کن ان بانا خدا عفو کند از تو بدرستیکہ حق تعالے
ترا برای رحمت فرستادہ است وچون عادت آنحضرت آن بود کہ چون نزد او سخن میگفتند
وشفاعت میکردند شرم میکرد وعرق حیا از جبین باصفایش میریخت ودیدہ از بد بیہا می
مردم می پوشید پس از منبر فرود آمد وبخانہ رفت وچون سحر شد جبرئیل بر آنحضرت نازل شد و
کاسۂ از ہریسۂ بہشت برای آنحضرت آورد وگفت یا محمد این ہریسہ را حور العین برای تو ساختہ
اند پس بخور خدا از ان تو وعلی وفرزندان شما بدرستیکہ صلاحیت ندارد غیر شما را کہ از ان بخورد
پس حضرت رسول وعلی وفاطمہ وحسن وحسین نشستند واز ان ہریسۂ تناول نمودند پس بان
سبب حق تعالی بحضرت رسول علیہ السلام درمجامعت قوت چہل مرد کرامت فرمود وبعد
از ان چنان بود کہ ہر گاہ میخواست دریک شب با جمیع زنان خود مقاربت می نمود۔ بعد
اسقدر بیان کے حافظ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت مین عرض کرینگے کہ
حضور اب ذرا مہربانی فرما کر اپنے شیعون سے دریافت فرمائین کہ یہ تمنے حضرت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بیان کی ہے یا توہین میرے خیال مین تو یہ بات آتی ہے
کہ صرف مومنین پاک نے حضرت شیخین کی شان مین بدزبانی کرنیکو یہ بیہودہ روایت
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کیطرف منسوب کرکے اپنے عبادت ادا کی ہے استغفراللہ
مومنین کو یہ خیال نہین کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بھی بے حیاے اس روایت سے
ظاہر ہوتی ہے کیون اونہون نے غیر مردون سے نبی کا راز فاش کیا کیا یہ بھی کوئی
مسئلہ تھا اور اگر مسئلہ بھی ہوتا تو نبی صاحب تو موجود تھے یہ کہدیا ہوتا کہ حضرت سے دریافت
کرلو ہمسے کیون ایسی بات دریافت کرتے ہو نہ کہ یہ کہدینا کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
بھی قوت مجامعت مین شل اور مردون کے ہین معاذ اللہ اور طرہ یہ کی انہین روایتون
کو بیان کرکے ذاکرین مومنین کو رولاتے ہین اور مومنین چیخین مار مار کر واویلا مچاتے
ہین کہ شیخین معاذ اللہ کیسے سخت دل تھے جو ازواج مطہرات نبی سے ایسے باتین دریافت

کرتے تھے نہین وہ بیان کر دی کہ یہ کلام تو شیخین کا نہین ہر گز قوت باہ کے ہریسہ کے کھانے مین حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کو کسنے شریک کیا یہ بیان شیخین کا ہے یا مومنین کا کیون نہو عبد اللہ بن سبا تیرا سلاب شیعون نے خوب حاصل ہوا آپ ذرا حضور مومنین سے دریافت فرماوین کہ یہ محبت اہل بیت کی ہے یا عداوت اس فرقہ کو شرم نہین آتی کہ اپنے کو محب اہل بیت بھی کہتے جاتے ہین اور اہل بیت کی توہین بھی کئے جاتے ہین اور سچ تو یہ ہے کہ حضور کے جد امجد حضرت رسول اللہ صلعم مومنین کو معافی کا پروانہ عنایت فرما گئے ہین تو یہ لوگ ایسی بے ادبی نکرتے بسبب اوسی پروانے کے انسے جو نیک کام ہوتے ہین انکے اعمال نامہ مین لکھے جاتے ہین اور جو بد فعل ہوتے ہین وہ حضرت رسول اللہ صلعم پر بیبا ذ اللہ لادے جائینگے یہ سنکر امام مہدی عا فرماوینگے حافظ تو بہ کر کیا بکتا ہے حافظ عرض کرینگے حضور نقل کفر کفر نباشد مین تو مومنین کا بیان عرض کرتا ہون حق الیقین کے صفحہ ۲۲ سطر ۱۴ کو ملاحظہ فرمائیے اور مولف اسکے ملا باقر مجلسی مین

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا مفضل پرسید از حضرت امام جعفر صادق ع کہ چہ گناہ داشت حضرت رسول خدا کہ حقتعالی میفرماید کہ تا بیامرزد از برای تو اللہ تعالی آنچہ گذشتہ است از گناہان تو وآنچہ مانده است وبعد ازین خواہد شد حضرت صادق فرمود کہ ای مفضل رسول خدا دعا کرد کہ خداوندا گناہان شیعیان برادرم علی بن ابیطالب وشیعیان فرزندان من کہ اوصیای من اند گناہان گذشتہ و آیندۂ ایشانرا تا روز قیامت برمن بار کن ومرا در میان پیغمبران بسبب گناہان شیعیان رسوا مکن پس حقتعالی گناہان جمیع شیعیان را بر آن حضرت بار کرد وہمہ را از برای آن حضرت آمرزید حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۳۱۲ مین لکھتے ہین کہ جب کفار قریش جستجوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین غار ثور پر پہونچے پس یکی از قریش رو بغار نشست کہ بول کند ابوبکر گفت کہ این مرد مارا دیده حضرت فرمود کہ خدا نمیگذارد کہ مارا ببیند اگر مارا میدید

عورت خود را رو بجانی کشود۔ معاذ اللہ دوستی بے خرد خود دشمنی ست دانا۔ اے حضرات شیعہ اگر تمہاری اس روایت لغو کو غیر مذہب والے دیکھیں یا سنیں تو کیا خیال کرینگے اور حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر کیسا سخت طعن کرینگے واہ عبداللہ بن سبا کیوں نہو تیرا مطلب اس فرقے سے خوب حاصل ہوا مرزا محمد ہادی ابن مرزا علی صالح باشندہ لکھنؤ حضرت خاتون جنت کی نسبت اور حضرت شیر خدا کی نسبت کلمہ توہین لکھکر اپنے دل کا بخار نکالتے ہیں اور خلفائے راشدین کی طرف عاید کرتے ہیں اشتہار ضروری جو کل ڈیڑھ جز کا ہے جسمیں دس سوال تحریر کیے ہیں چنانچہ تیسرے سوال میں بڑے شد و مد سے لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رض نے حضرت شیر خدا اور حضرت سیدہ ع کو بالمشافہ فرمایا اِنَّمَا هُوَ ثُعَالَةٌ شَهِيدُهُ ذَنَبُهُ مُرَبٍّ لِكُلِّ فِتْنَةٍ هُوَ الَّذِي يَقُولُ كُرُّوهَا جَذَعَةً بَعْدَ مَا هَرِمَتْ يَسْتَعِينُونَ بِالضَّعَفَةِ وَيَسْتَنْصِرُونَ بِالنِّسَاءِ كَأُمِّ طِحَالٍ أَحَبُّ أَهْلِهَا إِلَيْهَا الْبَغْيُ یعنے نہیں ہے وہ مگر مثل لومڑی کے کہ گواہ رکھتے اپنے دعوے پر اپنی دم کو وہ پالتا ہے ہر فتنہ و فساد کو وہ چاہتا ہے کہ فتنۂ پارینہ کو تازہ کرے اب جو کچھ نہو سکا تو مدد چاہتا ہے ضعیفوں اور عورتوں سے مانند ام طحال کے کہ وہ دوست رکھتے تھے زناکاروں کو۔ معاذ اللہ لَعْنَتُ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ اچھا محبان اہل بیت نے حق محبت اہل بیت کو ادا کیا اور شیر خدا کی شجاعت کو بیان کیا جو لومڑی سے معاذ اللہ مناسبت دی اور حضرت خاتون جنت کو ام طحال سے مثال دیکر خوب ہے عبداللہ ابن سبا کا عوض لیا اور اسی مناقب کے بدلے میں نصف حسنات حضرت شیر خدا کی اور نصف حسنات حضرت خاتون جنت کی اور نصف حضرت امام حسن ع اور نصف حضرت امام حسین ع اور نصف حسنات حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شیعان کو ملے اور اللہ پاک نے بعوض اس مناقب کے شیعان پاک کو بہشت بریں عطا فرماکر تمام گناہ عفو فرمائے اسی مناقب کے سہارے یہی مرزا محمد ہادی صاحب اپنی کتاب کاشف سر خفی فی شہادت حسین بن علی کے

صفحہ ۷۶ اور ۷۵ مین تحریر فرماتے ہین کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خانہ جناب امیر ع مین تشریف لائے اور ہنس کے فرمایا کہ سلام ہو تجہہ پر اے علی حضرت نے جواب سلام دیا اور تعظیم کے لئے سب اہلبیت اوٹہے جناب امیر ع نے حضرت سے خوشی کا سبب پوچہا حضرت نے فرمایا اے علی نازل ہوئے جبرئیل اور بشارت دی مجہے جانب خدا سے کہ جتنے شیعہ علی ہین ہم سب کو بہشت مین داخل کرینگے جناب امیر ع نے پہلے سجدہ شکر کیا اور پہر عرض کی کہ یا حضرت مین آپ کو گواہ کرتا ہون کہ مینے نصف حسنات اپنے شیعون کو بخشے جناب سیدہ نے بہی کہا اے بابا مینے بہی نصف حسنات علی ع کے شیعون کو بخشے جناب امام حسن اور امام حسین ع نے بہی یون ہی فرمایا پس جناب رسول خدا ع نے فرمایا ای اہل بیت میرے تم مجہسے کریم تر نہین ہو جب تم نے یہ کرم کیا — اِنِّیْ اَشْهَدُ کُمْ وَهَبْتُ لِشِیْعَتِهٖ بِنِصْفِ حَسَنَاتِیْ یعنے مین بہی تمہین گواہ کرتا ہون کہ مینے بہی اپنے نصف حسنات علی ع کے شیعون کو بخشے پس آواز آئی جانب خدا سے کہ اے اہل بیت تم مجہسے زیادہ کریم نہین ہو جب تمنے یہ کرم کیا تو سنو اِنِّیْ غَفَرْتُ لِشِیْعَتِهٖ ذُنُوْبَهُمْ جَمِیْعًا یعنے ہمنے بہی بخشا شیعان علی کو اونکے سب گناہونکو لیکن معلوم نہین کہ کس حسن خدمتی کے عوض مین یہ بخشش شیعون کے حق مین ہوئی اور کون سا کار نمایان جو کسی سے نہو سکے اننسے ظاہر ہوا کہ جسکی وجہ سے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی اہل بیت نے نصف نصف حسنات اپنے بخشدیے۔ ظاہرا تو اعلی درجے کی برائی کا کام جو کسی سے نہو سکے انہین سے ہوا ہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنی مدد اور بیعت کے حیلے سے بلوایا پہر بیوفائی کر کے عمر و ابن سعد کے شریک ہوکر قتل و غارت کیا جملہ ناکردنی جو دشمن سے بہی کرنے مین انسانے محبت مانع آتی ہی نواسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہین فرات کی ندی کا پانی جو جانور تک پیتے تہے جگر گوشگان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نور چشمان علی و فاطمہ علیہما السلام کو

تھے یا انھون نے نہین پہچان سے بہی قطرہ آب فرات کا مضایقہ کیا چنانچہ جامع التواریخ کے صفحہ ۵۱ سطر چار مین جو لکھنؤ مین مطبع منشی نول کشور صاحب کے چھپی ہے لکھا ہے اتفاق شیعہ بر طلب خون امام حسین علیہ السلام در تاریخ کلیات بنی امیہ آوردہ اند کہ طایفہ کہ با مسلم بن عقیل بیعت کردہ نامہا نوشتہ امام حسین علیہ السلام را طلب داشتہ مسلم را مدد نکردند تا او بہ تیغ ستم کشتہ شد بعد از ان در ظل رایت عمرو سعد بہ کربلا رفتہ امام و اہلبیت را نیز بقتل رسانیدند چنانچہ سابق ذکر یافت بعد از چند گاہ متنبہ شدہ انگشت تحیر بدندان گزیدن و بر خود نفرین کردن گرفتند و گفتند کہ خسران دنیا و آخرت نصیب ما شد مسیب بن نجبہ آغاز سخن کردہ گفت اگر ما از اعمال سیئہ خود نادم گشتہ دست در دامن توبہ و انابت زنیم و خویشتن را در معرض تلف اریم چنانچہ بنی اسرائیل تیغ بر یکدیگر نہادند شاید خدای عز و جل توبۂ ما قبول و جرایم ما را عفو فرماید الی آخر الذکر ترجمہ اتفاق شیعہ طلب خون امام حسین علیہ السلام پر۔ تاریخ کلیات بنی امیہ مین بیان کیا ہے کہ جس طائفہ نے مسلم بن عقیل سے بیعت کرکے خطوط بھیجے تھے اور امام حسین علیہ السلام کو طلب کیا تھا مسلم کی مدد نہ کی یہانتک کہ وہ تیغ ستم سے مارے گئے بعد اسکے پھر سایہ نشان عمرو بن سعد کے کربلا مین جاکر امام اور اہل بیت کو بھی قتل کیا جیسا کہ پہلے ذکر ہوا تھوڑے دنون کے بعد متنبہ ہوکر حسرت اور اپنے اوپر نفرین کرنے لگے کہا کہ خسران نقصان دنیا اور آخرت کا ہمکو نصیب ہوا مسیب بن نجبہ نے ذکر شروع کرکے کہا کہ اگر اپنے اعمال سیئہ سے توبہ کرین اور اپنے تئین ہلاکت مین ڈالین جیسے کہ بنی اسرائیل نے آپسمین لڑائی کی اور قتل ہوئے تو شاید خدای عز و جل توبہ ہماری قبول کرے اور گناہ معاف کرے انتہی اور کتاب روضۃ الصفا صفحہ ۷۵۱ مطبوعہ مطبع منشی نولکشور مین بھی قریب قریب اسی مضمون کے ہے بلکہ زاید کچھ اس سے ہے۔ اور کتاب سنین الاسلام تالیف ڈاکٹر جی ڈبلیو لیٹر صاحب بہادر مطبوعہ انجمن پنجاب صفحہ ۲۹

مین لکہا ہے اہلبیت سے اہل کوفہ جنہون نے حسین بن علی کو خط بہیجکر بلایا اور پہر رفاقت
نہ کی اب زمانہ کا رنگ دیکہکر پچہتاتے ہے الی آخرہ پس کسیطرح عقل مین نہین آتا کہ یہ افعال
اور جرائم جو خاندان نبوت سے ان لوگون نے کئے جسپر اونہین کی معتبر کتاب تاریخ روضۃ
الصفا گواہ ہے یہ احسان حضور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلبیت سے عطیات نصف
اعمال حسنہ کا فرمایا گیا ہو بدیہی البطلان ہے۔ اسکے علاوہ کوئی بات سمجہ مین نہین
آتی کہ کس حسن خدمت کے صلے مین یہ مرتبہ حضرات شیعہ کو ملا نہ خدا و رسول و حضرات اہلبیت
نے کچہ تصریح فرمائی نہ مرزا محمد ہادی صاحب نے کچہ بیان فرمایا شاید اس پوشیدگی
کی وجہ خاص یہ ہو کہ کہین اہل سنت وجماعت بہی وہی کام کرکے نصف باقیات حسنات
جناب مقدسین ممدوحین سے حاصل کرکے مقام حضرات شیعہ مین پونچہین تو بڑی مشکل
پیش آوے باین چالاکی مرزا محمد ہادی صاحب نے اوس امر کو جسکی سبب یہ مراتب شیعان
کو حاصل ہوئی نہین لکہا اور نہ ہم سنیون مین اسقدر سمجہ ہے جو اسرار الہی اور بہید
پنجتن پاک کو سمجہ سکین جو مثل شیعان علی کے نصف نصف حسنات پنجتن پاک سے لیکر
جنت مین داخل ہون اگر بہت زور لگایا تو صرف اسقدر سمجہینگے کہ اگر شیعان علی
پنجتن پاک کی فرمانبرداری اور رفاقت کرتے تو یہ مظلومی پنجتن کو حاصل نہوتی اور جب
اسقدر مظلوم نہوتی تو یہ مراتب بہی اونکو نہ ملتے پس معلوم ہوا کہ اون حضرات کو جو یہ درجہ شہادت
اور مظلومی کا حاصل ہوا خاص حضرات شیعان کے بدولت ملا اگر شیعان علی ترک رفاقت
نکرتے تو پنجتن پاک کبہی مغلوب نہ ہوتے اور جب مغلوب نہ ہوتے تو یہ مراتب بہی اونکو حاصل
نہوتے غرض کہ خاص شیعان کے بدولت پنجتن پاک کو یہ مراتب نصیب ہوئے باین وجہ احسان
فراموشی نفرماکر شیعان پاک کو پنجتن پاک نے نصف نصف حسنات اپنے تقسیم فرمائے جسمین
اول درجہ اور اعلی مرتبہ شیعان اہل کوفہ کا ہے کیونکہ جناب ملا باقر مجلسی اخوند اصفہانی رسالہ
رجعت کے صفحہ ۳۵ سطر ۶ مین حضرت امام جعفر صادق ؑ سے روایت کرتے ہین کہ مفضل

پہر سیدامی مولاے من خانۂ حضرت امام مہدی ع کجا خواہد بود و محل اجتماع مومنان کجا خواہد بود فرمود کہ پاے تخت آن حضرت شہر کوفہ خواہد بود و مجلس دیوان و حکمش مسجد کوفہ خواہد بود و موضع خلوتش نجف اشرف خواہد بود و محل جمع بیت المال و قسمت غنایم مسجد سہلہ خواہد بود بعد ازان مفضل پرسید کہ جمیع مومنان در کوفہ خواہند بود فرمود کہ بلے اے مفضل و اللہ کہ ہیچ مومن نباشد مگر آنکہ در کوفہ یا در حوالی کوفہ باشد یا دلش مائل بسوے کوفہ باشد میں کہتا ہون کیون نہین بلاشک اہل کوفہ کی وجہہ سے اہل بیت کے مراتب بلند ہوئے ہین اگر اہل کوفہ حضرت مسلم بن عقیل رضہ کے ہاتھہ پر حضرت امام حسین ع کی بیعت کر کے حضرت مسلم اور اونکے فرزندان کو شہید نکرتے اور حضرت سید الشہدا کو میدان کربلا مین معہ اونکی اولاد و عزیزان و اصحاب کے بہوکا پیاسا شہید نکرتے تو یہ مرتبہ شہادت کا اونکو کہان حاصل ہوتا۔ پہر ملا باقر مجلسی کتاب تحفۃ الزائر مین لکہتے ہین کہ حدیث معتبر از حضرت امام جعفر صادق منقولست کہ حق تعالی عرض کرد ولایت ما را بر اہل ہر شہر پس قبول نکردند مگر اہل کوفہ پہر اوسی کتاب تحفۃ الزائر مین لکہتے ہین کہ حضرت امام زین العابدین ع فرماتے ہین کہ قبر جانے یا در کوفہ مرا بہتر ست ازان خانہ کہ در مدینہ داشتہ باشم۔ پہر اوسی کتاب مین ملا صاحب تحریر فرماتے ہین کہ کوفی بودن شخص دلیل تشیع است اگرچہ ابو حنیفہ کوفی باشد۔ کیونکہ کہ اہل کوفہ نے جو کچہہ احسان اور مہمان نوازی اہل بیت کی کی ہے آج تک کسی نے نہین کی کسی شاعر نے ایک شعر مین کل احسان اہل کوفہ کا بیان کر دیا ہے وہ شعر یہ ہے ؎

از آب ہم مضایقہ کردند کوفیان خوش داشتند حرمت مہمان کربلا

پس معلوم ہوا کہ جو کچہہ اہل بیت کے ساتہ شیعان اہل کوفہ نے احسان کیا اوسی کے عوض مین یہ مراتب اہل کوفہ کو حاصل ہوئے باین طمع جناب مولانا مرزا محمد ہادی صاحب لکہنوی کو خیال ہوا کہ اب زمانہ اہل بیت کا ملنا دشوار ہے اہل کوفہ کے مثل ہونا ممکن نہین کیونکہ اونہون نے کیا ہو مگر تم کہنے سے کیون باز رہو عجب نہین جو کہتے کہتے کچہہ مطلب نکل آئے

اس غرض سے مرزا صاحب نے حضرت شیر خدا کو مثل لونڈی کے لکھا اور حضرت خاتون جنت کو معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد عورت فاحشہ ام طحال سے نسبت دی سچ تو یہ ہے کہ اس فرقے نے کسیکو نہیں چھوڑا اور اوپر دعویٰ یہ ہے کہ ہم شیعان علی ہیں اور کس بے باکی کے ساتھ لکھتے ہیں کہ کوئی اہل سنت سے دریافت کرے کہ کیوں صاحب حضرت ابوبکر رضہ کو یہ کلمہ حضرت امیر کی شان میں کہنا لایق اور حضرت سیدہ کو مثال ام طحال سے دینا واجب تھا جو باغ فدک کے دعویٰ کرنے پر خلیفہ اول یہ سخت کلامی کریں کیا حکومت میں انصاف نہیں کرتے اگر کسی اہل سنت نے جواب دیا کہ کیوں صاحب شیر خدا کیسے تھے جنہوں نے ایسے کلمے سنے اور خصوصاً حضرت خاتون جنت کی نسبت بموجودگی اپنی اوسوقت یہ جواب دیتے ہیں کہ کیا کرتے تنہا کس کس کا مقابلہ کرتے اب میں اس مقام پر حضرات شیعہ کے ایک بڑے محقق کے قول کو بمقابلہ مرزا محمد ہادی صاحب لکھنوی کے لکھکر حضرات شیعہ سے دریافت کرتا ہوں کہ ان دونوں حضرات میں کسکا بیان سچ ہے اور کسکا بیان جھوٹ ہے براہ انصاف جواب دیجیے کتاب حق الیقین صفحہ ۱۱۹ - از ملا باقر مجلسی پس ابوبکر عمر را طلبید و گفت دیدی علی امروز با ما چہ کرد اگر در یک مجلس دیگر چنین معارضہ با ما سیکند کار ما را برہم میزند درین باب چہ تدبیر بخاطر تو میرسد عمر گفت رائے آنست کہ امر کنیم بقتل او ابوبکر گفت این کار را کہ می آید عمر گفت از خالد بن ولید پس خالد را طلبیدند و گفتند میخواہیم ترا بر امر عظیمی بداریم گفت بر ہر چہ میخواہید بدارید اگر چہ بر قتل علی ابن ابی طالب رضہ باشد گفتند ما نیز ہمین را میخواہیم خالد گفت در چہ وقت او را بکشم ابوبکر گفت در وقت نماز کہ در مسجد حاضر شود در پہلوے او بایست و چون من سلام نماز را بگویم برخیز و گردنش را بزن گفت چنین باشد اسما بنت عمیس کہ دران وقت زن ابوبکر بود و سابقاً زن جعفر طیار و از شیعان حیدر کرار بود این سخنان را شنید و نتوانست کہ علانیہ این خبر را بآنحضرت برساند بجاریہ خود گفت برو بخانہ علی رضہ و فاطمہ رضہ و سلام مرا بایشان برسان

ونگذار این آیت را بخوان که مؤمن آل فرعون بموسی ع پیغام کرد اِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ
بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ یعنی اشراف قوم فرعون مشورت میکنند
در باب تو که ترا بکشند پس بیرون رو بدرستی که من از برای تو از خیرخواهانم و اسما گفت اگر
متفطن نشوند مکرر بخوان پس جاریه آمد و سلام رسانید و برگشت و این آیت را خواند
حضرت ع فرمود که خاتونت را سلام برسان و بگو خدا نمیگذارد که ارادهٔ ایشان بعمل آید
و بروایت دیگر فرمود که اگر ایشان مرا بکشند که با ناکثان و قاسطان و مارقان جنگ
خواهد کرد پس حضرت ع برخاست و مهیای نماز شد و به مسجد آمد و پشت سر ابوبکر ایستاد
از برای تقیه و نماز خود را تنها بعمل آورد و خالد شمشیر بسته در پهلویش ایستاد چون ابوبکر
به تشهد نشست از آن اراده پشیمان شد و از فتنه ترسید و شدت و سطوت و شجاعت
آنحضرت را میدانست و پیوسته فکر میکرد و تشهد را مکرر میخواند و از ترس سلام نمیگفت
تا آنکه مردم گمان کردند که در نماز سهوی کرده است پس ملتفت شد بجانب خالد و گفت
ای خالد مکن آنچه من ترا بآن امر کرده بودم و بروایتی سه مرتبه این سخن را گفت و بعد از آن
سلام نماز را گفت حضرت گفت ای خالد چه بود آنچه ترا بآن امر کرده بود گفت امر
کرده بود که گردنت را بزنم حضرت فرمود که خواهی کرد گفت آری بخدا سوگند اگر پیش از
تسلیم مرا نهی نمیکرد هر آینه ترا میکشتم پس حضرت او را گرفت و بلند کرد و بر زمین زد
عمر گفت بخدای کعبه که میکشد پس مردم جمع شدند و او را بصاحب قبر قسم دادند حضرت
دست از آن برداشت و گریبان عمر بن خطاب چسپید و گفت ای عمر اگر نه وصیت رسول خدا
و تقدیر الهی بود هر آینه میدانستی که کدام یک از ما در ناصر یاور تر و کم عدد تریم و داخل خانه خود
شد و بروایتی دیگر در نماز صبح بود و آنقدر تشهد را طول داد و فکر میکرد که نزدیک بود که
آفتاب طالع شود و بروایت ابوذر آنحضرت ع خالد را بانگشت سبابه و میانین گرفت
و فشاری داد و او نعره زد که نزدیک بود که جانش برآید و جامه را نجس کرد و دست و پا میزد

وقدرت بر سخن گفتن نداشت پس ابوبکر با عمر گفت این از مشورت شوم تست من میدانستم
این حالت را وخدا را شکر کن که متوجه ما نشد وهر که نزدیک میرفت که خالد را خلاص کند
حضرت نگاهی میکرد باو که او از ترس برمیگشت پس ابوبکر عباس را طلبید که شفاعت کند عباس
نزد آنحضرت رفت وقسم داد او را بقبر وصاحب قبر وحسنین و مادر ایشان صلوات اللہ علیہم
حضرت دست برداشت عباس پیشانی نورانی آنحضرت را بوسید ودر کتب معتبره مذکورست
که بعد از غصب فدک حضرت امیر المومنین با بوبکر نامہ نوشت در نہایت شدت وحدت و
تہدید ووعید بسیار ودران درج نمود چون ابوبکر نامہ را خواند بسیار ترسید وخواست که
فدک وخلافت ہر دو را رد کند عمر گفت من از برائے تو آب زلال خلافت را صاف
گردانیدہ ام که بیاشامی وتو میخواہی که تشنہ باشی چنانچہ ہمیشہ بودی وگردن ہائے
گردن کشان عرب را برائے تو ذلیل کردہ ام وقدران را منیدانی این علی ابن ابی طالبؑ
که بزرگان قریش را کشتہ است وسلسلہ ہا برانداختہ است من بہ تدبیر او را رام میکنم
تو از تہدیدات او پروا مکن ابوبکر گفت اے عمر ترا بخدا قسم میدہم که دست ازین افسانہ ہا
برداری بخدا سوگند که اگر او ارادہ کشتن من وتو بکند بدست چپ ہر دو را میکشد بی آنکه
دست راست را حرکت دہد وما را از ونجات ندادہ است مگر سہ خصلت اول آنکه تنہا است
ویاوری ندارد دوم آنکه رعایت وصیت رسول خداؐ میکند که او را امر کردہ است که
شمشیر نکشد سوم آنکه جمیع قبایل عرب از وکینہ ہا در دل دارند اگر اینہا نبودی الحال
خلافت باو برگشتہ بود آیا فراموش کردی روز احد را که ما ہمہ گریختیم واو بہ تنہائے شمشیر کشید
وعلمداران وشجاعان ایشان را برخاک ہلاک افگند تو فریب خالد را مخور وتا او متعرض
ما نشود متعرض او مشو خلاصہ مطلب اس روایت کا یہ ہے کہ جب حضرت علیؑ نے معاملہ فدک
مین ابوبکر اور عمر کو بہت سخت سست کہا اور ان سے معارضہ کیا۔ پس ابوبکر نے
عمر کو بلایا اور کہا کہ دیکھا تمنے آج علی نے کیا کیا اگر اسیطرح سے اور ایک مرتبہ ایسا معارضہ

کرینگے تو سب کام ہمارے درہم برہم کردینگے اب اس معاملہ مین تمہاری کیا صلاح ہے عمر نے کہا میری صلاح یہ ہے کہ علی قتل کردی جاوین ابوبکر نے کہا یہ کام کس سے انجام ہوگا عمر نے کہا خالد بن ولید سے اور خالد کو بلا کر کہا کہ ہم تمہارے متعلق ایک بہت مشکل کام کرنا چاہتے ہین خالد نے جواب دیا کیا مضائقہ اگر تم کہو تو مین علی ابن ابیطالب کو بھی قتل کرڈالون کہا پس ہم یہی چاہتے ہین خالد نے کہا کسوقت اونکو قتل کرون ابوبکر نے کہا وقت نماز فجر کے جب مسجد مین آوین تم اونکے پہلو مین کھڑے ہو جب مین بعد نماز سلام پھیرون تم اوٹھ کر سر اونکا کاٹ لینا خالد نے جواب دیا کہ ایسا ہی ہوگا۔ اسما بنت عمیس زوجہ ابوبکر کہ پیشتر یہ زوجہ جعفر طیار کی تھین اور شیعان حضرت حیدر کرار سے اس امر سے مطلع ہوئین لیکن علانیہ اطلاع حضرت علی کو نکر سکین اپنی لونڈی سے کہا کہ علی اور فاطمہ علیہ السلام کے مکان مین جا کر میرا سلام پہونچا اور اس آیت کو پڑھ کہ مومن آل فرعون نے موسی علیہ السلام کو پیغام کہا ہے اِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ یعنے شرفای قوم فرعون آپکے بارے مین مشورہ کرتے ہین کہ آپکو قتل کرین پس چلے جاؤ باہر مدد رستی مین تمہارے خیراندیشون مین سے ہون۔ اور اسما نے کہا کہ اگر اچھی طرح نہ اطمینان ہو تو مکرر پڑھنا۔ پس لونڈی آئی اور سلام پہونچا کر یہ آیت پڑھی حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ تو جا اور اپنی خاتون سے ہمارا سلام کہنا اور کہنا کہ خدا اونکے ارادے کو پورا نکریگا۔ اور دوسری روایت مین ہے کہ آپنے فرمایا کہ اگر یہ لوگ مجھکو قتل کرڈالینگے تو ناکثان اور قاسطان اور مارقان سے جنگ کون کریگا۔ پس بعد ازان حضرت علی علیہ السلام اوٹھے اور برای ادای نماز فجر مسجد مین آئی اور از راہ تقیہ پیچھے ابوبکر کے کھڑے ہوئی اور تنہا اپنی نماز پڑھنے مین مشغول ہوئی خالد تلوار باندہ کر حضرت کے پہلو مین کھڑے ہوی جب ابوبکر تشہد پڑھنے کو بیٹھے اوس قصد سے پشیمان ہوئی اور فتنی اور فساد سے ڈرے اور شدت و سطوت و شجاعت آپکی

دہیان کرکے متفکر ہوئی مارے خوف کے بار بار تشہد پڑہنے لگے سلام پہیرنا دشوار ہوگیا
حتی کہ لوگون نے خیال کیا کہ آپ کو سہو ہوا پس خالد سے مخاطب ہوکر کہا کہ اوس
کام کو مت کرنا جسکے واسطے تمکو کہا تہا بعد منع کرنے کے سلام نماز کا پہیر حضرت علی نے
خالد سے کہا اے خالد وہ کیا کام تہا جسکے نسبت تمکو منع کیا خالد نے کہا مجھکو حکم دیا تہا
کہ بعد نماز آپکا سر کاٹ لون پس یہ سنکر حضرت علی نے خالد کو پکڑکر اوٹھا لیا اور
زمین پر دے مارا عمر نے کہا قسم ہے رب کعبہ کی کہ علی خالد کو مار ڈالینگے پس لوگ جمع
ہوگئے اور حضرت علی کو رسول خدا کی اور اون کے مزار کی قسم دیکر چھوڑایا تب آپنے
خالد کو چھوڑا اور عمر کا گریبان تہام کر فرمایا کہ اے عمر اگر وصیت رسول خدا کی نہوتی
اور تقدیر الٰہی مانع نہوتی تو تم دیکہتے کہ ہم مین اور تم مین کون قوی اور کون ضعیف ہے یہ فرماکر مکان
اپنے تشریف لیگئے۔ اور دوسری روایت مین یون مذکور ہے کہ حضرت علی نے خالد کو
ایک اونگلی پر اوٹھا لیا اور ایسا چکر دیا کہ خالد واویلا کرنے لگے اور قریب جان نکلنے
کے ہوگئی اور پاخانہ و پیشاب خطا ہوگیا اور ہاتہ پاؤن پٹخنے لگے بات کرنا دشوار
ہوگیا یہ حال دیکہکر ابوبکر نے عمر سے کہا کہ یہ تمہاری صلاح کا نتیجہ ہے اور مجھکو یہ
حال معلوم تہا اور خدا کا شکر کرو کہ علی ہماری طرف مخاطب نہین ہوئے اور
جو کوئی خالد کے چھوڑانے کو نزدیک جاتا تہا حضرت شیر خدا ایسی نظر غضب سے
اوسکی طرف دیکہتے تھے کہ مارے ڈر کے لوٹ آتا تہا پس ابوبکر نے عباس کو بلایا کہ وہ
شفاعت کرین پس حضرت عباس شیر خدا کے نزدیک گئے اور آپ کو حضرت رسولخدا
صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے مزار اور حسنین؏ اور اونکے والدہ کی قسمین دیکر خالد کو چھوڑایا
پس حضرت عباس نے آپ کی پیشانی نورانی کا بوسہ لیا اور دیگر کتب معتبرہ مین مذکور
ہے کہ بعد غصب فدک کے حضرت امیرالمومنین؏ نے ابوبکر کو نامہ لکہا نہایت شدت
و حدت و تہدید و وعید کے ساتہ جسوقت ابوبکر نے نامہ پڑہا مارے خوف کے چاہا

کہ فدک اور خلافت سے دست بردار ہوں عمر نے کہا میں نے آب زلال خلافت کو تمہارے
واسطے صاف کیا کہ تم نوش کرو اور تم چاہتے ہو کہ تشنہ رہو جیسے ہمیشہ رہتے تھے
اور خاص تمہارے واسطے بیعت سربرآوردگان اہل عرب کو ذلیل اور خوار کیا لیکن
تم نے اوسکی قدردانی نہ کی خصوصاً علی ابن ابی طالب ع جنہوں نے سرداران قریش کو
قتل کیا ہے اور انکے سلسلے کی بیخ کنی کی ہے اونکو بھی نکو وتدبیر کے زور سے تمہارا
تابعدار کرتا ہوں تم اونکی تہدیدات کی پروا نکرو ابوبکر نے کہا اے عمر میں تمکو
خدا کی قسم دیتا ہوں کہ تم ان قصوں سے دست بردار ہو اور قسم ہے خدا پاک کی
کہ اگر علی میرے اور تمہارے قتل کرنیکا قصد کریں تو بدون استعانت دست راست
کے دست چپ سے مجھکو اور تمکو دونوں کو قتل کر ڈالیں لیکن ہمکو جو امان اور نجات
ہے تو صرف تین سبب سے ہے اول یہ کہ وہ تنہا ہیں کوئی اونکا معین اور مددگار نہیں
دوسرے رعایت وصیت رسول خدا صلعم کی کرتے ہیں کہ حضرت نے اونکو حکم کیا ہے
کہ تلوار نہ نکالنا۔ تیسرے یہ کہ تمام قبایل عرب دلمیں اونسے کینہ رکھتے ہیں اگر یہ باتیں
نہو تیں تو آج خلافت اونکے قبضے میں ہوتی اور کیا تمکو جنگ احد کا حال یاد نہیں ہے
کہ جب ہم لوگ جنگ سے بھاگے اور علی نے تنہا شمشیر کھینچ کر علمداران اور شجاعان کفار کو خاک
مذلت وخواری ہلاکت پہ ڈالدیا اے عمر تم خالد کے فریب میں مت آؤ اور علی سے تعرض
مت کرو جب تک وہ ہمسے تعرض نکریں۔ ایہا المومنین حضرت ابوبکر اور حضرت عمر تو
صرف خلیفہ رسول اللہ تھے اور حضرت خالد لشکر اسلام کے سپہ سالار تھے ان حضرات
کو اگر شیر خدا نے دو انگلیوں سے اوٹھا بھی لیا تو کیا کمال کیا اب میں آپ لوگوں کو وہ
روایت صحیح اور معتبر سناتا ہوں جسکے آگے اس روایت کی کچھ وقعت نہیں حضرت
شیر خدا کی طاقت اور شجاعت سے حضرت جبریئل اور حضرت میکائیل اور حضرت
اسرافیل کے چھکے چھوٹ گئے۔ ملا باقر مجلسی حیات القلوب جلد دوم کے صفحہ ۲۱۴ سطر ۱۱ نے

تحریر کرتے ہین - در کتاب مشارق الانوار روایت کردہ است کہ چون صفیہ را بخدمت
حضرت آوردند او در نہایت حسن و جمال بود حضرت خراشے در روے او دید و سبب آن پرسید
صفیہ گفت کہ چون علی در قلعہ را حرکت داد تمام قلعہ بلرزید و نظارگیان کہ بر قلعہ مشرف شدہ
بودند بر افتادند و من از تخت خود افتادم و روئیم بر پایہ تخت خورد و شکست حضرت فرمود
کہ اے صفیہ مرتبۂ علی نزد خدا عظیم ست و علی چون در را حرکت داد قلعہ بلرزید و آسمانہا
و زمین ہا و عرش اعلا از براے غضب آن برگزیدۂ اعلا بلرزہ آمدند و چون حضرت
مرحب را بدو نیم کرد جبرئیل متعجب نزد آنحضرت رسالت پناہ آمد حضرت فرمود کہ اے جبرئیل
از چہ چیز تعجب میکنی جبرئیل گفت ملائکہ در صومع ملکوت ندا میکنند کہ لَا فَتٰی اِلَّا عَلِی لَا سَیْفَ
اِلَّا ذُو الْفِقَارِ و تعجب من از آنست کہ چون مامور شدم کہ قوم لوط را ہلاک کنم ہفت شہر
ایشان را از طبقۂ ہفتم زمین جدا کردم و بیک بال خود بر داشتم و بلند کردم تا بجاے
رسانیدم کہ اہل آسمان صداے مرغان ایشان (یعنی ککڑون کون) و گریۂ اطفال ایشان
(یعنی ٹہاؤن ٹہاؤن) را می شنیدند و تا صبح نگاہداشتم و منتظر امر حق تعالی بودم و
سنگینیٔ انہا را بر بال خود نیافتم و امروز چون علی اللہ اکبر گفت و از روی غضب آن
ضربت ہاشمی را بر مرحب زد از جانب خدا مامور شدم کہ زیادتی قوت ضربت او را بگیرم
کہ زمین را با گاو ماہی بدو نیم نکند و آن ضربت بر بال من گران تر از آن ہفت شہر بود
باآنکہ میکائیل و اسرافیل در ہوا بازوے او را گرفتہ بودند ترجمہ جناب مجتہد ملا باقر
مجلسی حیات القلوب جلد دوم کے صفحہ ۲۴۱ سطر ۱۱ مین کتاب مشارق الانوار اہل تشیع
سے روایت کرتے ہین کہ جب صفیہ کو خدمت مین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے لائے جو نہایت حسین تہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے چہرے پر ایک نشان
خراش کا دیکہا صفیہ سے اوس نشان کا سبب پوچہا صفیہ نے کہا کہ جب علی رضہ نے
دروازہ قلعۂ خیبر کو حرکت دی تمام قلعۂ خیبر کا ہل گیا اور تماشائے جو قلعے پر تھے

گر پڑے مین اپنے تخت سے منہہ کے بہل گرے اور منہہ میرا تخت کے پائے پر لگا جسکے سبب
سے یہ نشان میرے چہرے پر پڑ گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے صفیہ مرتبہ علی کا
نزدیک خدا کے بہت بڑا ہے اور علی نے جسوقت دروازے کو حرکت دی قلعہ تہرا گیا
آسمان و زمین و عرش اعلا بسبب اوس برگزیدۂ برتر کے جنبش مین آئے اور
جسوقت علی نے مرحب کے دو ٹکڑے کئے جبرئیل متعجب پاس حضرت رسالت پناہ کے
آئے حضرت نے فرمایا اے جبرئیل کس چیز سے تعجب کرتے ہو جبرئیل نے کہا ملائکہ موضع
ملکوت مین یعنے آسمان پر ندا کرتے ہین کہ نہین ہے کوئی جوان مگر علی اور نہین ہے
کوئی تلوار لیکن ذوالفقار علی اور تعجب مجھکو اس سبب سے ہی کہ جب اللہ پاک نے
مجھکو قوم لوط ع کے ہلاک کرنے کو مامور فرمایا یعنے اوس قوم کے ساتہ شہرونکو ساتوین
طبق زمین سے جدا کیا اور اپنے پر کے ایک بال پر اوٹہایا اور بلند کیا اور اسقدر اونچا
لے گیا کہ اہل آسمان اونکے مرغون کی بانگ یعنے ککڑون کون اور بچونکا ٹھاؤن
ٹھاؤن رونا سنتے تھے اور صبح تک اوسی مقام پر اوٹہائے رہا اور منتظر حکم خدا کا رہا
(مولف کیون نہین کیا اللہ پاک رات کو سوتا تہا آپنے کیون دیر کی شام تک
اوٹہا لیجاتے اوسیوقت حکم مناسب صادر ہو جاتا بعد برخاست اجلاس کے پہونچے
دوسرے روز کی اجلاس کی انتظاری کرنی پڑی جو خلاف وقت دربار کے
پہونچیگا ضرور منتظر دربار کا رہیگا) اور گرانی اوسکی یعنے اپنے پرون پر نپائی آج
جسوقت علی نے اللہ اکبر کہا اور غصے سے وہ ضرب ہاشمی مرحب پر مارنے خدا کیطرف سے
مین مامور ہوا کہ علی کی زیادتی قوت کو روک لون کہ زمین کو معہ گاؤ ماہی کے
دو ٹکڑے نہ کر ڈالین اور علی کے ضرب میرے پر پر اوس ساتون شہر اور ساتون طبقہ
زمین سے بہاری زیادہ معلوم ہوی باوجودیکہ میکائیل اور اسرافیل حضرت علی کے
بازو کو پکڑے ہوے تھے اے حضرات شیعہ اس روایت کو دیکھو اور شیر خدا وصی

رسول کی شجاعت اور مردانگی پر خیال کرو اور للہ میری طرف سے ذرا اپنے مذہب کے عالم
یعنے مرزا محمد ہادی صاحب لکھنوی سے دریافت کرو کہ حضور کیا لکھتے ہیں اور حضرت ملا
باقر مجلسی کیا تحریر فرماتے ہیں آپ دونوں صاحبوں میں کون سچے ہیں اور کون جھوٹے اگر
حضرت شیر خدا کو معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد لومڑی بنانا چاہو تو مولانا مرزا محمد ہادی
صاحب کی روایت کی تصدیق کرو اور مرزا صاحب کی روایت کو راست جانو اور حضرت
ملا باقر مجلسی کی روایت کی تکذیب کرو اور جھوٹ سمجھو اور اگر حضرت اسد اللہ الغالب
من کل غالب کو شیر خدا جانتے ہو تو مرزا صاحب کی روایت لغو اور لاطائل خیال کرکے
حضرت خاتون جنت کے نسبت جو معاذ اللہ الامان الامان ام طحال عورت فاحشہ کی
مثال دی ہے محض اختراع خیال کرو کیونکر کہ جسوقت حضرت شیر خدا نے سنا کہ خالد تیرے
قتل کیواسطے تلوار باندھ کر میرے پاس کھڑے ہوئے تھے ایسا غصہ آیا کہ خالد کو ایک انگلی پر
اوٹھا کر ایسا زور سے پٹکا کہ خالد نے ہگ مارا اور مارے ڈر کے ابوبکر اور عمر چھوڑانے
تک قریب نہ آئے جسوقت حضرت شیر خدا کو معاذ اللہ لومڑی کہا اور حضرت سیدہ بنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زن فاحشہ سے مثال دی یہ غصہ حضرت شیر خدا کا
کہاں گیا تھا پس معلوم ہو کہ شیر خدا اپنی جان کو اپنی آبرو سے زیادہ عزیز رکھتے تھے
اور جان کا خوف کیسا اگر حضرت ابوبکر کو ایک انگلی پر اُٹھا لیتے تو حضرت عمر مارے ڈر کے پاس نہ آتے اور اگر حضرت عمر کو
اوٹھا لیتے تو ابوبکر قریب نہ آتے پس ایک بار اور ایسا غصہ آجاتا سب کام بگڑے ہوئے بن جاتے
اسقدر بے ابروئی اور مصیبت تمام عمر نہ ہوتی۔ واہ کیا مذہب اہل تشیع ہے کہ ایک
عالم دوسرے کے خلاف ایک روایت دوسرے روایت کے برعکس کہیں شجاعت کا
زور اور کہیں تقیہ کا شور جو جسکے جی میں آیا لکھتے چلے گئے یہ دھیان نہیں کہ اپنے مذہب
کی روایتوں کے خلاف لکھ رہے ہیں غیر مذہب والے جب دیکھینگے کیا کہینگے جیسا ہو
تو اسکا لحاظ کریں اور اوس پہ طرہ یہ کہ کس شد و مد سے مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں

ہر ایک طرح پو بارہ اپنی ہوئی + ہم اللہ والون سے چھکے چھوٹے + اوٹھا کر سرزو تاریخ لکھ
دو خمسہ سوالون سے چھکے چھوٹے + مگر مرزا صاحب نے اپنے پیشوا ملا باقر صاحب مجلسی
کی کتاب حق الیقین و حیات القلوب کی تکذیب کا دھیان نکیا کہ انکی دارو گیر سے
کیونکر نجات ملیگی کہا مرزا صاحب سے اخوند نے + میرے تیرہ چالون سے چھکے چھوٹے لکھے
تو نے ایسے یہ مہمل سوال + جو اپنے سوالون سے چھکے چھوٹے + لکھا و ملکہ میری حق الیقین
پہ نازک خیالون سے چھکے چھوٹے + بہیرا بازمان خوب اخوند کو + ہم چھکے والون سے چھکے
چھوٹے + بعد ازان حافظ امام صاحب کی خدمت مین عرض کرینگے کہ حضور نے مجان
اہل بیت کے اقوال کو ملاحظہ فرمایا اور پہر بہی مجان بیان کرتے ہین کہ جب حضرت
سیدہ خاتون جنت کو حضرت علی علیہ السلام کی زوجیت مین فاقہ کشی اور برہنگی کی
تاب و طاقت نرہی تو حضرت علی سے بیزار ہوکر حضرت رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہا اور تشفی فرمائی کہ ای فاطمہ اپنے شوہر علی پر قناعت کرو بہترین
خلایق دنیا و آخرت مین ہے اور علاوہ ازین قبل نکاح کے بہی حضرت سیدہ نے حضرت
علی کو باعث غریبی اور افلاس اور بدصورتی کے ناپسند کیا تہا اور نکاح سے عذر
کیا تہا لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رضامندی سے باوجود عذر سیدہ
کے حضرت خاتون جنت کو حضرت علی کے ساتہہ بیاہ دیا اگر حضور کو میرے بیان کا
یقین نہو تو اصل عبارت ملاحظہ فرماوین ملا باقر مجلسی حیات القلوب کے تیسرے حصہ
کے صفحہ ۶۰ سطر ۱ مین تحریر فرماتے ہین (ابن شہر آشوب از ابن عباس روایت کردہ است
کہ حضرت فاطمہ روزے گریہ کرد نزد حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم از گرسنگی و برہنگی
حضرت فرمود کہ قانع شو ای فاطمہ بشوہر خود کہ او سید و بزرگ است و بہترین خلایق
است در دنیا و آخرت پس خدا این آیات را فرستاد مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانِ
یعنی خداوندی کہ دو دریا را فرستادم علی بن ابیطالب دریای علم ست و فاطمہ علیہا السلام

دعا ہاے پیغمبری کہ بیک دیگر متصل شدند ومن ایشان را بیکدیگر متصل گردانیدم بینھما برزخ یعنی میان ایشان مانعی ست کہ حضرت رسول ست کہ منع میکند علی را ازانکہ دلگیر شد از تنگ دستی دنیا و منع میکند فاطمہ را ازانکہ دریں باب با علی متنازع نماید کتاب قران السعدین مولفہ مولوی خواجہ شیخ عابد حسین صاحب انصاری مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی جو باہتمام منشی سید علی حسین صاحب شیعی ۱۳۰۲ھ میں شایع ہوئی ہے اوس کتاب کے صفحہ ۱۳۱ سطر ۸ مین محبان اہلبیت تحریر فرماتے ہین (کہ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد کیا سیدہ کو حضرت علی ع سے نامزد فرماوین تو خلوت مین علیحدہ ہو کر سیدہ سے مشورہ کیا خاتون جنت نے عرض کیا یا رسول اللہ آپکا فرمانا بسر وچشم جو حضرت کی راے ہی وہ سب سے اولی ہے البتہ اتنی بات ہی کہ قریش کی عورتین مجہہ سے بیان کرتی ہین کہ علی کا پیٹ بڑا ہی بازو لنبے لنبے ہین اور جوڑ بند بہاری ہین پنڈلیون پر بال نہین یعنے چپڑے ہین آنکھین بہت بڑی ہین اور گردن پتلی ہے منہ کہلا رہتا ہے اور غریب اور نادار بہی ہے حضرت نے فرمایا اے فاطمہ کیا تو نہین جانتی کہ جب اللہ تعالی نے دنیا کی طرف نظر کی تو مردون مین سے مجکو انتخاب کیا اور پہر دوبارہ علی کو انتخاب کیا الی آخرہ) پہر اسی کتاب قران السعدین کے صفحہ ۳۴۸ مین لکھا ہے کہ شب عروسی کی صبح کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی مرتضی ع کے گہر تشریف لائے اور حضرت علی ع سے فرمایا کہ ذرا باہر ہو جاؤ تنہائی مین حضرت نے اپنی بیٹی سے پوچہا تو نے اپنے شوہر کو کیسا پایا سیدہ نے عرض کیا اے بابا عمدہ خاوند ہے مگر میرے پاس کچہ عورتین قریشی آئین اور کہنے لگین رسول اللہ نے تجہے ایک فقیر کنگال سے بیاہ دیا جسکے پلے کچہ نہین حضرت نے فرمایا اے میری پیاری بیٹی نہ تیرا باپ محتاج ہے نہ تیرا خاوند نادار ہے الی آخرہ) اب مین مولف کتاب قران السعدین سے جو مجتہد مذہب تشیع کے ہین اور نیز اوسکے مقلدین سے اسی کتاب کی قسم دیکر دریافت کرتا ہون کہ اس سنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جسکو تمنے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی وداماد کے نسبت تحریر کی ہے اپنی بیٹی داماد کی

نسبت بہی ادا کر سکتے ہو یعنے شب عروسی کی صبح کو اپنے داماد کو ہٹا کر اپنی بیٹی سے دریافت کر سکتے ہو کہ ای بیٹی تو نے اپنے شوہر کو کیسا پایا براہ مہربانی جواب دیجیے۔ اب مجتہد عمار علی صاحب کی صدق مقال کو بغور ملاحظہ فرمائیے اور راوی کی راست بیانی اور صدق مقال کی داد دیجیے کتاب ہدیۃ الشیعہ مولفہ جناب مولانا حضرت مولوی محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صفحہ ۲۰۴ نقل خط مولوی عمار علی صاحب حضرات شیعہ کے قبلہ و کعبہ بنام شیخ احمد صاحب آپنے لکہا تہا کہ رسول خدا کی بیٹیون کا نکاح کس سے ہوا یہ سوال بے محل ہے اسواسطے کہ جناب رسول خدا کے نطفہ سے ایک بیٹی تہی فاطمہ زہرا سو وہ حضرت علی سے منسوب تہی اور دو بیٹیان جو اور آنحضرت کی اہل سنت مشہور کرتے ہین وہ دونون حضرت کے نطفہ سے نہ تہین بلکہ وہ حضرت خدیجہ کے پہلے شوہر کے نطفہ سے تہین ہمراہ حضرت خدیجہ کے آئی تہین اور نام اون دونون صاحبزادیون کا رقیہ اور کلثوم تہا ابن حجر محدث اہل سنت نے کتاب اصابہ مین لکہا ہے کہ ایک کا نکاح تو انہین سے عتبہ بن ابی لہب سے ہوا تہا اور دوسری کا نکاح ابو العاص بن الربیع سے اور یہ دونون کافر تہے انتہی بعد اسکے اون دونو کا عثمان سے نکاح ہوا۔ ایہا المومنین ملاحظہ فرماؤ اپنے مجتہدین کی صداقت اور انصاف کو کہ کس شان اور شوکت سے اہل سنت کی کتابون کا حوالہ دیکر تحریر فرماتے ہین کہ حضرت رسول خدا کے نطفہ سے صرف ایک صاحبزادی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا تہین اور کتاب کا حوالہ بہی مع نام مولف کتاب تحریر فرماتے ہین کہ دریافت کرنے والے کو یقین کامل ہو جاوے کہ اب اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا اب اس روایت کو شتے نمونہ از خروارے تصور فرما کر حضرات ناظرین انصاف پسند انصاف فرمائین کہ جب ایسی روایت مشہور اور معروف مین جو عوام الناس شیعہ وسنی دونون جانتے ہین مجتہدین تشیع ایسا سخت دہوکا دیتے ہین تو اون حالات مین جسکو عوام نہین جانتے اور خواص اہل سنت التفات نہین فرماتے کیسے کیسے دہوکے دیتے ہونگے۔ دیکہئے اول مولوی صاحب یہ ارشاد کرتے ہین

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نطفہ سے فقط ایک ہی بیٹی تھی جنکا نام حضرت فاطمہ
رضی اللہ عنہا تھا اور اہل سنت جو دو بیٹیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور
کرتے ہین وہ آپ کے نطفہ سے نہ تھین بلکہ حضرت خدیجۃ الکبری رض کے پہلے خاوند
کے نطفہ سے تھین غنیمت ہو کہ جناب مولوی عمار علی صاحب نے اتنا تو لحاظ رکھا
کہ حضرت خدیجۃ الکبری کی اولاد ہونے سے تو اونکو خارج نہین کیا ہم ایسی ناانصافی
پر اسکے بہی شکر گذار ہین ورنہ جہان مولویصاحب نے جرأت کرکے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے اونکا نسب منقطع کیا تھا اگر حضرت خدیجۃ الکبری سے بہی اونکا نسب منقطع
کر دیتے جیسے بعضے ایسے ہی دشمنان نہانی اہل بیت نے کیا ہی تو کون مانع تھا سچ تو یہ
ہے کہ اس جگہ مولویصاحب نے غیرت کی ناک ہی کتر لی ہے اور موافق مثل مشہور
دروغ گویم بر روے تو نہ کلام اللہ کی سنی نہ اپنی معتبر کتابون کا لحاظ کیا آفرین ہے
کیون نہو اے مولوی عمار علی صاحب ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند
براے خدا اہل انصاف انصاف فرمائین کلام اللہ موجود ہے اگر مولوی عمار علی صاحب
کو یہ عذر ہو کہ شیعون کو کلام اللہ یاد نہین ہوتا ہم کلام اللہ کے حوالونکی کیونکر تصدیق
کرین تو مین پتے وار بتلاتا ہون سورہ احزاب مین بائیسوین سپارہ مین قریب
ربع کے آخر کے رکوع سے پہلے رکوع کے شروع ہی مین یون اللہ پاک ارشاد فرماتا ہی
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن
جَلَابِيبِهِنَّ یعنے کہدے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹیون کو اور اپنی بیبیون کو اور
مومنون کی عورتون کو کہ اپنے اوپر اپنی چادرین ڈال لیا کرین فقط اب گذارش
یہ ہے کہ اتنی بات تو مولوی عمار علی صاحب بہی سمجھتے ہونگے کہ بنات جمع ہی اور جمع
کم سے کم تین پر بولی جاتی ہے اور اگر کبھی توسع کرکے دو پر بہی اطلاق کر دین تب بہی
ایک سے تو زیادہ ہی ہوگا بہرحال یہ کہنا کہ حضرت فاطمہ کے سوا اور کوئی رسول اللہ صلعم

کی بیٹی ہی نہ تہی تب بہی غلط ہوگا افسوس مولویصاحب کو اتنی شرم بہی نہ آئی کہ کوئی
سنے گا تو کیا کہیگا بالجملہ یا تو مولویصاحب یہ تسلیم فرمائین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی کئی بیٹیان تہین پہر یہ آپ تسلیم کرینگے کہ وہ حضرت رقیہ وغیرہا تہین کیونکہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیونکے نسبت سوا انکے کسی نے اور دعوی نہین کیا ورنہ آیات ربانی کے
منکر کے واسطے یہ تازیانہ موجود ہے وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الْكَافِرُونَ یعنے نہین انکار
کرتے ہماری آیات سے مگر کافر اور اگر نہ گوارا کرین اور اسبات کو نمانین کہ سوائے حضرت زہرا
رضی اللہ عنہا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بیٹیان نہ تہین تو ناچار پہر ہمین
حضرت شیعہ ہی کی کتابون کی سند دینی لازم ہوگی او نہین تو جہوٹا نہین بنا ئینگے
اور اگر ہماری ضد مین اوسسے بہی دست بردار ہون تو سبحان اللہ چشم ما روشن دل ما شاد
بہرحال اس امید پر اس باب مین روایات کتب معتبرۂ شیعہ ہی نقل کرتے ہین نہج البلاغت
مین جو شیعون کے نزدیک مثل صحیفۂ آسمانی اور آیات قرآنی کے ہے اور اوسکے مرویات
کو سب اثنا عشریہ متواتر سمجہتے ہین علامہ رضی جو اوسکے جامع ہین حضرت امیر کا قول حضرت
عثمان کے خطاب مین یون نقل فرماتے ہین قَدْ بَلَغْتَ مِنْ صِهْرِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا
لَمْ يَبْلُغَا یعنے الشَّيْخَيْنِ حاصل اسکا یہ ہوا کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان ذی النورین
رضی اللہ عنہ کو یون فرماتی ہین کہ تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا وہ شرف
ہے کہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو بہی میسر نہین آیا اور شیخ الطائفہ ابو جعفر
طوسی تہذیب مین جو صحاح اربعۂ شیعہ مین سے ہے اور ہم سنگ کافی کلینی ہے امام جعفر
صادق رضی اللہ عنہ سے یون روایت کرتے ہین كَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
رُقَيَّةَ بِنْتِ نَبِيِّكَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ نَبِيِّكَ یعنے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
دعا مین یون کہا کرتے تہے کہ یا اللہ رحمت بہیج حضرت رقیہ پر جو تیرے نبی کی بیٹی ہین یا
اللہ رحمت بہیج حضرت ام کلثوم پر جو تیرے نبی کی بیٹی ہین اور اگر اس پر بہی تسکین خاطر

ہو اور حضرات شیعہ خصوصاً جناب مجتہد عمار علی صاحب یون تاویل کرنے لگین کہ عرف سے
دوسری اونہین بیٹیان کہدیا ہوے پالک کو سارا جہان بیٹا بیٹی کہتا ہے ورنہ حقیقت مین حضرت
فاطمہ ہی بیٹی تہین تو مین بہی انشاء اللہ تسلیم ہی کراکے چہوڑونگا کلینی مین روایت موجود
ہے تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَدِیْجَۃَ وَھُوَ ابْنُ بِضْعٍ وَعِشْرِیْنَ سَنَۃً فَوُلِدَ
مِنْھَا قَبْلَ مَبْعَثِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ الْقَاسِمُ وَرُقَیَّۃُ وَزَیْنَبُ وَاُمُّ کُلْثُوْمَ وَوُلِدَ لَہٗ بَعْدَ الْبَعْثِ
الطَّیِّبُ وَالطَّاھِرُ وَفَاطِمَۃُ حاصل اس روایت کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت خدیجۃ الکبری سے جب نکاح کیا تو اوسوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی
عمر شریف کچہہ اوپر بیس برس کی تہی سو حضرت خدیجہ سے آپکی نطفہ سے پہلی نبوۃ کے تو حضرت
قاسم اور حضرت رقیہ اور حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم پیدا ہوئین اور بعد نبوت
کے حضرت طیب اور حضرت طاہر اور حضرت زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین تولد ہوے
اس روایت مین شیعون کو کچہہ تین پانچ کرینکی گنجایش نہین لی پالک ہونیکے احتمال
کو بہی پیش نہین کر سکتے اور اس روایت سے یہ بہی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی علیہ
وسلم کے چار صاحبزادیان تہین ایک تو حضرت زہرا رضی اللہ عنہا اور تین اور حضرت
زینب حضرت رقیہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہن اور یہی ہم سنیون کا دعوی ہے بعد
اسقدر بیان کرنیکے پہر حافظ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت مین دست بستہ
عرض کرینگے کہ حضور نے شیعان علی کی محبت کو ملاحظہ فرمایا اسی محبت کی وجہ سے پنجتن
پاک نے اپنے نصف نصف حسنات مومنین کو عطا فرمائی ہین — اب حضرت عقیل اور
حضرت عباس رضی اللہ عنہم کے نسبت جو حضرات شیعہ اپنی کتابون مین تحریر فرماتے ہین
اوسکو ملاحظہ فرمائیے جناب مولوی مہدی علی خان صاحب بہادر دام اقبالہ کتاب آیات
بینات کے حصہ اول صفحہ ۳۴۱ مین تحریر فرماتے ہین کہ دیکہنے سے کتب معتبرہ شیعہ کے
ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عقیل اور حضرت عباس حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک فی لیل

اور خوار تھے چنانچہ علامہ طبرسی علماء شیعہ سے اپنی کتاب احتجاج میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ذَهَبَ مَنْ كُنْتُ أَعْتَضِدُ بِهِمْ عَلَىٰ دِينِ اللّٰهِ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي وَبَقِيتُ بَيْنَ حَضْرَتَيْنِ قَرِيبَيِ الْعَهْدِ بِجَاهِلِيَّةٍ عَقِيلٍ وَعَبَّاسٍ کہ وہ لوگ میرے اہل بیت کے جاتے رہے جنکی قوت کا خدا کے دین میں مجھے بھروسا تھا اور اب صرف دو خوار اور ذلیل قریب زمانہ جاہلیت کے رہ گئے ہیں یعنے عقیل اور عباس اور فقط خوار و ذلیل کہہ دینے پر جناب امیر نے قناعت نہیں کی ہے بلکہ اگر انکی کتب معتبرہ سے ڈھونڈھا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر نے اپنے اور پیغمبر صاحب کے چچا عباس کو صاف صاف گالیاں سنائی ہیں اور معاذ اللہ معاذ اللہ توبہ توبہ نقل کفر کفر نباشد جناب امیر علیہ السلام نے حضرت عباس کو ولد الزنا بتایا ہے اگر کسیکو شک ہووے وہ روضہ کلینی اور حیات القلوب کو ملاحظہ کرے مولانا و بالفضل اولانا مولوی علی بخش خانصاحب اپنے ایک رسالے میں اسکی نقل کرتے ہیں اُس سے ہم منتخب کرکے مشتاقین کو سناتے ہیں وہو ہذہ ملا باقر مجلسی نے حیات القلوب میں لکھا ہے (کہ ابو جعفر طوسی بسند معتبر روایت کردہ از امام صادق کہ فضیلہ مادر عباس کنیز مادر زبیر و ابو طالب و عبد اللہ ابنای عبد المطلب بود عبد المطلب با او مقاربت کرد کہ عباس از ان بہم رسید زبیر با عبد المطلب دعوی کرد و بہ پدر خاش بر آمد کہ این کنیز از مادر ما بمیراث رسیدہ است تو بی رخصت او با او مقاربت کردی و این فرزندی کہ بہم رسید یعنے عباس بندۂ ماست پس عبد المطلب اکابر قریش را بہ شفاعت نزد وی فرستاد کہ تا آنکہ زبیر راضی شد کہ دست از عباس بردارد بشرطیکہ نامہ نوشتہ شود کہ عباس و فرزندانش در مجلسی کہ ما و فرزندان ما نشستہ باشند نہ نشینند و در ہیچ امری با ما شریک نشوند و حصہ نبرند پس باین مضمون نامہ نوشتہ شد و اکابر قریش مہر کردند و این نامہ نزد ائمہ علیہم السلام بود) پس اس روایت میں صاف صاف حضرت عباس رض کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کنیز کا زادہ اور ولد الزنا تحریر کیا شاید اسی کے عوض حضرت رسول خدا نے

اپنے آدہے حسنات حضرت شیعان علی کو مرحمت فرمائے بمصداق اس فقرہ کے کہ گاہ باشد کہ بد شنامی نجاست دہند واہ کیا مذہب حضرات شیعہ کا ہے کہ جنکی بد زبانی سے کسیکو امان نہین
شیعہ کے طعن سے اصحاب واہل بیت نبی + غضب ہی تبرہے آفت ہے ایک بہی نہ بچے +
جو کوئی دست محبت کو پہیرے کژدم پر + یقین ہے نیش سے عقرب کے وہ کبہی نہ بچے +
اب اس مقام پر تہوڑا سا حال حضرت عباس رض کے حسب اور نسب کا معہ فضائل تحریر کرتا ہون حضرات مومنین بگوش خاطر سنکر اپنے عقائد باطلہ پر نفرین کرکے سخت زبانی سے جو حضرت عباس رض کی نسبت کرتے ہین باز آئین اور دارین مین اپنے تئین رسوا اور ذلیل نہ بنائین روضۃ الاحباب مین لکہا ہے کہ عبد المطلب کے تیرہ فرزند اور چہہ دختر تہین اور بعضے لکہتے ہین کہ عبد المطلب کے دس فرزند تہے اور بعض گیارہ بیان کرتے ہین مواہب لدنیہ مین ذخائر العقبے فی مناقب ذوی القربی سے لکہتے ہین کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ چچا تہے جو عبد المطلب کے بیٹے ہین حضرت عبد اللہ والد ماجد آپکے حارث ابوطالب زبیر کنیہ حمزہ ابولہب غیداق مقوم ضرار عباس قثم عبد الکعبہ حجل اور بعضون نے گیارہ چچا حضرت کے بیان کیے ہین مقوم کو اسقاط کیا ہے اور بعض نے مقوم اور عبد الکعبہ کو ایک لکہا ہے اور بعضون نے حضرت کے دس چچا بیان کیے ہین غیداق اور حجل کو اسقاط کیا ہے اور بعض نے قثم کو اسقاط کیا ہے اور اکثر مختلف روایتین بیان کی ہین اور حضرت کی چہہ پہوپہیون کے یہ نام ہین ام حکیم جنکا نام بیضا ہی برہ عاتکہ صفیہ اروی امیمہ ام حکیم عبد اللہ ابوطالب زبیر عبد الکعبہ بیضا امیمہ اروی عاتکہ ایک ماں سے ہین جنکا نام فاطمہ بنت عمر بن عابد بن عمران بن مخزوم ہے اور حمزہ مقوم حجل صفیہ ایک ماں سے جنکا نام ہالہ بنت وہیب بن عبد مناف بن زہرہ ہے اور عباس ضرار قثم ایک ماں سے جنکا نام نتیلہ بنت جناب بن کلب تہا اور حارث اور ابولہب ایک ان دو سے اعیانی بہائی اور بہن نہین رکہتے ماں حارث کی صفیہ بنت جنیدب وزن جعیفر بصیغہ مصغر بنت حاجرتہی اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چچون

مین سے سوائے حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے کوئی اسلام مین داخل نہین ہوا گو کہ ابو طالب اور ابو لہب کو زمانہ اسلام ملا - اے حضرات مؤمنین منشیبین ذرا مہربانی فرما کر بگوش دل حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل سنکر اپنے عقاید باطلہ سے توبہ کرو نام آپکا حضرت عباس رض بن عبد المطلب کنیت آپکی ابو الفضل کہ آپ کے بڑے فرزند کا نام فضل تہا جو عبد اللہ بن عباس سے بڑے تھے اور آپ کی والدہ کا نام نتیلہ بنت جناب بن طلب ہی جسکو معاذ اللہ حضرات شیعہ نے فضیلہ لونڈی قرار دیا ہی اور حضرت عباس رض کی والدہ ماجدہ کی پہلی صفت یہ ہی کہ وہ مستورہ نہین یعنے اونہون نے بیت الحرام کی پوشش کی تہی نقل ہے کہ حضرت عباس رض ایام طفولیت مین گم ہوگئے تھے آپکی والدہ نے منت کی تہی کہ میرے فرزند عباس جو کہو جا ملینگے تو مین حرم شریف کا غلاف چڑہاؤن گی چنانچہ جب حضرت عباس ونکو ملے اونہون نے دیبا وغیرہ سے حرم شریف کا غلاف چڑہایا اس سبب سے اونکا مستورہ لقب ہوا ولادت حضرت عباس رض کی تین برس پیشتر عام الفیل سے ہے یعنے جب ابرہہ فیل محمود لیکر واسطے منہدم کرنے خانہ کعبہ کے چڑہ آیا تہا اور غارت ہوا اوس سے تین برس قبل آپ تولد ہوئے تھے حضرت رسول خدا سے حضرت عباس دو یا تین برس بڑے تھے حضرت عباس قریش مین معزز تھے اور جسوقت حضرت عباس باصرار ابو جہل وغیرہ بکراہت ہمراہ کفار قریش بمقابلہ اہل اسلام جنگ بدر مین آئے اور اہل اسلام نے معہ چند کفار قریش اونکو اسیر کرکے ہاتھ باندہے رات کو وقت حضرت عباس کی آواز پر درد سنکر حضرت رسول خدا نہایت بے چین ہوئے حتے کہ سونا دشوار ہوا اور اسقدر بے چین ہوئے کہ پریشان خاطر او ٹھ بیٹھے صحابہ نے سبب بےچینی دریافت کیا فرمایا عباس کی تکلیف اور آواز پر درد سنکر ہماری یہ حالت ہوئی صحابہ نے فوراً حضرت عباس کے بند ڈہیلے کردیے آپ نے فرمایا سب کے بند ڈہیلے کردو چنانچہ ویسا ہی کیا گیا ایہا المومنین حضرت عباس کی تکلیف سے حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم

کی نیند آنکھون سے اور آرام دل سے جاتا رہا جسوقت تملوگ ایسے کلمے ناشایستہ اونکی شان مین کہتے ہو اور اپنی کتابون مین لکھتے ہو کیا اس سے حضرت رسول خدا تم لوگون سے خوش ہونگے بلکہ یقین ہے کہ آپکی روح پاک کو صدمہ سخت پہونچتا ہوگا شاید اسی خدمت کے بدولت حضرت شیعہ کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بقول مرزا محمد ہادی لکھنوی صاحب اپنے نصف حسنات عنایت فرمائی واہ کیا مذہب ہے کہ حضرت رسول خدا کے چچا کو معاذ اللہ لونڈی بچہ کہین اور حضرت رسول خدا کے نصف حسنات اس خیرخواہی مین لین۔ منہاج النبوۃ کے صفحہ ۸۸ سطر ۲ مین لکھا ہے کہ ایک روز حضرت عباس رض حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آتے تھے حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو آتے دیکھکر برائے استقبال کھڑے ہوگئے اور حضرت عباس کی پیشانی چوم کر اپنے داہنی طرف بہت نزدیک بٹھایا اور ارشاد فرمایا کہ اسے حاضرین یہ ہمارے چچا عباس ہین اور مین ان پر فخر کرتا ہون حضرت عباس رض نے عرض کی یارسول اللہ آپ یہ کیا فرماتے ہین ہمکو آپکی ذات پاک سے فخر اور عزت ہے آپنے فرمایا کیون نہ کہون اسباب کو کہ تم میرے چچا ہو اور بھائی ہو میرے باپکے اور میرے باپ دادا کی نشانی ہو اور فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز حضرت عباس رض سے کہ اے چچا اپنے گھر مین موجود رہنا اور باہر مت جانا جبتک مین آؤن پاس تمہارے پس جب آئے حضرت اور اوڑھا دی آپنی ردا اون پر اور ایک روایت مین ہے کہ اوڑھایا اپنا کمل اور کہا اے پروردگار میرے یہ چچا میرا ہے اور یہ اوسکے فرزند ہین میرے اہل بیت پوشیدہ کر اونکو آتش دوزخ سے جسطرح مینے انکو پوشیدہ کیا اپنی ردا سے پس آمین کہی ور دیوارنے اوس گھر کے اور کہا آمین آمین آمین اور ایک روایت مین ہے کہ باقی نرہا گھر مین کوئی پتھر اور کوئی کلوخ مگر یہ کہ آمین کہی اوسنے اور ترمذی کی روایت مین ابن عباس رض سے روایت ہے کہ اوڑھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اوپر

اپنا کبل اوڑ کہا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهٖ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً لَّا تُغَادِرُ ذَنْبًا اَللّٰهُمَّ احْفَظْهُ فِيْ وَلَدِهٖ یعنے ای پروردگار مغفرت کر واسطے عباس کے اور اوسکی اولاد کی مغفرت ظاہر اور چہپی کہ چہوڑے کوئی گناہ اور رب نگہبانی کر اوسکی اولاد کی اور وفات پائی حضرت عباس نے دو برس قبل شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سنہ ۳۲ بتیس مین جسوقت آپکا سن شریف ۸۸ یا ۸۹ برس کا تہا بروز جمعہ بارہوین تاریخ یا چودہوین تاریخ رجب کی آپنے وفات فرمای اور ایک روایت مین ہے کہ رمضان شریف کے مہینے مین سنہ ۳۳ تیتیس یا تینتیس مین آپنے وفات پائی اور جنت البقیع مین مدفون ہوی بعد اس بیان کے حافظ حضرت امام صاحب کی خدمت مین عرض کرینگے کہ حضوران شیعون کا ایسا فرقہ ہے کہ جس نے اچہی طرح سے اپنے پیشوا عبداللہ بن سبا کا عوض اصحاب نبی اور اہل بیت سے لیلیا اور اپنے تئین شیعان علی بنا لئے ہے اور اولاد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا کہتے رہی اور ہنوز کہتے جاتے ہین اور اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر خوب عمل کرتے ہین مَعْرِفَةُ اٰلِ مُحَمَّدٍ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَحُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ اَمَانٌ مِّنَ الْعَذَابِ یعنے پہچاننا مرتبہ ال محمد کا بری کرتا ہے آتش دوزخ سے اور محبت آل محمد کی امان ہے عذاب سے اب حضرات شیعہ سے مین دریافت کرتا ہون کہ آپ لوگ حضرت زید شہید رضی اللہ عنہ کو پہچانتے ہو یا نہین کہ وہ کون تہے آیا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے فرزند ہین یا نہین اور امام عالیمقام حضرت سید الشہدا شہید کربلا کے پوتے ہین یا نہین اور حضرت امیر المومنین شیر خدا کے نور عین یعنے حسین کے پوتے ہین یا نہین سوای اقرار کے انکار تو ہو ہی نہین سکتا پہر آپ لوگ اونکو کیون برا کہتے ہو کیا وہ ال رسول نہین ہین بلکہ وہ تو حضرت رسول خدا علیہ السلام سے بہ نسبت چند ایمہ علیہ السلام کے نزدیک تر ہین چاہے کسی محبان اہل بیت یعنے حضرات شیعہ سے کوئی پونچہہ دیکہے کہ حضرت زید شہید کو علیہ السلام تو کہو کبہی نہ کہینگے بلکہ اپنی بیزاری اپنے دلمین بیان کرینگے اور اسیطرح حضرت یحیی فرزند حضرت زید شہید کو جو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے پوتے ہین اونکو بہی برا کہتے ہین اور اسیطرح سے حضرت

ابراہیم کو جو فرزند حضرت امام موسی کاظم کے ہین بُرا کہتے ہین چاہیے کوئی پوچھہ دیکھے بلکہ اونکو
تو معاذ اللہ کذاب کہتے ہین اور حضرت جعفر بن علی رضی اللہ عنہ کو جو بہائی حضرت امام حسن
عسکری علیہ السلام کے ہین برا کہتے ہین بلکہ اونکو بہی کذاب کہتے ہین اور اسیطرح حضرت امام
حسن علیہ السلام کے فرزندون کو یعنے حضرت حسن المثنیٰ اور اونکی اولاد کو یعنے حضرت امام
حسن علیہ السلام کے پوتون کو معاذ اللہ مرتد کہتے ہین اور ابراہیم بن عبد اللہ اور زکریا بن
محمد باقر و محمد بن عبد اللہ محسن اور اونکے فرزندون کو مرتد کہتے ہین بلکہ حضرت امام حسن علیہ السلام
کی کل اولاد کو جو بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے زندہ رہے شہید نہین کہتے
اور معاذ اللہ بُرا کہتے ہین بعد اسقدر بیان کرنیکے حافظ اپنے مخالف سے کہینگے کہ کیا کہتے
ہو یہ جو مینے بیان کیا سچ ہے یا غلط مخالف جواب دینگے محض جہوٹہ ہے حضرت امام صاحب
فرماوینگے ای شخص باوجودیکہ تیرا مقابل تیرے طریق کے مستند کتابون سے دلیل پیش کرتا ہے
اور تب بہی تو جہٹلاتا ہے کیون نہین بیان کرتے دیتا تیرے بیان مین تو یہ رخنہ انداز ہو
جو جو تیری جی مین آیا بے سوچی سمجہے خلفای رسول اللہ کے نسبت کہہ گیا اب تیرے بیان کو وہ
تیری کتابون معتبر سے رد کرتا ہے تو تو بار بار کہتا ہے کہ جہوٹہ ہے صرف جہوٹہ کہنی سے جہوٹہ کیونکر
ہو سکتا ہے جبتک تو ثابت نکرے حافظ جواب دینگے حضور یہ اب گہبرا یا ہے اور چاہتا ہے
کہ مجہکو فریب دیکر دوسری طرف مخاطب کرے اور ڈرتا ہے کہ ایسا نہو کہین آپکا ذکر آجائے
ورنہ حضوری مین نہایت ذلیل ہونا پڑے حضرت امام صاحب فرماوینگے کہ ہمارے نسبت
کوئی بات نہین ہو سکتی کیونکہ ہم غیبت مین رہتے ہین حافظ عرض کرینگے کہ حضور شیعان
پاک مین بہی تو ایک عمدہ صفت ہے کہ یہ لوگ غیب دان ہوتے ہین اور آپکے حال سے خوب
واقف ہین اور صرف دادہالی رشتہ سے نہین بلکہ نانہالی رشتہ کو خوب جانتے ہین مخالف بولیگا
حضور اب تو حافظ عداوت کی باتین کرتا ہے حافظ جواب دینگے ملا باقر صاحب رسالہ رجعت مین
لکہتے ہین کہ ایک روز حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے اپنے غلام کافور کو بہیجکر سلمان

بن بشیر کو جو ابو ایوب انصاری کے خاندان سے تھے بلایا اور دو سو بیس اشرفی دیکر ارشاد
فرمایا کہ بغداد کے پل پر جاکر بیٹھو عمرو ابن یزید بردا فروش ایک کشتی لونڈی غلام کی لاتا ہے
اونمین سے مسماۃ نرجس فرنگن کو میرے واسطے دو سو بیس اشرفی دیکر خرید لاؤ اوسی سے میرا
پوتا امام مہدی علیہ السلام تولد ہوگا چنانچہ سلمان بن بشیر بردا فروش بغداد جاکر عمرو بن یزید
بردا فروش سے نرجس فرنگن کو خرید لایا اور حضرت امام علی النقی علیہ السلام نے اپنے فرزند امام
حسن عسکری علیہ السلام کو عنایت فرمائی جسکے پیٹ سے توبہ بھول گیا معاف فرمائی جنکی ران
سے آپ تولد ہوئی اور کل ائمہ ران سے تولد ہوتے ہین تاکہ نجاست سے آلودہ نہون امام
صاحب یہ بات سنکر ہنس دینگے اور فرمادینگے کہ یہ بھی اخوند اصفہانی نے لکھا ہے کہ نطفہ ران
مین کس طرف سے پہونچا یا جاتا ہے عرض کرینگے یہ تو نہین لکھا لیکن مجھکو اب حضور سے
معلوم ہوجائیگا ۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ ۔ امام صاحب فرمادینگے ہمسے مزاح کرتا ہے
عرض کرینگے کیا مجال شیعہ صاحب کہینگے کہ سنی بڑے بے ادب ہوتے ہین حافظ جواب دینگے
بات مت کاٹ آگے سمجھونگا امام صاحب فرمادینگے کسیکو پیٹ کا حال نہین معلوم کہ کیا وہان ہوتا ہے
عرض کرینگے عام اور خاص مین بڑا فرق ہے فرمادینگے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے زیادہ خصوصیت کسیکو نہین ہوئی حافظ عرض کرینگے کہ ملا باقر لکھتے ہین کہ حضور نے اپنی
پھوپھی جان حضرت حکیمہ کو پیٹ کے اندر سے لقمہ دیا تھا اور جو جو سورتین قرآن کی وقت
ولادت آپکی حضرت حکیمہ پڑھتے تھین آپ باآواز بلند اپنی مان کے پیٹ مین پڑھتے تھے جسکو
آپکی پھوپھی و والدہ سنتی تھین امام صاحب فرمادینگے یہ بات قابل اعتبار نہین تاوقتیکہ تو
ثبوت کامل نہ دے اور اے حافظ اگر تونے بسند معتبر اسکو ثابت کردیا تو کل بیان تیرا قابل
اعتبار ہے حافظ عرض کرینگے حضور نے جب ایسی تاکید فرمائی ہے تو مین بھی اپنے بیان کو ایسے
مجتہدین کے اقوال سے ثابت کرتا ہون جنکے اجتہاد کا مذہب تشیع مین شہرہ ہے اور حضور
اونکے نام نامی ملاحظہ فرمائین مشایخ عظام ذوالاحترام مذہب تشیعہ محمد بن یعقوب کلینی

محمد بن بابویہ قمی شیخ ابوجعفر طوسی سید مرتضی یہ چار بار اہل تشیع مین بڑے مجتہدین سے ہین انکے اقوال سے اپنی بیان کو ثابت کرتا ہون

بیان خریداری والدۂ ماجدۂ حضرت امام مہدی ع کتب معتبرۂ حضرات شیعہ سے

حدیث چہارم از رسالۂ رجعت مولفۂ ملا باقر مجلسی اخوند اصفہانی دو شیخ بزرگوار شیخ محمد بن بابویہ قمی و شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہما در کتابہای غیبت بسند معتبر روایت کردہ اند از بشیر بن سلیمان بردہ فروش کہ از فرزندان ابوایوب انصاری بودہ و از شیعان خاص امام علی نقی و امام حسن عسکری صلوات اللہ علیہما و ہمسایۂ ایشان بودہ در شہر سُرّ من رای گفت کہ روزی کافور خادم حضرت امام علی نقی صلوات اللہ نزد من آمد و مرا طلب نمود چون بخدمت آنحضرت رفتم و نشستم فرمود کہ تو از فرزندان انصاری و ولایت و محبت ما اہل بیت ہمیشہ در میان شما بودہ است از زمان حضرت رسول علیہ السلام تا حال و پیوستہ محل اعتماد بودہ اید و من ترا اختیار میکنم و مشرف میگردانم بفضیلتی کہ بسبب آن بر شیعیان سبقت گیری در ولایت ما و ترا بر رازی پنہان مطلع میگردانم و بخریدن کنیزے میفرستم پس نامۂ پاکیزہ نوشتند بخط فرنگی و لغت فرنگی و مہر شریف خود را بر آن نامہ زدند و کیسۂ زر بیرون آوردند کہ در ان دویست و بیست اشرفی بود فرمودند کہ بگیر این نامہ و زر را و متوجہ بغداد شو و در چاشت فلان روز بر جسر حاضر شو پس چون کشتیہای اسیران بساحل رسد جمعی از کنیزان در آن کشتیہا خواہی دید و جمعی از مشتریان از وکیلان امرای بنی عباس و قلیلے از جوانان عرب خواہی دید کہ بر سر اسیران جمع خواہند شد پس از دور نظر کن بہ بردہ فروشی کہ عمرو بن یزید نام دارد در تمام روز تا ہنگامیکہ از برای مشتریان ظاہر سازد کنیزکے را کہ فلان و فلان صفت دارد و تمام اوصاف او را بیان فرمودہ و دو جامۂ حریر گندہ پوشیدہ است و ابا و امتناع خواہد نمود آن کنیز از نظر کردن مشتریان و دست گذاشتن بر آن و خواہی شنید کہ از پس پردہ صدای رومی از و ظاہر میشود پس بدانکہ بزبان رومی میگوید کہ وای کہ پردۂ

حفظم و رسیده شد پس یکی از مشتریان خواہد گفت که من سیصد اشرفی میدہم بقیمت این کنیز و عفت او مرا در خریدن راغب تر گردانید پس آن کنیز بلغت عربی آن شخص خواہد گفت که اگر بزی حضرت سلیمان بن داؤد ظاہر شوی و بادشاہی او را بیابی که من بتو رغبت نخواہم کرد مال خود را ضایع مکن و بقیمت من مدہ پس آن بردہ فروش گوید که من برای تو چه چاره کنم که بهیچ مشتری راضی نمیشوی و آخراز فروختن تو چاره نیست پس آن کنیزک گوید که چه تعجیل میکنی و البته باید که مشتری بہم رسد که دل من با و میل کند و اعتماد بر وفا و دیانت او داشته باشم پس درین وقت تو بر و بنزد صاحب کنیز و بگو که نامهٔ با من ہست که یکی از اشراف و بزرگان از روی ملاطفت نوشته است بلغت فرنگی و خط فرنگی و در ان نامه کرم و سخاوت و وفاداری و بزرگی خود را وصف کرده است این نامه را بآن کنیز بده که بخواند اگر بصاحب این نامه راضی شود من وکیلم از جانب آن بزرگ که این کنیز را از برای او خریداری نمایم بشیر بن سلیمان گفت که انچه آنحضرت خبر داده بودند ہمه واقع شد و انچه فرمود ہمه را بعمل آوردم پس چون کنیز در نامه نظر کرد بسیار گریست و گفت بعمرو بن یزید که مرا بصاحب این نامه بفروش و سوگند ہای عظیم یاد کرد که اگر مرا باو نفروشی خود را ہلاک میکنم پس باو در باب قیمت گفتگوے بسیار کردم تا آنکه بہمان قیمت راضی شد که حضرت امام علی نقی علیه السلام بمن داده بودند پس زر را دادم و کنیز را گرفتم و کنیز خندان و شاد شد و با من آمد بحجره که در بغداد گرفته بودم و تا بحجره رسید نامهٔ امام را بر آوردہ و می بوسید و بر دیده ہای مے چسپانید و بر رو می گذاشت و بر بدن می مالید پس من از روے تعجب گفتم که می بوسے نامهٔ را که صاحبش را نمی شناسی کنیز گفت که اے عاجز کم معرفت به بزرگی فرزندان و اوصیاے پیغمبران گوش خود را بمن سپار و دل برای شنیدن سخن من فارغ بدار تا احوال خود را برای تو شرح کنم من ملیکه دختر یشوع فرزند

قیصر پادشاه روم و مادرم از فرزندان شمعون بن حمون الصفا وصی حضرت عیسی علیه السلام
است ترا خبر دهم بامر عجیب بدانکه جدم قیصر خواست که مرا بعقد فرزند برادر خود در آورد در هنگامیکه
من سیزده ساله بودم پس جمع کرد در قصر خود از نسل حواریان عیسی ع از علمای نصاری و عباد
ایشان سه صد نفر و از صاحبان قدر و منزلت هفتصد کس و از امرای لشکر و از سرداران
عسکر و بزرگان سپاه و سرگروهای قبائل چهار هزار نفر و تختی فرمود که حاضر ساختند که
در ایام پادشاهی خود با نواع جواهر مرصع گردانیده بود و آن تخت را بر روی چهل پایه تعبیه
کردند و بتها و چلیپاهای خود را بر بلندیها قرار دادند و پسر برادر خود را بر بالای تخت فرستاد
پس چون کشیشان انجیلها بر دست گرفتند که بخوانند بتها و چلیپاها همگی سرنگون بر زمین
افتادند و پایهای تخت بر زمین افتاد و پسر برادر ملک از تخت در افتاد و بیهوش شد
پس در آن حال رنگهای کشیشان متغیر شد و اعضای ایشان بلرزید و بزرگ ایشان بجدم
گفت ای پادشاه ما را معاف دار از چنین امری که بسبب آن نحوستها رو نمود که دلالت
میکند بر اینکه دین مسیحی بزودی زایل گردد پس جدم این امر را بفال بد دانست و گفت
بعلما و کشیشان که این تخت را بار دیگر برپا کنید و چلیپاها را بجای خود قرار دهید و حاضر
گردانید برادر این برگشته روزگار بدبخت را که این دختر را باو تزویج نمایم تا سعادت
آن برادر دفع نحوست این برادر بکند پس چون چنین کردند و آن برادر دیگر را بر بالای
تخت بردند همینکه بخواندن انجیل کردند همان حالت اولی رو نمود و نحوست این برادر با
نحوست آن برادر بود و سر این کار را ندانستند که این از سعادت سروریست نه از نحوست
دو برادر پس مردم متفرق شدند و جدم غمناک بحرم سرای بازگشت و پردهای خجالت
در آویخت پس چون شب شد بخواب رفتم در خواب دیدم که حضرت مسیح و شمعون و جمعی از
حواریان در قصر جدم جمع شدند و منبری از نور نصب کردند که از رفعت بر آسمان سر بلندی
مینمود و در همان موضع تعبیه کردند که جدم تخت را گذاشته بود پس حضرت رسالت پناه

محمد مصطفیٰ ؐ با وصی و داماد ش علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہ و جمعے از امامان و فرزندان بزرگوار ایشان قصر را بنور قدوم خویش منور ساختند پس حضرت مسیح ؑ بقدم ادب از روی تعظیم و اجلال باستقبال حضرت خاتم الانبیاء شتافت و دست در گردن مبارک آنحضرت در آورد پس حضرت رسالت پناہ ؐ فرمود کہ یا روح اللہ آمدہ ام کہ ملیکہ فرزند وصی تو شمعون را برائے فرزند سعادت مند خود خواستگاری نمایم و اشارہ فرمود بماہ برج خلافت و امامت امام حسن عسکری علیہ السلام فرزند آن کسے کہ تو نامہ اش را بمن دادی پس حضرت عیسیٰ ؑ نظر افگند بسوی حضرت شمعون و گفت کہ شرف دو جہانی بتو رو آوردہ است پیوند کن رحم خود را برحم آل محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین شمعون گفت کہ کردم پس ہمگی بران منبر بر آمدند و حضرت رسول ؐ خطبۂ انشا فرمودند با حضرت مسیح ؑ مرا با امام حسن عسکری ؑ عقد بستند و فرزندان حضرت رسالت پناہ حواریان گواہ شدند پس چون ازان خواب سعادت مآب بیدار شدم از بیم کشتن آنخواب را برائے پدر و جد خود نقل نکردم و این گنج راز را در سینہ پنہان داشتم و آتش محبت آن خورشید فلک امامت روز بروز در کانون سینہ ام مشتعل میشد و سرمایۂ صبر و قرار مرا بباد فنا می داد تا بحدیکہ خوردن و آشامیدن بر من حرام شد و ہر روز چہرہ کاہی میشد و بدنم میکاہید و آثار عشق نہانی در بیرون ظاہر میگردید پس در شہرہائے روم طبیبے نماند مگر آنکہ جدم برائے معالجۂ من حاضر کرد و از دوائے درد من از و سوال نمود و ہیچ سود نبخشید پس او چون از علاج درد من مایوس گردید روزی بمن گفت کہ ای نور چشم من آیا در خاطرت ہیچ آرزوئی در دنیا ہست کہ برائے تو بعمل آورم گفتم ای جد من درہائے فرج را بر روی خود بستہ می بینم اگر شکنجہ و آزار را از اسیران مسلمانان کہ در زندان تو اند رفع نمائے و بندہا و زنجیرہا را از ایشان بکشائے و ایشان را آزاد کنی امیدوارم کہ حضرت مسیح ؑ و مادرش مریم بمن عافیتی بہ بخشند پس چون چنین کرد اندک صحتی از خود ظاہر ساختم

واندک طعامی تناول نمودم پس خوشحال وشادمان شدند ودیگر اسیران مسلمانان را عزیز وگرامی داشت پس بعد از چهار ده شب در خواب دیدم که بهترین زنان عالمیان حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام بدیدن من آمد وحضرت مریم ع با ہزار کنیز از حوریان بہشت در خدمت آنحضرت اند پس مریم بمن گفت که این خاتون بہترین زنان مادر شوہر تست امام حسن عسکری ع پس من بدامن مبارکش درآویختم وگریستم وشکایت کردم که حضرت امام حسن عسکری ع بمن جفا میکند واز دیدن من ابا می نماید پس آنحضرت فرمود که فرزند من چگونه بدیدن تو آید وحال آنکه بخدا شرک می آوری وبر مذہب ترسایانی واینک خواہر مریم دختر عمران بیزاری می جوید بسوی خدا از دین تو اگر میل داری که الله تعالی وحضرت مسیح ومریم علیہما السلام از تو خوشنود گردند وحضرت امام حسن عسکری ع بدیدن تو بیاید پس بگو اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ اَبِیْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پس چون باین دو کلمہ طیبہ تلفظ نمودم حضرت سیدۃ النساء مرا بسینہ خود چسبانید ودلداری فرمود وگفت اکنون منتظر آمدن فرزندم باش که من اورا بسوی تو میفرستم پس بیدار شدم وآن دو کلمہ طیبہ را بر زبان میراندم وانتظار ملاقات آنحضرت میبردم چون شب آینده در آمد وبخواب رفتم خورشید جمال آنحضرت طالع گردید گفتم اے دوست من بعد ازان که دلم را اسیر محبت خود گردانیدی چرا از مفارقت جمال خود مرا چنین جفا دادی فرمود که دیر آمدن من نبود ولتو نبود مگر برائے آنکه تو مشرک بودی اکنون که مسلمان شدی ہر شب بنزد تو خواہم بود تا آن زمان که حق تعالی ما وترا بظاہر بیک دیگر برساند واین ہجران را مبدل بوصال گرداند پس از ان شب تا حال یک شب نگذشتہ است که درد ہجران مرا بشربت وصال خود دوا نفرماید بشیر بن سلیمان گفت که چگونہ درمیان اسیران افتادی گفت مرا خبر داد حضرت امام حسن عسکری ع در شبے از شبہا که در فلان روز جدت لشکری بجنگ مسلمانان خواہد فرستاد پس خود از عقب

ایشان خواهد رفت تو خود را در میان کنیزان و خدمتگاران بینداز بهیأتی که
ترا نشناسند و از پی جد خود روانه شو و از فلان راه برو پس چنان کردم و طلیعه لشکر
مسلمانان با ما برخوردند و ما را اسیر کردند و آخر کار من آن بود که دیدی و تا حال کسے
بجز از تو ندانسته است که من دختر پادشاه رومم و مرد پیری که در غنیمت من بحصه او
افتادم از نام من سوال کرد گفتم نرجس نام دارم گفت این نام کنیزان است بشیر
گفت که این عجب است که تو اهل فرنگی و زبان عربی را نیک میدانی گفت که از بسیاری
محبتی که جدم نسبت بمن داشت و مے خواست که مرا بیادگرفتن آداب حسنه بدارد زن
مترجمی را که زبان فرنگی و عربی هر دو میدانست مقرر کرده بود که هر صبح و شام مے آمد و
لغت عربی بمن مے آموخت تا آنکه زبانم باین لغت جاری شد بشیر گوید که چون او را
بسر من رای بردم و بخدمت حضرت امام علی نقی ع رسانیدم حضرت بکنیزک خطاب فرمود که
چگونه حق سبحانه و تعالی بتو نمود عزت دین اسلام و مذلت دین نصاری و شرف و بزرگواری
محمد و اهل بیت او را ع او گفت که چگونه وصف کنم برای تو ای فرزند رسول خدا ع چیزی را که
تو بهتر میدانی از من پس حضرت فرمود که می خواهم که ترا گرامی دارم کدام یک بهتر است
نزد تو اینکه ده هزار اشرفی بتو بدهم یا ترا بشارتی بدهم بشرف ابدی گفت بلکه بشارت
بشرف ابدی می خواهم و مال نمی خواهم حضرت فرمود که بشارت باد ترا بفرزندی که پادشاه
مشرق و مغرب عالم شود و زمین را پر از عدل و داد کند بعد از آنکه پر از ظلم و جور شده
باشد گفت که این فرزند از که بعمل خواهد آمد فرمود که از آن کسے که حضرت رسالت پناه ص
از برای او خواستگاری کرد پس از و پرسید که حضرت مسیح و وصی او ترا بعقد که در آوردند
گفت بعقد فرزند تو امام حسن عسکری ع حضرت فرمود که او را می شناسی گفت که مگر از آن
شبی که بدست بهترین زنان مسلمان شده ام شبی نگذشته است که او بدیدن من نیاید
پس حضرت کافور خادم خود را طلبید و فرمود که برو و خواهرم حکیمه خاتون را طلب کن

چون حکیمه داخل شد حضرت فرمود که این آن کنیزست که میگفتم حکیمه خاتون او را در بر گرفت
و بسیار نوازش کرد و شاد شد پس حضرت فرمود که ای دختر رسول خدا ببر او را بخانه خود
و واجبات و سنتها را او را بیاموز که او زن حضرت امام حسن عسکری ع و مادر حضرت صاحب الزمان
صلوات الله علیهما است **حدیث پنجم** مشایخ عظام ذوی الاحترام محمد بن یعقوب کلینی
و محمد بن بابویه قمی و شیخ ابو جعفر طوسی و سید مرتضی و غیر ایشان از محدثین عالیشان بسندهای
معتبر روایت کرده اند از حکیمه خاتون رضی الله عنها که روزی حضرت امام حسن عسکری ع
بخانه من تشریف آوردند و نگاه تندی به نرجس خاتون کردند پس عرض کردم که اگر
شما را خواهش او هست بخدمت شما بفرستم فرمود که ای عمه این نگاه از روی تعجب بود
زیرا که درین زودی حق سبحانه و تعالی از او فرزندی بزرگوار بیرون آورد که عالم را
پر از عدل و داد کند بعد از آنکه پر از جور و ستم شده باشد گفتم که پس بفرستم او را بنزد شما
فرمود که از پدر بزرگوارم رخصت بطلب درین باب حکیمه گوید که جامهای خود را پوشیدم
و بخانه برادرم امام علی نقی ع رفتم و چون سلام کردم و نشستم بی آنکه من سخنی بگویم حضرت
از باب اعجاز ابتدا فرمود و گفت ای حکیمه نرجس را بفرست برای فرزندم گفتم ای سید
من از برای همین مطلب بخدمت تو آمده ام که درین امر رخصت بگیرم فرمود که ای بزرگوار
صاحب برکت خدای تعالی میخواهد که ترا در چنین ثوابی شریک گرداند و بهرهٔ عظیم از خیر
و سعادت بتو کرامت فرماید که ترا واسطه چنین امری گردانید حکیمه گفت که بزودی
بخانه خود برگشتم و زفاف آن معدن فتوت و عفاف را در خانهٔ خود واقع ساختم و بعد
از چند روز آن سعد اکبر را با آن زهرهٔ منظر بخانه خورشید انور یعنی والد مطهر او بردم
و بعد از چند روز آن آفتاب مطلع امامت در مغرب عالم بقا غروب نموده و ماه برج
خلافت امام حسن عسکری ع در امامت جانشین او گردید و من پیوسته بعادت
سابق در زمان پدر بخدمت آن امام البشر میرسیدم پس روزی نرجس خاتون آمد و گفت

ای خاتون من پا دراز کن که کفش از پایت بیرون کنم گفتم توئے خاتون و صاحب من
و ہرگز نگذارم که کفش از پاے من بکشی و مرا خدمت کنی بلکه من ترا خدمت میکنم
و دست بر دیده تو می نہم چون حضرت امام علیه السلام این سخن از من شنید
گفت خدا ترا جزاے نیکو دہاد اے عمه پس در خدمت آنحضرت نشستم
تا وقت غروب آفتاب پس صدا زدم کنیز خود که بیاور جامہاے مرا تا بروم حضرت
فرمود که اے عمه امشب نزد ما باش که درین شب متولد می شود فرزند گرامی که حق تعالی
باو زنده میگرداند زمین را بعلم و ایمان و ہدایت بعد از ان که مرده باشد بشیوع
کفر و ضلالت گفتم از که ہم میرسد اے سید من و من در نرجس ہیچ اثر حمل نمے یابم
فرمود که از نرجس ہم میرسد نه از دیگرے پس برجستم و شکم و پشت نرجس را ملاحظه کردم
ہیچ گونه اثرے نیافتم پس برگشتم و عرض کردم حضرت تبسم فرمود و گفت چون صبح
میشود اثر حمل برو ظاہر خواہد شد و مثل او مثل مادر موسی علیه السلام است که
تا ہنگام ولادت ہیچ تغیرے برو ظاہر نشد و احدی بر حال او مطلع نگردید زیرا که
فرعون شکم زنان حامله را میشگافت برائے طلب حضرت موسی ع و حال این فرزند
درین امر شبیه است بحال موسی علیه السلام ۔ و در روایت دیگر اینست که حضرت
فرمود که حمل ما اوصیاے پیغمبران در شکم نمے باشد بلکه در پہلو مے باشد و از رحم
بیرون نمی آئیم بلکه از ران مادران فرود مے آئیم زیرا که ما نورہاے حق تعالی ایم
و چرک و کثافت و نجاست را از ما دور گردانیده است حکیمه گفت که بنزد نرجس
رفتم و این احوال را باو گفتم گفت اے خاتون ہیچ اثرے در خود مشاہده نمی نمایم
پس شب در آنجا ماندم و افطار کردم و نزدیک نرجس خوابیدم و در ہر ساعت
از و خبر میگرفتم و او بحال خود خوابیده بود و ہر ساعت حیرتم زیاده میشد درین
شب بیش از شبہاے دیگر به نماز تہجد برخاستم و نماز شب ادا کردم و چون بنماز

و ترسیدم نرجس از خواب رجعت و وضو ساخت و نماز شب بجا آورد و چون نظر
کردم صبح کاذب طلوع کرده بود پس نزدیک شد که در دلم شکے پدید آید از وعدہ
که حضرت کرده بود ناگاه حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام از حجرۂ خود صدا زدند
که شک مکن که وقتش در رسیده است درین حال در نرجس اضطرابی مشاہدہ کردم
پس او را در بر گرفتم و نام الٰہی برو خواندم و حضرت آواز دادند که سورۂ اِنَّا اَنزَلنَاهُ
فِی لَیلَةِ القَدرِ را برو بخوان پس از وے پرسیدم که چہ حال داری گفت ظاہر شد اثر
آنچہ مولایم فرموده پس چون من شروع کردم بخواندن سورۂ اِنَّا اَنزَلنَاهُ فِی لَیلَةِ
القَدرِ شنیدم که آن طفل در شکم با من ہمراہی میکرد در خواندن و بر من
سلام کرد و من ترسیدم پس حضرت صدا زدند که تعجب مکن از قدرت
الٰہی که حق تعالیٰ خردان ما را بحکمت گویا میگرداند و ما را در بزرگی حجت خود
ساخته در زمین پس چون کلام حضرت امام علیہ السلام تمام شد نرجس از دیدۂ
من غایب شد گویا پردۂ درمیان من و او حائل گردید پس دویدم بسوے
حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فریاد کنان حضرت فرمود که برگرد اے عمہ
که او را در جاے خود خواہی دید چون برگشتم پرده کشوده شد و در نرجس نورے
مشاہده کردم که دیده ام را خیره کرد و حضرت صاحب الامر علیہ السلام را دیدم
که رو بقبلہ بسجده افتاد بزانو و انگشتان سبابہ را بآسمان بلند کرده میگوید
اَشهَدُ اَن لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّ جَدِّی رَسُولُ اللهِ وَاَنَّ اَبِی اَمِیرُ المُؤمِنِینَ
پس یک یک امامان را شمرد تا بخودش رسید پس فرمود که اَللّٰهُمَّ اَنجِز لِی
وَعدِی وَاَتمِم لِی اَمرِی وَثَبِّت وَطأَتِی وَاملَأِ الاَرضَ بِی قِسطًا وَعَدلًا
یعنے خداوندا وعدۂ نصرت کہ بمن فرمودۂ وفا کن و امر خلافت و امامت مرا تمام کن و
[illegible] انتقام مرا از دشمنان ثابت گردان و پر کن زمین را بسبب من از عدل و داد

و در روایت دیگر چنانست کہ چون حضرت صاحب الامر متولد شد نورے از و ساطع گردید و بآفاق آسمان پہن شد و مرغان سفید دیدم کہ از آسمان بر زمین آمدند و بالہائے خود را بر سر و بدن آنحضرت میمالیدند و پرواز میکردند پس حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام مرا آواز داد کہ اے عمہ فرزند مرا در بر گیر و بسوے من بیاور پس چون بر گرفتم او را ختنہ کردہ و ناف بریدہ و پاک و پاکیزہ یافتم و بر ذراع راستش نوشتہ بود کہ جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا یعنے حق آمد و باطل مضمحل شد و محو گردید بدرستیکہ باطل مضمحل شد نیست و ثبات و بقائی ندارد پس حکیمہ گفت کہ چون آن فرزند سعادتمند را نزد پدر بزرگوارش بردم ہمین کہ نظرش بر پدر افتاد سلام کرد پس حضرت او را گرفت و زبان مبارک بر ہر دو دیدہ مبارکش مالید و در دہان و در ہر دو گوش زبان بگردانید و بر کف دست چپ او را نشانید و دست مطہر بر سر آن سرور مالید و گفت اے فرزند سخن بگو بقدرت الٰہی پس حضرت صاحب الامر استعاذہ فرمود و گفت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَ نُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِیْنَ وَ نُمَكِّنَ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَ نُرِیَ فِرْعَوْنَ وَ هَامَانَ وَ جُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَحْذَرُوْنَ ۔ و این آیہ کریمہ موافق احادیث معتبرہ در شان آنحضرت و آبائے بزرگوار او نازل شدہ است و ترجمہ ظاہر لفظش اینست کہ میخواہیم کہ منت گذاریم بر جماعتے کہ ایشان را ستمگاران در زمین ضعیف گردانیدہ اند و بگردانیم ایشان را پیشوایان دین و بگردانیم ایشان را وارثان زمین و تمکین و استیلا بخشیم ایشان را در زمین و بنمائیم بفرعون و ہامان (معاذ اللہ یعنے ابوبکر و عمر) و لشکر ہائے ایشان از ایشان آنچہ را حذر میکردند بر گشتیم

ترجمہ۔ حدیث پس حضرت صاحب الامر علیہ السلام بر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و حضرت امیر المومنین و جمیع امامان علیہم السلام صلوات فرستادہ تا پدر بزرگوار خود پس درین حال مرغان بسیار نزدیک سر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا شدند پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یکی ازان مرغان صدا زد کہ این طفل را بردار و نیکو محافظت نما و ہر چہل روز یک مرتبہ نزد ما بیاور مرغ آنحضرت علیہ السلام را گرفت و بسوے آسمان پرواز کرد و سائر مرغان نیز از عقب او پرواز کردند پس حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرمود کہ سپردم ترا بآن کسے کہ مادر موسی علیہ السلام موسی را بآن سپردہ بود پس نرجس خاتون گریان شد حضرت علیہ السلام فرمود کہ ساکت شو کہ شیر از غیر پستان تو نخواہد خورد و بزودی او را بسوے تو برمیگردانند چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام را بمادرش بر گردانیدند چنانچہ حق تعالے فرمودہ است کہ پس برگردانیدیم موسی علیہ السلام بسوے مادرش تا دیدۂ مادرش باو روشن گردد پس حضرت حکیمہ پرسید کہ این چہ مرغ بود کہ صاحب الامر را باو سپردید فرمود کہ این روح القدس ست کہ موکل ست بائمہ علیہ السلام ایشان را موفق میسگرداند از جانب خدا و از خطا نگاہ میدارد و ایشان را بعلم و حکمت زینت میدہد حکیمہ گفت کہ چون چہل روز گذشت بخدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رفتم دیدم طفلے درمیان خانہ راہ میرود گفتم اے سید من این طفل دو سالہ است حضرت علیہ السلام تبسم نمود و فرمود کہ اولاد پیغمبران و اوصیاے ایشان ہرگاہ امام باشند بر خلاف اطفال دیگر نشو و نماے کنند و یکماہہ ایشان مانند یک سالہ

دیگران ست و ایشان در شکم مادر سخن بگویند و قرآن بخوانند و عبادت پروردگار بکنند و در هنگام
شیر خوردن ملائکه فرمان ایشان ببرند و هر صبح و شام بر ایشان نازل شوند پس حکیمه فرمود
که هر چهل روز یک مرتبه بخدمت او میرسیدم در زمان حضرت امام حسن عسکری علیه السلام
تا آنکه چند روزی قبل از وفات آنحضرت او را ملازمت کردم بصورت مردی کامل مشاهده
نمودم و او را نشناختم بفرزند برادر خود گفتم که این مرد کیست که مرا میفرمائی که نزد او بنشینم فرمود
که این فرزند نرجس ست و خلیفه منست بعد از من و عنقریب من از میان شما میروم باید که
سخن او را قبول کنی و امر او را اطاعت نمائی پس بعد از چند روز حضرت امام حسن عسکری
صلوات الله علیه بعالم قدس ارتحال نمودند و من حضرت صاحب الامر صلوات الله علیه را هر
صبح و شام ملازمت می نمودم و از هر چه سوال میکردم مرا خبر میداد و گاهی می خواستم که
سوالی بکنم هنوز سوال نکرده جواب میفرمود. و در روایت دیگر چنین وارد شده است که
حکیمه گفت که بعد سه روز از ولادت حضرت صاحب الامر مشتاق لقای آنحضرت شدم و رفتم
بخدمت حضرت امام حسن عسکری علیه السلام و پرسیدم که مولای من کجاست فرمود که سپردم
او را بآن کس که از تو و ما احق و اولی بود و چون روز هفتم شود بیا نزد ما چون روز هفتم شد
رفتم گهواره دیدم بسر گهواره دویدم مولای خود را دیدم چون ماه شب چهاردهم و بر روی
من می خندید و تبسم میفرمود پس حضرت آواز دادند که فرزندم را بیاور چون بخدمت آنحضرت
رفتم زبان در دهانش گردانید و فرمود که سخن بگو ای فرزند حضرت صاحب الامر شهادتین
فرمود و صلوات بر حضرت رسالت پناه و سائر ائمه علیهم السلام فرستاد و بسم الله گفت و
آیت که گذشت تلاوت نمود پس حضرت امام حسن عسکری علیه السلام فرمود که بخوان ای فرزند
از آنچه حق سبحانه و تعالی بر پیغمبرانش فرستاده است پس ابتدا کرد و صحف آدم را بزبان سریانی
خواند و کتاب ادریس و کتاب نوح و کتاب هود و کتاب صالح و صحف ابراهیم و توریت موسی
علیه السلام و زبور داود و انجیل عیسی علیه السلام و قرآن جدم محمد مصطفی صلوات الله علیه

وعلیهم اجمعین همه را خواندم پس قصصهای پیغمبران را یاد کرد پس حضرت امام حسن عسکری علیه السلام
فرمود که چون حق تعالی مهدی این امت را بمن عطا فرمود دو ملک فرستاد که او را بسراپردهٔ
عرش رحمانی بردند پس حق تعالی باو خطاب نمود که مرحبا بتو ای بندهٔ من ترا خلق کرده ام برای
یاری دین خود و اظهار امر شریعت خود و توئی هدایت یافته از بندگان من قسم بذات مقدس خود
می خورم که بطاعت تو ثواب میدهم و بنافرمانی تو عقاب میکنم مردم را و بسبب شفاعت و هدایت
تو بندگان را می آمرزم و بمخالفت تو ایشان را عذاب میکنم ای دو ملک برگردانید او را بسوی
پدرش و از جانب من سلام برسانید و بگوئید که او در پناه و حفظ و حمایت منست او را از شر
دشمنان حراست و محافظت می نمایم تا هنگامی که او را ظاهر گردانم و حق را باو برپا دارم و باطل
را باو سرنگون سازم و دین حق برای من خالص باشد و از نسیم خادم امام حسن عسکری
علیه السلام منقول ست که در ساعتی که حضرت صاحب الامر علیه السلام متولد شد عطسه کرد و
فرمود که اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ پس فرمود که ظالمان گمان
میکنند که حجت الهی را باطل و ضائع میتوانند کرد وقتی که رخصت فرماید حق تعالی ما را در سخن
گفتن هر آئینه شکها برطرف شود و چون یک شب از ولادت آنحضرت علیه السلام گذشت من در
خدمت آنحضرت عطسه کردم فرمود یرحمک الله من خوشحال شدم پس فرمود که میخواهی که ترا
در عطسه بشارتی بدهم گفتم بلی فرمود که امانست از مرگ تا سه روز۔ خلاصه مضمون حدیث
چوتھی کا یہ ہے کہ دو شیخ بزرگوار شیخ محمد بن بابویہ قمی اور شیخ ابو جعفر طوسی رحمۃ اللہ علیہما
کتاب غیبت میں بسند معتبر بشیر بن سلیمان بردہ فروش سے جو کہ ابو ایوب انصاری اور
شیعان خاص امام علی نقی علیہ السلام و امام حسن عسکری علیہ السلام سے تھے اور مقام
شہر سُرّ من رای میں امام صاحب کے ہمسایہ میں رہتے تھے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز کافور
غلام حضرت امام علی نقی علیہ السلام کا میرے مکان پر آکر مجھکو بلا لیگیا جب میں امام صاحب
کی خدمت میں جا کر حاضر ہوا آپنے فرمایا کہ تم اولاد انصار سے ہو اور محبت و صحبت ہم اہل بیت کی

ہشتم وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آج تک تم لوگون مین چلی آتی ہے اسواسطے ہم تمکو ایک بزرگی اور فضیلت پر مامور کرتے ہین جسکے انجام کرنے سے تم ہماری ولایت مین تمام ہمارے شیعون پر سبقت لیجاؤگے وہ یہ ہے کہ تمکو ایک راز مخفی پر اپنے مطلع کرتے ہین اور ایک لونڈی کے خرید کرنیکو روانہ کرتے ہین پس یہ کہکر حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے ایک نامہ پاکیزہ خط انگریزی لغت انگلش مین تحریر فرماکر اپنی مہر و دستخط شریف سے اوس نامہ کو مزین فرمایا اور ایک تھیلی جسمین دو سو بیس اشرفی تھی مکان مین سے لاکر نامہ و تھیلی اشرفی کی مجھکو دیکر حکم دیا کہ بغداد مین پہونچکر بوقت دوپہر فلان روز فلان پل پر حاضر ہو۔ پس جس وقت کشتی قیدیونکی کنارے پر پہونچیگی تو ایک جماعت لونڈیونکی تم اوس کشتی مین دیکھوگے اور ایک جماعت خریدارون اور وکیلون امرائے بنی عباس کی اور کچھ لوگ جوانان عرب کو جو واسطے خریداری کے موجود ہونگے دیکھوگے پس تم دور سے عمرو بن یزید بردہ فروش کو دیکھتے رہنا تاوقتیکہ وہ فلان ہیئت و فلان صورت کی لونڈیکو جو دو جامے سوتی حریر کے پہنے ہو نکالی اور وہ لونڈی خریدارون کے نظر کرنے اور ہاتھ لگانے سے نفرت ظاہر کریگی اور پردہ کے اندر سے رومی آواز سنوگے۔ پس معلوم کرنا کہ زبان رومی مین کہتی ہے کہ افسوس میرے عفت کا پردہ چاک ہوا یہ آواز سنکر ایک خریدار کہیگا کہ مین تین ہزار اشرفی اس لونڈی کی قیمت دیتا ہون کیونکہ اس لونڈی کی عفت نے مجکو خرید کرنے پر راغب کیا۔ پس وہ لونڈی لغت عربی مین اوس خریدار سے کہیگی کہ اگر تو مثل حضرت سلیمان بن داؤد کے اپنی شوکت ظاہر کرے اور بادشاہی پاوے تب بھی مجکو تیری طرف رغبت نہوگی اپنے مال کو میری خرید کرنے مین ضائع مت کر یہ بات سنکر عمرو بن یزید بردہ فروش کہیگا کہ مین تیرا کیا علاج کرون کہ کسی خریدار سے رضامند نہین ہوتی اور مجھے ضرور فروخت کرنا ہے۔ پس وہ لونڈی جواب دیگی کہ کیون ایسی عجلت کرتا ہے عنقریب میرا خریدار بھی آتا ہے جسکی وفاداری اور دیانت پر میرا دل رغبت کریگا جب یہ آواز تیرے کان مین پہونچے مالک لونڈی کے

پاس جاکر بیان کر کہ ایک نامہ میرے پاس ہے جسکو ایک رئیس مدشریف نے بخط فرنگی و خط
انگریزی نہایت مہربانی سے لکھا ہے وہ بیان کرکے نامہ اوس لونڈی کو دینا کہ پڑہے اور
یہ بہی کہنا کہ اگر صاحب نامہ کو تو پسند کرے تو اونکی طرف سے مین تجھکو اونکے واسطے خرید
کروں بشیر بن سلیمان کہتے ہین کہ جو کچھ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا تھا
سب بے کم و کاست ظاہر ہوا اور جو کچھ مجھے ارشاد کیا تھا اوسپر مینے عمل کیا مین
جسوقت لونڈی نے نامہ کو دیکھا بہت روئی اور عمرو بن یزید بردہ فروش سے کہا
کہ مجھکو نامہ لکھنے والے کے ہاتھ فروخت کر اور سخت قسمین کہائین کہ اگر مجھکو اس خریدار
کے ہاتھ نہ فروخت کیا تو اپنے کو ہلاک کر ڈالونگی غرض بشیر بن سلیمان بردہ فروش
نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی طرف سے بعد گفت و شنید ورد و بدل اوسی دوسو
بیس اشرفی پر جو امام صاحب نے دی تہین عمرو بن یزید بردہ فروش سے لونڈی کو
خرید کیا اور لونڈی نہایت خوش ہوئی اور مین لونڈی کو ہمراہ اپنے بغداد مین جہان
مقیم تھا لایا جب لونڈی اوس مکان مین جہان مین ٹھہرا تھا پہونچی حضرت امام صاحب
کے نامے کو نکال کر کبھی تو چومتی تہی اور گاہے آنکھون مین لگاتی تہی اور کبھی منہ سے ملتی اور
گاہے سر پر رکھتی تہی مینے یہ حالت دیکھکر کہا کہ ہنوز نامہ لکھنے والے کو تو نے دیکھا نہین
اور نامہ سے یہ محبت ہے لونڈی نے کہا اے عاجز کم معرفت فرزندان اور اوصیان پیغمبر کی
بزرگی سننے کو گوش دل اپنا میری طرف مخاطب کر تو احوال اپنا تجھے سناؤن مین ملکہ
دختر یشوع فرزند قیصر بادشاہ روم کی ہون اور مان میری اولاد شمعون بن حمون الصفا
وصی حضرت عیسی ع کی ہے عجیب و غریب میرا واقعہ ہے ذرا گوش دل سے دہیان لگاکر
سن میرے جد قیصر نے چاہا تہا کہ میرا عقد اپنے بہائی کے فرزند سے کرے جب مین
تیرہ برس کی تہی غرض کہ اپنے محل مین اولاد حواریان عیسی ع کو جمع کیا اور علماے
انصاری اور اونکے شاگردان تین سو جمع ہوئے اور سات سو امرا اور چار ہزار سرداران

درباری اور لشکری موجود ہوئے اور تخت شاہی جسکے چالیس پایے تھے انواع اقسام کے جواہرات سے مرصع کیا تھا اور ہر ایک پایے پر بتون اور چلیپون کو کہڑا کرکے نوشہ کو تخت پر بٹھایا پس خلیبون نے انجیل ہاتھون مین لیکر جیسے پڑہنا شروع کیا تمام بت اور چلیپا سرنگون زمین پر گر پڑے اور پایے تخت کے ٹوٹ گئے اور نوشہ بے ہوش ہوگیا پس اس واقع سے رنگ خلیبون کا زرد ہوا اور بدن کانپنے لگے ایک بزرگ نے میرے جد سے کہا کہ اے بادشاہ ایسے کام سے ہمکو معاف کر جسکے سبب سے یہ نحوست ظاہر ہوئی ہے جو دلالت کرتی ہے اسبات پر کہ دین مسیحی عنقریب زایل ہو جائیگا پس میرے جد نے اس امر کو فال بد جانا اور علمائے نصاریٰ سے کہا کہ اس تخت کو از سر نو دوبارہ قایم کرو اور چلیپون کو اونکی جگہہ پر رکھو اور اس نوشہ برگشتہ روزگار بدبخت کے بہائی کو بلاؤ اس دختر کا نکاح اوسکے ساتہ کرونگا اور اس نوشہ کی نحوست کو اوسکے بہائی کے اقبال سے دفع کرونگا پس جب سامان درست کرکے دوسرے نوشہ کو تخت پر بٹھایا اور سب لوگ انجیل پڑہنے لگے وہی حالت پہلے پھر ہوئی اور اوسکی بھی نحوست مثل اوسکے وقوع مین آئی لیکن اس بھید کو کسی نے نہ جانا کہ یہ سعادت سروری ہے نہ نحوست دونون بھائیون کی۔ پس سب لوگ واپس گئے اور میرا باپ غمگین مکان مین آیا اور پردہ خجالت کے لٹکا کر سو رہا جب دوسری رات ہوئی اور مین سوئی خواب مین مینے دیکھا کہ حضرت مسیح ؑ و شمعون و جمیع حواریین میرے باپ کے محل مین جمع ہوئے اور ایک منبر نور سے نصب کیا کہ بلندی مین آسمان پر فوق رکھتا تھا اور یہ منبر اوسی جگہہ تھا جہان میرے باپ نے تخت نصب کیا تھا پس حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ساونکے داماد حضرت علی علیہ السلام اور تمامی ایمہ اور فرزندان اون کے تشریف لائے اور حضرت مسیح علیہ السلام نے نہایت ادب اور تعظیم سے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا اور حضرت سے معانقہ کیا پس آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا روح اللہ مین اسواسطے آیا ہون کہ آپ کے وصی شمعون کی دختر ملکہ نرگس کو اپنے فرزند سے نامزد کردن اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا پس حضرت مسیح ع نے یہ بات سنکر طرف حضرت شمعون کے نظر کی اور فرمایا کہ یہ شرف دارین کا تمکو حاصل ہوا پس پیوند کرو رحم اپنے کو رحم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شمعون نے قبول کیا پس جمیع حضرات منبر پر تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور حضرت مسیح ع نے عقد نکاح پڑہا اور فرزندان حضرت رسالت پناہ معہ حواریون کے گواہ ہوئی۔ پس جب مین اوس خواب سے بیدار ہوئی مارے ڈرکے مینے اپنے والدین سے نہ بیان کیا کہ مجھکو قتل کر ڈالین گے اور اس راز کو پوشیدہ کیے رہے اور آتش فراق اوس آفتاب فلک امامت سی جلتی بھنتی رہی صبر و شکیبائی نے مجھسے کنارا کیا حتی کہ خورد و خواب سب حرام ہوا اور روز بروز لاغر ہونے لگی کوئی حکیم اور طبیب میرے باپ کی سلطنت مین باقی نہ رہا جسنے میرا علاج نہ کیا ہو جب میرے علاج سے مایوسی ہوئی ایک روز میرے باپ نے مجھسے کہا کہ اے نور چشم دختر میری کوئی آرزو تیرے دلمین ہو تو بیان کر کہ اوسکو مین پوری کردون مینے جواب دیا کہ اے پدر بزرگوار میرے مینے تمام عیش و عشرت خورد و نوش جہان سے کنارہ کیا ہے کسی شئے کی میرے دل مین خواہش نہین ہے ہان ایک آرزو رکہتی ہون وہ یہ ہے کہ قیدیان اہل اسلام کو اگر تم رہا کرو تو کیا عجب ہے جو حضرت مسیح اور ان کی والدہ حضرت مریم انکی رہائی سے مجھے صحت عطا فرمائین پس جسوقت میرے باپ نے قیدیان مسلمانان کو رہا کیا کسیقدر مینے صحت اپنی ظاہر کی اور تہوڑا کہانا بہی کہایا میرا باپ یہ حالت دیکھکر نہایت خوش ہوا اور جسقدر مسلمان قیدی تھے اون سب کو اوس نے چھوڑ دیا اور پندرہ روز کے عرصے مین مین بالکل تندرست ہوگئی اور پہر جو سوئی تو حضرت فاطمہ زہرا کو مینے خواب مین دیکہا کہ میرے دیکھنے کو تشریف لائی ہین او رحضرت مریم

ایک ہزار حوران بہشتی اونکے ہمراہ ہین پس حضرت مریم نے مجھسے فرمایا کہ یہ خاتون بہترین زنان تمہارے شوہر کی والدہ ماجدہ ہیئے تمہاری ساس ہین پس مینے اونکے دامن مبارک کو پکڑا اور رونے لگی اور شکایت کی کہ حضرت امام حسن عسکری ؑ مجھپر نہایت جفا کرتے ہین اور اپنی صورت نہین دکہاتے حضرت سیدہ نے فرمایا بہلا کیونکر ہوسکتا ہے کہ میرا فرزند تمہارے دیکھنے کو آوے کہ تم خدا کے ساتھ شرک کرتی ہو اور مذہب ترسایان کا رکہتی ہو اور یہ بہن مریم دختر عمران بہی تم لوگون سے اپنی بیزاری ظاہر فرماتے ہین اگر تجھکو خواہش میرے فرزند کی ہے تو اس دین سے توبہ کر جسمین خوشی حق تعالی و حضرت مسیح و مریم کی ہے اور حضرت امام حسن عسکری تیرے دیکھنے کو آئین پس کہو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ اَبِیْ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ پس جسوقت مینے یہ دونون کلمے کہے حضرت سیدہ نے مجھکو اپنے سینے سے لگا لیا اور میری دلداری فرمائی اور فرمایا اب منتظر میرے فرزند کے آنیکی رہنا اور مین اپنے فرزند کو تیرے پاس روانہ کرونگی پس مینے اون دونو کلمون کو ورد زبان کیا جب رات ہوئی تو حضرت امام حسن عسکری ؑ کو مینے خواب مین دیکہا اور کہا اے یار میرے دل کو اپنی محبت مین گرفتار کرکے کیون اسقدر جفا کرتے ہو حضرت امام نے فرمایا کہ مین تیرے پاس اسوجہ سے نہین آتا تہا کہ تو مشرک تہی اب چونکہ مسلمان ہوگئی ہے ہر شب تیرے پاس آیا کرونگا جبتک خدا یتعالی مجھکو اور تجھکو باخود بظاہر مین نہ ملائیگا اور اس مفارقت کو وصال سے نہ بدلیگا پس اوسی رات سے کوئی رات ایسی نہین گذری کہ حضرت امام نے اپنے وصال سے محروم رکہا ہو۔ بشیر بن سلیمان نے کہا کیونکر تم قیدیون مین گرفتار ہوئین جواب دیا کہ مجھکو حضرت امام ؑ نے خبر دی تہی کہ ایک شب فلان روز تمہارا باپ مسلمانون کے ساتھ جنگ کرنیکو لشکر روانہ کریگا اور آپ بعد اونکے روانہ ہوگا تم بہی ہمراہ لونڈیون کے چلے آنا چنانچہ مینے ویسا ہی کیا جب مسلمانون کے لشکر کا مقابلہ ہوا اون لوگون نے ہملوگون کو گرفتار کیا اور اس حالت کو پہونچی

جو مجھے اپنی آنکھون سے دیکھی اور ابتک سوائے تمہارے کوئی میرے حال سے واقف نہین
ہوا ہی کہ مین دختر بادشاہ روم کی ہون اور جس شخص کے مین حصے مین آئی اوسنے میرا نام دریافت
کیا مینے کہا کہ میرا نام نرجس ہے اوسنے کہا یہ نام لونڈیونکا ہی بشیر نے کہا تعجب ہی کہ تم فرنگن ہوکر
عربی زبان جانتی ہو نرجس نے کہا میرے باپ نے میرے واسطے ایک عورت ایسی نوکر رکھی تھی
جو عربی بھی خوب جانتی تھی اوس سے مینے عربی زبان سیکھ لی بشیر کہتے ہین کہ جب مین نرجس
کو سُرمن راے مین لایا اور حضرت امام علی نقی ؑ کی خدمت مین پہونچایا حضرت امام نے
نرجس سے فرمایا کہ کسطرح حق سبحانہ تعالی نے عزت دین اسلام و ذلت دین نصاری کی اور شرف
و بزرگی محمد اور اونکی آل کی تجھکو دکھائی نرجس نے کہا کسطرح مین آپکی تعریف کرون اے فرزند
رسول خدا صلعم جسے کو آپ مجھسے بہتر جانتے ہین پس حضرت امام نے فرمایا کہ ہم چاہتے ہین کہ تمہاری
بزرگی کرین ایسی چیز سے جو تمہارے نزدیک بہتر ہو آیا دس ہزار اشرفی تمکو دون یا بشارت ابدی
دون نرجس نے کہا مین بشارت ابدی چاہتی ہون مال نہین چاہتی حضرت امام نے فرمایا بشارت
ہو تجکو ایسے فرزند کی جو بادشاہ مشرق و مغرب کا ہوگا اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا
بعد از انکہ ظلم اور ستم سے بھر گئی ہو نرجس نے کہا یہ فرزند کس سے پیدا ہوگا حضرت امام نے فرمایا
اوس شخص سے کہ حضرت رسالت پناہ نے جسکے واسطے خواستگاری کی تھی بعد ازان اپنے نرجس سے
دریافت کیا کہ حضرت مسیح ؑ اور اونکے وصی نے تمہارا نکاح کس سے کیا تھا نرجس نے جواب دیا
کہ آپکے فرزند امام حسن عسکری ؑ سے حضرت امام نے فرمایا کہ ایسا نہین ہوا جو ہمنے نہ دیکھا ہو
بعد ازان حضرت امام علی نقی ؑ نے اپنے غلام کافور کو بلا کر فرمایا کہ جاؤ اور ہماری ہمشیر حضرت
حکیمہ خاتون کو بلا لاؤ جب حضرت حکیمہ تشریف لائین امام صاحب نے فرمایا کہ اے بہن یہ وہی لونڈی
ہے جسکے واسطے ہمنے کہا تھا حکیمہ نے نرجس کو آغوش مین لیکر بہت محبت ظاہر کی اور خوش ہوئین
حضرت امام صاحب نے فرمایا اے دختر رسول خدا صلعم اسکو اپنے مکان لیجاؤ اور واجبات اور سنت تعلیم کرو
کہ یہ بی بی حضرت امام حسن عسکری ؑ اور والدہ حضرت امام مہدی علیہما السلام کی ہین

بیان ولادت حضرت امام مہدی علیہ السلام

خلاصہ حدیث پانچوین کا یہ ہے مشایخ عظام ذوی الاحترام محمد بن یعقوب کلینی و محمد
بن بابویہ قمی و شیخ ابوجعفر طوسی و سید مرتضی وغیرہ محدثین عالیشان بسند ہای معتبر
حضرت حکیمہ خاتون سے روایت کرتے ہین کہ ایک روز حضرت امام حسن عسکری عم
میرے مکان مین تشریف لائی اور تند نگاہ سے نرجس خاتون کیطرف دیکھا مینے یہ بات
دیکھکر عرض کی کہ اگر آپکو خواہش انکی ہے تو آپکی خدمت مین بہیجدون آپنے فرمایا ای
پہوپہی جان یہ نگاہ از روی تعجب کی تہی کیونکہ خداوند تعالی عنقریب اوس سے ایسا
فرزند پیدا کریگا جو تمام عالم کو عدل و انصاف سے سرسبز کریگا ایسے وقت مین کہ جہان
ظلم و ستم سے بہرا ہوا ہوگا۔ پس حضرت حکیمہ نے کہا نرجس کو آپکی خدمت مین پہونچا دون
آپنے ارشاد فرمایا کہ میرے والد ماجد سے اس امر مین اول دریافت کر لو حضرت حکیمہ
کہتے ہین کہ مینے کپڑے اپنے پہنے اور بہائی امام علی نقی علیہ السلام کے مکان گئی اور سلام
کرکے بیٹھ گئی قبل اسکے کہ مین کچہہ عرض کرون آپنے اپنے اعجاز سے فرمایا کہ ای بہن حکیمہ
نرجس کو امام حسن عسکری کے مکان پہونچا دو مینے عرض کیا ای سید مین تو خاص اسی
غرض سے اسوقت حاضر ہوئی ہون کہ آپ سے اس امر مین اجازت طلب کرون حضرت نے
فرمایا اے ہمشیرہ مہربان صاحب برکت خدا تعالی چاہتا ہے کہ تمکو بہی اس ثواب عظیم
مین شریک کرے اور حصہ بزرگ خیر و سعادت کا تمکو عطا فرماوے کیونکہ تمکو ایک وسیلہ
اس کام کے انجام دینے کا بنایا ہے حکیمہ کہتے ہین کہ مین فورًا اپنے مکان کو لوٹی اور سامان
زفاف اوس معدن فتوت و عفاف کا اپنے مکان مین کیا بعد چند روز کے اوس سعد
اکبر کو اس زہرۂ منظر کے ساتہہ مکان ہین خورشید انور مینے اونکے والد بزرگ کے لوالائی
بعد چند روز کے اوس آفتاب مطلع امامت نے مغرب عالم بقا مین غروب فرمایا اور ساہ

بعہد خلافت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام عہدۂ امامت پر اونکے جانشین ہوئے۔
مین ہمیشہ موافق عادت کے خدمت مین اون امام البشر کے جایا کرتی تھی ایک روز نرجس
خاتون نے مجھسے کہا اے میری خاتون قدم آگے بڑہائیے کہ مین آپکے قدمون سے کفش اوتارون
مینے کہا تم خود میری خاتون و صاحب ہو مجھسے ایسا ہرگز ہرگز نہوگا کہ اپنی کفش اوتروا لونگی
اور خدمت لون بلکہ مین آپکی خدمت کرنا چاہتی ہون اور آپکا احسان اپنی آنکھون پر
رکھتی ہون جس وقت میرا یہ کلام حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے سُنا فرمایا اے
پھوپی خدا تمکو جزای نیک دے غرض مین آپکی خدمت مین آفتاب غروب ہونے تک بیٹھی
رہی جب آفتاب غروب ہوگیا مینے اپنی خادمہ سے کہا کہ میرا جامہ لاؤ اپنے مکان جاؤن
حضرت نے فرمایا ای پھوپھی جان آج کی رات ہمارے یہان رہ جاؤ آج ہمارے فرزند
گرامی تولد ہوگا جسکے سبب سے اللہ تعالی زمین کو علم ہدایت سے زندہ کریگا بعد مردہ
ہوجانیکے بسبب ظاہر ہونے کفر و ضلالت کے۔ مینے کہا اے میرے سید کس سے فرزند پیدا ہوگا
کیونکہ مین تو نرجس مین کوئی علامت حمل کی نہین پاتی ہون۔ آپنے فرمایا کہ اسی نرجس خاتون
سے پیدا ہوگا یہ سنکر مین اوٹھی اور نرجس کے شکم اور پشت کو دیکھا کوئی علامت نہ پائی واپس
آکر حضرت امام علیہ السلام سے بیان کیا آپ ہنسے اور فرمایا کہ صبح ہوتے اون پر علامت حمل
کی ظاہر ہوگی کیونکہ اونکی مثال مثل مادر حضرت موسی علیہ السلام کے ہے کہ وضع حمل تک
کوئی علامت حمل کی ظاہر نہوئی تھی اور کوئی اونکے حمل سے واقف نہ تھا کس واسطے کہ فرعون
شکم عورتون کا چاک کراتا تھا حضرت موسی علیہ السلام کی تلاش مین اور اس فرزند کا
بھی ویسا ہی حال ہے۔ اور دوسری روایت مین ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام
نے فرمایا کہ حمل ہم اوصیای پیغمبرون کا شکم مادر مین نہین رہتا ہے بلکہ پہلو مین رہتا ہے
اور ہم لوگ رحم مادر سے پیدا نہین ہوتے ہین بلکہ ران مادر سے پیدا ہوتے ہین کیونکہ ہم نور
حق تعالی کے ہین چرک و کثافت و نجاست سے ہمکو پاک رکھتا ہے۔ حضرت حکیمہ بیان

کرتے ہین کہ مین پاس نرجس کے گئی اور کل کیفیت بیان کی نرجس نے کہا اے خاتون
مجھکو کوئی علامت حمل کی اپنے مین معلوم نہین ہوتی غرض رات کو مین وہین رہی
اور کہانا بہی وہین کہایا اور نرجس کے پاس سو رہی لیکن ہر ساعت خبر لیتی رہی نرجس
اپنی حالت اصلی پہ سوتی رہین اور مجھکو ہر ساعت حیرت زیادہ ہوتی تہی جتنی کہ اوس رات
بہ نسبت اور راتون کے مین جلدی واسطے نماز تہجد کے اوٹھی اور نماز ادا کی جسوقت
نماز وتر کی پڑہنے لگی نرجس بہی اوٹھین اور وضو کرکے نماز تہجد پڑہنے لگین مینے
آسمان کیطرف جو نظر کی تو صبح کاذب کے آثار نظر پڑے قریب تہا کہ میرے دلمین شبہ
گذرے اوس وعدہ سے کہ حضرت نے فرمایا تہا کہ دفعتاً حضرت امام حسن عسکری
علیہ السلام نے اپنے حجرے سے آواز دی کہ اے پہوپہی جان شک اور شبہہ مت کرو عنقریب
وہ وقت آیا جاتا ہے پس فوراً نرجس مین مینے تغیر حال پایا اور اونکو مینے اپنے اغوش
مین لگایا اور اسم باری تعالی جلشانہ پڑہ کر دم کرنا شروع کیا اس عرصے مین حضرت
امام نے آواز دی کہ اے پہوپہی جان سورہ اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ پڑہ کر
دم کرو مینے نرجس سے دریافت کیا کہ کیا حال ہے نرجس نے جواب دیا کہ جو کچھ میرے
مولا نے فرمایا تہا وہ علامت آپہونچی پس جسوقت مینے سورہ اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ
لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ پڑہنا شروع کیا میرے کان مین آواز آئی کہ وہ لڑکا بہی شکم مین سے میرے
ساتہہ پڑہتا ہے (مؤلف اے صاحب تو ہیچ بی زبان تہا مئی شکم میا زچرک چہ معنی دارد
پہلوسے یاران سے پڑہتا ہے) اور مجھکو سلام کیا مین ڈری حضرت نے آواز دی کہ اے
پہوپہی تعجب مت کرو قدرت الہی سے حق تعالی ہمارے بچون کو گویا کرتا ہے اور ہمکو
دنیا مین اوسنے ساتہہ بزرگی کے اپنی دلیل اور حجت بنائی ہے پس جسوقت کلام حضرت
امام کا ختم ہوا نرجس میری نظرون سے غائب ہوگئین گویا میرے اور اون کے
درمیان مین پردہ تہا مین فریاد کرتی ہوئی حضرت امام کیطرف دوڑی اپنے [illegible]

ای پھوپھی جان لوٹ جاؤ اوسکو اوسکی جگہہ پر پاؤ گی جب مین لوٹی تو اپنی جگہہ پر پایا اور نرجس کو دیکھتے تھی تو میری نظر اونکی طرف نہ ٹھہرتی تھی اور حضرت امام مہدی کو بیٹھے دیکھا کہ رو بقبلہ سجدہ مین ہین اور کلمہ کی اونگلی کو آسمان کی طرف اوٹھائے ہوئے کہتے ہین اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ جَدِّیْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاَنَّ اَبِیْ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ بعد ازان ہر ایک امام کو یاد کیا جب اپنے نوبت آئی تو فرمایا کہ اَللّٰھُمَّ اَنْجِزْ لِیْ وَعْدِیْ وَاَتْمِمْ لِیْ اَمْرِیْ وَثَبِّتْ وَطْاَتِیْ وَامْلَاْ الْاَرْضَ بِیْ قِسْطًا وَّعَدْلًا یعنے اے رب جو مجھسے وعدہ فتح و نصرت کا کیا ہے وفا کر اور امر خلافت و امامت کا میرا تمام کر اور غلبہ میرے انتقام کا دشمنون سے ثابت کر اور آباد کر زمین کو میرے عدل و انصاف سے (مولف واہ حضور جتنی دعا مانگی خاص اپنے لیے سینہ کی خطا تو ظاہر تھی کہ کبھی عرضی نہ روانہ کرینگے لیکن مومنین پاک کو دعا مین کیون نہ شریک کیا اونکے عرائض تو برابر بسبیل گنگا مائی اور جمنا مائی روانہ ہوا کرتے ہین پنجتن پاک نے اپنے اپنے نصف نصف حسنات حضرات مومنین کو عطا فرمائی آپنے دو کلمہ خیر سے کیون یاد نہ فرمایا) اور دوسری روایت مین ہے کہ جسوقت حضرت صاحب الامر تولد ہوئی ایسا نور اونسے نکلا کہ آسمان تک پھیلگیا اور مرغ سفید دکھائی دیے کہ آسمان سے زمین پر آتے ہین اور اپنے بال آپکے سر اور منھہ پر ملتے ہین اور اوڑ جاتے ہین بعد ازان حضرت امام حسن عسکری ع نے حضرت حکیمہ خاتون کو آواز دی کہ اے پھوپھی جان میرے فرزند کو میرے پاس لاؤ جسوقت مینے اوٹھایا تو مختون اور ناف بریدہ پایا اور داہنے بازو پر لکھا تھا جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا۔ یعنے حق آیا اور باطل مضمحل و محو ہوا بتحقیق باطل مضمحل ہونے والا ہے اور ثبات و بقا نہین رکھتا۔ پس حکیمہ بیان کرتے ہین کہ جسوقت مین اوس فرزند سعادت مند کو اون کے باپ کے پاس لیگئی جیسے

بچے کی نظر اپنے والد ماجد پر پڑی فوراً سلام کیا اور حضرت نے بچے کو لیکر اپنی زبان مبارک بچے کے آنکھوں پر ملا اور دہان میں اور دونوں کانوں میں ڈالکر گود میں اور کف دست چپ پر بٹھا کر اپنا دست مبارک بچے کے سر پر پھیر کر فرمایا کہ اے فرزند جان بحکم الٰہی سے اپنے والد سے باتیں کرو پس حضرت صاحب الامر نے استعاذہ فرما کر کہا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ اور یہ آیت کریمہ موافق احادیث معتبرہ کے شان میں آنحضرت اور آپ کے آباء کی نازل ہوئی ہے اور ترجمہ لفظی اسکا یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ احسان کروں ایک جماعت پر کہ جنکو ظالموں نے دنیا میں کمزور کیا کروں میں اونکو پیشوا دین کا اور وارث زمین کا اور دیدبہ اور غلبہ دوں اونکو زمین پر اور دکھاؤں فرعون و ہامان کو یعنے (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد ابوبکر و عمر اور اون کے لشکروں کو اونہیں اماموں سے جنسے انکو پرہیز تھا (مولف اے بے انصافو اہل بیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تو در پردہ لونڈی بچہ بنا رہے ہو اور اصحاب نبی رضوان اللہ علیہم کو صاف صاف برا کہتے ہو کچھ تمکو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم بھی ہے یا نہیں اور دعوی یہ کہ ہم شیعان اہل بیت ہیں اللہ تمکو ہدایت دے) پس حضرت صاحب الامر نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت امیر المومنین و تمام ائمہ علیہم السلام پر اپنے والد ماجد تک درود پڑھی اور یہاں پر بھی بہت مرغ سر مبارک کے قریب موجود ہوئی حضرت امام حسن عسکری ؑ نے ایک مرغ کو آواز دی کہ اس فرزند کو بحفاظت اوٹھا لیجاؤ اور چالیسویں روز ہمارے پاس واپس لانا مرغ بچے کو لیکر آسمان پر اوڑ گیا اور دیگر مرغ بھی اوسکے بعد پرواز کر گئے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا اے فرزند میں نے تجھکو

اونکے سپرد کیا جسطرح حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ نے حضرت موسی علیہ السلام
کو کیا تھا (مولف حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ نے حضرت موسی علیہ السلام کو
بخوف فرعون جسنے صرف موسی علیہ السلام کی جستجو مین ہزارون بچون کو ہلاک
کرڈالا تھا ایک صندوق مین رکھکر محض بحفاظت خدا رودنیل مین بہادیا تھا) اور
حضرت امام صاحب کے لینے کو روح القدس مرسل رب العالمین تشریف لائے ہین
اور شیر اپنی مادر مہربان کا نوش فرمائینگے - چہ نسبت خاک را با عالم پاک ؎
وہ صحرا میں یہ جاتے ہین با فلاک ؎ پس حضرت نرجس خاتون رونے لگین حضرت
امام نے فرمایا خاموش رہو وہ تمہارا ہی پئین گے اور جلدی واپس لائین گے
جسطرح سے حضرت موسی علیہ السلام کو اونکی والدہ کے پاس لائے تھے جسطرح سے
اللہ تعالی فرماتا ہے کہ لوٹا دیا ہمنے موسی علیہ السلام کو طرف اونکی ماں کے جسمین اوسکے
ماں کی آنکھین روشن ہون حضرت حکیمہ نے دریافت کیا حضور یہ مرغ کون تھے جنکے
سپرد آپنے صاحب الامر کو کیا امام صاحب نے فرمایا یہ روح القدس تھے (مولف کہتا ہے
کیون شہو عبد اللہ بن سبا یہان تیرا عقدہ خوب حل ہوا) جو موکل کئے گئے ہین
ائمہ پر واسطے توفیق دینے نیک کامون کے جانب خدا سے اورنگاہ رکھنے کو خطا سے
اور واسطے تعلیم علم و حکمت کے (مولف کہتا ہے کہ اے صاحب تو یہ کہیے علم ماکان
و مایکون کا ایمہ کو حاصل ہوتا ہے) حضرت حکیمہ سے روایت ہی کہ بعد چالیس روز کے
مین حضرت امام کی خدمت مین حاضر ہوئے دیکھا کہ ایک لڑکا مکان مین گہومتا ہے
مینے کہا اے سید میرے یہ لڑکا تو دو برس کا ہے حضرت ہنسے اور فرمایا اولاد پیغمبرون
اور اونکے اوصیاؤن کی جو امام ہوتے ہین بہ نسبت اور لڑکون کے بہت زیادہ نشو نما
کرتے ہین اور لڑکے جسقدر ایک سال مین بڑہتے ہین یہ ایک ماہ مین بڑہتے ہین
اور شکم مادر مین گفتگو کرتے ہین قرآن پڑہتے ہین اور عبادت اپنے پروردگار کی کرتے ہین

اور زمانۂ شیر خوارگی مین ملائکہ انکی فرمانبرداری کرتے ہین اور ہر صبح و شام ملائکہ انکے
پاس نازل ہوتے ہین حضرت حکیمہ فرماتے ہین کہ زمانۂ حیات حضرت امام حسن
عسکری علیہ السلام تک مین چالیسوین روز ایک مرتبہ آپ کی خدمت مین حاضر
ہوتی تھی ایک روز مین بموجب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام آپکی خدمت مین
حاضر ہوئے حضرت امام مہدی ع کو مثل مرد بالغ پایا اور نہ پہچانا اور حضرت امام حسن
عسکری سے کہا کہ یہ مرد کون ہے جسکے نزدیک مجھے بیٹھنے کو کہتے ہو آپ ہنسے
اور فرمایا کہ یہ نرجس کا فرزند اور ہمارا خلیفہ ہے میرے بعد اور عنقریب مین اس دنیا سے
عالم بقا کو جایا چاہتا ہون تمکو چاہیے کہ بعد میرے اونکی تابعداری کرنا چنانچہ بعد چند
روز کے آپنے اس دار فانی سے طرف ملک جاودانی کی رحلت فرمائی - مین برابر آپکی
خدمت مین ہر صبح و شام حاضر ہوتی تھی اور جو کچھ سوال کرتے تھے آپ اوسکا جواب
دیتے تھے اور کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ بدون میرے سوال کیے میرے سوال کا جواب دے
دیتے تھے - اور دوسری روایت مین اسطرح سے حضرت حکیمہ بیان فرماتے ہین کہ
حضرت امام مہدی علیہ السّلام کی ولادت کے تیسرے روز مین مشتاق آپکے دیکھنے
کی ہوئی اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میرے مولا کہان
ہین آپنے فرمایا کہ مینے اونکو ایسے کے سپرد کیا ہے کہ ہمسے اور تمسے اوسکا زیادہ والی
ہے ساتوین روز آنا اور دیکھ جانا جب ساتوان دن ہوا مین گئی اور دیکھا کہ ایک
گہوارہ ہے اور گہوارے کے اوپر آپ ہین اور مانند چودہوین رات کے چاند کے
چہرہ آپکا چمک رہا ہے اور میری طرف دیکھتے ہین اور مسکراتے ہین حضرت
امام حسن عسکری علیہ السلام نے آواز دی کہ میرے فرزند کو میرے پاس لے آؤ
مین لیگئی آپنے اپنی زبان بچے کے منہہ مین دیکر گہومائی اور فرمایا کہ اے صاحب زادے
بات کرو حضرت صاحب الامر نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور تمامی ایمہ پر درود پڑھکر بسم اللہ کے
اور آیت سابقہ کو جو اوپر بیان ہو چکی پڑھی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے
فرمایا کہ اے میرے فرزند اوسکو پڑھو جو حق سبحانہ تعالی نے اپنے پیغمبرون پر نازل
فرمایا ہے پس حضرت امام مہدی علیہ السلام نے پہلے صحف آدم علیہ السلام زبان
سریانی مین پڑھے اور کتاب ادریس علیہ السلام وکتاب نوح علیہ السلام وکتاب
ہود علیہ السلام وکتاب صالح علیہ السلام وصحف ابراہیم علیہ السلام وتوریت
موسی علیہ السلام وزبور داؤد علیہ السلام وانجیل عیسی علیہ السلام اور قرآن
اپنے جد صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھا بعد ازان سب نبیون کے قصے بیان کیئے اوسکے
بعد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالی نے اس امت
کے مہدی کو مجھے عطا فرمایا تو دو فرشتون کو بھیجا جو اوسکو سراپردہ عرش رحمانی پر
لیگئے حق تعالی نے اون سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ مرحبا اے بندے میرے تجھکو مینے
اپنے دین کی مدد کے واسطے اور شریعت کے اظہار کے واسطے پیدا کیا ہے اور تو
ہدایت یافتہ میرے بندون مین سے ہو قسم ہے مجھکو اپنی ذات پاک کی کہ جو کوئی
اطاعت کریگا تیری وہ ثواب عظیم پاویگا اور جو کوئی نافرمانی کریگا تیری عذاب سخت
مین مبتلا کرونگا اور جسکی تم شفاعت کروگے اوسکو بخشدونگا اور جو تجھسے مخالفت
کریگا اوسپر عذاب نازل کرونگا اے میرے دو فرشتو لیجاؤ انکو انکے باپ کے پاس اور
میرا سلام کہو اور بعد سلام کے یہ کہو کہ وہ ہمارے حفظ وامان مین ہے اور اوسکو دشمنون
کے شر وفساد سے اوسکے ظہور تک محفوظ رکھونگا اور باطل کو اوسکے ہاتھ سے سرنگون
کرونگا اور دین حق خاص میرے واسطے ہے (مولف کہتا ہے اے مومنین کے
خدا خوب تو نے امام صاحب کی حفاظت فرمائی اور اپنے پناہ کا جلوہ دکھایا تیرے بندے
گندے سے تو جسکو پناہ اپنی دیتے ہین اوسکو اوسکے دشمنون کے درمیان گھماتے ہین

امان ہ کا اثر ظاہر ہو کہ یہ شخص بزور پناہ دہندہ اپنے دشمنون مین بلا خوف و خطر علانیہ گھومتا ہے تو نے یہ کیسی پناہ دی ہے کہ دشمنون کا کیا ذکر ہے امام صاحب کے جان نثار دیکھا کرتے ہین) اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے نسیم خادم سے منقول ہے کہ جسوقت حضرت امام صاحب الامر تولد ہوئے عطسہ کیا یعنے چھینکا اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ ۔ بعد ازان فرمایا کہ ظالم گمان کرتے ہین کہ حجت اللہ کو باطل و ضایع کرین لیکن جسوقت اللہ تعالےٰ مجھکو کلام کرنے کی اجازت دیگا تحقیق تمام شکوک کو مٹاؤنگا ۔ اور نسیم کہتے ہین کہ آپکی ولادت کی ایک شب بعد مین آپکی خدمت مین تھا اور مجھے چھینک آئی آپنے فرمایا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ مین خوش ہوا بعد ازان آپنے فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ اس چھینک سے تجھکو بشارت دون مینے عرض کیا ہان آل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ امان ہے تمکو موت سے تین روز تک ختم ہوا خلاصہ مضمون حدیث پانچوین کا اسقدر بیان کرکے حافظ امام صاحب کی خدمت مین عرض کرینگے کہ حضور نے اپنے شیعون کی صدق مقالی کو ملاحظہ فرمایا کیسا اہل بیت کی محبت کا حق ادا کرتے ہین کہ حضور کو فرنگن لونڈی کا فرزند بتاتے ہین اور کیا خوب محبت کا حق ادا کرتے ہین حضرت امام صاحب یہ سنکر فرمائینگے کہ اے حافظ یہ کہانی تو نے خوب سنائی اور ہمارے شیعہ یہ بھی کچھ کہتے ہین کہ بعد پیدا ہونے کے ہم کیا ہوئے اور کہان رہے حافظ عرض کرینگے اے آقائے نامدار خدا کی خدائی مین کوئی ایسی بات نہین ہے جو امام سے اور اماموں کے شیعون سے پوشیدہ ہو شاید حضور کو اسوقت یاد نہین ہے شیخ صالح متورع زین الدین علی بن فاضل مازندرانی مجاور مشہد مقدس نجف اشرف کو حضور اپنے ہمراہ اپنے قیامگاہ پر لوالیگئے ہین اور پندرہ روز اپنے مقام پر مقیم رکھا ہو اونکی زبانی حضور کے مقام کا پتا

اور نشان اس کا ہے جناب قاضی نور اللہ شوشتری اپنی کتاب مجالس المومنین میں تحریر فرماتے ہیں

بیان مقام قیام حضرت امام مہدی ؑ کا معہ اولاد و اصحاب و افواج کے

جزیرهٔ بحر اخضر و بحر ابیض جزیره ایست در سرزمین بربر در میان دریای اندلس که
حضرت صاحب الزمان و اولاد و اصحاب او در انجا می باشند و از اندلس تا کنار آن دریا
پانزده روزه راه است و ابتدای آن مسافت دو روزه راه معمور نیست و آب در آنجا
یافت نمیشود و باقی مسافت معمور است و آبادانیها با یکدیگر متصل و ده به ده پیوسته است
و در ساحل آن دریا موضعیست بشکل جزیره که اهل اندلس آن را جزیرهٔ رفضه میگویند
چه ساکنان آن ساحل همگی شیعهٔ امامیه اند و قوت ضروری ایشان را از جزیرهٔ اخضر که مقام
حضرت صاحب الزمان است وکیل ناحیهٔ مقدسه در سالی دو بار کشتی ها بار کرده از راه
بحر ابیض که محیط بآن ناحیهٔ مقدسه است می آرد و باهل آن جزیره قسمت کرده مراجعت
مینماید و در بعضی از ازمنهٔ سابقه یکی از صلحای شیعه بمساعدت توفیق بآنجا رسیده و شرح
آن قصه را که طول دارد شیخ اجل سعید شهید بن محمد مکی قدس الله روحه که یکی از اعاظم
مجتهدین شیعهٔ امامیه است باسناد خود از آن شخص صالح روایت نموده و در بعضی از امالی
خود آن را تحریر فرموده و سید اجل صدر عالیقدر نامیر شمس الدین محمد اسد الله شوشتری
رحمة الله آن را واجب الارشاد بادشاه صاحب قران مغفور در طی رساله که در بیان
حکمت و مصلحت غیبت حضرت صاحب الزمان علیه السلام نوشته مذکور ساخته و از آنجا
معلوم میشود که حضرت را در آن ناحیهٔ مقدسه اولاد و اصحاب هستند و در مساجد و منازل
خود بجماعت و عبادت و تعلیم و تعلم مسائل دینی اشتغال میدارند و در خارج جزیرهٔ مقدسه
و سپاهیان لشکر نیز مهیا شده همگی انتظار فرج آل محمد میکشند و فرج یکی از اسمای حضرت صاحب
الامر علیه السلام است والحق آن مسئله ایست که محافظت آن بر مومنان واجب است

زیراکہ ارباب معاندت یعنے سنی در وقت غلبت حضرت صاحب الزمان و خلیفۃ الرحمن
بنا بر عصبیت و حمیت جاہلیت خود اظہار مخالفت وانکار میناید و وقوع آنرا مستبعد می شمارد
حضور نے اپنے ہی دونشان کو ملاحظہ فرمایا حضرت امام فرماوینگے ای حافظ تیرا عقیدہ
بہت ٹھیک ہے جو شخص کلام الٰہی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کریگا اور
حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اور اصحاب کی پیروی کریگا وہ کبھی گمراہ
نہوگا مین تجھسے اور تیرے عقیدی سے بہت خوش ہوا تونے اپنے مخالف کے دعوی کو
بالکل رد کر دیا بلاشک خلفای راشدین ایسے ہی تہی جیسا تونے قرآن سے ثابت کیا رُحَمَاءُ
بَيْنَهُمْ یعنے رحمدل تہی آپسمین اب توجا ہمکو احکام رجعت اجرا کرنے ہین حافظ عرض کرینگے حضور
میرے مخالف نے خلفا راشدین کی نہایت توہین کی ہے زنا اور سود کا اون پر الزام لگایا
ہے اور قیامت تک جو کچھہ زنا اور سود خواری ہوگی اوسکا عذاب معاذ اللہ کہتا ہے
اونکی گردن پر رکہا جائیگا اور حضور کے روبرو کہہ چکا ہے یا تو یہ اسکا ثبوت دے ورنہ
اس بہتان کی یہ سزا پائی تا اٰیندہ کوئی ایسی حرکت ناشایستہ نکرے مخالف کہیگا حضور
اسکو رخصت فرمائی تمام کام رجعت کے بند ہو رہے ہین حافظ کہینگے یہ خوش چلے جانا
عمر بہر سود خواری اور زناکاری کرتے رہے رجعت مین خلفای پیغمبر کی طرف منسوب کی
دیکھو تو اب کیسا بتاتا ہون اور تمہارے بدفعلون کا اجرا امام صاحب سے تمکو دلاتا ہون
امام صاحب فرماوینگے ایسی بات نہ کہو جو تمکو بہی مثل تمہارے مخالف کے شرم اوٹہانی پڑے
دیکھو اس نے جو کہا تہا اوسکا ثبوت نہ دے سکا آخر کار ذلیل اور شرمندہ ہوا ایسا نہو کہ
تمہارا بہی یہی حال ہو تب تو دونون برابر ہوگئے حافظ عرض کرینگے حضور مین ان کی
زبان سے اقرار کرا دونگا اور اپنے مخالف سے مخاطب ہو کر کہینگے اچھا فرمائی مخالف
صاحب اب آپکی سود خوری پہلے ثابت کرون یا زناکاری امام صاحب فرماوینگے
ای حافظ تجھکو کیا ہو گیا ہے عرض کرینگے ای آقای نامدار اس سے دریافت فرمائی

جو کہا ہی اور کہی بیٹھا ہے امام صاحب فرماوینگے جواب کیون نہیں دیتے ہو عرض کرینگے
حضور حافظ زبان دراز ہے ثابت کرے تب سچا ہے امام صاحب فرماوینگے اے حافظ
اپنے دعوی کا جلد ثبوت پہونچا ورنہ تیرا بھی وہی حال ہوگا جو تیرے مخالف کا ہے
حافظ عرض کرینگے لیجیے مین ثابت کرتا ہون اور پیشتر سود خوری کو ثابت کرتا ہون
جسکو کہا کر زنا کرتے ہین یہ صاحب کہینگے کیا ثابت کروگے ونیقے کی نسبت حسنی
لوگ سود کا گمان کرتے ہین حافظ کہینگے ایصاحب پہلے سُن تو لیجیے مین تو ونیقہ کا
ذکر بہی نہین کرتا اور نہ کرونگا مین اوس سود کی نسبت کہتا ہون کہ دو ہزار خواہ
ڈیڑہ ہزار کا زیور طلائی اور نقرئی رکہکر ایک ہزار روپیہ قرض دیتے ہین اور
روپیہ سیکڑے خواہ سوا روپیہ سیکڑے کی مئی سود جسکو حضرات مومن زرمنفعت
کہتے ہین لکہا لیتے ہین اور اوس زرمنفعت یعنے سود کو طیب اور طاہر جانکر نوش
فرماتے ہین اوسکو مین ثابت کرتا ہون فرمائیے یہ سود ہے یا نہین مخالف صاحب
کہینگے کسی جاہل دنیادار نے ایسا کیا ہوگا حافظ کہینگے مجتہد صاحب کا فتویٰ

بیان سود

(ضمیمہ اخبار امامیہ طبع لکہنؤ صفحہ ۹ - سوال چہ میفرمایند علمائے دین و مفتیان
شرع متین اندرین مسئلہ کہ زید یک ہزار روپیہ بہ یکی از ہنود کہ فی زمانہ مطیع الاسلام
واکثر با اہل اسلام داد وستد دارد وقرض سودی بدہد وآن ہنود جہت طمانیت زید
چیزے زیور طلائی وغیرہ کہ زیادہ از ہزار روپیہ مالیت داشتہ باشد بطور رہن با نجا
بگذارد پس بدین صورت زید یعنے شیعہ را منفعت گرفتن جائزست یا نہ بینوا توجروا
جواب جائزست - خلاصہ مطلب اس فتویکا یہ ہے مجتہد العصر یعنے جناب مولانا میر
آغا صاحب حضرات شیعہ کے قبلہ وکعبہ سے مسئلہ دریافت کیا کہ زید شیعہ نے ایک ہزار
روپیہ ایک ہندو کو جو کہ مطیع اسلام ہے اور اکثر مؤمنین شیعہ سے داد وستد قرض

سود ہی کی رکہتا ہے دیا اور یا دس ہزار روپئے واسطے المیان زید شیعہ کے زیور طلائی وغیرہ جوکہ زیادہ مالیت ہزار روپیے رکہتا ہے بطور رہن کے اما نتاً زید شیعہ کے پاس رکہدیا اس صورت میں زید شیعہ کو منفعت لیکے سود لینا جایز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔ جواب مجتہد میر آغا صاحب جایز ہے یہ بیان کرکے حافظ شیعہ سے کہینگے کیون شرم تو نہ آئی ہوگی لیکن سود خوار کو شرم کہان کیون صاحب کہا تم اور کہلائین تمہارے مجتہدین اور ذمہ رکہو معاذ اللہ خلفای راشدین کے کیسے گمراہ ہوگئے ہین یہ نہین کہتے کہ اونکی گردن پر اس سود کا عذاب رکہا جائیگا جنہون نے دین محمدی مین رخنہ ڈالا ہے اور قرآن کو محرف لکہا آنکہہ والون کو اندہا بنایا ہے اے سود خورو دیکہو اللہ پاک قرآن مجید مین بیان فرماتا ہے قولہ تعالی مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً یعنے کون ہے وہ جو قرض دے اللہ کو قرض اچہا پس دونا کرے اوسکو دونا بہت پس اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ کا حکم ہے کہ قرض جسکو دو قرض حسنا دو سود مت لو قرض خواہ کو قرض دیکر اوسکے ساتہ سلوک نیک کرو اور اللہ سے اوسکا اجر عظیم لو اور یہ خیال کرو کہ تمنے یہ قرض اوسکو نہین دیا بلکہ اللہ کو دیا ہے اللہ تمکو بہت زیادہ فائدہ اسکے عوض دیگا لیکن حضرات شیعہ کا کیا سود سے جی تہوڑی خوش ہوتا ہے وہ تو یہ چاہتے ہین کہ جو شخص اپنی چیز رہن کرے وہ مرجائے تب نفع کثیر ہاتہ آئے حضرات شیعہ کے یہان یہ بہی جایز ہے کہ اگر رہن کرنے والا مرجائے تو اوسکا دعوی ساقط ہو جاتا ہے وہ چیز جو رہن رکہی مرتہن کے باپ دادی کی ہوگئی اور اگر مرتہن مرجاے تو جو وارث مرتہن کا ہوگا وہ راہن سے وہی معاملہ کریگا جو مرتہن متوفی کرتا یعنے سود برابر بڑہاتا جائیگا یہ سنکر شیعہ صاحب فرمادینگے صریح بہتان ہے خدا سمجہیگا حافظ جواب دینگے تمہارے قبلہ وکعبہ ہی لکہہ گئے ہین کبہی جامع عباسی بہت بابی کر

دیکھا ہے تمہارے پیر و مرشد ملا باقر مجلسی لکھتے ہین گر یقین ہو تو باب نہم کے صفحہ ۲۰۷ کی سطر ۱۲ مین دیکھ لو اصل عبارت اوسکی یہ ہے (اما گرو گنندہ اگر پیر دگرو باطل میشود واگر گرو گیرندہ بمیرد باطل نمیشود و ملکہ بورثہ او منتقل میشود) بعد اس بیان کے حافظ کہینگے کتاب دیکھو گے شیعہ صاحب سر جھکا لینگے حافظ کہینگے الحمد للہ سود خوری تو اپنے مخالف کی اوسکی کتاب سے ثابت کردی اب زنا کار ہے یہ ثابت کرتا ہون حضرت امام صاحب فرماوینگے بس رہنے دے معلوم ہوگیا حافظ عرض کرینگے حضور میرے مخالف صاحب کہینگے ثابت نکر سکے خاموش ہو رہے امام صاحب فرماوینگا اچھا بیان کر حافظ کہینگے حضور بیان کرتے بھی شرم آتی ہے لیکن افسوس یہ فرقہ نہین شرماتا

بیان متعہ

نقل کرتا ہون رسالہ فضایل متعہ مولفہ ملا باقر مجلسی صفحہ ۳ سطر ۱۴ سے روایت از سلمان فارسی و مقداد ابن اسود کندی و عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کہ گفتہ اند ما بودیم روزی در ملازمت سید الانبیا و سرور اصفیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقتی کہ برخاست آنحضرت و حمد و ثنا گفت مر خدا را و یاد کرد خود را و درود فرستاد و بعد ازان از راہ التفات روی مبارک خود را بسوے ما کرد و فرمود اے مردمان بتحقیق کہ برادرم جبرئیل فرود آمد بسوے من با تحفۂ آیت فما استمتعتم و پروردگار عالم براے ما فرستادہ کہ براے ہیچیک از پیغمبران سابق نفرستادہ ام منکیم شما را بمتعہ کردن تا باشد سنتی بان و بعد از من پس ہر کس کہ قبول کنند قول مرا و عمل کنند بان و احیا دہد آن را پس وازانہ من ست و کسیکہ مخالفت امر متعہ کند بتحقیق مخالفت حکم خدا کردہ باشد آگاہ باشید کہ از نشستگان این مجلس ست کسیکہ تکذیب نماید و معطل گرداند و برطرف گرداند آن را از جہت عداوتیکہ او را النسبت بمن باشد پس گواہ میگردانم خداے تعالے را کہ او از اہل آتش ست و لعنت خدا بر کسی باد کہ مخالفت من کند در متعہ کردن و کسیکہ

انکار آن کند تحقیق چنان باشد کہ مخالفت من کردہ است وکسیکہ مخالفت من کردہ
باشد چنان باشد کہ مخالفت خدائے تعالیٰ کردہ باشد وکسیکہ مخالفت خدائے تعالیٰ کند
او از اہل دوزخ ست۔ خلاصہ مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ حضرات سلمان فارسی
ومقداد ابن اسود کندی وعمار بن یاسر رضی اللہ عنہم اجمعین سے بقول شیعہ روایت
ہے کہ ایک روز ہم لوگ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مین موجود تھے
وقت برخاست مجلس کے آنحضرت نے ہملوگون سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ اے
لوگو آگاہ ہو کہ بھائی جبرئیل علیہ السلام ابھی میرے پاس تحفۂ آیت فاستمتعتم کا لیکر
نازل ہوئے اور بیان کیا کہ پروردگار عالم نے یہ تحفہ خاص آپکو مرحمت فرمایا ہے جو
آجتک کسی نبی کو عطا نہیں ہوا تھا چنانچہ مین تم سب لوگون کو متعہ کرنیکا حکم دیتا ہون
جس مین میری سنت قایم رہے بعد میرے پس جو شخص اسکو قبول کرے اور اس پر عمل
کرے اوسنے میری سنت گویا قایم رکھی اور وہ مجھسے ہے اور جس شخص نے متعہ سے
مخالفت کی تحقیق اوسنے حکم خدا کی مخالفت کی خبردار ہو جو لوگ میری مجلس مین
موجود ہو کہ جس کسی نے موقوف کیا متعہ کو سبب عداوت کے کہ اوسکو مجھسے ہی گواہ
کرتا ہون مین خدائیتعالی کو کہ وہ دوزخی ہے اور خدا کی اوسپر لعنت ہے جو مخالفت
کرے میری متعہ کرنے مین اور جس نے متعہ سے انکار کیا اوسنے میری مخالفت کی
اور جس نے میری مخالفت کی اوسنے خدا کی مخالفت کی اور جس نے خدا کی مخالفت
کی وہ جہنمی ہے۔ اب اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو مومن شیعہ یا مومنہ شیعہ متعہ
نکرے وہ قطعی جہنمی ہے متعہ کا ترک اور انکار ایسا ہی جسطرح سے فرض سے انکار کیا
باقی رہی یہ بات کہ مقدرت بھی ہونی ضروریات اور رواجات سے ہی اوسکے واسطے
بھی اللہ پاک نے اپنے عین فضل وکرم سے کہ شامل حال شیعان پاک کے ہی آسانی
کردی ہی وہ یہ ہے۔ روایت منقولست از سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بقول شیعہ کہ

گفت در زمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم متعہ میکردیم بکفی از خرما و بکفی از گندم ۔ یعنے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم زمانہ موجودگی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں متعہ مٹھی مٹھی چھوارے اور مٹھی مٹھی گندم پر کرتے تھے سبحان اللہ اس سے زیادہ کیا آسانی ہوگی مٹھی بھر گندم کی مقدرت تو یقین ہے کہ ہر شیعہ مومن اور شیعہ مومنہ کو ہوگی جسطرح سے اللہ پاک نے متعہ کی سخت تاکید فرمائی ہے کہ جو متعہ نکریگا وہ جہنمی ہے اوسیطرح سے آسانی بھی کردی کہ مٹھی بھر گندم دیکر جہنم سے آزاد مطلق ہوجائی اب اسپر بھی شیعان پاک جنت قبول نکریں تو بڑے کم بخت اور بدنصیب ہیں اب فضائل متعہ سنیے کہ جسکے سننے سے بوڑھا جوان ہوجاتا ہو اور بدا ازنکاکیا ذکر ہی جوانوں کی حالت لکھنے کو قلم دوات سے باہر ہیں آثار رسالہ متعہ صفحہ ۵ سطر ۵ ملا باقر مجلسے عقد اول

عقد اول در بیان فضیلت وثواب متعہ

بدانکہ احادیث بسیار در فضیلت متعہ وارد گشتہ کہ بعضے از انہا اینجا آوردہ مے شود انشاء اللہ تعالیٰ رُوِیَ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ وَمِقْدَادِ ابْنِ الْاَسْوَدِ الْكِنْدِیِّ وَعَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ تَمَتَّعَ فِیْ عُمْرِهٖ مَرَّةً وَاحِدَةً فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاِنَّ الْمُتَمَتِّعَ وَالْمُتَمَتِّعَةَ اِذَا جَلَسَا فِیْ مَجْلِسِهِمَا نَزَلَ عَلَیْهِمَا مَلَكٌ یَحْرُسُهُمَا اِلٰی اَنْ یَخْرُجَا فَاِذَا تَحَدَّثَا كَانَ كَلَامُهُمَا ذِكْرًا وَتَسْبِیْحًا فَاِذَا اَخَذَ اَیْدِیَهُمَا تَنَاثَرَتْ ذُنُوْبُهُمَا مِنْ اَصَابِعِهِمَا فَاِذَا قَبَّلَهَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُمَا لِكُلِّ قُبْلَةٍ حَسَنَةً ... وَشَهْوَةٍ حَسَنَاتٍ كَاَمْثَالِ الْجِبَالِ فَاِذَا قَامَا فَاغْتَسَلَا عَالِمًا بِاَنَّ اللّٰهَ رَبُّهُمَا وَاَنَّهُمَا مِنْ شَیْءٍ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی یَا مَلَائِكَتِیْ اُنْظُرُوْا اِلٰی هٰذَیْنِ الْعَبْدَیْنِ قَامَا فَاغْتَسَلَا عَالِمًا اَنِّیْ رَبُّهُمَا اَشْهِدُوْا عَلَیَّ اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمَا وَلَا یَمُرُّ الْمَاءُ عَلٰی شَعْرَةٍ مِنْ جَسَدِهِمَا اُكْتُبُ لَهُمَا بِكُلِّ شَعْرَةٍ عَشْرَ حَسَنَةً وَیَمْحُیْ عَنْهُمَا عَشْرَ سَیِّئَةً وَیَرْفَعُ لَهُمَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ قَالُوْا فَنَهَضَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ

عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ أَنَا مُصَدِّقُكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَمَا أَجْرُ مَنْ يَسْعَى فِي ذَلِكَ
فَقَالَ لَهُ أَجْرُهُمَا قَالَ إِذَا قَامَا وَاغْتَسَلَا يَخْلُقُ اللهُ مِنْ كُلِّ قَطْرَةٍ سَقَطَتْ
مِنْ جَسَدِهِمَا مَلَكًا يُسَبِّحُونَ اللهَ وَيُقَدِّسُونَهُ وَثَوَابُهُ لَهُمَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ أَسْقَطَ هَذِهِ السُّنَّةَ فَلَيْسَ بِشِيعَتِي وَأَنَا بَرِيءٌ مِنْهُ

ترجمه فارسی این حدیث صحیح انست که حضرت رسالت پناه علیه السلام فرمود هر کس که
متعه کند در عمر خود یک بار او از اهل بهشت است و تحقیق که مرد و زن اراده متعه کردند و
زنیکه متعه شده با یکدیگر نشیند فرود آید ملکی که ایشان را نگاه دارد تا از آن مجلس بیرون
روند و چون با یکدیگر سخن گویند چنان باشند که ذکر و تسبیح میکرده باشند و چون دست
یکدیگر را بگیرند بریزد گناهان ایشان از انگشتان ایشان و وقتیکه بوسه کنند مرد و زن را
بنویسد خدای تعالی برای ایشان بهر بوسه ثواب حج و عمره و تا وقتیکه یکدیگر عیش کنند
بنویسد خدای تعالی بهر لذتی و شهوتی ثوابها مثل کوه ها جبال ایشان و چون برخیزند و
غسل کنند در حالیکه عالم باشند که حق سبحانه و تعالی پروردگار ایشان است و متعه کردن
سنت من است خطاب میکند خدای تعالی بملائکه که نظر کنید برین دو بنده من که برخاسته
اند و غسل میکنند و عالم اند که من پروردگار ایشان ام گواه باشید که آمرزیدم گناهان
ایشان را و نه ریزد آب بهیچ موی از بدن ایشان مگر آنکه نوشته شود از برای ایشان
بهر موی ده ثواب و برطرف ساخته شود ده گناه و بالا برده شود مرتبه ایشان ده درجه
گفته اند سلمان و عمار و مقداد رضی الله عنهم اجمعین که برخاست حضرت امیر المومنین ع
و گفت من تصدیق کننده شما ام ای رسول خدا پس چیست ثواب کسیکه سعی کند
دران پیغمبر صلی الله علیه وسلم فرمود که ثواب او مثل ثواب ایشان است پس امیر المؤمنین
گفت چیست ثواب ایشان پیغمبر فرمود وقتیکه برخیزند و غسل کنند خلق کند خدای تعالی
بهر قطره که جدا شود از بدن ایشان ملکی که تسبیح و تقدیس گوید خدای تعالی را

و ثواب از برای ایشان باشد نار و در قیامت پس امیر المومنین علیہ السلام گفت کہ ہر کس
وشنوار دارد این سنت را و اجابت نکند از ما از شیعہ من نیست و من بیزارم از و ترجمہ
حضرات سلمان فارسی و مقداد بن اسود کندی و عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم اجمعین
سے بقول شیعہ روایت ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص
نے ایک مرتبہ بھی اپنی تمام عمر مین متعہ کیا وہ اہل جنت سے ہے اور تحقیق جسوقت مرد اور
عورت باہم بقصد متعہ خلوت اور تخلیہ مین بیٹھے ہین اللہ تعالیٰ اونکی محافظت کیواسطے
فرشتہ نگاہبان مقرر فرماتا ہے جو حاضر ہو کر جب تک یہ دونون خلوت مین رہتے ہین شر
دشمنون سے دونون کی حفاظت کرتا ہے اور جسوقت یہ دونون تنہائی مین کلام
کرتے ہین ملائکہ بحکم خالق اکبر دونون کے اعمال نامی مین لکھتے ہین سبحان اللہ والحمد للہ
ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور جب ایک دوسری پر دست درازی کرتا ہے اللہ پاک
دونونکی انگلیون سے دونون کے گناہونکو جھاڑ دیتا ہے اور جسوقت مرد عورت
کا بوسہ لیتا ہی خدای تعالیٰ جوض ہر بوسی کے ثواب حج و عمرہ کا دونون کو عطا فرماتا ہے سبحان اللہ
کیا اللہ پاک کی خاص رحمت ہی شیعان پاک پر ہم خرما و ہم ثواب سنی بیچارے مصیبت
کے مارے مصیبت اوٹھا کر کس کس محنت اور مشقت سے کعبے مین جاکر حجر اسود کو بوسہ
دین تب بھی یہ ثواب نہ پائین جو ممتوعہ کے رخسارون مین اللہ پاک نے مومنین کے
واسطے مخفی رکھا ہے سچ تو یہ ہے جسکو پی چاہے وہی سہاگن اور جسوقت قربت کرین غفور رحیم
بعیوض ہر قربت کے ثواب مثل پہاڑون کے انکے نامۂ اعمال مین لکھواتا ہی اور جسوقت
بعد الفراغ قربت کے غسل کرین اور دل مین صرف اسقدر خیال کرلین کہ حق تعالیٰ ہمارا
پروردگار ہے اور متعہ کرنا سنت ہی پس اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے ملائکہ کو کہ گواہ رہو مینے
ان کے تمام گناہون کو جو ان سے ہوئے تھے بسبب کرنے متعہ کے آج سب بخشدیے مولف
کہتا ہے اے میرے رب گناہ تیرے نزدیک کون ہی اور جسقدر پانی نے انکی رونگٹے رونگٹے کو

وقت غسل کے ذکر کیا ہے بعوض ہر رونگٹے جسم کی دس دس ثواب انکے نامہ اعمال مین
لکھدو جلشانہ کیا منظر رحمت باری ہے حضرات شیعہ پر کہ آپ ثقلین کا مرتبہ آب زمزم سے
کہین بالا ہے۔ رسالہ متعہ صفحہ ۹ سطر ۱۳ گفتہ اند سلمان و عمار و مقداد رضی اللہ عنہم کہ
برخاست حضرت امیر المومنین علیہ السلام وگفت من تصدیق کنندہ شما ام ای رسول خدا
پس چیست ثواب کسیکہ سعی کند درآن پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود کہ ثواب او مثل
ثواب ایشان ست پس امیر المومنین گفت چیست ثواب ایشان پیغمبر فرمود وقتیکہ برخیزند
وغسل کنند خلق کند خدای تعالی بہر قطرہ کہ جدا شود از بدن ایشان ملکی کہ تسبیح
وتقدیس گوید خدای تعالی را و ثواب از برای ایشان باشد تا روز قیامت پس
امیر المومنین علیہ السلام گفت ہر کس دشوار داند این سنت را و اجابت نکند انرا او
شیعہ من نیست ومن بیزارم از و روایت کرتے ہین حضرات سلمان و عمار و مقداد
رضی اللہ عنہم اجمعین کہ جسوقت بقول شیعہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
زبان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فضائل متعہ شریف کے سنے آپ کھڑے ہو گئے اور
کہا یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین تصدیق کنندہ اپکے کلام پاک کا ہون لیکن
یا رسول اللہ اوس شخص کے واسطے کیا ثواب ہے جو متعہ کرانے مین سعی اور کوشش
کرے اپنے ارشاد فرمایا ای علی رضی اللہ عنہ اوسکو بھی وہی ثواب ملیگا جو اون
دونون کو ملیگا (بجا ہے) علاوہ ثواب کے دنیا مین بھی میان جی کہلائینگے چاہے الف
بے بھی نہ پڑھے ہون پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کیا ثواب ان لوگون کو ملیگا جو متعہ کرتے ہین حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جسوقت یہ دونو قربت سے فارغ ہو کر غسل کرتے ہین اللہ پاک غسل کے پانی
کے ہر قطرون سے ایک ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے اور وہ فرشتہ خدا کی تسبیح کرتا ہے چنانچہ
روز قیامت تک جسقدر وہ خدا کی تسبیح اور تقدیس کریگا سب کا ثواب ان دونون کے

نامۂ اعمال مین لکھا جائیگا بعد اسکے حضرت امیر المومنین علی رضہ نے فرمایا کہ جو شخص مومن
باوجود ایسی تنبیہ اور تاکید اور آسانی تمام کے کہ ایک ایک مٹھی گندم پر بھی متعہ ہو سکتا
ہے اور اسقدر فضایل پر کہ آب غسل کے قطرون سے ملائکہ پیدا ہوتے ہین متعہ نکریگا
وہ ہمارے شیعون مین نہین اور ہم اوس سے بیزار ہون دیگر وَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ
مَنْ تَمَتَّعَ بِامْرَأَةٍ مُؤْمِنَةٍ فَكَأَنَّمَا زَارَ بَيْتَ اللّٰهِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً سید عالم فرمود
ہر کس کہ متعہ کند زن مومنہ را چنین باشد کہ زیارت کردہ باشد خانۂ کعبہ را ہفتاد
مرتبہ یعنے حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مومن نے مومنہ عورت سے
متعہ کیا اوسنے گویا ستر مرتبہ خانۂ کعبہ کی زیارت کی جلشانہ متعہ شریف تو حضرات
مومنین پاک کے واسطے اونکے کعبے کی دوربین ہین بقول شخصے شعر دل کے آئینے مین
ہے تصویر یار * جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی * شاید اسی سبب سے مومنین اپ
کعبہ کو نہین تشریف لیجاتے ہین ــہ ہو کتنا مومنون ممتوعہ کا احسان آپ پہ گرے
نہ کعبے کو تم رنج سے سفر کے بچے + نہین ہو ترکہ مین ورثہ بچارہی کا افسوس *
بنے ہی حاجی و نقصان سے مال و زر کے بچے حدیث دیگر قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ
مَنْ تَمَتَّعَ مَرَّةً عُتِقَ ثُلُثُهُ مِنَ النَّارِ وَمَنْ تَمَتَّعَ مَرَّتَيْنِ عُتِقَ ثُلُثَاهُ مِنَ النَّارِ
وَمَنْ تَمَتَّعَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ عُتِقَ كُلُّهُ مِنَ النَّارِ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ
ہر کس یکبار متعہ کند آزاد شود ثلث جسد او از آتش دوزخ و کسیکہ دوبار متعہ کند
آزاد شود دو ثلث او از آتش دوزخ و کسی کہ سہ بار متعہ کند آزاد شود تمام جسد
او از آتش دوزخ حدیث دیگر وَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ فَلْيَحْرِصْ يَا عَلِيُّ كُلُّ مُؤْمِنٍ
وَمُؤْمِنَةٍ أَنْ لَا يَخْرُجَ مِنَ الدُّنْيَا حَتّٰى تَمَتَّعَ فِي عُمْرِهٖ وَلَوْ مَرَّةً وَاحِدَةً فَإِنَّ
اللّٰهَ تَعَالٰى الْأَعْلٰى أَقْسَمَ عَلٰى نَفْسِهٖ أَنْ لَا أُعَذِّبَ مُتَمَتِّعًا وَلَا مُتَمَتِّعَةً مِنَ النَّارِ
فَمَنْ تَمَتَّعَ مَرَّةً وَاحِدَةً آمَنَ مِنَ النَّارِ وَمَنْ تَمَتَّعَ مَرَّتَيْنِ حُشِرَ مَعَ الْأَبْرَارِ

ومن تمتع ثلث مرات يا احرز الجنة ومن زاده الله علوا ودفعة يا علي اذا كان
يوم القيامة يوتى بالزوج والزوجة بجائب من النور قوائمها من العلور واذنيها
من زبرجد الاخضر وعيناها ياقوتان وباطنها من النور والمرجان يجوزون
على الصراط كالبرق الخاطف بين ايديهم سبعون صفا من الملائكة فيقول
الناس هؤلاء ملائكة مقربون ام انبياء مرسلون فيقولون هؤلاء الذين
احيى سنة النبي في الدنيا ثم يدخلون الجنة بغير حساب يا علي من سعى
لاخيه المؤمن كان له مثل اجرهما يا علي اذا اغتسلا خرجا من الذنوب
كيوم ولدتهما امهما ولم يسقط من اجسادهما قطرة الا وقد يخلق الله ملكا
يسبح الله ويقدس فيكون ذلك لهما ترجمه اين حديث كه نقل كرده شده است
كه آن سيد وآن سرور شفيع امت عاصي روز محشر فرمود كه اى على بايد حريص
كرده شود مرد مومن وزن مومنه كه بيرون نروند از دنيا تا متعه نكنند اگرچه يك نوبت
باشد بتحقيق كه خدا بتعالى سوگند خورده بنفس خود كه عذاب نكند مرديرا كه متعه كرده و
زنى را كه متعه شده باشد بآتش دوزخ پس كسيكه يكبار متعه كند ايمن باشد از آتش دوزخ
وكسيكه متعه كند دو بار حشر كرده شود با نيكوكاران وكسيكه سه بار متعه كند سير كند در جنت
وكسيكه زياده كند خداے تعالى مرتبه او زياده كند اے على چون روز قيامت شود
آورده شود از براے زوج وزوجه مركبى از نور كه پاهاى آو از در باشد وگوشهاى
آو از زبرجد سبز وچشمهاے آو از ياقوت وشكم او از لولو ومرجان وايشان بگذرند
از صراط چون برق جهنده وباشند با ايشان هفتاد صف از ملائك پس گويند آدميان
كه اين ها ملائك مقرب اند يا انبياى مرسل پس ملائكه گويند كه اينها كسانى اند كه اجابت
كرده اند سنت پيغمبر را پس درايند در بهشت بغير حساب يا على كسيكه سعى كند از جهت
برادر مومن باشد ثواب او مثل ايشان يا على وقتيكه غسل كنند جدا نشود از ايشان هيچ

قطرہ از بدن ایشان مگر آنکہ خلق کند خدای تعالی بعدد ہر قطرہ ملکی کہ تسبیح و تقدیش گویند خدای تعالی را و باشد ثواب آن از برای ایشان خلاصہ مطلب اس حدیث کا یہ ہی کہ ملا باقر مجلسی اخوند اصفہانی رسالہ متعہ کے صفحہ ۹ سطرے مین اس حدیث کو لکھتے ہین کہ آن سیدوان سرور شفیع امت گناہ گاران روز محشر نے فرمایا کہ اے علی چاہیئے کہ رغبت دلاو مرد مومن اور زن مومنہ کو کہ قبل مرنے سے ضرور متعہ کرین دنیا مین اگر زیادہ نہو سکے تو ایک ہی بار متعہ کرلین تحقیق کہ خدای تعالی نے اپنی ذات پاک کی قسم کہا کر فرمایا ہے کہ عذاب نہ کیا جائیگا آگ دوزخ سے وہ مرد اور وہ عورت جس نے کہ متعہ کیا ہے پس وہ شخص جس نے کہ ایک بار بہی متعہ کیا ہے عذاب اتش دوزخ سے بے خوف ہے اور جو کہ دو بار متعہ کرے حشر اوسکا عباد الصالحین کے ساتھہ ہوگا اور جو کہ تین مرتبہ متعہ کرے جنت کی سیر کرنے والون سے ہوگا اور جسقدر زیادہ متعہ کریگا اللہ تعالی اوسکا اوسیقدر مرتبہ بڑہائیگا اور دن قیامت کے بلائی جائینگی سواری واسطے اوس مرد اور عورت کے جو متعہ کریگا کہ پاؤن اوس سواری کے سونے کے ہونگے اور کان اوسکے زبرجد سبز کے اور انکہین یاقوت کی اور شکم اوسکا لولو اور مرجان کا اوس سواری پر یہ دونون سوار ہوکر گذر جائینگے پل صراط سے مثل برق درخشندہ کے اور ہمراہ انکی سواری کے ستر صف ملائکہ کی ہوگی جو ہمرکاب انکی دوڑتے چلین گی پس اہل محشر انکی سواری کی شان و شوکت دیکہکر حیران ہو جائینگی اور بیان کرینگے کہ کسی فرشتہ مقرب بارگاہ ایزدی کی سواری آتے ہے یا کوہی نبی مرسل ہین اوسوقت ملائکہ بیان کرینگے کہ یہ وہ لوگ ہین جن لوگون نے سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کیا تہا یعنے متعہ کرنے والے ہین اور داخل ہوجائینگے بہشت مین دونون بغیر حساب اور کتاب کے یعنے دن قیامت کے متعہ کرنے والون سے حساب و کتاب کچہہ نہوگا بلا پرسش ان سے جنت مین داخل ہو جائینگے اسے

علی جو شخص واسطے اپنی مومن بہائی کے متعہ کرانے مین سعی اور کوشش کریگا اوسکو بہی
مثل انکے ثواب ملیگا ان فضایل کو پڑہ کر اکثر حضرات ناظرین رسالہ کو یہ بہی خیال ہوگا کہ
نہین معلوم کون سے دعا تبرک وقت متعہ کرنیکے پڑہی جاتی ہے جسکی برکت سے یہ ثواب
عظیم دونون کو اللہ پاک عطا فرماتا ہے لہذا اوس اسم اعظم کو بہی جسکے پڑہنے سے فورًا
اوڑ جاتے ہین تحریر کرتا ہون ایجاب متعہ شریفہ جو ممتوعہ کی طرف سے ہوتا ہے) مَتَّعْتُكَ
یَا اَنْکَحْتُ نَفْسِیْ فِی الْمُدَّۃِ الْمَعْلُوْمِ بِالْمَبْلَغِ الْمَعْلُوْمِ زوج کیطرف سے قبول (قَبِلْتُ
لِنَفْسِیْ اور اگر عربی زبان مین یاد نہو تو ملا باقر صاحب رسالہ متعہ کے صفحہ ۱ مین لکہتے
ہین کہ فارسی مین ایجاب عورت کیطرف سے اسطرح ہوگا کہ (بہ زنی بتو دادم نفس
خود را در فلان مدت بفلان مبلغ) اور مرد کیطرف سے قبول فارسی مین یون ہوگا
(کہ قبول کردم از برای خود) کتاب تحفۃ العوام جو اردو مین ہے اوسمین لکہا ہے کہ اگر
عربی زبان سے واقف نہو اور فارسی بہی نہ جانتا ہو تو ہندی مین ایجاب اور قبول
کرلے ہندی کا ایجاب جو ممتوعہ کیطرف سے ہونا چاہیئے یہ ہے (یعنے اپنی شرمگاہ اسقدر
عرصہ کیواسطے اسقدر دام پر تکو دی) مرد فورًا کہے توقف نکرے ورنہ متعہ باطل ہوجایگا
کہ (یعنے قبول کی) یہ مرد کی طرف سے قبول ہوا۔ یہ مثل جو مشہور ہے اور اکثر عورات اہل
لکہنو کی زبان پر جاری ہے کہ میان بی بی راضی تو کیا کرے گا قاضی نہایت ٹہیک ہے
قاضی صاحب کی یہان کوئی ضرورت نہین۔ غرض کہ اسقدر جب حافظ بیان کرچکین گے
تب حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت مین دست بستہ عرض کرینگے کہ حضور یہی بڑا
دعوی ہے کہ یہ لوگ اپنی طرف سے حدیثین گڑہ کر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور
ائمہ کرام کی طرف منسوب کرکے خوب زنا کرتے ہین اور مزے اوڑاتے ہین اور بعد از اوسکا
معاذ اللہ خلفاے راشدین کی طرف عاید کرتے ہین حضرت امام صاحب فرماوینگے کیونکر
تمکو ثابت ہوا کہ یہ احادیث انکی گڑہی ہوئی ہین کچہ اسکا تمہارے پاس ثبوت ہی حافظ عرض

کرینگے قرآن اور حدیث ثبوت ہے جسکا اقرار اس مخالف کی زبان سے کراونگا امام صاحب فرما وینگے پیش کر عرض کرینگے ملاحظہ فرمایئے اللہ تعالی قرآن پاک مین ارشاد فرماتا ہے

پہلی آیت حرمت متعہ مین

وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنِ ابْتَغَى وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ترجمہ جو لوگ اپنی خواہش کی جگہ کو تہامتے ہین مگر اپنی بی بیون سے یا اپنی لونڈیون سے تو انپر نہین ملامت اور پہر جو کوئی ڈہونڈہے اسکے سوا وہی ہے حد سے بڑہنے والا - یعنے حق سبحانہ تعالے نے اول شہوت کے روکنے کو مطلقًا کلمہ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ سے بیان فرمایا بعدہ لفظ إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ زوجہ اور أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ سے مملوکہ کو مستثنے فرمایا اور انہین دونون سے مباشرت کرنے پر عدم ملامت کو لفظ غَيْرُ مَلُومِينَ مین بیان فرمایا اور سوائے زوجہ اور لونڈی کے اور عورات کو خواہ ممتوعہ ہو یا محللہ وَرَاءَ ذَٰلِكَ سے خارج فرمایا اور اوس شخص کو کہ جو سوائے زوجہ اور مملوکہ کے کسی عورت کا مبتغی ہو فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ مین داخل فرمایا ظاہر ہے کہ زن ممتوعہ داخل ازواج نہین کیونکہ ازواج اربعہ سے بحالت اجتماع زاید نہین ہوسکتی ہین اور ممتوعہ مقید باربع نہین بلکہ جسقدر مرد کی خواہش ہو اوسیقدر عورتون سے متعہ کرسکتا ہے چنانچہ استبصار فِي بَابِ تَجْوِيزِ الْجَمْعِ مِنَ الْأَكْثَرِ مِنْ أَرْبَعَةٍ فِي الْمُتْعَةِ مین زرارہ سے روایت ہے قَالَ قُلْتُ مَا تَحِلُّ مِنَ الْمُتْعَةِ قَالَ كَمْ شِئْتَ ترجمہ یعنے اگر کہے تو کسقدر حلال ہوسکتی ہین عورتین متعہ سے فرمایا جسقدر چاہے تو اور لوازمات زوجہ بھی ممتوعہ سے معدوم مثلا زوجہ مین توارث ضرور ہے اور ممتوعہ مین مفقود چنانچہ تہذیب الاحکام فی باب انہ اذا شرط ثبوت المیراث فی المتعۃ مین مذکور ہے مِنَ الْأَحْكَامِ اللَّازِمَةِ فِي الْمُتْعَةِ نَفْيُ التَّوَارُثِ یعنے احکام لازمہ فی المتعہ سے ہی نفی توارث اور فقہا سے

شیعہ کو بہی اقرار اس امر کا ہے کہ مرد اور زن ممتوعہ اور محلّلہ کے درمیان مین زوجیت مستحق نہین چنانچہ ابن بابویہ نے کتاب الاعتقادات مین لکہا ہے اسباب حل المرأۃ عندنا اربعۃ النکاح وملک الیمین والمتعۃ والتحلیل ترجمہ یعنے نزدیک ہمارے عورت کے حلال ہونے کے چار سبب ہین اول نکاح دوسرے ملک یمین تیسرے متعہ چوتھے تحلیل اور ممتوعہ ملک یمین مین ہی داخل نہین در نہ بیع اور اعتاق یعنے آزاد کرنا جائز ہو پس جو عورت کہ ازواج اور ملک سے خارج ہو صراحۃً اس آیت کے حکم سے حرام ہے اور یہی آیت بعینہ حق سبحانہ تعالی نے ۲۹ وین پارہ سورۂ معارج مین نازل فرمائی

دوسری آیت حرمت متعہ مین

وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَأَنْ تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ترجمہ اور جو کوئی نپاوے تم مین مقدور اسکا کہ نکاح مین لاوے بیبیان مسلمان تو جو ہاتہ کا مال ہے آپس کی تمہاری لونڈیان مسلمان اور اللہ کو بہتر معلوم ہے تمہاری مسلمانی تم آپس مین ایک ہو سو اونکو نکاح کرو اون کے لوگون کے اون سے دیو اون کے مہر موافق دستور کے قید مین آنیوالی نہ مستی نکالی گئین نہ یاری کی گئین چھپ کر پہر جب وہ قید مین آچکین تو اگر کرین بیحیائی کا کام پس اون پر ہے آدہی وہ مار جو بیبیون پر مقرر ہے یہ اوسکے واسطے ہے جو ڈرے تکلیف مین پڑنے سے اور صبر کرو تو بہتر ہے تمہارے حق مین اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ یعنی اس آیت شریف مین حق سبحانہ تعالی نے اپنے بندون کو اپنا

حکم اسطرح فرماکر سمجھایا ہے کہ اے ایمان والو اگر جوا بریعنے آزاد عورتون کے نکاح پر قدرت نہین رکھتے ہو تو اپنے مسلمان بھائیون کی اجازت سے اونکی لونڈیون سے نکاح کرکے مہر اونکا موافق دستور کے اداکرو اور یہ حکم بھی تمکو اسواسطے سنایا کہ اگر تم اپنے کو روک نہ سکو ورنہ اگر صبر کرو تو تمہارے حق مین بہتر ہے اور اللہ غفور رحیم ہے۔ اے اہل اسلام بنظر غور دیکھو اور انصاف کرو کہ اگر متعہ یا تحلیل فروج جایز ہوتا تو کیا ضرورت تھی اس خوف و رنج کی اور حاجت صبر کی نکاح اماء یعنے لونڈیون مین کیون یہ نہ ارشاد فرمایا کہ تم لوگ مسلمان اگر مقدرت نکاح کی نہین رکھتے ہو تو ایک مٹھی گندم یا جوار اجسکا اوپر بیان ہو چکا دیکر یا جسقدر پر عورت راضی ہو مباشرت کرلیا کرو یا کسی شخص مالک فرج کے ہاتھ پیر جوڑکر فرج کو اپنے اوپر حلال کرلیا کرو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ وَغَضَبِ الرَّسُوْلِ

تیسری آیت حرمت متعہ مین

وَلْیَسْتَعْفِفِ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِکَاحًا حَتّٰی یُغْنِیَھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ترجمہ اور چاہیے کہ تھامے رہیں اپنے آپ لوگ جو نہین قادر ہین نکاح پر جب تک کہ مقدور دے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یعنے اس آیت کریمہ مین اللہ جل جلالہ صاف صاف ارشاد فرماتا ہے کہ جو اہل اسلام مین سے مفلس و غریب ہین اور نہین قدرت رکھتے اسپر کہ منکوحہ کے نان و نفقہ اور مہر کو ادا کرسکین پس چاہیے کہ روکین وہ اپنے آپ کو اوسوقت تک کہ اللہ تعالیٰ اونکو مقدرت عطا فرماوے ایہا المومنین متشیعین انصاف کرو اگر متعہ جایز ہوتی اور حلال حلال ہوتی تو کیون نفرمایا کہ جس مقدار پر عورت رضامند ہو اسکو دیکر متعہ کرلیا کرو یا ہاتھ جوڑکر مالک فرج سے اباحت لے لیا کرو کیون امر استعفاف کیواسطے ارشاد فرمایا

چوتھی آیت حرمت متعہ مین

فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ترجمہ پس اگر ڈرو تم کہ عدل

کرسکوگے اپنی بی بیون مین پس نکاح کرو تم ایک عورت کو یا رکھو تم لونڈی کو یعنے اس
ایت کریمہ مین حق سبحانہ تعالی نے زوجہ اور مملوکہ کو بیان فرمایا اور اوسکے یون تشریح
فرمائی کہ اگر تم چار بیبیون مین عدل نکرسکو تو ایک عورت سے نکاح کرو یا لونڈی کو
رکھو۔ اے حضرات شیعہ خیال کرو کہ اگر متوعہ یا محللہ جائز ہوتین تو ضرور اس مقام
پر اللہ تعالی بیان فرماتا کہ اگر تم عدل نکرسکو اپنے بیبیون مین تو ایک عورت سے نکاح
کرو یا مملوکہ یا متوعہ سے متعہ کرو یا محللہ سے مباشرت کرلو کیونکہ متوعہ اگرچہ صدہا ہون
کچھہ عدل کی ضرورت نہین سوای خرچی مقررہ اور مباشرت معینہ کے اور محللہ تو
حلوای بے دود اور سودای مفت ہے البتہ منت برداری مالک فرج کے ہوگی
نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذَا الْفَسَادِ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ مِنْ سُوْءِ الْاِعْتِقَادِ بعد بیان کرنے
اسقدر آیات قرآن کے حافظ امام مہدی علیہ السلام کی خدمت مین عرض کرینگے کہ
حضور نے میری ثبوت کو ملاحظہ فرمایا اور یہ آیتین متعہ کو حرام کرتی ہین یا نہین حضرت
امام صاحب فرماوینگے کیون نہین بے شک حرام کرتی ہین بعد اسکے حافظ عرض کرینگے
کہ حضور اب مین اوس ایت کو بھی بیان کرتا ہون جس سے میرا مخالف اور کل اہل التشیع
جواز متعہ ثابت کرتے ہین اور بڑا شور وشغب مچاتے ہین وہ یہ ہے فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ
بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ترجمہ پس جب فائدہ اوٹھاؤ تم
ساتھہ اوس عورت کے اونہین عورات ماسبق سے پس دو تم اونکو مہر اونکا مقرر کیا ہوا
ظاہر ہے کہ آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ آیات ماسبق پر متفرع ہے اسواسطے کہ اس آیت پر
فاء واسطے تفریع کے داخل ہے پس ماقبل سے قطع کرنا اور علیحدہ اوس سے ایک
علم سنائرنا قبل اور مابعد نکالنا خلاف عربیت اور مخالف ادب ہے پھر حافظ امام
صاحب سے عرض کرینگے کہ حضور میری مخالف کو فرماوین کہ خوب غور سے سنے حق سبحانہ
تعالی نے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ سے وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ

اَیْمَانُکُمْ تک عورات محرمہ کو بیان فرمایا اور وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ مین
ماسوای محرمات کو حلال فرمایا یعنے ماسوای ان محرمات کے تمہر حلال کی گئی ہین عورتین
اور اس حلت کو دو قیدون کے ساتھ مقید کیا ہے قید اول اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ
قید دوسری مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ یعنے ماسوای عورات محرمہ کے جو تمپر
حلال کی گئین اوس مین دو قیدین ہین اول یہ کہ اپنے مالونکو اونکے نکاح مین صرف
کرو یعنے مہر و نفقہ دینا قبول کرو قرآن مجید مین یہ قید ان الفاظ کے ساتھ ہے اِنْ تَبْتَغُوْا
بِاَمْوَالِکُمْ دوسرے یہ کہ اون عورتون کو قید مین زوجیت کے لاؤ نہ صرف مستی
نکالنے کے واسطے یہ قید ان الفاظ سے ہے مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ قید اولی سے
تحلیل مطلقاً باطل ہے کیونکہ اوسمین سوائے ممنوعیت اور مشکوریت مالک فرج کے
اور کچھ نہین اور اخری سے متعہ بالکل خارج ہے اسواسطے کہ اوسمین احصان نہین
ممتوعہ کا یہی معمول ہے ہم ہر ماہ یا بارے اور ہر سال ورکنارے بعد اسکے اسی آیت پر
متفرع فرمایا آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِیْضَةً کو
یعنے جب ہم تمہارے اوپر عورات کو حلال کر چکے دو قیدون کے ساتھ اول یہ کہ مہر
و نفقہ اونکا مقرر کرو اور دوسرے یہ کہ قید مین لاؤ نکی طرح ہو نہ مستی نکالنے کی واسطے
یہان تک کہ وہ ہمیشہ عورت اوس مرد کی ہو جاوے بغیر اسکے چھوڑے چھوٹ نہ سکے
پس اگر نفع پکڑو تم ساتھ اوسکے اونہین عورتون سے کہ جو تمہارے اوپر حلال کی گئین
پس ادا کرو تم مہر اونکا دران حالیکہ مقرر کیا گیا ہے دیکھیے اس آیت سے کسیطرح یہ متعہ
ثابت نہین ہوتا ہی محاورہ اردو مین بہی موافق محاورہ عرب کے لفظ پس جو ترجمہ
فا ہی تفریع کا ہی اپنے مابعد کو ماقبل پر متفرع کرتا ہے لطف یہ ہی کہ اسی آیت کے سیاق
مین آیت وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ جسکو ہم آیات محرمہ متعہ مین نقل کر چکے ہین صریح
حرمت متعہ پر دال ہے اگر معاذ اللہ آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ مین جواز متعہ بیان

فرمایا جاتا تو کیا ضرورت تھی آیت متصل مین اس تشدد اور تاکید کی کہ اگر تم نکاح حرایر
پر قادر نہو تو لونڈیون سے نکاح کرو کیونکہ صورت عدم استطاعت نان و نفقہ وہ
مین قضاے حاجت کیواسطے ممتوعہ کیا کم تھی بلکہ بحکم کُلُّ جَدِیدٍ لَذِیذٌ بہتر اور خوشتر
پس سیاق سے آیت کو قطع کرنا باوجود داخل ہونے فا کی تفریع کے جسکا ترجمہ اُردو مین
لفظ پس ہے سخت وقاحت ہے اور ناحق سے متناقض ٹھہرا کر دونون آیتون
کے حکم مین متناقضین نکالنا محض جہالت ہی اہل تشیع کو اس آیت مین تین شبہہ
واقع ہوئے ہین شبہہ پہلا یہ ہی کہ لفظ استمتاع سے معنے حقیقی چھوڑ کر اصطلاحی
یعنے متعہ مراد لیتے ہین حالانکہ متعدد مقامات پر کلام آلٰہی مین یہی لفظ واقع ہوا ہے
اور معنے لغوی لیے گئے ہین چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ
ترجمہ یعنے ای رب ہمارے نفع پکڑا بعض ہمارون نے ساتھ بعض کے پس چاہیے
کہ اس مقام پر بھی بوجہ لفظ استمتاع کے معنے اصطلاحی یعنے متعہ مراد لیا جاتا
اور تفسیر منہج الصادقین مین ملا فتح اللہ شیعے نے بھی آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ کے
تحت مین معنی لغوی لکھے ہین نہ متعہ کی عبارت اوسکی یہ ہے فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ پس
ہرگہ برخوردار شدید یا تمتع گرفتید از زنان لفظ استمتاع کلام آلٰہی مین نہ ایک جگہہ
بلکہ متعدد مقام پر واقع ہوا ہے اور ہر جگہہ معنے حقیقی لیے گئے ہین پس اس آیت
مین اپنی خواہش نفسانی پوری کرنیکے واسطے اصطلاحی معنے لینا باوجودیکہ مفسرین
شیعہ بھی لغوی معنی لیتے ہین سخت جہالت ہے شبہہ دوسرا یہ ہی کہ لفظ اُجور
سے اُجرت معینہ یعنے خرچی کہ جو ممتوعہ کے واسطے بعوض مباشرت کے مقرر کیجاتی ہی
مراد لیتے ہین حالانکہ کلام آلٰہی مین لفظ اُجور مہور کے معنے مین مستعمل ہے یعنے مہر کے
چنانچہ دوسرے مقام پر ارشاد ہے فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ
یعنے پس نکاح کرو تم اونکو ساتھ اذن اہل اونکے کے اور دو تم اون کو مہر اون کے

حضرات شیعہ کو چاہیے کہ اس مقام پر بھی لفظ اجور سے اجرت معینہ مراد لیوین نہ مہر حالانکہ یہ بدیہی البطلان ہے اور طرفہ تو یہ ہے کہ ملا فتح اللہ شیعی نے تفسیر منہج الصادقین مین آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً کے تحت مین اجور کے معنے مہر کے لکھے ہین عبارت اوسکی یہ ہے فَاٰتُوْهُنَّ پس بدہید ایشان را اُجُوْرَهُنَّ مہرہاے ایشان پس لفظ اجور سے آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ مین اجرات و خرچی کے معنے لینا باوصف معارض ہونے کلام الٰہی اور نیز مخالف تفسیر مفسرین شیعہ کے محض عداوت ہے شبہہ تیسرا یہ ہے کہ حضرات شیعہ بیان کرتے ہین کہ آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ مین لفظ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى بھی موجود تھا جسکا ترجمہ مدت معینہ ہے یعنے یہ آیت اسطرح نازل ہوئی تھی فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً جواب اسکا یہ ہے کہ کلینی مین نزول آیت بغیر لفظ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى کے حدیث حضرت امام جعفر علیہ السلام سے پایا جاتا ہے چنانچہ روایت ہے ابوبصیر سے کہ سوال کیا مینے حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام سے باب متعہ مین پس فرمایا آپ نے کہ نازل ہوئی بیچ قرآن کے آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً عبارت اوسکی یہ ہے رُوِيَ عَنْ اَبِيْ بَصِيْرٍ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ مِنَ الْمُتْعَةِ فَقَالَ نَزَلَتْ فِي الْقُرْاٰنِ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً اگر اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى کا لفظ امام کے نزدیک اسمین موجود ہوتا تو ضرور اس لفظ کے ساتھ اس آیت کے نازل ہونے کو فرماتے اور بالفرض اگر یہ روایت ثابت ہو تو قرارت منسوخہ اور شاذ قرار پاویگی کیونکہ مخالف ظاہر کلام اللہ شریف کے ہے اور جو روایت کہ مخالف ظاہر کلام اللہ کے ہے وہ متروک ہے اور شاذ چنانچہ امام اعظم شیعہ نے تہذیب مین باب مَنْ اَحَلَّ اللّٰهُ نِكَاحَهٗ بعد ذکر حدیث جمیل ابن دراج اور حماد بن عثمان اور منصور بن حازم کے کہ جو ابی عبداللہ سے مروی ہے لکھا ہے کہ یہ دونون خبرین

وارد ہوئے ہین شاذ مخالف ظاہر کتاب اللہ کے اور جو ایسی واقع ہوگی اوسپر عمل جائز نہین ہے عبارت اوسکی یہ ہے ھٰذا ان الخبران قد وردا شاذین مخالفین لظاھر کتاب اللہ عزوجل وکل ما ورد ھٰذا المورد فانہ لا یجوز العمل علیہ ملا فتح اللہ شیعی نے بہی تفسیر منہج الصادقین مین تحت آیت کریمہ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ کی کے اس قرارت کے شاذ ہونے سے انکار نہین کیا بلکہ یون لمعہ سے نقل کیا ہے کہ گفتہ است در قرارت شاذہ نقل از عبد اللہ ابن عباس و عبد اللہ ابن مسعود و ابی بن کعب وغیر ایشان چنین وارد است کہ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى پس قرارت شاذہ کسی حکم مین کافی نہین ہوسکتی اور اگر ہم اوسکے شذوذ سے قطع نظر کرین تو دونون قرائتین یعنے ساتھ لفظ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى اور بغیر لفظ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى کے متعارض ٹھہرینگے اور قاعدہ ہے کہ جسوقت دو چیزین مساوی درجے کی متعارض ہو وینگے تو اپنے مرتبے سے دونون ساقط ہو جاوینگے پس اس حالت مین اس آیت سے قطع نظر کرکے جہان تک کلام الٰہی مین غور کیا جاتا ہے تو آیت متعددہ حرمت متعہ مین پائی جاتی ہین اور اگر ہم اس روایت کے ثبوت مین کلام نکرین اور اوسکے شذوذ کی طرف نہ دیکہین اور تعارض کی طرف بہی توجہ نکرین بلکہ لفظ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى کو آیت مین تسلیم بہی کرلین تب بہی متعہ ثابت نہین ہوتا ہے کیونکہ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى متعلق ہے استمتاع کی نہ عقد کی اور متعہ مین مدت معینہ متعلق نفس عقد کے ہوتی ہے نہ استمتاع کی پس معنے آیت کے یہ ہوئے پس اگر نفع پکڑو تم عورات منکوحہ اپنی سے مدت معینہ تک پس تمام مہر ادا کرو تم اور فایدہ اس قید کے بڑہانیکا یہ ہے کہ کوئی شخص یہ وہم نکرے کہ وجوب تمام مہر کا معین ہے گذرنے تمام مدت نکاح پر یعنے جسوقت کہ مدت وطی کی گذر جاوے پس تمام مہر ادا کرنا تمپر واجب ہے بعد اسقدر بیان کے حافظ امام مہدی علیہ السلام کی خدمت مین عرض کرینگے کہ دیکہیے حضور

کسی نہج پر متعہ ثابت نہیں ہو سکتا ہے بلکہ کتب معتمدہ اہل تشیع سے جسے حضرات شیعہ معتبر مانتے ہیں حرمت متعہ بخوبی ثابت ہے چنانچہ

حدیث پہلی حرمت متعہ میں کتاب فقہ الرضا کی

اعلم يا اخي اني سألت الامام عليه السلام عن المتعة فقلت جعلت روحي فداك روى جدك امير المؤمنين ان النبي صلى الله عليه وسلم حلل المتعة يوم فتح مكة وحرمها عام خيبر ونهى عنها فقال صدقوا في الروايات انها والله منهية حرام ما امروا بها الا انهم غلطوا في وجوه الحديث الى ان قال وانما حللها ان النبي صلى الله عليه وسلم لشبان العرب كانوا معه فشكوا اليه عزوبتهم فاطلق ولا متاع لهم في تلك الحالة لكيلا يقومون في الحرام واما من تمتع وهو قادر على التزويج او على شرى الامة وهو بالحضرت او مقيما في مصر من الامصار من غير انزعاج ولا اختلاف من بلد الى بلد فقد تعدى على حرم المسلمين واستباح لنفسه ما قد حرم الله عليه من فروج الحرائر بخلاف ما قد امر الله في كتابه والله يقول ومن يتعد حدود الله فاولئك هم الظالمون وقال فقد ظلم نفسه يا بني بالمتعة الا عند الاضطرار والضرورة للمضطر فمن امكن له غيرها فليس له ان يتمتع ومثلها مثل قول الله تبارك وتعالى حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير الى قوله فمن اضطر غير باغ ولا عاد فلا اثم عليه ان الله غفور رحيم یعنی راوی کہتا ہے کہ اے برادر پوچھا میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہ اے حضرت روح میری آپ پر قربان یہ فرمائیے کہ متعہ کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں کہ روایت کیا ہے آپ کے دادا امیر المومنین علی علیہ السلام نے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال کیا متعہ کو فتح مکہ کے روز اور حرام کیا خیبر میں اور ممنوع کر دیا اوسکو امام نے کہا سچ فرمایا

امیر المومنین نے خدا کی قسم متعہ حرام ہے البتہ اجازت دیگیٔی تہی قبل مین پہر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو حلال نہین فرمایا تہا مگر جوانان عرب کیواسطے کہ جو مسافرت مین رسول خدا کے ساتہہ موجود تہے اور شکایت اپنی تکلیف کی کرتے تہے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت متعہ کی نہین دی مگر ایسے لوگون کیواسطے تاکہ حرام مین مبتلا ہونے سے بچین لیکن جس شخص نے متعہ کیا اوس حالت مین کہ قادر ہے نکاح پر یا خریدنے لونڈی پر یا اپنے مکان پر موجود ہے یا کسی شہر مین مقیم ہے پس بے شک اوس نے مباح کیا اپنے نفس پر اوس چیز کو جسکو حرام کیا خدای تعالی نے اوسکے واسطے اور فرمایا خدای تعالی نے جس شخص نے تجاوز کیا اللہ کے حدود سے داخل ہوا وہ ظالمین مین ای بیٹی میرے نہین تہا جواز متعہ کا مگر وقت اضطرار اور ضرورت کے جیسا کہ جائز ہے وقت ضرورت کے گوشت سور کا اور مردار اور خون - ای حضرات شیعہ دیکہو کتاب فقہ الرضا کو وای صاحبان امامیہ سنو حدیث امام رضا علیہ السلام کو کہ کیا فرماتے ہین آپ متعہ کے باب مین اور کیا ارشاد کرتے ہین اوسکے بیان مین ای صاحبو قہر ہے جسکو امام رضا علیہ السلام حرام کہتے ہین جسکی حرمت پر قسمین شدید کہاتے ہین کہ وَاللّٰہِ مُتْعَۃٌ حَرَامٌ اوسکو آپ لوگ جائز بتلاتے ہین اور جائز کیسا اوسکی سنت ہونے کو بتاکید تمام بیان کرتے ہین اور سنت کیسے اوسکے تارک پر وعید شدید ظاہر کرتے ہین ای حضرات شیعہ غضب ہے جسکے نسبت امام رضا علیہ السلام صاف صاف ارشاد فرماتے ہین کہ نہین ہے متعہ جائز مگر جیسا کہ سور کا گوشت اور مردار اور خون اوسکے نسبت آپ لوگ اسطرح کہتے ہین کہ جو شخص متعہ کریگا قیامت کے روز بے حساب جنت مین داخل ہوگا اوسکی سواری کے واسطے براق آئیگا جسکے سم موتی کے اور کان سبز زبرجد کے اور شکم لؤلؤ و مرجان کا ہوگا اور جب وہ سوار ہوکر دن قیامت کے چلیگا ستر صف ملائکہ کی اوسکی سواری

کے گرد ہوگی اہل محشر دیکھکر حیران ہوجاوینگے اور ایک دوسرے سے کہیگا کہ کوئی فرشتہ مقرب بارگاہ ایزدی آتا ہے یا کوئی پیغمبر بلند مراتب ہین اوسوقت فرشتے جواب دینگے کہ نہین یہ وہ شخص ہے جسنے دنیا مین متعہ کیا تھا اور متعہ کو سنت رسول اللہ جانتا تھا غرض بلا حساب وکتاب داخل بہشت ہوگا اگر متعہ کا بوسہ لیگا حج وعمرہ کا ثواب ملیگا اجی اہل تشیع کچھ تو سوچو اور ذرا تو لحاظ کرو امام کی قسمون پر اور اونکے فرمان واجب الاذعان پر سخت جرئت تو یہ ہے کہ دعوی شیعیت امام کا کرتے ہو اور حدیث امام اور اون کے اباء کرام کے اقوال واحکام کو پس پشت ڈالتے ہو

حدیث دوسری حرمت متعہ مین کتاب محاسن کی

قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّكَ رَجُلٌ تَائِهٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ

یعنے فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق تو ایک مرد عیاش ہے پس تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کردیا ہے متعہ سے دیکھئے کہ جناب مرتضوی حضرت ابن عباس پر بوجہ متعہ کے حلال کہنے پر کس درجہ زجر وتوبیخ فرماتے ہین کہ تم عیاش ہو جو متعہ کو حلال کہتے ہو بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو ممنوع کردیا ہے اور بے شبہہ حضرت پیغمبر خدا نے اوسکو حرام فرمایا ہے

حدیث تیسری حرمت متعہ مین کتاب تہذیب الاحکام کی

قَالَ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ وَنِكَاحَ الْمُتْعَةِ

فرمایا جناب مرتضوی نے کہ حرام کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت خر اہلی کا اور نکاح متعہ کا اب ذرا حضور ملاحظہ فرمائی کہ ابو جعفر طوسی بہت بڑا مجتہد اہل تشیع کا ہے اور اپنی کتاب تہذیب الاحکام مین اس حدیث کو جسمین صاف و صریح حضرت مرتضوی نے بہ توضیح متعہ کے حرام ہونے کو بیان فرمایا ہے نقل کرتے ہین

اور پہر اسی حدیث کو بعینہ اپنی کتاب استبصار مین بہی درج کرتے ہین اب ذرا حضور
میری مدعی سے دریافت فرمائین کہ مینے سود خواری اور زنا کا رستے پوری پورے
طور پر ثابت کر دی یا نہین اگر ثبوت کامل حضور کو نہ ملا ہو تو اور کچھہ ثابت کرون حضرت
امام صاحب فرماوینگے ای مومن دیکہہ تیرا مقابل کیا کہتا ہے مومن پاک سر جہکا لینگے
حضرت امام فرماوینگے ای حافظ تمنے اپنے دعوی کو عمدہ طور سے پورا پورا ثابت کردیا
لیکن یہہ تو بتاؤ کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بروایت حضرت
امیر المومنین متعہ کو حرام کیا اور ایمہ کرام بہی متعہ کو حرام جانتے رہے بعد اونکے پہر
کسنی حلال کیا حافظ عرض کرینگے حضور اسکو نہ دریافت فرمائی بس یہین تک رہنی
دیجئی ارشاد ہوگا جو ہم دریافت کرتے ہین اوسکا جواب دو عرض کرینگے بہت اچہا
جب حضور نے غیبت بخوف اعدا اختیار فرمائی آپکے چار وکیل ہوئی اونہون نے
متعہ کو اسقدر رائج کیا جسکی انتہا نہین کہ آج تک نہایت عروج پر ہے لکہنو مین نہایت
ترقی پا رہا ہے اخبار الاخیار کے پرچون کے ساتہہ متعہ کا فتوی بہی ضرور ہوتا ہے مسائل
وستخطی مجتہد العصر جناب مولانا میر آغا صاحب حضرات شیعہ کے قبلہ و امت برکاتہ
صفحہ ۱ ضمیمہ اخبار الاخیار سوال ۴ کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین
اس مسئلہ مین کہ جامع عباسی مین مرقوم ہے کہ متعہ کرنا صبیہ باکرہ سے بے اجازت
اوسکے باپ کے مکروہ ہے اس صورت مین جواز کراہت سے ثابت ہوا آیا نزد آنجناب بہی
ایسا ہی حکم رکہتا ہے یا نہین بینوا توجروا جواب اگر بالغہ رشیدہ ہو تو جائز ہے واللہ اعلم
کیون نہین جائز ہوگی جسکے تو سی حج وعمرہ کا ثواب حاصل ہے۔ نکاحی بیاہی
کو چہوڑو یارو متاعی بیگم کو لیکے بیٹہو + ملا ہی حق سے بناکے حاجی دکہائی جنت کی سیر
تمکو + غرض کہ آپکے وکیلون نے متعہ حرام کو حلال کیا اور جو جو فضائل اوسکے بیان کئی
وہ اوپر مختصرا کچھہ لکہہ آیا ہون امام صاحب فرماوینگے اون وکیلون کے نام یاد ہین

عرض کرینگے جی ہان یاد ہین پہلے وکیل جناب محمد بن عثمان بن سعید العمری دوسرے
محمد العمری تیسرے ابوالقاسم حسین بن روح چوتھے وکیل ابی الحسن علی بن محمد السمرے
ستتر برس تک ان حضرات کی وکالت رہے اور متعہ کے فضایل بیان کرتے رہے اور
خوب مزے لوٹتے رہے جس موکل کے مکان پر ٹہرتے معملہ کے ایسی فضایل بیان کرتے
کہ وہ موکل اپنی لونڈی کو جبتک یہ مقیم رہتے مباح کردیتا جب خاص وکیل ایسے امور
کو اجرا فرمائین تو عوام کا کیا ذکر ہے مومن پاک جواب دینگے حضور یہ محض غلط ہے ہان
وقت ضرورت کے سفر وغیرہ مین متعہ کرلیا جاتا ہے وہ بھی ایسے عورت سے جسکی شوہر ہو شوہر والی عورت
سے متعہ درست نہین حافظ جواب دینگے اسکی کیا ضرورت ہے جو دریافت کرے کہ
تمہارے شوہر ہے یا نہین معلوم ہوا تمنے اپنے مذہب کی کتابین نہین دیکھین مومن
صاحب جواب دینگے اگر آپنے کسی کتاب مین دیکھا ہو تو بیان کیجئے حافظ کہینگے سنیے
منتہی الکلام صفحہ ۲۶۷ سطر ۷ از تہذیب طوسی صراحتًہ میتوان یافت کہ چون بخاطر
فضل مولی محمد بن راشد بہ لحاظ قراین راسخ شد کہ زنیکہ اراوہ متعہ او مصمم شدہ
شوہری دارد و بعد از تفتیش پشیمان برآمد حضرت امام صادق علیہ السلام فرمود چرا
تفتیش کردی و ہمچنین سرزنش نمود شخصی را کہ مردم باو گفتند کہ فلان زن شوہر دارد
وان شخص ازوی سوال نمود آپ فرمائی دریافت کیون کرے اپنے مطلب سے
مطلب ہے اور اگر تسلی خاطر نہوئی ہو تو دوسرا نسخہ بھی موجود ہے جسکے لکھنے سے سخت
غیرت معلوم ہوتی ہے کہ بعضی از اصحاب کبار بخدمت آنجناب رسانیدند کہ یکی
از جواری بکر مرا میخواہد واز مادر و پدر خود پوشیدہ میدارد امام فرمود ہرچہ خواہی
بکن وکوشش بزن مگر از موضع فرجش پرخدر باش و بلحوق عار قلوب اہل او را احتراس
اب فرمائی اسکا ترجمہ کیا لکھون اور جو پڑہیگا کیا کہیگا حضرت امام صاحب فرماوینگے
معاذ اللہ مومن فرماینگے محض جھوٹ ہے حافظ کہینگے لیجئے جامع عباسی بست آ

موجود ہے اور اُردو کی کتاب ہے مطبع یوسفی دہلوی مین چھپی ہے مولف کا نام محمد بہاؤالدین آملی ہے باب گیارہوان صفحہ ۲۱۵ سطر ۹ (عبارت بجنسہ کوارمی لڑکی کے ساتھ متعہ کرکے دخول کرنا مکروہ ہے اسلیے کہ سنت ہے کہ اگر کوارسے متعہ کرے تو ازالہ بکارت نکرے) پس اس سے صاف مضمون بالا کی بخوبی تصدیق ہوگئی لیکن زمانہ حال کے مجتہدین نے اجازت ازالہ بکر کی بھی دیدی ہے اگر یقین نہو تو مسایل دستخطی مجتہد العصر جناب مولانا میر آغا صاحب دامت برکاتہ کو جو ضمیمہ اخبار امامیہ صفحہ ۹ طبع لکھنؤ سنہ ۱۳۲۶ ہجری ونشنہ ۱۹۰۸ عیسوی مطابق نومبر ۱۹۰۸ع مین لکھی ہین ملاحظہ فرمائی مسئلہ ۱۴ سوال کیا فرماتے ہین علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ ایک عورت باکرہ کو کہ اوسکا باپ مفقود الخبر ہو۔ زید متعہ کرکے ازالہ بکر کرے اور بعدہ معلوم ہو کہ باپ اوسکا اوسی شہر مین موجود ہے پس بمقدمہ جواز عقد متعہ کچھ قباحت ہے یا بے دغدغہ جائز ہے بینوا توجروا جواب اگر وہ بالغہ رشیدہ تھی اور متعہ صحیح واقع ہوا پس باطل نہوگا واللہ یعلم۔ کیون نہو شاباش شیران شام سے رات بھر مفقود الخبر رہے صبح ہوتی آن موجود ہوی دوسری رات کیواسطے مجتہد صاحب نے عنایت فرمائی بے دغدغہ ہپٹکارے جاؤ حامی و مددگار تو موجود ہین فتوی پر تیرے کرتا ہون تینون جہین نثار دل کو جگر کو جان کو اے پیارے مجتہد + مضمون فتوی کا کہین ہوتا میرے خلاف + مرجاتا مین الہی بے مارے مجتہد + بعد اسکی حافظا امام صاحب کی خدمت مین عرض کرینگے کہ حضور انکے مذہب مین یعنے مذہب تشیع مین ایک متعہ دوریہ بھی ہوتا ہے جسکو چند مومنین ملکر بنظر کفایت کر لیتے ہین اور اپنی اپنی باری اوس عورت سے قربت کرتے ہین امام صاحب فرماوینگے لاحول ولا قوۃ اگر یہ بات صحیح ہے تو اس سے زیادہ اور کون گمراہ ہوگا شیعہ صاحب بول اوٹھینگے حضور محض جھوٹ اور بہتان ہے

حافظ جواب دینگے کوئی بات ابھی تک جھوٹ ہوئی ہو مگر تم ایسے سچ کو بھی جھوٹ جانتے ہین ذرا اپنے مجتہد مولوی عمار علی صاحب بہرت پوری اور جناب مولانا حضرت سید حافظ عبد الصمد صاحب سہسوانی دام برکاتہ کے مباحثہ اور مناظرہ کو آنکھ کھول کر بغور ملاحظہ کرو جھوٹے کا جھوٹ اور سچے کا صدق بخوبی ظاہر ہو جائیگا اور سچ تو یہ ہے کہ تم کیا دیکھوگے جان بچانا مشکل ہو گیا ہے افسوس کرتے ہونگے کہ کیون زنا اور سود کا نام لیا لینے کے دینے پڑگئے تمام عیوب پوشیدہ ظاہر ہو گئے اپنے مذہب والے بھی بُرا کہینگے کہ کیون چھیڑا اتہا لیجیے ملاحظہ کیجیے کتاب ارغام الشیاطین فی تردید متعۃ المتشیعین طبع مطبع مفید عام آگرہ صفحہ ۱۲۶ سطر ۳ مولوی سید یعقوب علیصاحب شاگرد مولوی سید حافظ عبد الصمد صاحب نے مجتہد جناب مولوی عمار علیصاحب کو تحریر کیا

بیان متعۂ دوریہ

آپ خیال فرمایئے کہ آپکے مذہب مین متعہ کی دو قسمین ہین اول متعۂ دوریہ دوم متعہ وحدانیہ تعریف متعہ دوریہ کی یہ ہی کہ ایک عورت سے دس۱ بیس۲ ملکر متعہ کرین اور اپنے اپنے باری سے اسکے ساتھ قربت کرین جیسا کہ صاحب مصائب النواصب نے لکھا ہے اور قسم ثانی اسکو کہتے ہین کہ ایک شخص متعہ کرے **قال المجتہد** ہمارے مذہب مین متعہ کی ہرگز دو قسمین نہین ہین **اقول مولویصاحب** باوجود موجود ہونے دونون قسمون کے اور تسلیم کر لینے آپ کی کتب کلام اہل تشیع مین آپکا انکار ایک قسم سے محض بیکار ہے **قولہ** بلکہ ایک ہی قسم ہے جو ایک شخص کرے **اقول** جناب الا اس قول کو یاد رکھین کہ (متعہ کی وہ قسم ہمارے یہان ہے جو ایک شخص کرے اور جو دس۱ بیس۲ شیعہ ملکر ایک عورت سے کرین اور اپنی اپنی باری سے اوس سے قربت کرین وہ نہین ہے) گو یہ انکار بمقابلہ متکلمین شیعہ پایۂ اعتبار سے ساقط ہی لیکن یہ قول یاد رکھنے کے لایق ہے **قولہ** متعہ دوری ہمارے نزدیک باطل ہے

اقول ملا زمان والا فرماتے ہین متعہ دوریہ کی جو دس بیس شیعہ ملکر ایک عورت سے متعہ کرین اور اپنی اپنی باری سے قربت کرین ہمارے نزدیک باطل ہے حالانکہ صورت متعہ دوریہ کتب کلامیہ اور فقہ اہل تشیع مین موجود ہے مگر ہمکو ابھی ابطال اس قول کا مقصود نہین **قولہ** اور دیکھو کثرت سے کتابین شیعون کے مذہب کے فقہہ کی ہندوستان مین موجود ہین اور مسائل متعہ اونمین موجود ہین لیکن متعہ دوریہ کی صورت کسی کتاب مین نہین اور نہ اس متعہ کا کہین ذکر ہے۔ **اقول** چونکہ ہمنے جواز متعہ دوریہ مین حوالہ کتب کلامیہ اہل تشیع کا دیا تہا جو جناب مخاطب اوس سے قرار اختیار کر کے فرماتے ہین کہ کتب فقہ اہل تشیع ہندوستان مین موجود ہین مگر اونمین متعہ دوریہ کی صورت یعنے دس ۱ بیس ۲ شیعہ ملکر ایک عورت سے متعہ کرین اور اپنی اپنی باری سے قربت کرین نہین لکہی اب جناب سامی کتب فقہ مین ارشاد الاذہان شیخ علی اور نافع کو ملاحظہ فرمایئے کہ اوسمین دوریہ کا ذکر ہے یا نہین اور جائز لکہا ہے یا ناجائز آپکے جناب وہ تو متعہ دوریہ مین نسبت اولاد کے اس طریقے سے فیصلہ فرماتے ہین **ویقضی فی الولد بالقرعۃ ویلحق بالخارج سہمہ** یعنے اگر اولاد مین جہگڑا متعہ دوریہ کرنے والون کے درمیان مین ہوگا تو یون فیصلہ کیا جائیگا کہ قرعہ ڈالا جائیگا جسکے نام پر نکلیگا اوسیکو لڑکا دلایا جائیگا جناب والا جناب علامۂ حلی نے تو کل فیصلہ کر دیا اور سب جہگڑا اوٹہا دیا نسب کو بطریق قرعہ ثابت کر دیا پس آپکا انکار نسبت متعہ دوریہ کے کتب فقہ اہل تشیع سے محض لغو ہے اور آگے چل کر خرخشہ عدت اور سن یاس کا پیش کرنا محض بیجا ہے حالانکہ کتب کلامیہ اور فقہ امامیہ مین جائز لکہا ہے **قولہ** اور صاحب مصائب النواصب مجتہد نہ تہے البتہ مناظر ہین اونکو بہت دخل تہا اور یہ مصائب النواصب بہی مناظرہ ہی کی کتاب ہے ایک ناصبی کے جواب مین فقہہ کی کتاب نہین **اقول** جناب مخاطب صاحب مصائب النواصب مجتہد تو نہ تہے لیکن آپکے مجتہدونکے مولی تہے

صوارم اور حسام اور تشیید المبانی مین دیکھئے اپکے مجتہدین لکھنوی اونکو بلفظ مولی
کے یاد کرتے ہین سخت افسوس ہے کہ جو شخص عمدہ متکلمین شیعہ سے ہو یہان تک کہ
جان سے اپنے مذہب اہل تشیع پر نثار کردے ہوا ور حضرات شیعہ مین بلفظ شہید
ثالث ملقب کیا جاوے وہ ایک وار دیگر سنیون سے بایہ اجتہاد سے گرا کر غیر معتبر
ٹھرایا جاوے **قولہ** اور مسئلہ فقہ اگر فقہ کی کتاب مین ہوا ور لکہا ہو کہ فلانی مجتہد
کے نزدیک اسطرح ہے تو اوسکا اعتبار ہوتا ہے **اقول** اگرچہ یہ قاعدہ ایجاد بندہ
آپکو مفید نہین ہے کیونکہ متعہ دوریہ کتب فقہیہ اور کلامیہ اہل تشیع مین مذکور ہے
تاہم ہمارے مفید ہے اپکے یاد رکہنے کے قابل ہے اگے کام آویگا اور آپکو بہت شرمندہ
کراویگا **قولہ** اور مصائب النواصب مین اگر لکہا بہی ہے تو اوس عورت سے لکہا ہے
کہ جو بہت بڑے سن کی ہوا ور حیض انا اوس سے اور بچہ جننا موقوف ہو گیا ہو
مولف رسالہ مین یہ پوچہتا ہون کہ عورت کا حیض اور بچہ جننا کس عمر مین موقوف
ہوتا ہے یقیناً پچپن یا ساٹھہ مین اور عورت کے اکثر اولاد بارہ تیرا برس کی عمر
مین پیدا ہونے لگتی ہے فرض کیا کہ تیرہ برس کی عمر مین ایک عورت کے دختر پیدا
ہوئی اور جب اس دختر کی عمر تیرہ برس کی ہوئی تو اوسکے فرزند پیدا ہوا اب
اس فرزند کے نانی کی چھبیس برس کی عمر ہوئی جب یہ فرزند بیس برس کی
عمر کا ہوا تب اسکی نانی چہیالیس برس کی ہوئی اور ہنوز انکے لیاقت متعہ دوری
کی بزرگی اور ثواب حاصل کرنیکے نہین ہوئی ابہی تو اسی کو داخل حسنات ہونے
مین دس پانچ برس کا توقف مانع ہے اب ایہا المومنین مقام غور اور جاے
ترحم ہے کہ ایسی عمر کے مردون سے اور وہ بہی ایک گار وا ایسی پیر زال کا متعہ
دوریہ کرانا کیا لطف دکہائیگا کیسے جان پہنچا وینگے وا رے مذہب اور واہ ری شرع
اقول جناب الاہم تو آپکے اس فصاحت پر نثار ہوئی جاتے ہین اور لپنے اپکو اس

بلاغت پر قربان کئی دیتے ہین گو ہمارا یہ قاعدہ نہین کہ اونکی عبارت فصیحا و بلیغہ کے نسبت تعرض کرین مگر مجبور ہین کیا کرین ذرا اس جملہ کو تو ارشاد فرمائی کہ اگر لکھا بھی ہے تو اوس عورت سے لکھا ہے اجی جناب صاحب مصائب النواصب نے متعہ دوریہ کو لکھا ہے تو اگر کیا معنے اور جو اگر ہے تو لکھا ہے کیا معنے آپکو چاہیے تھا کہ یون فرماتے کہ اگر لکھا بھی ہو تو اوس عورت سے لکھا ہوگا تا کہ آپکا نہ دیکھنا مصائب النواصب کو ثابت ہوتا لفظ اگر دال ہے کہ آپنے نہین دیکھا اور جملہ (تو اوس عورت سے لکھا ہے) ظاہر کرتا ہے کہ آپنے قطعًا مصائب کو دیکھا یہ اجتماع النقیضین آپہی کے حصہ مین آگیا ہے انقطاع حیض و بچہ کا ڈھکوسلا پیش کرتے ہین اپکے علماء تو صاف صاف لکھتے ہین وَيُقضَىٰ فِي الْوَلَدِ بِالْقُرْعَةِ وَيُلْحَقُ بِالْخَارِجِ سَهْمُهُ یعنے اوس بچہ کا یون فیصلہ کیا جاویگا کہ فورًا سب متعہ کرنے والون کے نام پر قرعہ ڈالا جائیگا جسکے نام پر نکلے گا اوسکو لڑکا ملیگا دیکھین کس بیچارہ کی تقدیر کھلتی ہے اور کس کے نام پر چٹھی نکلتی ہے قولہ کو ایسی عورت مین از روی شرع کے کیا قباحت ہے اقول ہمارے جناب مخاطب کے حافظہ کا یہ مرتبۂ علیا ہے اور اون کے فہم و فراست کا یہ درجۂ کبری ہے ابھی جسکو باطل کرتے چلے آتے ہین جسکے ابطال کے واسطے قاعدہ ہی بنا ہی جاتے ہین اوسیکا اقرار فرماتے ہین کہ از روی شرع کے کیا قباحت ہے اجی جناب جب شرع سے قبیح نہین تو باطل کسکے نزدیک ہے نہ آپکو اپنے قول کا کہ ہمارے نزدیک متعہ دوریہ باطل ہے لحاظ ہے اور نہ اپنے قاعدۂ جدیدہ کا پاس ہے اس مقام پر اقرار صاف ہے کہ متعہ دوریہ مین از روی شرع کیا قباحت ہے یا این شورہ شوری کہ صاحب مصائب النواصب اسکے جواز کیوجہ سے تشنیع شیعہ ٹھیرائی گئی یا این بے نمکی کہ خود فرمانے لگے کہ از روی شرع کے کیا قباحت ہے الغرض جناب والا یاد رکھین کہ متعہ دوریہ جو دس بیس شیعہ ملکر ایک عورت سے کرتے ہین

اور اپنی باری سے اوس سے قربت فرماتے ہین وہ از روی شرع کے آپ کے نزدیک صحیح نہین گو آپ بڑے سن کی عورت مین مستثنیٰ فرماتے ہین بہر حال آپکا اقرار جواز متعہ دوریہ کا مذہب اہل تشیع مین ثابت ہو گیا بعد اسقدر بیان کرنے کے حافظ امام عالی مقام کی خدمت مین دست بستہ عرض کرینگے کہ حضور نے اس فرقہ کے عقاید کو ملاحظہ فرمایا کسطرح کی ضلالت مین مبتلا ہین اور صحابہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسی عداوت رکھتے ہین اور اپنے تئین امامیہ کہتے ہین اور اماموں کے قول پر عمل نہین کرتے دیکھیے آپکے ابا جان حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے تفسیر سورہ بقر مین صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبت کیا تحریر فرماتے ہین اور یہ لوگ کیسے کیسے مزخرفات اور بیہودہ باتین اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبت لکھتے ہین جنکے دیکھنے کی اہل ایمان کو طاقت کہان بدن کانپنے لگتا ہے زمین و آسمان تاریک معلوم ہونے لگتا ہے اللہ تعالیٰ اون قائلین کو اوسکا ہزار گونہ بلکہ بے حساب عذاب کا مستحق یوم الحساب کو کریگا اوسوقت اپنے کردار اور گفتار کی سزا پاوینگے بہر نوع ان مومنین پاک نے اس بے اصل تقریر اور بندش خرافات کا یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اوسوقت یعنے بوقت رجعت نبی و وصی کے خدا کا وعدہ پورا ہوگا تب ذلت ہوگی اور نفاق کا حال کہلیگا اور اس مسئلہ رجعت پر اہل تشیع کو بڑا افتخار ہے چنانچہ اس مسئلہ کے نسبت لکھا ہے کہ یہ خاص عقیدہ مذہب حقہ اثنا عشریہ کا ہے سوای اس فرقے کے اس عقیدے پاک اور نیک سے کل فرقے بے نصیب اور محروم ہین۔ پس معلوم رہے کہ یہ مسئلہ رجعت جسپر حضرات مومنین پاک کو بڑا افتخار ہے اس مسئلہ و مذہب کا موجد و مخترع عبداللہ بن سبا ہے کتب سیر خاص کر ترجمہ تاریخ طبری مین کہ مترجم اوسکا شیعہ ہے صاف صاف لکھتا ہے کہ عبداللہ ابن سبا یہودی یمنی صنعانی کہ نظر طمع ونیوی ہی مسلمان ہوا تہا اور بوجہ فتنہ پردازی

بعد خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مصر کے جانب نکال دیا گیا تھا سنہ ۳۵ ہجری
مین اوسنے مذہب رجعت اختراع کیا اور لوگون کو یون سمجہایا کہ عیسائیون کا عقیدہ
ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہر اس جہان مین واپس اوینگے پس اہل اسلام اونسے
زیادہ حقدار ہین اس بات کے کہنے اور سمجہنے پر کہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم اس جہان مین واپس آوینگے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ
عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ ۔ یعنے جس خدانے کہ فرض کیا ہے تجہپر قرآن
کو وہ پہر لانے والا ہے تجہکو جگہہ پہر آنی مین ۔ کچہہ ایسی تقریر سے اوسنے مذہب
رجعت کو بیان کیا کہ لوگون نے پسند کیا اور قبول کیا اہل سنت وجماعت نے اپنے
مقابل مخالف کو یہ جواب دیا کہ یہ سب تمہاری خام خیالی اور عقائد باطلہ اور اقوال
کاذبہ ہین سوای اسکے کچہہ سمجہہ مین نہین آتا کہ تم ہی دشمن اور مخرب مذہب دین اسلام
سنت وجماعت ہو اسلام کے پردہ مین اپنا عناد ان لوگون سے جو بانی اسلام
ہین لینا چاہتے ہو اور مذہب سنت وجماعت دین اسلام کو خراب کر رہے
ہو حضرات خلفای ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ایسے مقبول خدا و رسول
تہے کہ جناب امیر علیہ السلام سے لیکر گیارہوین امام تک سب کے سب اونہین کے
روش پر رہے ہمیشہ اور برابر اونکی ثنا و صفت کرتے رہے اور جب کسی نے
اون سے ان حضرات رض کا حال پوچہا تو نہایت مبالغے سے محامد اور اوصاف
اونکے بیان فرمائے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ برابر اونکی نمازون مین شریک
رہے اور تمامی امورات جہاد وغیرہ مین برابر مشورہ اور رای دیتے رہے یہ
بہی کہنے کی جگہہ باقی نہین رہی کہ اونکے غلبے خواہ مروت یا خوف سے تعریفین کرتے
تہے کیونکہ جب حضرات خلفای ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے دنیا سے انتقال
فرمایا تب بہی حضرت امیر علیہ السلام برابر اونکی مدح اور ثنا و صفت کرتے رہے

بلکہ اپنے زمانۂ خلافت مین بہی اونہین کی ثنا وصفت کرتے رہے اور مذہب حضرت
ابو بکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما مین کچہہ بہی تبدل اور تغیر نہین فرمایا
یہان تک کہ باغ فدک کو بہی اوسی حال پر رہنے دیا اور اپنی عہد خلافت مین بہی
حضرت امام حسن وحضرت امام حسین علیہما السلام کو واگذاشت نہین دیا اور بلکہ
امیر شام کو یہ لکہا گئے کہ خلافت مہاجرین وانصار کے شوری پر منحصر ہے اور
پہ کیا ایسی ایسی تو ہزارون باتین ہین کہ اونکے دیکہنے سے بخوبی ثابت ہے کہ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نے حضرات اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے کچہہ بہی مخالفت
نہین کی اب تو مخالف مقابل کا عجیب حال مضطر ہوا کہ بیان سے باہر ہے سوای
اسکی اونسے کوئی چارہ نہ دیکہا کہ تقیہ کی سپر بناوے کہ اس سپر سے ہر ایک قسم کے
وار کا دفعیہ بوجہ احسن ممکن ہے اسی تقیہ کے صدقہ مین سنیونکی وار وگیر سے اچہی طرح
پر نجات مل جاتی ہے تشریح معنی تقیہ ناظرین رسالہ ہذا کی آگاہی کے لئی
مفہوم تقیہ سے متنبہ کر دینا خالی از لطف نہوگا۔ تقیہ یعنے جہوٹ بولنا ظاہر وباطن
کا ایکسان نہونا یعنے موہنہ سے کچہہ اور رکہے اور دل مین کچہہ اور ہو اگر ان لفظون
کو انہین ہیئت سے حضرات شیعہ اپنے دین ومذہب مین داخل کرتے تو جو کوئی سنتا
اوسکو فوراً بمجرد سننے کے نفرت ہوجاتی اور بالیقین جان لیتا کہ جسمین جہوٹ بولنا
اور ظاہر وباطن یکسان نرکہنا ثواب اور فعل مقدس سمجہا گیا ہے وہ مذہب بلا شک
جہوٹا ہے پس پرادوراندیشی کے نقص مذکورہ کے دفع کرنے کی غرض سے اون
ثقیل اور مکروہ لفظونکو ایک خوشنما اور مختصر خوب صورت لفظ کے پیرایہ مین ظاہر کیا
یعنے اوس جہوٹ بولنے اور دل وزبان یکسان نہونیکا نام تقیہ رکہا اور اسکو
سنیون کے تمام اعتراضون اور شبہون کا حلال مشکلات بنایا مگر یہ امر لاعلاج ہے

تقیہ نام رکہا ہے وہ رونق دہی کہ الله الله تقیہ کی تعریف مین ائمہ علیہم السلام کی طرف
سے حدیثین بیان کین نہ صرف جائز رکہنے پر قناعت کی بلکہ اوسکو واجب
کردیا اور فضایل اور ثواب مین تقیہ کے وہ حدیثین بیان کین کہ
اون سے روزہ و نماز کا ثواب بہی بمقابلہ تقیہ کے کم سمجہا گیا اور باقوال
ایمہ علیہم السلام اَلتَّقِیَّۃُ دِیْنِیْ وَدِیْنُ اٰبَائِیْؑ روایت کرہی تو دیا اور اس
تقیہ کو پاک اور ابرار لوگون کا فعل بیان کردیا اور امام اول سے بلکہ پیغمبر صلی الله علیہ
وسلم سے لیکر امام اخرالزمان تک ان سب حضرات مقدسین کے نسبت اس فعل مکروہ
کو منسوب کردیا اور اونکی زبان سے تقیہ کنندگان کے فضایل اور مدایح اور ثواب مین
حدیثین نہایت شد و مد سے نقل کردین واقعی حضرات شیعہ نے بڑی دانائی کی ہے
جو تقیہ کو اپنے مذہب مین داخل کیا کیونکہ اس سے اونکو نہایت فائدۂ عظیم ہے بلکہ بقای
مذہب تشیع اس تقیہ پر منحصر ہے اگر تقیہ اختراع نہ کیا جاتا تو مذہب تشیع نیست و نابود
ہوجاتا جیسا کہ بغیر تار برقی کے ریل گاڑی تباہ ہوجاتے ہے۔ اسی تقیہ کے بدولت
سنیون کے دار و گیر سے بچتے ہین جہان کہین مدح و ثنا حضرات صحابہ رضی الله عنہم
یا قوال ایمہ و رسول خدا صلی الله علیہ وسلم کے ثابت ہوی وہان کہدیا کہ یہ تعریف ازراہ تقیہ
کی گئی بیعت حضرت علی رضی الله عنہ کی حضرت ابوبکر صدیق رضی الله عنہ کے
ساتہہ جو ثبوت کو پہونچی وہ بہی تقیہ پر محمول ہوئی حضرت امیر علیہ السلام و نیز دیگر ایمہ
علیہم السلام نے جو کچہہ اس فرقہ کے نسبت تبرا و بیزاری اور غصہ ظاہر فرمایا اور
بانیان فرقہ کو بہلا برا فرمایا اپنے ہم مذہبون کو سمجہا دیا کہ یہ سب باتین براہی تقیہ
فرماہی ہین دل مین تہے بہت خوش ہین تقیہ کے بدولت جب چاہا سنیون سے بہی
خلا ملا پیدا کرکے ہم نوالہ و ہم پیالہ ہوگئی اپنے مذہب تشیع سے بیزاری اور
عیوب ظاہر کرکے سنیون کا دل خوش کیا اور بخوبی اون سے فوائد اوٹہائے

بعد حصول نوالہ پہر اپنے غول اور فرقہ مین جاملے اور کہدیا کہ ہمنے تو تقیہ کرکے اون سی اپنا مطلب نکالا اور ونکو احمق بنایا۔ ہر نوع تقیہ انکے واسطے کبریت احمر یا ورق باون تولے سے ہی بڑہکر مفید و کارآمد ہے قطع نظر اس بات کے کہ تقیہ جہوٹ اور نفاق کا نام ہے حضرات شیعہ یہ ہی نہین سمجہتے کہ اس تقیہ کی وجہ سے حضرت شیر خدا علی مرتضی اسد اللہ الغالب من کل غالب و دیگر ائمہ علیہم السلام کے شجاعت اور اسدیت بلکہ امامت پر کیسا نقص عاید ہوتا ہے کہ ان حضرات مقدسین نے باوصف اسکے کہ ان کو کبہی خوف ہلاکت کا نہ تہا پہر بہی اپنے طول حیات کو ہمیشہ تقیہ اور اخفای حق اور اظہار باطل مین گذرانا اور امام وقت صاحب عصر و زمان معاذ اللہ منہا اس مرتبہ جبان نامرد اور ہراسان اور خایف اور بزدل ہین کہ مدت ہزار سال سے بہی زیادہ گذرتی ہے کہ بخوف دشمنان جماعت قلیل پوشیدہ ہو گئی اور باوجود اسکی کہ سلطنین منقلب ہوگین اور دولت عباسیہ برہم ہو گئی اور چنگیزیہ کا تسلط بہی ہوا کہ پس از قبول اسلام وہ اپنے تئین محب اہل بیت کا جانتے تہے بلکہ بعض نے ان مین سے مذہب تشیع بہی اختیار کیا تہا اور سلطنت صفویہ خاندان کے خراسان اور عراقین مین کہ وہ مددگار شیعہ اور مردم خیر اس گروہ کی تہی ہوگئے اور مذہب شیعہ سلاطین دکن اور بنگالہ و پورب مین رواج پا گیا اور امارت اور وزارت اس فرقہ کی ہند و سند مین ہو گئی حتی کہ مومن ہانڈہی چٹ بہی پورب جانب کے اکثر مقامون پر مومنین پاک کے ہم مذہب ہوکر محب اہل بیت و شیعان علی مین داخل ہو گئی مگر امام عصر صاحب زمان کا خوف نہ گیا نہ گیا اور دل کو اطمینان حاصل نہوا کہ ظاہر ہوتے یا یہ کہ اونکو اس گروہ کی محبت اور دوستی پر اعتماد نہوا کہ شاید تقیہ کیا ہو کیونکہ یہ ہمارے فرقہ برادرین سے ہین جنکی خصلت اور عادت تقیہ کی ہے ہرگز ہرگز انکا ظاہر اور باطن یکسان نہوگا ورنہ باوجود اسقدر غلبہ محبین مخلصین کے کیون نہ ظاہر ہوئی اور یہ بہی ان حضرات

شیعہ کے خیال شریف نہیں آتا جو کہتے ہین کہ انبیاء اور ائمہ کا یہ کام تھا کہ اپنے دین ومذہب کو پوشیدہ فرماتے رہے اور بعضے ان بزرگواران نے اپنے عمر تقیہ مین گذرانی اور اپنے دین ومذہب کو واضح طور سے کسی پر ظاہر نہین کیا اور نہ کسی سے صاف طور پر کہا یہ نہین سمجھتے کہ بعثت انبیاء اور نصب امام سے کیا حاصل ہوا اگر ذرا تامل کیا جاوے تو صریح معلوم ہوجاوے گا کہ نبی کو مبعوث کرنا اور امام کو نصب کرنا اور پھر اونکو حکم اخفاء دین ومذہب کا دینا یہ مشابہ اسکے ہے کہ مثلاً کسی شخص کو کسی شہر کا قاضی یا حاکم مقرر کرین اور اوس سے کہدین کہ آپکو قاضی تو مقرر کیا ہے مگر خبردار خبردار ہرگز کلام نکرنا اور کوئی حرف زبان پر نہ لانا اور مدعی ومدعا علیہ کا حال نہ سنتا اونکا نام تک زبان پر نہ لاتا تو ہر ایک طفل مکتب بھی اس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ایسی تقرری محض تمسخر اور لعب ہے اور ظاہرہ سفاہت ہے اور غرض بعثت ونصب کی بالکل منافض اور اگر یہ کہا جاوے کہ یہ تقیہ بحکم خدا نتہا خود انبیا اور امام اپنی رای سے کرتے تھے تو اس صورت مین گنہگار اور عاصی ٹھہرینگے اور جو اون پر واجب ہے یعنے تبلیغ رسالت اور ہدایت عباد اوسکے تارک ہونگے کہ جس سے اونکی عصمت زایل ہوتی ہے کہ نبی اور امام کو معصوم مانا ہے۔ بالجملہ جھوٹ اور نفاق شان انبیا اور ائمہ کی نہین ہے کہ اپنی طول عمر مین بلاضرورت ایسے خصائل ذمیمہ کی عادت کرین اور لوگون کو اضلال اور تلبیس کا سبق دیتے رہین ان لوگون کے شایان شان یہ ہے کہ کیسا ہی دشمنون کا خوف ہو مگر کلمۃ الحق کے اظہار سے باز نہین رہتے چنانچہ اللہ جلشانہ حق مین انبیا کے ارشاد فرماتا ہے قولہ تعالی اَلَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ یَخْشَوْنَهٗ وَ لَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِیْبًا یعنے جو لوگ اللہ کے پیغام پہنچاتے ہین اور اوس سے ڈرتے ہین اور اللہ کے سوا کسے سے نہین ڈرتے اور بس ہے اللہ حساب کرنیوالا۔ اگر انبیا تقیہ کرتے تو کفارون کے

اونسے کیون ایذا اوٹھاتے اور کیون اسقدر تکلیف ضرب وشتم اور ہتک حرمت اور تذلیل اور اخراج سہتے اور آیت اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اَکْرَمُکُمْ تَقِیَّۃً سے جو علمای شیعہ درباب تقیہ حسب مطلب خود تفسیر کرکے دلیل لاتی ہین تو یہ محض اونکی نادانی اور نافہمی ہے یا دانستہ اپنے حصول مطلب کے لئی تجاہل کرتے ہین کیونکہ اگر تقیہ کے معنے حسب تفسیر حضرات شیعہ لئی جاوین تو لازم آویگا کہ حضرت یحیٰی اور حضرت زکریا اور حضرت امام حسین علیہم السلام نے کہ بالاجماع تقیہ نہین کیا ہرگز اللہ تعالیٰ کے نزدیک کرامت اور بزرگی نرکھتے ہون گے اور جمیع منافقین عہد آنحضرت نہایت درجے کی کرامت اور بزرگی مین ہونگے اِنَّ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ اور جوکچھ حضرات شیعہ نے خوبی تقیہ کی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ سب ان حضرات شیعہ کی بناوٹ اور دہوکہ دہی ہے کیونکر ممکن ہے کہ حضرت امام صاحب نے ایسی فعل قبیح کی تعریف تجویز فرمائی جو اونکی جد امجد حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے نص کے سراسر مخالف ہے اور وہ نص حضرت امیر علیہ السلام کے کتاب نہج البلاغت مین جو اصح الکتب نزدیک شیعون کے ہے موجود ہے اور متواتر ہے شیعون کے نزدیک وہ یہ ہے کہ عَلَامَۃُ الْاِیْمَانِ اَنْ تُؤْثِرَ الصِّدْقَ حَیْثُ یَضُرُّکَ عَلَی الْکِذْبِ حَیْثُ یَنْفَعُکَ یعنے شان ایمان کہ مقدم رکھہ تو سچ کہنے کو اوس جگہہ کہ ضرر تیرا ہو اوپر جہوٹہ کہنے کے اوس جگہہ کہ نفع تیرا ہو یعنے اگر جہوٹہ کہنے سے نفع ہوتا ہو اور سچ کہنے سے ضرر تو شان ایمان یہ ہی کہ تب بہی سچ کہو پس یہ نص صریح دلالت کرتی ہے کہ تقیہ جو کوئی کرے وہ مومن نہین ہے۔ نہ کہ مومن پاک اور آیت اُولٰٓئِکَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَھُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا کو بہی تقیہ پر تفسیر کرتے ہین اور کہتے ہین کہ حسنہ تقیہ ہے اور سیئہ اظہار حالانکہ ما قبل آیت صریح اظہار پر دلالت کرتا ہی وَاِذَا یُتْلٰی عَلَیْھِمْ قَالُوْا اٰمَنَّا بِہٖ اِنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَا اِنَّا کُنَّا مِنْ قَبْلِہٖ مُسْلِمِیْنَ اور بہی در صورت تقیہ حاجت

صبر کی کیا ہے انجام تقیہ کا خود آش اور پلاؤ ترا نیان پہ ہاتھ مارنا ہو نہ صبر اور
مشقت کے تقیہ تو خود ہی سراسر موافقت اور اتحاد ہے نہ مخالفت اور عناد سخت
تعجب اور مقام حیرت تو یہ ہو کہ حضرات شیعہ تقیہ کو نہایت زور اور شور سے فضائل
اور ثواب کے ساتھ بیان کرتے ہین التقیۃ دینی و دین اٰبائی کہتے ہین حالانکہ خود
انکی معتبر کتابون مین مبطلات تقیہ کی روایات ناطقہ حضرات اہل بیت علیہم السلام
سے موجود ہین از انجملہ وہ روایت کہ حضرت امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ
رضی نے نہج البلاغت مین بیان کیا ہی قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنِّیْ وَاللّٰہِ لَوْ لَقِیْتُہُمْ
وَاحِدًا وَّ ھُمْ مِلْأُ الْاَرْضِ کُلِّھَا مَا بَالَیْتُ وَلَا اسْتَوْحَشْتُ وَاِنِّیْ مِنْ ضَلَالِھِمُ
الَّتِیْ ھُمْ فِیْھَا وَالْھُدَی الَّذِیْ اَنَا عَلَیْہِ لَعَلٰی بَصِیْرَۃٍ مِّنْ نَّفْسِیْ وَیَقِیْنٍ مِّنْ رَّبِّیْ
وَاِنِّیْ اِلٰی لِقَاءِ اللّٰہِ وَلِحُسْنِ ثَوَابِہٖ لَمُنْتَظِرٌ رَاجٍ کذا فی نہج البلاغت ترجمہ تحقیق مجکو
قسم ہے خدا کی اگر ملاقات کرون مین ان لوگون کی تنہا اور وہ لوگ بھری تمام زمین کے
ہون کچھ پروا نکرون مین اور وحشت نکھاؤن مین اور گمراہی سے ان لوگون کی کہ جس مین
اور وہ ہدایت کہ مین اوسپر ہون باخبر ہون مین اپنی جان سے اور یقین رکھتا ہون مین
اپنے پروردگار سے اور مین اللہ سے ملنے کا اور اوسکے ثواب کا منتظر اور امیدوار ہون
پس جو شخص جنگ عدا سے تن تنہا باوجود کثرت اعدا باین حد کہ روے زمین کو چھپا
لیوین نہ ڈرے اور وحشت دامنگیر اوسکی نہو اور مشتاق لقاء اللہ کا ہو اور منتظر ثواب
اور امیدوار عنایات اور کرامات خدا کا ہو دونون صورتین موت ہو یا حیات پس
ایسے شخص سے تقیہ کیا امکان رکھتا ہے کیونکہ تقیہ تو خوف سے ہوتا ہے اور خوف کی بھی
دو صورتین ہین اول خوف جان اور یہ حضرات ائمہ علیہم السلام مین ہو ہی نہین سکتا
[illegible]

اماموں کو علم ما کان و یکون حاصل ہوتا ہے پس یہ اپنی موت کو اور نیز اپنی موت کی
کیفیت اور وقت سے بتفصیل اور بتخصیص تمام واقف و آگاہ ہوتے ہیں پس بیش
اور وقت اپنی جان سے کیوں ڈرنے لگے دوم خوف مشقت اور ایذائے بدنی اور
بدگوئی اور ہتک حرمت وغیرہ اور ان چیزوں کا متحمل ہونا اور گوارا کرنا نیک لوگوں
اور مقدسین کا کام ہے ہمیشہ تحمل بلا کا امتثال امر الٰہی میں کرتے آئے اور سہتے رہے
ہیں اور بڑے بڑے بادشاہان جبار اور فرعون روزگار سے مقابلہ کرتے آئے ہیں اگر
ایسے امورات میں جبن کریں اور تحمل مشقت کو عبادت اور مجاہدہ میں اپنے اوپر گوارا نکریں
تو انکا شمار نیکوں میں نہو چہ جائیکہ نیکوں کے سردار ہوں پس بنظر امورات مشرح بالا اور
نیز دیگر امورات کہ تفصیل اور تشریح انکی اس رسالہ مختصر میں بخوف طوالت نہیں کی گئی تقیہ
اسیطرح ان حضرات مقدسین سے جائز نہیں ہوسکتا اور بہی اگر تقیہ واجب ہوتا تو حضرت
امیر علیہ السلام کیوں بیعت میں حضرت ابوبکر صدیق رض کی حسب گمان حضرات شیعہ
چھ مہینے تک توقف فرماتے کہ صریح اظہار ملال اور ناخوشی کا تھا پہلے ہی دہلہ میں کیوں بیعت نکرلی

خلفائے راشدین رض کی فضیلت و عہد خلافت کا بیان مختصر الطاف حسین حالی کے مسدس سے

جب امت کو سب مل چکی حق کی نعمت
ادا کر چکی فرض اپنا رسالت
رہی حق پہ باقی نہ بندوں کی حجت
نبی نے کیا خلق سے قصد رحلت

تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی
کہ دنیا میں جسکی مثالیں ہیں تھوڑی

سب اسلام کے حکم بردار بندے
سب اسلامیوں کے مددگار بندے
خدا اور نبی کے وفادار بندے
یتیموں کے بیوؤں کے غمخوار بندے

رہ کفر و باطل سے بیزار بندے
نشے میں مئے حق کے سرشار بندے

خیانت کی رسمیں مٹا دینے والے — کہانت کی بنیاد ڈھا دینے والے
ہر احکام دین پر جھکا دینے والے — خدا کے لئے گھر مٹا دینے والے

ہر آفت میں سینہ سپر کرنے والے
فقط ایک اللہ سے ڈرنے والے

اگر اختلاف اون میں باہم دگر تھا — تو بالکل مدار اس کا اخلاص پر تھا
جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں شر تھا — خلاف آشتی سے خوش آئندہ تر تھا

یہ تھی موج پہلی اس آزادگی کی ؛
ہرا جس سے ہونے کو تھا باغ گیتی

نہ کھانوں میں تھی وہاں تکلف کی کلفت — نہ پوشش سے مقصود تھی زیب و زینت
امیر اور لشکر کی تھی ایک صورت — فقیر اور غنی سب کی تھی ایک حالت

لگا یا تھا مالی نے اک باغ ایسا ؛
نہ تھا جس میں چھوٹا بڑا کوئے پودھا

خلیفہ تھے امت کے ایسے نگہبان — ہو گلے کا جیسے نگہبان چوپان
مسلمان و ذمی کے سب حق تھے یکسان — نہ تھا عبد و حر میں تفاوت نمایان

کنیز اور بانو تھیں آپس میں ایسی
زمانہ میں ماں جائے بہنیں ہوں جیسی

رہ حق میں تھی دوڑ اور بھاگ اونکی — فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ اونکی
بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ اونکی — شریعت کے قبضہ میں تھی باگ اونکی

جہاں کر دیا نرم نرما گئی وہ ؛
جہاں کر دیا گرم گرما گئی وہ

کفایت جہاں چاہیئے واں کفایت — سخاوت جہاں چاہیئے واں سخاوت

بہی اور تہی دشمنی اور محبت ۔۔ نہ بوجہ الفت نہ بے وجہ نفرت

جہکا حق سے جو جہک گئی اوس سے وہ ہی
رُکا حق سے جو رُک گئی اوس سے وہ ہی

وہ عہد ہمایون جو خیر القرون تہا ۔۔ خلافت کا جب تک کہ قائم ستون تہا
نبوت کا سایہ زبس رہ نمون تہا ۔۔ سما خیر و برکت کا ہر دم فزون تہا

عدالت کے زیور سے سب تہی مزین
پہلا او پہولا تہا احمد کا گلشن

سعادت بڑی اوس زمانے کی یہ تہی ۔۔ کہ جہکتی تہی گردن نصیحت پہ سب کی
نہ کرتے تہے خود قول حق سے خموشی ۔۔ نہ لگتی تہی حق کی اونہین بات کڑوی

غلامون سے ہوجاتے تہے بند آقا
خلیفون سے لڑتی تہی ایک بڑہیا

نبی نے کہا تہا جنہیں فخر امت ۔۔ جنہیں خلد کی مل چکی تہی بشارت
مسلم تہی عالم مین جنکی عدالت ۔۔ رہا مفتخر جن سے تخت خلافت

وہ پہرتے تہے راتون کو چہپ چہپ کے درد
کہ سنتے ہائین اپنا کہین عیب سُن کر

بیان عدالت و فضایل صحابہ علی سبیل العموم رضی اللہ تعالی عنہم

واضح رہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین کو منجملہ اونہی
تمامی جمعیت کے ایسی ایک خصوصیت ہے کہ تمامی امت کو نہین ہے اور وہ خصوصیت
یہ ہے کہ بحث انکی عدالت سی نکرنا چاہئے بلکہ جملہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو بلا بحث
کے عدول شمار کرنا چاہیے علمای نامدار اور اہل سیر کہ صحت سے باخبر ہین یان لوگون نے

کتب معتبرہ سے انتخاب کرکے انہین اقوال پر اکتفا اور اعتماد کیا ہے کہ مشاجرات
صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین مین بجز سکوت کے کوئی اور خیال تصور کرنا
چاہیے اسواسطے کہ وہ سب ببرکت صحبت جناب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے اسباب فسق اور افعال خلاف مروت سے مصئون اور محفوظ ہین اور خداوند تعالی
جلشانہ نے اپنے کلام مجید و فرقان حمید مین بہت جگہہ اوصاف اور فضائل صحابہ رضوان اللہ
تعالی علیہم اجمعین کو بیان فرمایا ہے اور اوس فرقہ ناجیہ کی بصفت خیریت اور عدالت
تعریف کی ہے چنانچہ اللہ پاک فرماتا ہے كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ
بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ترجمہ تم سب امتون سے بہتر ہو کہ پیدا کئی گئی ہو لوگون
کے فائدہ کے لئے حکم کرتے ہو بھلی بات کا اور منع کرتے ہو بری بات سے۔ اور دوسری
آیت مین فرماتا ہے وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا اور اسیطرح کیا ہمنے تمہین بیچ کا
گروہ چنانچہ جماعت کثیر ائمہ تفسیر کی اسپر متفق ہین کہ ان دونون آیات مین مخاطب
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہین اور تیسرے آیت مین اللہ پاک فرماتا
ہے وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ
ترجمہ اور جو لوگ پہلے پہل وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے ہین اور جو
اونکے پیچھے ہوئے بھلائی کے ساتھ اللہ اون سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور تیار
ہین اونکے لئے باغ جنکے نیچے نہرین بہتی ہین وہ ہمیشہ اون مین رہینگے یہ بڑی پہنچ ہے پس
ظاہر ہے کہ کوئی مرتبہ اعلی اور افضل خوشنودی جناب باری تعالی جلشانہ سے نہین
ہوسکتا جیسا کہ آیت ورضوان من اللہ اکبر اور خبر معتبر أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا
أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ أَبَدًا بڑی نعمت تمپر میری خوشنودی ہے کہ پھر مین کبھی تمپر خفا نہونگا۔
اس معنے سے خبر دیتی ہے اور اسیوجہ دوسری آیت مین اللہ جلشانہ فرماتا ہے

ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمِ اور بہت سی آیات قرآن مجید کے فضایل صحابہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین مین موجود ہین کہ اون سب کے لکھنے سے طوالت ہوگی اس جگہہ انہین
چند آیات پر اکتفا کی گئی اور احادیث کثیرہ عدالت اور فضیلت صحابہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ثبوت کو پونہچی ہین اون مین سے
ایک حدیث یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ
ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ترجمہ بہترین زمانہ میرا زمانہ ہی اوسکے بعد وہ
لوگ ہین جو اوسکے متصل ہین اوسکے بعد جو اونکے متصل ہین یعنے میری زمانہ کے صحابہ
افضل ہین اوسکے بعد تابعین اور اونکی بعد تبع تابعین ہین دوسری حدیث یہ ہے کہ
لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ یُنْفِقُ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ
مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِیْفَهٗ تیسری حدیث مین فرماتے ہین اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِیْ اَصْحَابِیْ
لَا تَتَّخِذُوْهُمْ مِنْ بَعْدِیْ غَرَضًا فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ
اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰهَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰهَ
یُوْشِکُ اَنْ یَّاْخُذَهٗ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فضایل
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مین بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے چوتھی حدیث مَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ
لَا یَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا لَا یَعْنِیْ فَرِیْضَةً وَّلَا نَافِلَةً جس نے میرے اصحاب کو برا
کہا اوسپر خدا کی لعنت اور فرشتون کی اور آدمیون کی سب کی نہ اوسکے فرایض قبول
ہونگی اور نہ نوافل غرض بہت سی حدیثین اس باب مین وارد ہین اگر وہ سب لکھی
جاوین تو نہایت طول ہو جاوے ایمان دار کو یہی مقدار کافی ہے اگر در خانہ کس است
حرفی بس است مسلمان کو لازم یہ ہے کہ تعظیم اور احترام صحابہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین مین کوئی دقیقہ اوٹھا نرکھے اور مرتبہ اور فضیلت جملہ صحابہ رضوان اللہ

علیہم اجمعین کی جسطرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے اعتقاد کریں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ وَاَصْلَبُهُمْ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ عُمَرُ وَاَفْضَلُهُمْ وَاَصْدَقُهُمْ حَیَاءً عُثْمَانُ وَاَقْضَاهُمْ عَلِیٌّ وَاَفْرَضُهُمْ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَاَقْرَأُهُمْ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ وَاَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَلِکُلِّ اُمَّةٍ اَمِیْنٌ وَاَمِیْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْعُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَفِیْ رِوَایَةٍ اَبُوْهُرَیْرَةَ وِعَاءُ الْعِلْمِ میری امت مین سے زیادہ مہربانی کرنے والی اوسی امت پر ابوبکر ہین اور اللہ کے دین مین زیادہ مضبوط عمر ہین اور افضل اور اصدق امت مین ازروے حیا کے عثمان ہین اور سب سے زیادہ عمدہ فیصلہ کرنے والے علی ہین اور زیادہ فرائض جاننے والے زید بن ثابت اور عمدہ ترین قاریون کے ابی بن کعب ہین اور حلال وحرام کے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبل ہین اور ہر امت کے لیے ایک امین ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہین اور ایک روایت مین ہے کہ ابوہریرہ ظرف ہین علم کے اور موافق اوس دستور کے کہ اجماع جمہور اہل سنت وجماعت کا اوسپر منعقد ہوا ہے کہ افضل صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلفای اربعہ ہین حسب ترتیب خلافت کے بعد انکے بقیہ عشرہ مبشرہ پھر اہل بدر پھر اہل احد پھر اہل بیعۃ الرضوان اور مذہب اہل حدیث اور مشہور نزدیک اہل حدیث کے یہ ہے اور ابوشکور سالمی کہ اکابر علمای حنفیہ سے ہین اپنے کتاب تمہید مین بیان کرتے ہین کہ بعد خلفای اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے افضل مردم اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین انکے بعد وہ جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی کہ جنکی شان مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بخصوصیت وصیت فرمائی ہے کہ یہ اہل بہشت سے ہین بعد اسکے اہل بدر پس اہل حدیبیں تمامی صحابہ افضل ہین باقی امت سے بعد صحابہ کے تابعین افضل ہین بعد تابعین کے تبع تابعین کا مرتبہ ہے چنانچہ خبر وافی اثر خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ اسی معنی پر دلالت صریح کرتی ہے معلوم رہے

کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے شان میں کل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فرمایا ہے
کہ عموماً وہ سب اہل بہشت میں مثل اہل بدر و اہل بیعۃ الرضوان اور بعضون کا نام
بھی تعین فرمایا ہے مانند حضرت فاطمہ زہرا و خدیجۃ الکبریٰ و خلفای اربعہ اور باقی
عشرہ مبشرہ اور امیر المومنین حسن و حسین و عکاشہ بن محصن اسد بی اور سعد
بن معاذ و عبد اللہ بن سلام و ثابت بن قیس بن شماس وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ
عنہم اجمعین۔ اور پوشیدہ نہ ہے کہ جو کچھ باہم صحابہ رضی اللہ عنہم کے مخالفت اور
مخاصمت ہوئی ہے وہ سب محمول اجتہاد پر ہے نہ نفسانیت پر اور وہ سب قابل
تاویلات اور محامل صحیحہ کے ہے اور اگر ایسا تسلیم بھی کر لین کہ بعض کے واسطے محمل صحیح
اور تاویل مستقیم نہو تو ہم کہینگے کہ یہہ مخالفات اور مخاصمات ان لوگون کی بطریق اخبار
احاد کے منقول ہین کہ اکثر اونکے ضعاف اور جایز الکذب ہین اور صلاحیت معارضہ
کی آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ مشہورہ کے ساتھہ کہ اوپر مذکور ہوئین نہین
رکھتی اسلئے مسلمانون کو لازم ہے کہ جناب رسالت مآب کے اصحاب پر طعن و تشنیع
نکرین کہ باعث خسارت دارین ہے اور موجب سخت باز پرسی یوم الحساب کا ہے
اور اسباب مین جو کچھ تہدیدات اور وعیدات صاحب شرع سے ثبوت کو پہونچی ہین
ہمیشہ اوس سے پرحذر رہنا چاہیئے ورنہ بروز جزا بجز روسیاہی دارین اور طعمہ
دوزخ کچھہ بھی نہ حاصل ہوگا ؎ من آنچہ شرط بلاغ ست با تو میگویم تو خواہ از سخنم
پند گیر و خواہ ملال + اور یہہ بھی پوشیدہ نہ ہے کہ مسلمانون پر صحابہ رضہ کی بیشمار حقوق
ثابت ہین اسواسطیکہ حضرات صحابہ رضہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر طرح پر مدد کی اور آنحضرت
صلعم کے دین کی تائید آپکی حیات مین ہر طرح پر جان و زبان کین اور باوجود ایذا اور ضرر
رسانی کفار کے اور فقر و فاقہ کے ان حضرات نے طریق حق اور سبیل صواب سے
انحراف نہین کیا اور ہمیشہ صراط مستقیم پر ثابت قدم رہے اور بعد وفات آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے انہین حضرات رضی اللہ عنہم اجمعین نے بسا ط شریعت محمدیہ کے بچھانے اور بذور قوت بازوی خود ملت احمدی کو بڑھایا اور طوفان ارتداد اور کفر و نفاق کو مٹایا اکثر اقالیم اور بلاد مین انہین حضرات رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانے مین اسلام نے ظہور و شیوع پایا اور روے زمین کو غبار کفر اور خاشاک شرک سے پاک اور صاف کیا نہین تو ملک عرب مین است طلیحہ اسدی و مسیلمہ کذاب و سجاح وغیرہ کثرت سے ہو جاتے اور ہند مین بجز رام رام کہنے والون کے اللہ و رسول کا نام لینے والا کوئی دکھائی نہ دیتا آثار حسنہ و ابواب مستحسنہ انہین حضرات کے یادگار ہین اور احکام شریعت اور ابواب طریقت و معارف حقیقت انہین حضرات سے عالم مین پھیلے اور اقوال اور احوال اور افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم انہین حضرات کے بدولت ہملوگون تک پہونچے اور ببرکت انہین حضرات کے ہملوگ دولت متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کو پہونچے کہ یہی وسیلہ نجات اور ذریعہ بلندی درجات کا ہے الحمد للہ علی ذلک چنانچہ اب آگے اسکے جو کچھ احوال صحیحہ ہر ایک خلافت کے لکھے جاتے ہین اوس سے مضمون بالا کی بخوبی تصدیق ہوگی

بیان خلافت حضرت ابوبکر صدیق افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق رضی اللہ تعالی عنہ

جبکہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حسب مشورۂ مہاجرین و انصار و جملہ صحابۂ کبار و اعراب بے شمار کے امر خلافت حضرت ابوبکر صدیق عاشق صادق بالتحقیق نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر قرار پایا تو بیعت خاص اوسیدن یعنے بروز وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہوئی سب سے پہلے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیعت کی اوسکے بعد کل صحابہ نے مہاجرین

وانصار مین سے بیعت کی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لیگئے
اور سب طرف دیکھا تو اوس جماعت مین حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو نہ پایا تب
اون کو آپ نے بلوایا اور اون سے فرمایا کہ اے زبیر رضی اللہ عنہ تم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے حواری کیا ارادہ کرتے ہو کہ مسلمانون کا عصا توڑ ڈالو (یعنے مسلمانون کی مجتمع
قوت کو منتشر و متفرق کردو) اونہون نے کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم مین ہرگز یہ نہین ارادہ کرتا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور
سب کے سامنے اونہون نے بھی بیعت کی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی اوس
مجمع مین نہ تھے تو اونکو بھی بلوایا اور کہا کہ اے علی اسد اللہ الغالب تم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور حضرت کے داماد ہو کیا ارادہ کرتے ہو
کہ توڑ دو عصا مسلمانون کا فرمایا حضرت اسد اللہ غالب نے کہ اے خلیفۂ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مین یہ ارادہ نہین کرتا پس بیعت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
روایت کیا اس حدیث کو ابن سعد اور حاکم اور بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ بیعت تاریخ بارہوین ربیع الاول روز دوشنبہ
سنہ گیارہ ہجری کو بروز وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقع ہوئی
اور کہا محمد بن اسحاق نے اپنی سیرۃ مین حدیث کی مجھسے زہری نے انس بن
مالک سے کہ جب بیعت کی صحابہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی
سقیفۂ بنی ساعدہ مین اور رہا دوسرا دن بیٹھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر
اور کھڑے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حمد کی اللہ تعالی کی اور کہا بیشک اللہ تعالی نے
جمع کیا کام تمہارا اوپر بہتر ین تمہارے کے کہ وہ صاحب ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
اور دوسرے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غار مین پس کھڑے ہو تم اور بیعت کرو تم اونکی

اونکی بیعت کی تمام لوگون نے پھر فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رض نے بعد حمد و ثنای خدا و درود
بلند آواز کے کہ ای لوگو مین پھر والی کیا گیا اور تمسے بہتر نہین ہون اگر بہتر بات کہون تمکو تو تم لوگ میری
مدد کرو اور اگر بری بات کہون مین تمکو تو سنبھالو تم مجھکو سچ بولنا امانت ہی اور جھوٹھ بولنا خیانت
ہی جو تم مین ضعیف ہے وہ مجھپر قوی ہے مین انشاء اللہ تعالی اوسکا حق پہونچاؤنگا اور جو تم مین
سے قوی ہے وہ میری نزدیک ضعیف ہے مین انشاء اللہ تعالی اوس سے پورا حق مسلمانونکا
لونگا جس قوم مین جہاد موقوف ہوگا اوس قوم پر اللہ تعالی ذلت ڈالیگا اور جس قوم مین فحش
ظاہر ہوگا اوس قوم پر اللہ تعالی بلای عام نازل کریگا جبتک مین اللہ اور اوسکے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرون تم میری اطاعت کرنا اور جب مین نافرمانی کرون اللہ اور
رسول کی تو نہ اطاعت کرو تم میری دوسرے دن ایک لاکھ آدمی سے زیادہ نے بیعت کی۔
عبد الرحمن بن عوف رض سے روایت ہے کہ خطبہ پڑھا حضرت ابوبکر صدیق رض نے اور کہا مجھکو قسم ہی
اللہ تعالی کی کہ نہ تھا مین حریص سرداری کا کسی دن اور نہ کسی رات اور مجھکو سرداری کی رغبت
نہ تھی اور مینے کبھی اللہ سے دعا مانگی سرداری کی نہ ظاہر مین اور نہ پوشیدہ ولیکن ڈرا مین فتنہ
سے اور اس سرداری مین مجھے کیا راحت ہے بلکہ ایک امر عظیم میری گردن مین ڈالا گیا ہے
کہ مجھ مین اوسکے اوٹھانیکی طاقت نہین ہے مگر اللہ تعالی کی قوت سے پس کہا حضرت علی رض و
حضرت زبیر رض نے کہ ہمین غصہ کسی بات کا نہین مگر فقط یہ کہ ہمین اول مشورہ مین کیون نہ پوچھا
اور بے شک ہم جانتے ہین کہ ابوبکر صدیق رض لایق ہین اس کام کے سب لوگون مین سے کیونکہ
وہ صاحب رسول اللہ کے ہین غار مین اور ہم خوب جانتے ہین کہ وہ شریف ہین اور بہتر ہین سب
سے اسواسطے کہ حکم دیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو نماز پڑھانیکا اپنی زندگی مین
ہکذا فی تاریخ الخلفاء للسیوطی حضرت عمر رض سے روایت ہے کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے عرب مرتد ہوگئی اور اون لوگون نے کہا کہ ہم نماز تو پڑھینگے مگر زکوۃ نہ دینگے مین حضرت
ابوبکر صدیق رض کے پاس آیا اور کہا کہ ای خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگون سے

نرمی کیجیے اور انکے دل ہاتھ مین لیجیے کہ یہ لوگ وحشی ہین فرمایا حضرت صدیق رضہ نے کہ مین تسے امید
مدد کی رکھتا ہون اور تم کم ہمت ہوگئے جاہلیت مین تو تم بڑے مضبوط تھے اسلام مین کیون بودے ہوگئے
مین انکی دلداری کس بات سے کرون آیا شعر کہہ کے رضامند کرون یا انپر جادو کرون مجھسے تو
یہ ہرگز نہوگا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لیگئے اور وحی موقوف ہوگئی قسم ہے
خدای پاک کی مین انپر جہاد کرونگا اور ان لوگون سے اپنی تلوار کو نہ روکونگا اگر یہ ایک کمرہی بکری
کا حق زکوۃ سے بند کرینگے۔ کہا حضرت عمر رضہ نے کہ اللہ جلشانہ نے سینہ ابو بکر رضہ کا کھول دیا تو پہہ
جانا مینے کہ ابو بکر رضہ حق پر ہین۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ جب وفات
ہوی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تو پہیل گیا نفاق اور عرب بر و بنجات کے مرتد ہوگئے اور انصار مین
اختلاف ہوا اگر پہاڑ پر اس کام کا بوجہہ ہوتا تو وہ اسکا متحمل نہوتا مگر میرے باپ نے اوسکو اوٹھا لیا۔
پہر اس امر مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہان دفن ہونگے اختلاف ہوا کوئی کہتا تہا کہ مکہ معظمہ
مین دفن ہون کہ وہے آپکا مولد ہی ہے بعض کی رائے مسجد نبوی مین دفن کی ہوئی بعض
بیت المقدس کو تجویز کرتے تہے کہ وہ مدفن اکثر انبیار کا ہے کچہہ لوگون کی رائے ہوی کہ بقیع الغرقد
مین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث پڑہی جسکا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مینے سنا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کسی نبی نے وفات نہین پائی مگر وہین دفن ہوا جس جگہہ
وفات پائی ہو پس اس حدیث سے اختلاف رفع ہوا اور آپ حجرہ مبارک حضرت
عائشہ رضہ مین دفن ہوئے۔ اسکے بعد پہر یہ اختلاف ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ورثہ
کیونکر تقسیم کیا جاوے اور کوئی جواب نہین دے سکا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ سنا ہے مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے آپ نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِیَاءِ لَانُوْرَثُ
مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ یعنے ہم گروہ انبیار کے ہین نہین وارث ہوتا کوئی ہمارا جو کچھ چھوڑین
ہم وہ صدقہ ہے۔ اسکی پوری تشریح مع مخالفین کے اعتراضون کی سطاعن مین کی گئی ہے
بیہقی اور ابن عساکر سے روایت ہی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اوس

ذات پاک کی کہ نہیں کوئی معبود سوا اوسکے کہ اگر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ نہوتے
تو نہ عبادت کی جاتی اللہ تعالی کی کہا اس لفظ کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ

بیان روانگی لشکر اسلام ہمراہ حضرت اسامہ بن زید جانب شام

اوسکے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ لشکر اسامہ واسطے روانگی کے تیار ہوا اور وہ نشان جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے درست کرکے اسامہ کو دیا تہا اوسکو اسامہ کے گہر پہ کہڑا کرو۔ کیفیت اوس نشان کی یون ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے ارکان سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ مین رونق افروز ہوئے تو آپنے چاہا کہ ایک لشکر ظفر پیکر اپنے یارون کا شام کی طرف روانہ فرماوین پس آپنے اس خواہش کے موافق چہبیسوین صفر روز دوشنبہ کو اپنے یارون کو بجہت جنگ رومیون کے تیاری لشکر کا حکم فرمایا کہ وہان پہونچکر زید بن حارثہ کا عوض لین پہر منگل کے دن اسامہ بن زید کو امیر لشکر فرمایا اور اوسمین جماعت مہاجرین اور انصار سے اپنے بڑے بڑے یارون کو نامزد فرمایا پہر چہار شنبے کے روز اٹہائیسوین صفر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علیل ہوئے اور دوسرے دن شروع مرض سے باوجود علالت دست مقدس خاص سے ایک نشان تیار فرمایا اور وہ نشان اسامہ بن زید کو دیکر فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ وَفِی سَبِیْلِ اللّٰہِ وَقَاتِلْ مَنْ کَفَرَ بِاللّٰہِ اوس نشان کو اسامہ بن زید نے لیا اور باہر آئے اور بریدہ بن الحصیب اسلمی کو دیا کہ وہ اس لشکر مین نشان بردار ہین اور اسامہ نے وہانسے کوچ کرکے منزل جرف مین اس غرض سے کہ کل لشکر اس مقام پہ مجتمع ہو جاوے مقام کیا اور اعیان مہاجر و انصار مثل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ و عمر بن خطاب رض و عثمان بن عفان رض و سعد بن ابی وقاص رض اور ابو عبیدہ بن الجراح رض اور سعید بن زید رض اور قتادہ بن نعمان رض اور مسلمہ بن اسلم رض نے

اپنے اپنے ڈیرے خیمے باہر بھیجے اور چاہتے تھے کہ وہان سے کوچ کرکے آگے بڑھین
کہ آخر دن چہارشنبے کو مرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ ہوگیا اس خبر سے
سب لوگون مین تہلکہ پڑگیا اور شب پنجشنبہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے
نماز عشا کے پیشوا امامی کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور اس خدمت پر
مامور کیا اور دوسرین تاریخ ماہ ربیع الاول روز شنبہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
کچھ مرض مین تخفیف معلوم ہوئی پس جو مسلمان کہ واسطے ہمراہی اسامہ بن زید کی
متعین تھی وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہوکر باہر نکلے اور اسامہ
سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بغل گیر ہوکر اور اونکے حق مین دعای خیر
کرکے رخصت فرمایا پھر یکشنبے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض کی شدت بہت ہوئی
لہذا اسامہ اور اونکے لشکری اوس روز ٹھہر گئے صبح دوشنبہ کو اسامہ بوجہ کمال
تاکید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوچ کرنا چاہتے ہی تھے کہ ایک آدمی مرسلہ
ام ایمن والدہ اسامہ نے آکر اسامہ سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
عالت نزع طاری ہے پس یہ خبر قیامت اثر سنکر اسامہ بن زید و تمامی اصحاب
افتان وخیزان جانب مدینہ واپس ہوئے اور بریدہ بن الحصیب نے اوس نشان کو
لاکر دروازے پر حجرۂ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑا کیا جب لوگ
دفن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فارغ ہوئے اور امر خلافت حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ پر قرار پایا تو حضرت صدیق رضہ نے فرمایا کہ اس نشان کو لیجا کر
اسامہ کے گھر پر کھڑا کرین اور بریدہ بن الحصیب کو بھی فرمایا کہ خود جاکر اسامہ کے
دروازے پر کھڑے ہون اور لشکریون کو جمع کرکے باہر لاوین اور اسامہ بھی اپنے
مکان سے کوچ کرین پس اسامہ باہر آئے اور موضع جرف مین جاکر دو مقام کئے
اور اوسی وقت مدینہ منورہ مین خبر آئی کہ بعض قبایل عرب مرتد ہوگئے اور اون

لوگون کا قصد ہی کہ مدینۂ منورہ پر شب خون مارین اور اکثر قبایل عرب نے آپ کو زکوۃ دینے سے انکار کیا ہی اور مکہ اور مدینہ اور طایف کے سوا اور ملکون مین نماز جمعہ موقوف ہو گئی اور ساکنان مکہ مین بہی اضطراب ہی اور عتاب بن اسید رض جو آپکی طرفسے تھے روپوش ہو گئے تھے پہر سہل بن عمرو کے خطبہ پڑہنے سے اسلام پر قایم رہی اور طایف کے لوگ بہی اسلام پر قایم رہے اور بحرین کے علاقے مین جو اثا نام ایک شہر تہا وہان کے لوگ بہی اول بدل گئے تھے پہر اسلام پر قایم رہے اور نماز جمعہ کا اہتمام کیا غرض ردت کی خبر سنکر ایک جماعت اصحاب نے اس حال کو حضرت ابو بکر رض سے عرض کیا اور کہا کہ ایسے وقت مین ایسے کثیر اور جرار لشکر کو دور کی مہم پر روانہ کرنا مصلحت وقت سے دور ہی اگر خدانخواستہ اعراب مدینۂ طیبہ کو خالی جانکر شورش برپا کرین تو اہل مدینہ سخت مصیبت مین مبتلا ہو جائینگے لیکن اس بات کو حضرت ابو بکر صدیق رض نے کسیطرح سے قبول نفرمایا اور ارشاد کیا کہ اگر بسبب نہ پہونچنے لشکر اسامہ کے مین جانون کہ مدینے مین لقمہ درندون کا ہو جاؤنگا تو بہی خلاف فرمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکرونگا لیکن اسامہ سے درخواست کی کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اجازت دین تا وہ میرے پاس رہین پس اسامہ رض کی اجازت سے حضرت عمر رض لوٹ آئے اور مدینہ کی حفاظت اور کنکاشش و مشورت مین میرے شریک رہین اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم عام دیدیا کہ جسکا نام جانے والون مین لکہا گیا تہا اور وہ اب نجاویگا تو اوسکو پیادہ پا لشکر مین بہیجونگا پہر وہ لشکر روانہ ہوا اور اسامہ رض کے ہمراہ لشکر مین تین ہزار پیادے اور ایک ہزار سوار تھے یہ جس قبیلے پر عرب کے گذرتے تھے تو ان کو وہ لوگ دیکہکر آپسمین کہتے تھے کہ اگر ان لوگون مین قوت و شوکت نہوتی تو اتنا بڑا لشکر جرار روانہ نکرتے پس اس فوج کا رعب اون لوگون کے دلون مین بخوبی جم جاتا تہا اور لشکر اسلام سے وہ لوگ باطاعت پیش آتے غرض کہ

اسامہ بن زید بڑی بڑی منزلین طی کرکے تقضا عہ پرسے قوم جہینہ پر ہوتے ہوئے وادی القری کو پہونچے اور وہان سے اسامہ رضؓ نے ایک جاسوس کہ وہ قوم بنی غذرہ کا تہا اور اوسکا نام حریث تہا اپنے سواری دیکر تحقیق خبر لانیکو بہیجا وہ جاسوس ہو ضع ابنا ہو پہنچکر جلد خبر لایا کہ مخالفین غفلت مین ہین فوراً اونپر تاخت کرنا چاہیئے پس یہ سنتی ہی لشکر اسلام تیار ہوگیا اور لشکر مخالفین پر ایسا شب خون مارا کہ وہ سب متفرق وپریشان ہوگئی اور لشکر اسلام نے بصحت وسلامتی مدینہ کیطرف معاودت فرمائی اور لشکر اسلام کے مدت اس سفر کی چالیس یا ستر دن کے تہی

قصۂ قتل اسود عنسی

عنسی کذاب کا نام عبلہ بن کعب بن غوث تہا جب تک یمن مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے باذان حاکم رہے عنسی مذکور اظہار اسلام کرتا رہا جب باذان کا انتقال ہوگیا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے طرف سے چند عامل اپنے اصحاب مین سے یمن کے جانب روانہ کئے چنانچہ نجران پر عمرو بن حزم کو اور نجران اور زبدی تری شہرون کی حکومت خالد بن سعید بن العاص کو دی اور عامر بن سہیل کو ہمدان کا عامل کیا اور صنعا کی نظامت کہ وہ یمن کا دار المملکت تہا شہر بن باذان کو مرحمت فرمائی اور ابو موسی اشعری کو وہان کی امامت کی خدمت سپرد فرمائی اور زیاد بن لبید انصاری کو حضرموت کی حکومت ملی اور باقی مواضع کے بندوبست کے ای عکاشہ بن ثور اور مہاجر بن ابی امیہ کو نصب کیا وہانکے عہدہ قضا پر معاذ بن جبل کو مقرر کیا پس اسود عنسی مذکور کاہن تہا اور ایک یا دو جن اوسکے تابعدار تہے ایک گدہے پر سوار ہوا کرتا تہا اور اپنے اونہین دو شیطانون کے ذریعہ سے لوگون کو غیب کی باتین بتایا کرتا تہا اور بہت سے عجائب غرائب شعبدی وطلسم دکہاتا تہا اسیوجہ سے بہت سی لوگ اوسکے مسخر ہوگئی تہے تب اوسنی آخر ایام حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین دعوی نبوت کیا اور لوگون کو راہ حق سے بہکا دیا اور قبیلہ مذحج نے اوسکے متابعت کی اور قیس بن عبد الغوث کو جو یمن کے سرداران

یمن سے تھا اوسنے سردار لشکر بنایا اور اطراف و نواح یمن میں شر و فساد مچا دیا روز بروز اوسکا کام ترقی
پذیر ہوتا چلا یہانتک کہ سات سو آدمی اوسکے پاس جمع ہو گئے اونکو ہمراہ لیکر صنعا پر فوج کشی کی
شہر بن باذان یہ خبر پاکر اوسکے مقابلہ کو نکلے اور نہایت جوانمردی اور بہادری سے بڑی
ثابت قدمی کے ساتھہ لڑکر دولت شہادت پائی اور عنسی کذاب مذکور کا تسلط بخوبی صنعا
پر ہو گیا اور اوسنے شہر بن باذان کی بیوی کو جو نہایت حسینہ و شکیلہ تہین اور نام اونکا آزاد
تہا اپنے نکاح مین لایا لیکن وہ بیوی اسلام پر ثابت قدم رہی پہر اسود مذکور نے اوسکے چچازاد
بہائی کو کہ فیروز نام تہا اور ایک شخص داذویہ نامی کو اپنی طرف سے یمن کے بند و بست کو بہیجا
اور خود اوسنے تمام ولایت یمن کی مسخر کرنیکا ارادہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاملون کو
لکہہ بہیجا کہ تم ہماری متابعت اختیار کرو اور جو آمدنی ملک کی جمع کی ہو وہ ہمارے حوالی کرد چونکہ
وہ کم بخت نہایت غالب ہو رہا تہا اس خیال سے معاذ بن جبل رض صنعا سے نکل کر پاس حضرت
ابو موسی اشعری کے چلے گئے اور یہ دونون صاحب ملک حضرموت کو چلے آئے اور عمرو بن حزم اور
خالد بن سعید یمن کو چہوڑکر مدینہ منورہ کیطرف نکل گئے تمام ملک یمن اسود کے قبضہ مین آگیا
اور اوس ملک کے مسلمانون نے بظاہر اوسکے عاملون کی بیعت کی اور بہت سے لوگ مرتد بہی
ہو گئے جب یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپنے وہان کے مسلمانون کو ایک فرمان
ہدایت نشان لکہا اور اوس مین اس کذاب کے قتل کی ترغیب دی جب یہ نامۂ مبارک حضرت
رسالت مآب کا یمن مین پہونچا تو معاذ بن جبل رض اوسکے قتل کیطرف متوجہ ہوئے اور اس کام کے
انجام دہی مین کمال کوشش اور سعی وافر بجا لائے اور چونکہ معاذ بن جبل رض نے وہان ایک عورت
رملہ نامے قبیلہ بنی سکون سے نکاح کیا تہا اس جہت سے تمام لوگ اوسکی قوم کے معاذ رض کے ہمراہ ہو گئے
پہر یہ سب متفق ہو کر پاس قیس بن عبد یغوث کہ اوسکو قیس بن مکشوح بہی کہتے تہے اور وہ اسود
کا سپہ سالار تہا اور اون دونون اتفاقات اور مقدرات الہی سے اسود اوسپر خفا بہی ہوا تہا
اور فیروز دیلمی اور داذویہ کہ یہ دونون بڑے سردار تہے اونہین دونون یہ دونون بہی اسود کے

رنجیدہ تھے پس ان لوگون نے ان سردارون سے ملکر اسود کے قتل کا مشورہ کیا اور ان تینون
نے مسلمانون کی بات کو کالوحی من السمار جانکر قبول کرلیا اور اوس ملعون مردود کے قتل پر سب
متفق الارادہ ہوگئے اور اسود ملعون کے شیطانون نے اوسکو اس مضمون سے آگاہ کردیا پہر
اسود عنسی نے قیس کو بولاکر کہا کہ اے قیس سن کہ یہ میرا فرشتہ کیا کہتا ہے قیس نے کہا وہ کیا بیان
کرتا ہے اسود نے کہا وہ یہ کہتا ہے کہ اے اسود تو نے قیس کو کمال درجہ کی عزت بخشی اور جب
وہ عزت مین تیری برابر ہوا اب وہ تیرے قتل کا ارادہ کرتا ہے اور تیرا ملک چہین لینے کا قصد کرتا ہے
اب وہ فرشتہ مجہے کہتا ہے کہ اب جلد قیس کا سر کاٹ لے پہر کچہہ خوف نرہیگا قیس نے کہا کہ اے اسود
قسم ہے مجہکو تیری کہ تو میری نزدیک بہت بزرگ اور میرا محبوب ترین ہے اپنے دلمین کبہی
اسطرح کا خیال نکرونگا اسود نے کہا کہ مجہے یقین نہین ہوتا کہ میرا فرشتہ جہوٹ کہے لیکن تونے
اپنے خیال سے دل مین توبہ کی ہے الغرض قیس وہان سے نکل کر فیروز اور داویہ کے پاس
آیا اور یہ سب ماجرا بیان کیا انہون نے کہا کہ اے قیس تو خبردار ہو کہ ہم سبہون کو اوس سے
کمال اندیشہ ہے یہ باتین ان لوگون مین ہو رہین تہی کہ اسود نے تینون کو بلوایا جب یہ تینون
اوسکے سامنے گئے تو اسود نے اون سے کہا کہ مینے تمکو اتنی عزت دی ہے اور میرے حق مین
تمہارے یہ کس قسم کے خیالات ہین جو مجہکو پہونچتی ہین ان تینون نے کہا کہ اب کی دفعہ تو ہماری
تقصیر معاف کر اسود نے کہا کہ اچہا معاف کی لیکن اگر اب کبہی تمہاری نسبت ایسی بات سنی
تو ضرور قتل کرونگا پہر یہ لوگ اوسکے پاس سے چلے آئے اور اسود کو انکی طرف سے کمال اندیشہ
ہوا اور یہ لوگ بہی اوسکی طرف سے خوفناک ہوئے اور یہ اسی اندیشہ اور فکر مین تہے کہ انکے
پاس حاکم ہمدان عامر بن شہر اور ذو ظلیم اور ذو الکلاع وغیرہ امرای یمن کے خطوط اس
مضمون سے آئے کہ ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے خطوط آئے ہین اوس حکم
کے ذریعہ اسود عنسی کے قتل مین ہم تمہارے شریک اور تابعدار ہین تب قیس اسود کی
عورت کے پاس جسکا نام آزاد تہا آئے اور اوس سے کہا کہ جو کچہہ اسود نے تمہاری ساتہہ

اور جملہ عورتون کے ساتھہ معاملہ کیا ہے وہ تمپر روشن ہے پہلے تمہارے مسلمان خاوند کو قتل کیا
اور تمکو اپنے قبضے مین لایا اور عورتون کو کیسا کیسا رسوا کیا اب تمکو مناسب ہے کہ اوسکے قتل
کی کوئی تدبیر بتاؤ اوس عورت نے قیس سے کہا کہ تم اپنا ارادہ دلی تو بتاؤ قیس نے کہا کہ بس یہی
ارادہ ہے کہ اوسکو یہان سے نکال دون مسماۃ لواز زوجہ دجال اسود نے کہا کہ تم اسود کو قتل
کیون نہین کرتے قیس نے کہا کہ سبحان اللہ اگر یہ بات ہو سکے تو اس سے کیا بہتر ہے لواز نے کہا
ایسا بد شخص کوئی نہو گا جو اللہ تعالیٰ کا کوئی حق ادا نہین کرتا اور افعال حرام سے نہین بچتا
ہے ہمکو تو اوس سے نہایت دشمنی ہے بہر نوع ایسی شخص کا قتل کرنا نہایت بہتر ہے اور جب تم
اس بات کا قصد مصمم کرنا تو مجھسے اطلاع کرنا جب قیس اوس عورت کے پاس سے لوٹے تو دیکھا
کہ فیروز اور داودیہ قیس کے منتظر تھے اور ہنوز ان تینون مین کچھہ گفتگو کی نوبت نہ آئی تھی کہ اسود
نے قیس کو بلا بھیجا قیس اپنی قوم کے دس آدمی دلاور مسلح ہمراہ لیکر اسود کے پاس گئے بوجہ
ان جوانان مسلح ہمراہی کے اسود قیس پر کچھہ دست درازی نکر سکا مگر اتنا کہا کہ مین تجھسے
بات کہتا ہون اور تو مجھکو جھٹلاتا ہے میرا فرشتہ کہتا ہے کہ اگر تو قیس کو قتل نکریگا تو قیس ضرور
تجھکو مار ڈالیگا قیس نے کہا کہ تم تو رسول اللہ کے ہو تمکو کون قتل کر سکتا ہے اور ہر روز جو
تم مجھکو ڈراتے ہو اوس سے تو یہ بہتر ہے کہ ایک دن مجھے مار ہی ڈالو اس بات کے کہنے سے
اسود کو قیس پر رحم آگیا اور قیس کو رخصت کر دیا قیس نے آکر اپنے لوگون سے وہ سب
گفتگو بیان کی اور کہا کہ اب مصلحت یہ ہے کہ جلد اس موذی کافر کا کام تمام کرو پھر یہ سب
لوگ اکر اسود کے دروازہ پر کھڑے ہوئے کہ اس عرصہ مین اسود بھی اندر سے باہر آیا وہان
قریب ایک سو جانور گائے اونٹ کھڑے تھے اونکے پاس آکر ایک خط کھینچ دیا اور اون جانورون
کو بغیر باندھے اوسی خط کے پاس کھڑا کر دیا کہ وہ چپکے کان ڈالے کھڑے رہ گئے اور اوسیطرح اونکو
ذبح کر ڈالا اور بسبب اوسکے سحر کے کوئی جانور وہان سے ادہر اودہر نہ ہٹا اور نہ بھاگا قیس
اور جملہ موجودین کو یہ حال دیکھکر کمال اندیشہ پیدا ہوا پھر اسود ملعون نے فیروز کو بلا کر کہا کہ

اسنے فیروز جسطرح ان جانورون کو مین نے ذبح کر ڈالا ہے اسی طرح تجھکو بھی مار ڈالتا
ہون فیروز نے اُس دشمن خدا ورسول سے یہ کہا کہ تو نے میری بہن سے نکاح کیا اور مجھکو
مجمعون پر سردار بنایا ہماری تو دین دنیا کی بھلائی تمھین سے حاصل ہے تمکو تو جھوٹی
باتین سنکر ہمسے بدلا لینے کا قصد نہ کرنا چاہیے اسود نے خوش ہوکر فیروز سے کہا کہ اچھا
اس گوشت کو تقسیم کر دو فیروز نے آکر یہ جملہ کیفیت اپنے لوگون سے بیان کی اور جلد گوشت
تقسیم کر کے پھر اسود کے پاس گیا وہان دیکھا کہ ایک شخص اسود کو فیروز کے قتل کی
ترغیب دے رہا ہے اور اُسکے جواب مین اسود اُس سے کہتا ہے کہ کل صبح کو مین فیروز
اور اسکے ہمراہیون کو ضرور قتل کرونگا فیروز نے وہان سے آکر یہ سب حال اپنے
لوگون سے بیان کیا اُن سب لوگون کی یہ صلاح قرار پائی کہ اسکی مشورت اُسکی بیوی سے
کرنا ضرور ہے چنانچہ فیروز نے آکر اُسکی عورت سے صلاح وتدبیر دریافت کی اس عورت نے
کہا اُسکے مکان کے چارون طرف نگہبان اور چوکیدار مقرر ہین مگر اس مکان کے پیچھے
کوئی چوکیدار نہین ہے تم لوگ پشت مکان سے رات کو فلانی راہ سے نقب لگا کر اندر
گھس آنا اور اُسکو قتل کر دینا مین رات کو اُس مکان مین چراغ روشن کر دونگی یہ مشورہ
کر کے فیروز وہان سے باہر نکلا اسود نے اُسکو اپنے گھر سے نکلتے دیکھکر پوچھا کہ تو
ہمارے گھر مین کسواسطے گیا تھا یہ کہکر فیروز کے سر پر مارا کہ وہ گر پڑا کیونکہ اسود ملعون
بڑا قوی ہیکل تھا اسکی عورت نے معلوم کیا کہ وہ ضرور فیروز کو مار ہی ڈالیگا لہذا
پکار کر کہا کہ یہ میرا چچازاد بھائی ہے مجھسے ملنے کو آیا تھا کیا اُسکو تو مار ہی ڈالیگا اسود نے
اُس سے کہا کہ خاموش رہ مین نے تیری خاطر سے اُسکو چھوڑ دیا فیروز نے آکر سارا
قصہ اپنے لوگون سے بیان کیا اور کہا کہ اب اپنے کام مین جلدی کر دیہ لوگ سب
حیران تھے کہ اب کیا کرین اسی اثنا مین اُسکی عورت نے کہلا بھیجا کہ جسکام کا ارادہ کیا ہے
اسکو آج ہی رات کو پورا کرنا فیروز نے آکر خود اُسکی بیوی سے اچھی طرح مشورہ کر لیا

پھر اندر سے مکان کے نقب لگائی تا باہر سے نقب میں آسانی ہو جاوے پھر رات کو
نقب لگا کر اندر مکان کے گھسے دیکھا کہ کونڈے کے نیچے چراغ روشن ہے فیروز نے چراغ اٹھا کر دیکھا
کہ اسود ریشمی بستر پر سو رہا ہے اور نشہ کی حالت میں خوب خراٹے لے رہا ہے اور اسکی عورت اسکے
پاس بیٹھی ہے فیروز کو دیکھکر اسود کی شیطان نے اسود کو جگا دیا اسود نے فیروز کو دیکھکر کہا کہ
اے فیروز تو میرے درپے کیون ہے فیروز نے دل مین کہا کہ اگر مین اسوقت اسکو چھوڑے
دیتا ہون تو یہ مجھکو اور اپنی عورت کو ضرور قتل کر ڈالیگا فوراً تلوار اسکے حلق پر پھیر دی اور اسکو
جہنم واصل کر ہی دیا اور اپنے لوگون کو اس کام کے انجام دہی سے اطلاع دی اسکی بیوی
سمجھی کہ ابھی کام تمام نہین ہوا فیروز کا دامن پکڑا کہ بغیر مارے اسکے تو کہان جاتا ہے اور مجھ
عورت کو یہان کس بھروسے پر چھوڑے جاتا ہے فیروز نے کہا کہ مین کہین جاتا نہین ہون
صرف اپنے لوگون کو اطلاع کر کے آتا ہون اور فیروز نے وہان سے نکل کر اپنے دونون
یارون کو اطلاع دی پھر تینون متفق ہو کر اسود کی لاش پر پہونچے اور چاہا کہ اسکا سر
کاٹ لیوین تب اسود کی شیطان نے اس لاش کو حرکت دی مگر دو آدمیون نے اسکو
دبا لیا اور اسکی عورت نے اسکے بال پکڑے تب اسنے چلانے کا ارادہ کیا اسکی عورت نے
اسکا منہ چادر سے بند کر دیا کہ آواز نہ نکل سکے اور تیسرے آدمی نے اس ملعون کا سر کاٹ لیا
اور اس جہنمی کو جہنم واصل کیا سر کٹنے کے بعد وہ مثل مذبوح اونٹ کے شور کرنے لگا پہرے کے
لوگ یہ آواز سنکر دوڑے آئے مستفسر حال ہوئے تب اسکی عورت نے کہا کہ اسوقت تمہارے
رسول پر وحی آئی ہے اسی وجہ سے یہ آواز ہے تم لوگ چلے جاؤ وہ سب [illegible]
قیس اور داذویہ اور ان تینون نے مشورہ کیا کہ اب اسکی اطلاع مسلمانون کو کس طریقے سے [illegible]
آخر یہ صلاح قرار پائی کہ حسب شعار اہل اسلام کے صبح کی نماز کے لیے اذان کہی جاوے
اس سے سب اہل اسلام کو معلوم ہو جاویگا کہ بدستور دین محمدی یہان جاری ہوا اور وہ
مردود کذاب مدعی نبوت قتل ہو گیا چنانچہ جب صبح ہوئی تو اول حسب شعار اسلام تکبیر [illegible]

تہلیل پکاری گئی اور پھر اذان کہی گئی جملہ کفار گھبرا گئے کہ یہ کیا معاملہ ہے اور جو کہ دارون نے
اوس مردود کا مکان گھیر لیا اور اسود کے سوارون نے بھی مکان گھیر لیا تب پھر قیس نے اذان
کہی اور پکار پکار کے کہنا شروع کیا کہ (اشہد ان محمدا رسول اللہ) اور اسود عنسی یعنی
عیلہ بن کعب ہموتا تہا یہ لیکر اوسکا سر کہڑکی کے اوپر سے باہر پہینکدیا اوسکے ملازم و مرید یہ حال
دیکہکر بہاگنے لگے اور اہل اسلام نے اونکو قتل کرنا شروع کر دیا از سر نو اسلام غالب ہوا کفار
مغلوب ہوئی عمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی اپنی خدمتون پر مامور ہوئی اور باتفاق
رائی فیروز اور قیس اور داذویہ کے معاذ بن جبل امیر مقرر ہوئی اور لوگون کو نماز پڑہانے
لگے تین روز نہین گذرے تہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر معلوم ہوئی تمام
مسلمان اس صدمی سے پریشان ہوگئی بہت سے امور جو سوچے تہے بگڑ گئے ملک مین اضطراب
پڑگیا جس رات کو یہان فیروز نے اسود کو قتل کیا تہا اوسی روز شب کیوقت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے مدینہ مین فرمایا کہ آج بیشک مسلمانون نے اسود کذاب کو قتل کیا اصحاب نے
پوچہا کہ یا رسول اللہ کسنے قتل کیا آپنے فرمایا کہ فیروز نے قتل کیا تین یا چار مہینے بعد دعوی نبوت
سے اسود قتل کیا گیا۔ اگرچہ واقعہ قتل اسود کذاب کا حیات مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہوا مگر چونکہ خبر اسکے قتل کی بعہد خلافت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مدینہ مین آئی لہذا
اسکو حضرت صدیق رض کے فتوحات مین شمار کرتے ہین اور یہ اول خوش خبری فتح کی ہے جو
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو پہونچی۔ القصہ جب لشکر اسامہ بن زید حسب الامر حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے روانہ ہوچکا مدینہ منورہ کے اطراف کے اعراب مرتد ہوگئی بعضون
نے زکوۃ کے دینے مین تاخیر کی اور مدینہ منورہ پر شبخون مارنے اور لوٹنے کو تیار ہوئی تب
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی راہون پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور
حضرت زبیر اور حضرت طلحہ اور سعد بن وقاص وغیرہ رضی اللہ عنہم کو حفاظت کے لئی مقرر
فرمایا اور اہل مدینہ سے فرمایا کہ بوجہہ خوف تم سب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین حاضر

وہ جو دورہا کرتا بروقت ضرورت جمع کرنا نہ پڑے تین دن گذرے تھے کہ عرب لوگ فوجین جمع
کرکے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئی اور انتظام یہ کیا تھا کہ اپنی نصف فوج کو موضع ذوالحسا مین
کمک کے واسطے چھوڑا اور نصف فوج کو ہمراہ لیکر مدینہ منورہ کے غارت کو چلے محافظون نے
جو اسلام کیطرف سے مقرر تھے حضرت خلیفۂ رسول اللہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو
اس حال سے اطلاع دی حضرت خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو کہلا بھیجا کہ تم
سب ثابت قدم رہنا ہم تمہاری مدد کو آتے ہین جو لوگ مسجد مین جمع تھے حضرت صدیق رضؓ
نے اونکو ہمراہ لیکر وہان سے لسواری شتر کوچ فرمایا یہ خبر سنکر مرتدین بھاگ گئے اور مسلمانون
نے اونکا تعاقب موضع ذوالحسا تک کیا اوس جگہ مرتدین اور لشکر اسلام مین جنگ واقع
ہوئی مرتد لوگون نے شکست کھائی اور بھاگے اور جن لوگون نے جمادی الاولی مین ادائی
زکوۃ سے انکار کیا تھا اونسی لڑائی واقع ہوئی اس قصہ کی تفصیل یہ ہے کہ قبیلہ غطفان اور
بلی اور طی اور اسد کے لوگ جاکر طلیحہ اسدی مین جمع ہوئی اور اپنی طرف سے چند لوگون کو
عمایدین مدینہ کے پاس بھیجا اور وہ آکر وہان ٹہرے اور ہمراہی معززین مدینہ کے وہ لوگ حضرت
صدیق رضؓ کے حضور مین حاضر ہوکر عرض پرداز ہوئی کہ ہم بلا عذر نماز پڑہینگے لیکن زکوۃ
نہین دے سکتے حضرت صدیق خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسقدر تم
لوگ بحضور ی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زکوۃ دیتے تھے اگر اوس سے ایک رسی بھی
کم دوگی تو تمسے جنگ ہوگی یہ سنکر وہ لوگ چلے گئی اور اپنی قوم مین مسلمانون کے قلت
بیان کی اور مسلمانون سے لڑنے پر اپنی قوم کو آمادہ کیا اور یہان صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی
مانعین زکوۃ پر جہاد کرنیکا اتفاق کیا تب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے بہمراہی اہل مدینہ
اعراب پر فوج کشی کی اعراب نے یہ شرارت کی کہ جب لشکر اسلام وہان پہونچا تو پہاڑ پر
سے مشکین ہوا بھرکر نیچے ڈہلکادین اوسے دیکھکر سواری کی اونٹ مسلمانون کے بھڑکے اور بھاگی
اسوجہ سے تفرقہ پڑ گیا شام تک جانور قابو مین نہ آئی اور بھاگ کر رات کو مدینہ چلے گئی

اسوجہ سے اعراب نے جانا کہ اب مسلمانون مین قوت نہین رہی مگر حضرت صدیق رضؓ نے
تمام رات مین فوج کو آمادہ کرلیا اور مدینہ منورہ مین سنان خیبری کو اپنا نائب مقرر کیا اور مدینہ منورہ کے
رستون پر عبد اللہ بن مسعود کو مقرر فرمایا اور خود فوج لیکر آخر شب مین وہان سے کوچ فرمایا اور فوج مین
جانب میمنہ نعمان بن مقرن اور جانب میسرہ انکے بھائی عبد اللہ بن مقرن اور ہراول فوج انکے
بھائی سعید بن مقرن کو معین کیا ہنوز صبح صادق ہونے پائی تھی کہ ایک میدان مین مقابلہ ہوا
مسلمان چپ چاپ سکوت کے عالم مین اُنپر جا پڑے اور قتال شروع کردیا ایسا مارا کہ کشتون کے
پشتے لگا دیے آخر کفار تاب لا نسکے اور آفتاب نہ نکلا تھا کہ بھاگ نکلے اور اُنکے جانور وغیرہ
مسلمانون کے ہاتھ لگے اور حضرت صدیق رضؓ نے اُن کفار مفرورین کا تعاقب موضع ذو القصہ تک
جو مدینہ منورہ سے چوبیس کوس تھا کیا اس فتح سے مسلمانون کو نہایت خوشدلی و قوت حاصل ہوئی
اور کفار نہایت ذلیل و خوار ہوئے اسی عرصہ مین خبر ہوگئی کہ بنی ذبیان و بنی عبس اور اُنکے
دیکھا دیکھی اور قبیلے والون نے بھی اپنے قریبون کو جو مسلمان تھے قتل کرڈالا یہ خبر وحشت اثر
سنکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۂ رسول اللہ صلعم کو سخت رنج ہوا قسم کھائی
کہ جن قبیلون نے مسلمانون کو قتل کیا ہے مین انشاء اللہ تعالے اُن قبیلے والون کو
مسلمانون سے زیادہ قتل کرونگا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے بفتح مندی مدینہ
منورہ مین معاودت فرمائی اور اُسی شب کو مدینہ منورہ مین منجانب عدی بن حاتم اور
صفوان اور زبرقان مال زکوۃ بحضور خلیفۂ رسول صلعم آیا بایں تفصیل کہ ایک کے یہان سے
اول شب مین دوسرے کے یہان سے اُسی روز کی نصف شب مین تیسرے کے
یہان سے اُسی شب کے آخر مین اور یہ ماجرا بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
سات دن پر ہوا تھا پھر بعد تین چار روز کے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اپنی
مہم فتح کرکے واپس مدینہ منورہ ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ مین
اُنکو اپنا خلیفہ مقرر کرکے اور اُنکے ہمراہیون کو وہین آرام کے لیے

چھوڑا اور جن لوگون کو ہمراہ لیکر اول مرتبہ تشریف لیگئے تھے اُنھین لوگون کو اور اُنھین
افسرون کو ہمراہ لیکر باہر نکلے اور زبدہ کی راہ سے موضع ابرق مین مقام فرمایا اور اُس جگہ
مفسدین بنی عبس اور بنی ذبیان اور بنی کنانہ جو مجتمع تھے اُنسے مقابلہ کرکے اُنکو شکست فاش
اور ہزیمت کامل دی اور ایک شخص خطیہ نام مقید ہوا اور حضرت صدیق رضؓ نے اُس موضع
ابرق مین قیام فرماکے بنی ذبیان کے ملکون کو اپنے قبضۂ تصرف مین لائے اور فرمایا کہ ان
شہرون کا اللہ جلشانہ نے ہمکو مالک کیا اُسکا احسان ہے وہ لوگ اب اُنپر قابض نہونگے اور
موضع زبدہ اور ابرق مین احاطہ کرکے اہل اسلام کے لشکر کے گھوڑون کا چراگاہ مقرر کیا
اور وہان سے مدینہ منورہ مین بخیریت تمام تشریف لائے اور بنی عبس اور بنی ذبیان جو
مقابلہ سے شکست کھاکر بھاگ گئے تھے وہ جاکر مقام بزاخہ مین پاس طلیحہ اسدی کے جمع ہوئے
اِس عرصہ مین لشکر اسامہ رضؓ آرام پاچکا تھا حضرت صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اُنکو
ہمراہ لیا اور ذوالقصہ کی طرف کوچ فرمایا اور یہ مقام مدینہ منورہ سے ایک مرحلہ پر ہے
اِس خروج مین حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے ہاتھ مین ننگی تلوار تھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ
آپ کے شتر کی مہار پکڑکے لیجاتے تھے اُسوقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور نیز دیگر اجلۂ اصحاب
کی یہ راے ہوئی کہ آپ جنگ اعراب کے لیے اور لوگون کو مقرر فرمائیے چنانچہ حضرت صدیق رضؓ
نے حضرات موصوفین کی راے کو منظور فرماکر جانب مدینہ منورہ مراجعت فرمائی اور مدینہ
پہونچکر گیارہ نشان مرتب کرکے گیارہ امیرون کو نامزد فرمایا دارقطنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضؓ ناقہ پر بیٹھکر ذوالقصہ کو روانہ ہوے حضرت علی مرتضیٰ
کرم اللہ وجہہ نے جاکر ناقہ کی مہار پکڑلی اور کہا اے خلیفۂ رسول اللہ کہان جاتے ہو
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو آپکو اُحد کے دن فرمایا تھا وہی بات مین
کہتا ہون کہ تم اپنی تلوار میان مین کرو اور اپنی جان کی مصیبت کا درد ہمکو نہ دو
اور مدینہ منورہ کو پھر چلیے واللہ یعنے قسم ہے اللہ پاک کی اگر تمپر مصیبت گذری

تو اسلام کا انتظام کبھی نہو گا اور اس حدیث کو زکریا بن یحییٰ ساجی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جو روایت کیا ہی کہ وہ فرماتی تہین کہ جب میرے باپ تلوار کھینچے ہوے ناقہ پر سوار ذو القصہ کے جانب چلے تب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آکر مہار پکڑلی اور فرمایا کہ اے خلیفہ رسول اللہ آپ کہان جاتے ہین آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو احد کے دن فرمایا تہا وہی مین کہتا ہون کہ تم اپنی تلوار میان مین کرو اور اپنی جان کی مصیبت کا درد ہمکو نہ دو واللہ اگر تمکو کچہہ ہوا تو بعد تمہارے کبھی اسلام انتظام نہ پاویگا پہر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکر روانہ کیے اور خود لوٹ آے کہ مقام غور اور سخت افسوس ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تو بہ نسبت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ایسی دردمندی اور محبت فرماوین کہ تم لوٹ چلو اور کسیکو لڑائی پر بہیجدو اور اپنی جان کی مصیبت کا درد ہمکو نہ دو اور اونکی اسقدر عالیشانی ارشاد کرین کہ اونکے بعد انتظام اسلام کا کبھی نہو گا اور محبان حضرت علی رضی اللہ عنہ اونکو مسلمان بہی نہ کہین اور بیہودہ دعوی محبت حضرت علی رضی اللہ عنہ نہایت شوخ چشمی سے کرین۔ ببین تفاوت رہ از کجا ست تا بہ کجا۔ مگر کیا کرین کہ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ کے مجبور ہین۔ بہر نوع جب لشکر اسامہ اور اسامہ نے آرام پالیا اور مال صدقات کا تقسیم بہی ہو چکا تب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گیارہ نشان بناے اور اونکو گیارہ امیرون کو باین تفصیل دیے ایک نشان خالد کو دیا اور اونکو یہ حکم دیا کہ تم خویلد اسدی سے جاکر لڑو اور اوس سے فراغت کر کے جانب بطاح مالک بن نویرہ پر جاؤ۔ دوسرا نشان عکرمہ بن ابی جہل کو دیکر جنگ مسیلمہ کذاب پر مامور فرمایا تیسرا نشان شرحبیل بن حسنہ کو دیکر عکرمہ کی کمک کیواسطے مسیلمہ پر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ جب وہان سے فراغت پانا بنی قضاعہ پر جانا۔ چوتھا نشان مہاجر بن ابی امیہ کو دیکر ارشاد کیا کہ عیسے کا لشکر لیکے قیس بن مکشوح پر جو فرمانبرداری سے ہمارے منحرف ہوئے ہین جانا اور انبا کی تہدید کر کے اوسکی گوشمالی واقعی کرنا۔

پانچوان نشان خالد بن سعید بن العاص کو دیکر ایسا فرمایا کہ تم مشرق کے جانب شام کے ملک کی طرف جاؤ۔ چھٹا نشان عمرو بن العاص کو حوالہ کرکے قضاعہ وغیرہ پر روانہ کیا۔ ساتوان نشان حذیفہ بن محصن غلفانی کو دیکر ابن ہو بجہ پر بہیجا۔ آٹھوان نشان طریف بن حاجز کو دیکر بنی سلیم اور ہوازن کی قبیلے پر مقرر فرمایا۔ نوان نشان سوید بن مقرن کو دیکر یمن کیطرف روانہ کیا۔ دسوان نشان علا بن حضرمی کو دیکر بحرین کیطرف بہیجا۔ گیارہوان نشان عکاشہ بن محصن اسدی کو دیکر قطن کی طرف روانہ کیا۔ اور ہر ایک امیر کو ایک ایک ہدایت نامہ لکھکر عنایت فرمایا اور تاکید فرمادیا کہ جس قوم سے اذان کی آواز سنو اونکو نہ ستانا اور اون سے شرایع اسلام دریافت کرنا اور جس قوم سے آواز اذان کی نہ سنو اونکو غارت کرنا اور اونکے قتل اور زخمی کرنے مین مبالغہ کرنا اور بسبب وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ضعف اور ناتوانی اختیار نکرنا۔

قصہ جنگ طلیحہ بن خویلد

القصہ حضرت ابو بکر صدیق رضنے حضرت خالد رض کو تین ہزار آدمی دیکر طلیحہ سے لڑائی کو روانہ کیا اور اس جماعت مین جسقدر انصار تھے اونپر ثابت بن قیس بن شماس کو امیر کیا۔ اور یہ طلیحہ وہ شخص ہے کہ اسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین ایمان قبول کیا تھا اور آپ ہی کی حیات مین مرتد بھی ہوگیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تب اوسنے دعوی نبوت کیا اور طرح طرحکی خرافات اور مہمل باتین بکنے لگا کہتا تہا کہ مجھپر وحی نازل ہوتی ہے چنانچہ فقرہ ذیل کو وحی کی آیت مقرر کی ہے اَلْحَمَامُ وَالْیَمَامُ وَالصُّرَدُ الصَّوَّامُ قَدْ صُمْنَ قَبْلَکُمْ بِاَعْوَامٍ لَیَبْلُغَنَّ مُلْکُنَا الْعِرَاقَ وَالشَّامَ یعنے قسم ہے جنگلی اور شہری کبوتروں کی اور چڑیون کی جو روزہ دار ہین چند سال کے آگے ضامن ہوا ہے کہ پہونچیگی مملکت ہماری عراق اور شام تک۔ غرضکہ اوسکے ان فریبیون اور شعبدون کے باعث بہت سے لوگ مرتد ہوکر اوسکے تابع ہوگئے اور

عنیبہ بن حصین بہی مرتد ہوکر طلیحہ کا وزیر ہوا اور اپنی قوم سے اوس نے کہا کہ بنی اسد کا نبی مجہکو زیادہ دوست ہے بنی ہاشم کے نبی سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اب طلیحہ نبی ہے اسکے تابع ہو جاؤ وہ بیوقوف اوسکی بات کو مان کر طلیحہ کے تابع ہو گئی اور اسی عرصہ مین حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے عدی بن حاتم کو اونکی قوم کیطرف اس غرض سے روانہ فرمایا کہ تم وہان جلد جاکر اون لوگونکو اسلام سے پہرنے نہ دو چنانچہ عدی بن حاتم نے جاکر اونسے کہا کہ تم حضرت صدیق رضہ کی بیعت کرو اور اللہ جلشانہ کے احکام کیطرف رجوع لاؤ اون لوگون نے کہا کہ ہم ابوالفضل کی یعنے حضرت ابوبکر صدیق رضہ کی بیعت نکرینگے عدی نے کہا کہ اگر تم بیعت نکروگے تو تمپر ایسا سخت لشکر آویگا کہ تم اوس سے لڑ نہ سکوگے غرض کہ عدی نے اس قسم کی باتین کہکے اپنی قوم کو نرم دل کیا پہر خالد بن ولید کی فوج بہی آپہونچی مقدمۃ الجیش اوس لشکر مین ثابت انصار ثابت بن قیس تہے خالد نے اپنی فوج مین سے ثابت بن اخرم اور عکاشہ بن محصین کو پہلے روانہ کیا تہا تاکہ بطور رطلیعہ لشکر سے پہلے چلین اتفاقًا اس جگہہ طلیحہ ہمراہ اپنے بہائی سلیم اور چند لوگون کے آکر ان اگلے مسلمانون سے جنگ کرنے لگا اور ان دونون کو لڑائی کیواسطے پکارا اور عکاشہ نے بن حبال بن طلیحہ کو قتل کیا پہر طلیحہ نے یہ حال دیکہکر عکاشہ پر حملہ کیا اور اونکو شہید کیا اوسکے بعد طلیحہ و سلیم اوسکے بہائی نے ملکر ثابت بن اخرم کو بہی شہید کیا اور اسی حال مین حضرت خالد بہی معہ لشکر وہان آن پہونچے اور اپنے دونون یارون کو وہان شہید پایا اور لشکر اسلام پر ان دونون کا مرنا بہت شاق گذرا مگر مرضی الٰہی پر صبر کیا اور اون دونون شہیدون کی تجہیز وتکفین کی اتنے مین عدی بن حاتم خالد رضہ کے پاس آئے اور کہا کہ ہماری قوم تین دن کی مہلت مانگتی ہے اونکو دوزخ سے مہلت دینا بہتر ہے چنانچہ تین دن کی مہلت دی گئی بعد گذرنے تین دن کے عدی بن حاتم اپنے قبیلے کے پانسو مرد جنگی کہ اونہون نے اسلام قبول کیا تہا اور تابع حق ہوگئے تہے لیکر حضرت خالد رضہ کے پاس آئے اور شریک لشکر اسلام ہوگئے پہر جب حضرت خالد رضہ نے بنی حزیلہ کا قصد کیا تو عدی بن حاتم نے کہا کہ پہلے مجہے اس قوم کی طرف

جانے دیجیے کہ مین جاکر اون کو سمجھاؤن راہ حق دکھاؤن شاید جسطرح بنی عدی کو نجات ملی
اسیطرح اللہ جلشانہ انکو بھی نجات دیدے راہ حق پہ لادے الغرض عدی بن حاتم وہان
گئے اور اونسے گفتگو کی اللہ جلشانہ نے قوم بنی حزیلہ پر بھی رحم کیا کہ وہ بھی تابع حق ہوگئے
اور حضرت صدیق رضہ کی بیعت مین داخل ہوئے پھر عدی بن حاتم نے آکر خالد رضہ کو
اونکے مسلمان ہونیکی بشارت دی اور اون ایک ہزار مرد جنگی کو کہ تابع حق ہوگئے تھے داخل
اور شامل لشکر اسلام کیا اور ایسے وقت مین عدی بن حاتم اور زبرقان بن بدالی اپنی قوم
کے رقم زکوۃ جمع کرکے مدینۂ منورہ مین لے آئے اسیوجہسے ان دونون کی بزرگی اور
عزت مسلمانون مین زیادہ ہوگئی اور اسبات کا احسان تمام قوم پر عدی کا ہوا۔
القصہ خالد اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر مقام بزاخہ مین ٹھہرے اور طلیحہ بھی آکر مقابلے مین
ٹھہرا اوسکے ساتھ بھی بڑی فوج تھی اور بہت سے قبایل عرب کے اس امر کے منتظر
تھے کہ جسکو ہم غالب دیکھینگے اوسی کے تابع ہوجاوینگے عینہ بن حصین بنی قرارہ بھی
سات سو آدمی سے آکر مددگار طلیحہ بن خویلد کا ہوا یہ شخص وزیر تھا طلیحہ بن خویلد کا تمام
شب دونون لشکرون مین تیاری اور آمادگی جنگ ہی بوقت طلوع آفتاب دونون لشکر
میدان جنگ مین آکر ٹھہرے اور لڑائی شروع ہوگئی اور طلیحہ کذاب نے ایک چادر سفید
اوڑھی اور ایک جگہہ پر بیٹھا اور کہنے لگا کہ بابت اس جنگ کے مجھپر وحی آیا چاہتی ہے
عینہ وزیر طلیحہ ساتھہ والون سے لڑنے لگا تھوڑی دیر بعد آکر طلیحہ سے پوچھا کہ وحی آئی
اوسنے کہا ابھی نہین پھر لوٹ گیا اور لڑنے لگا اسیطرح عینہ آتا اور اوس سے پوچھہ
جاتا کہ وحی آئی یا نہین اور پھر لڑتا جب عینہ نے تیسری مرتبہ آکر طلیحہ سے بابت وحی کے دریافت
کیا تو اوسنے کہا کہ ہان جبرئیل نے مجھسے کہا ہے کہ تمکو امید ہے جیسی اون لوگون کو امید
ہی اور ایک بات ہوگی جسکو نہ بھولوگے عینہ نے کہا کہ مینے معلوم کیا کہ تیرے حق مین
ایک ایسی بات ہوگی جسکو تو کبھی نہ بھولیگا چونکہ جھوٹون کو ہمیشہ ذلت اور رسوائی نصیب

ہوتی ہے طلیحہ کذاب کی بہی وحی اور بناوٹ کی نبوت نے کچھ فایدہ نہ بخشا اور نکچھ کام آئی اور عینیہ نے جب مسلمانون کی بہادری اور تلوار کے کاٹ دیکہی گہبرا گیا مارے ہیبت کے دل اوسکا پانی پانی ہوگیا اپنی قوم فزارہ کے لوگون سے کہا کہ اب لوٹ چلو چنانچہ اوسکی جماعت میدان جنگ سے بہاگ نکلی اور طلیحہ بہی ایک گہوڑے عمدہ چالاک پر سوار ہوکر اور اپنی عورت نوار نام کو ایک اونٹ پر سوار کرکے شام کی طرف بہاگا اور بنی کلاب کے پاس جاکر پناہ گزین ہوا اور عینیہ بن حصین گرفتار اہل اسلام ہوا حضرت خالد سیف اللہ رض نے اوسکی مشکین باندہکر مدینہ منورہ بحضور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روانہ کردیا جب وہ مدینہ شریف مین پہنچا تو وہانکے لڑکے اوسپر خاک ڈالتے تھے اور دہولین مارتے تھے اور کہتے تھے کہ لے دشمن خدا کیا تو اسلام سے پہر گیا تو جواب مین وہ یہ کہتا تہا کہ واللہ مین تو پہلے ہی ایمان نہ لایا تہا جب اوسکو بحضور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پیش کیا تو آپنے اوس سے فرمایا کہ توبہ کر کہ بدولت اسلام تیرا خون معاف کیا جاوے اوسنے توبہ کی خون معاف ہوا اور وہ صدق دل سے اچہا مسلمان ہوا غرض کہ جب طلیحہ کذاب مدعی نبوت کو حضرت خالد رض نے شکست فاش دی اور وہ بہاگ گیا اوسکے لشکر کے بہت لوگ اہل اسلام نے قتل کرڈالے تب وہ لوگ جو منتظر غلبہ کے تھے یعنی بنی عامر اور سلیم اور ہوزان اور قرارہ اونہون نے کہا کہ ہم جس دین سے نکلے تھے پہر اوسی دین مین داخل ہوئے اور خدا اور رسول پر ایمان لائے اور ہمنے اپنے مال سے اوسقدر جتنا خدا اور رسول کا حکم ہے زکوۃ دینا قبول اور منظور کیا۔ واضح رہے کہ اس فتح نمایان سے وہ فرمانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو خالد رضی اللہ عنہ کے حق مین فرمایا تہا بخوبی صحیح اور صادق آیا اور اوسکو امام احمد نے حضرت ابوبکر صدیق رض سے روایت کیا ہی وہ یہ ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق رض نے خالد رض کو واسطے لڑائی مرتدون اور منافقون کے مقرر کیا تو ارشاد فرمایا کہ مین نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ فرماتے تھے کہ خدا کا خوب بندہ اور اپنے گروہ کا
اچھا بھائی خالد بن ولید ہے اور خالد ایک تلوار ہی خدا کے قہار کی تلواروں میں سے
کہ کھینچا ہے اوسکو اللہ تعالی نے کافرون اور منافقون پر۔ پھر بعد فتوح کے حضرت
ابوبکر صدیق رضہ نے خالد رضہ کو لکھ بھیجا کہ بیشک نعمتین جو اللہ جلشانہ نے تجھکو عنایت کین
ہین اور اس سے تیری خوبیان زیادہ ہوئین ہین تو اپنیر ناز نہ کرنا کہ اللہ تعالی نہین ناز
کرنے والون کو دوست نہین رکھتا ہے اور اپنے کامون مین اللہ تعالی سے ڈرا کر اور اوسکے
کام مین سستی نکرنا اور جو کسی مسلمان کا کوئی قاتل کافر ہاتھ لگے تو اوسکو سخت عذاب
مین مبتلا کرنا اور جسنے اللہ اور رسول سے سرکشی کی ہو اوسے قتل کرنا غرض کہ خالد رضہ
نے مضمون نامہ حضرت صدیق رضہ کا دریافت کرکے بزاخہ مین ایک مہینہ قیام کیا اور
جن لوگون نے مسلمانون کو قتل کیا تھا اور بخوبی تحقیقات سے اون پر جرم قتل
ثابت ہوا اونکو تکلیفین سخت دیکر قتل کیا اور واسطے عبرت مرتدین کے اونکی اہل
عیال کو قید کیا تا پھر کبھی مسلمانون سے مقابلے کا قصد نکرین جب خالد رضہ نے یہان
کے امورات سے فراغت پائی تو اُم زمل کی طرف روانہ ہوئے اور اُم زمل کا نام سلمیٰ تھا
اور وہ بیٹی تھی مالک حذیفہ کے اور اوسکی مان ام قرفہ تھی جو شرف اور بزرگی مین
تمام عرب مین ضرب المثل تھی اور اُم زمل بڑے مالدار اور کثیر الاولاد تھے القصہ تمام
لوگ بنی سلیم اور طی اور ہوازن اور اسد کے جو مرتد ہوگئی تھے اور طلیحہ کے پاس جمع تھے
اور خالد سیف اللہ کے ہاتھ سے بھاگ کر بچے تھے وہ سب پاس ام زمل کے جمع ہوئے
اور اوس احمق کے دل مین ریاست کی ہوس پیدا ہوئی لہذا لشکر عظیم جمع کرکے
مسلمانون سے لڑنے کو تیار ہوئے جب حضرت خالد رضہ کو اس حال کی اطلاع ہوئی
وہ دلیران اسلام کو ہمراہ لیکر اوسکے جانب متوجہ ہوئے دونون لشکرون کا مقابلہ
ہوا آتش جنگ مشتعل ہوئی طرفین سے تیر و تلوار چلنے لگی اوسوقت ام زمل نے

باپ کے اونٹ پر سوار تھے حضرت خالد رض نے خود معہ اپنے چند لوگون کے اوس پر حملہ دلیرانہ کیا اور اوسکے گرد وپیش کے تنلو سوارون کو قتل کرکے اوسکے اونٹ کے پاؤن قطع کردیئے اور اوس شقیہ کو بھی آب شمشیر سے داروے مرگ پلاکر جہنم واصل کیا اور بعد حصول اس فتح کے فتحنامہ اسکا بحضور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ کیا اور اسی ایام مین فجارہ بنی سلیم کے قبیلے والے نے جسکا نام آیاس بن عبد اللہ بن عبد یالیل تھا آکر حضرت صدیق رض سے عرض کی کہ میرے ہمراہ لشکر بھیجیں مین بھی مرتدونکو قتل کرونگا لیکن جب لشکر لیکر نکلا تو مسلمان خواہ کافر جو ملا اوسکو مارکر سب مال اوسکا لے لیا حضرت صدیق رض نے ایک لشکر بھیجکر اوسکو گرفتار کرکے واصل جہنم کردیا۔

قصۂ سجاح

سجاح بنت حارث بن سوید بن عفقان ثعلبیہ جو بیرہ متنصرہ عرب کے تھے اسنے دعوے نبوت کا کیا تھا اوسکے قوم کے لوگ اور نیز دوسرے لوگ جو مرتد ہوگئے تھے پس اوسکے پاس مجتمع تھے بارادۂ جنگ مدینے کی طرف چلے جب اسکا گذر بنی تمیم پر ہوا تو اونکو بھی اسنے اپنی نبوت کی دعوت کی اور کیفیت مردمان بنی تمیم کی یہ تھی کہ یہ لوگ پس از وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین گروہ ہوگئے تھے بعض مرتد ہوکر اداے زکوۃ کے منکر ہوئے اور چند لوگون نے اسلام پر قائم رہکر رقم زکوۃ بحضور حضرت ابو بکر صدیق رض کے روانہ کی اور تھوڑے سے لوگ متردد تھے کہ دیکھیں انجام کیا ہوتا ہے تو جب سجاح نے بنی تمیم کو اپنی نبوت کی دعوت کی تو اکثر بنی تمیم اوسکے تابع ہوگئے اور مالک بن نویرہ اور عطارد بن حاجب اور چند دیگر سرداران بنی تمیم اوسکے ساتھ ہوگئے مالک بن نویرہ نے سجاح کو یہ صلاح دی کہ مدینے کا قصد نکرو بلکہ بنی یربوع سے جنگ کرو لیکن اوسکے ہمراہیون نے اسبات کو نمانا آخر اسبات پر اتفاق ہوا کہ یہان سے چلکر مسیلمہ کذاب سے جنگ کرین اور مالک

اوس سے نہین لین ہر چند کہ ہمراہیان سجاح نے مسیلمہ کے جنگ سے انکار کیا کہ اوسکی فوج کثیر ہے ہملوگ اوس سے عہدہ برآ نہو سکینگے مگر سجاح نے نہین مانا اور مسیلمہ کیطرف روانہ ہوئی اور وہان جا پہونچے اور مسیلمہ ان دنون ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ سے مشغول جنگ تہا اور ثمامہ کی کمک پر عکرمہ بن ابی جہل لشکر اسلام لیکر داخل ملک مسیلمہ ہوئے تھے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی آمد آمد تہی اوسی کے منتظر تھے سجاح کے آنے سے مسیلمہ کو سخت تردد ہوا کہ ادہر تو مسلمان لوگ برسر کین ہین ادہر سجاح بہی برسر جنگ آئی ہے سخت مشکل کا مقام ہے مگر چونکہ مسیلمہ ایک آدمی چالاک ومفتری تہا اوسنے پہلے سے خطوط بہیجکر سجاح کو اپنی طرف رجوع کرکے اپنے پائین باغ مین اوسکے لئے عمدہ خیمہ کہڑا کرکے وہین اوتروایا اور تحفہ تحایف عمدہ ہمراہ لیکر جاکے ملاقات کی ہنگام ملاقات بہت باتین مکر و فریب کی کین جب تخلیہ ہوا اور یہ دونون زن ومرد ایک جگہہ ہوے یہ مقام اغیار سے بہی خالی تھا دونون کو شیطان نے گدگدایا اور دونون مین قوت شہوانی غالب ہوئی مسیلمہ کذاب نے کہا کہ اسوقت مجہپر وحی آئی ہے کہ سجاح بہی نبی ہے جیسا کہ مین نبی ہون اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نصف حصہ سجاح کو ملیگا مسیلمہ اور سجاح دونون نشۂ شراب مین اول ہی سے مست تہے اب قوت شہوانی سے بالکل بدمست ہوگئے مگر بوجہ نام زد ہونے نبوت کے حیا کسیقدر دامنگیر تہی کہ سجاح نے کہا کہ یا نبی اللہ اسوقت پہر بہی آپ پر وحی آسکتی ہے اوسنے کہا کہ ہان آکیون نہین سکتی چنانچہ تہوڑی فکر کرکے اور اوسکا میلان اپنی طرف عقل سے دریافت کرکے کہا کہ پہر وحی آئی اوسکا مضمون یہ ہی کہ اے سجاح تو بہی نبی برحق ہے اور تیرا حسن تیرا معجزہ ہے اور تیری آنکہین جادو ہین اور گرمی ناز و انداز تیرا خلق ہے اور امتحان عشاق تیرا صبر ہے خواہش وصال تیری پل صراط ہے اور ہم آغوشی دخول جنت ہے اور تیرا بوسہ جام کوثر ہے جب سجاح نے یہ مضمون وحی سنا کہا واقعی تو نبی برحق ہے اور تجہے یہ سب غیب سے معلوم ہوا بسبب کمال مستی کے ضبط نہ ہا بولی کہ پہر اب دیر

کیا ہی وہ بے حیا بولا کہ بخیال نبوت نکاح ہونا ضرور ہے مگر چونکہ دونون بدمست تھے بدرک سکے مسیلمہ نے کہا کہ مجھے وحی آئی اِنْ شِئْتَ جَامِعْ یعنے چاہے تو بغیر نکاح کے مجامعت کر لہذا پس تو آخواب گاہ تیار ہے اور جسطرح تو چاہے اور جس ہیئت سے تیری خواہش ہو مین تیرے ساتھ ہم بستری کرونگا الحاصل سجاح کامل طور سے مباشرت پر راضی ہوئی اور بولی مجھے بھی یہی وحی ہوئی ہے بہرنوع سجاح نے تین روز مسیلمہ سے زنا کرایا پھر اپنی قوم کے پاس گئی اوسکی قوم نے پوچھا کہ مسیلمہ نے جو تجھسے نکاح کیا ہے تو تیرا مہر کیا مقرر کیا ہے وہ بولی کہ مہر تو کچھ نہین مقرر ہوا لوگون نے کہا کہ تجھ ایسی عورت کو بغیر مہر کے نکاح بہت برا ہے تب سجاح نے مسیلمہ کے پاس مہر کے واسطے کہلا بھیجا مسیلمہ نے کہا کہ اپنا موذن بھیجدے جب موذن گیا تو اوس سے کہا کہ اپنی قوم مین پکار دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو نمازین لائے تھے اونمین سے نماز صبح و نماز عشا رہینے مہر مین سجاح کی معاف کرادی اور بعض روایت مین کل نمازین معاف کردین اور عورتون کے شوہر کا ہے کو بھی حلال کرادیا اور پیالون مین شراب پینا بھی حلال کیا بہرنوع سجاح نے تین روز مسیلمہ سے زنا کرا کے اوسکی نبوت کی گواہی دے کر کفر کو کفر پر زیادہ کیا اور مسیلمہ سے اوسکے ملک کا نصف خراج لیا اسی عرصے مین حضرت خالد رض کی آنیکی خبر سنکر جزیرہ کی طرف بھاگی اور اپنی قوم بنی تغلب کے یہان جاکر رہی اور حضرت معاویہ کے زمانے تک وہین رہی اور بعض روایت مین آیا ہی کہ حضرت معاویہ کے زمانے مین وہ مسلمان ہوئی - اور وکیع اسدی بھی مسلمان ہوکر حرب نہاوند مین بھمراہی مسلمانون کے شہید ہوا جب سجاح اپنے ملک کو بھاگ گئی تو مالک بن نویرہ نادم و پشیمان ہو منع بطاح کو چلا گیا حضرت خالد معہ اپنی فوج کے جانب بطاح روانہ ہوئے اور پیشتر سے چند لوگونکو دعوت اسلام کے لیے روانہ کیا قوم بنی تمیم نے امیرون کے کہنے سے اطاعت قبول کی اور

مال زکوۃ اونکے حوالی کیا لیکن مالک بن نویرہ اپنے ہمراہیون سمیت کنارہ کش ہوکر متردد تھا
کہ کیا کرنا چاہیے حضرت خالد رضی اللہ عنہ جب بطاح کے قریب پونہچے تو اپنے لشکر کو اس
غرض سے متفرق کرکے روانہ کیا کہ اون اطراف مین دیکھین کہ آواز اذان اور اقامت
ہوتی ہے یا نہین اسواسطے کہ جب حضرت صدیق رضہ نے صحابہ رضہ کو مرتدین کی تنبیہ وتادیب
کے لیے بہیجا تہا تو سبکو یہ وصیت فرمادی تہی کہ تم جس قوم پر جانا تو وہان سنت
اذان اور اقامت کی بجالانا اگر وہ قوم اس امر مین تمہاری متابعت کرین تو اونسے
کچھہ تعرض نکرنا اور اگر متابعت نکرین تو اون کو غارت کرنا اور اگر اسلام قبول کرین تو اونسے
پوچھنا اگر زکوۃ دینے کا اقرار کرین تو اسلام قبول کرنا اور اگر زکوۃ دینے سے انکار کرین تو بھی
غارت کرنا القصہ لشکر خالد رضہ کا جو گیا تہا اوسنے بنی ثعلبہ بن یربوع کے ایک گروہ کو
قید کرکے حضرت خالد سپہ سالار لشکر اسلام کے حضور مین پیش کیا اور مالک بن نویرہ بہی
انہین قیدیون مین تہا حضرت خالد رضہ کے ہمراہی دو فرقے ہوگئے بعضون نے بیان کیا
کہ اذان اور اقامت ہمنے ان لوگون سے سُنی ہے اور نماز پڑہتے ہین چنانچہ ابو قتادہ
انصاری بہی اسی جماعت مین سے تھے اور بعض نے بیان کیا کہ اذان و اقامت ان
لوگون سے نہین سُنی گئی نماز کجا خالد رضہ نے حکم دیا کہ ان کو قید رکھو اون دنون ایک
رات مین نہایت سردی ہوئی منادی کو حکم ہوا کہ ندا کرے اَدْفِئُوا اُسراکُم یعنے قیدیون
کو گرم کپڑا پہناو لیکن اس عبارت کو قبیلہ بنی کنانہ نے کنایۃ قتل سے جانا اور جو لوگ کہ محافظ
قیدیون کے تھے کلام منادی کو کنایہ قتل پر محمول کرکے اون قیدیون کو کہ مالک بن نویرہ بہی
اونہین مین تہا قتل کرڈالا اون لوگون کے قتل سے لشکر خالد رضہ مین نہایت شوروغوغا
پیدا ہوا کہ اوسکو سنکر خالد بہی خیمہ سے باہر نکل آئے اور سبب دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ
قیدی قتل کرڈالے گئے جنکو آپ نے گرم کپڑا پہنانے کا حکم دیا تہا خالد رضہ کو انکے قتل کا افسوس
ہوا اور فرمایا اللہ تعالی جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہی ہوتا ہے - اور یہ بھی بعض

روایت مین آیا ہے کہ جب مالک بن نویرہ کو قید کرکے حضرت خالد رض کے سامنے پیش کیا تو اثنائے گفتگو مین مالک بن نویرہ نے کہا گمان نہین لیجاتا مین تمہارے صاحب کو مگر یہ کہ ایسا ایسا کہا اور مقصود مالک کا صاحب شما سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے خالد رض نے کہا کہ اے دشمن خدا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا صاحب تو نہین جانتا پس یہ عبارت مالک کی ارتداد پر محمول کرکے اوسکو قتل کیا۔ ابو قتادہ انصاری لشکر خالد رض سے علیحدہ ہوگئے اور اونہون نے قسم کہائی کہ جو لشکر تحت نشان خالد کے ہوگا اوسمین مین نہ آؤنگا اور روہان سے کوچ کرکے مدینہ منورہ بحضور حضرت صدیق رض خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہوئے اور واقعۂ قتل مالک بن نویرہ بیان کرکے حضرت خالد کی شکایتین کین اور کہا کہ میری بات نہ سنی چند اعراب کی گواہی پر کہ جنکا مطلب اخذ غنایم سے تہا اعتبار کیا اور مالک کا بہائی تمیم بن نویرہ بہی مدینے مین آیا اور صورت واقعہ بیان کرکے اپنے بہائی کا خون طلب کیا اور اوسکا اسباب لوٹ وغیرہ واپس چاہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہی فرمایا کہ اب تلوار خالد کی مسلمانون پر کہنچ گئی ہے اگر یہ قول ابو قتادہ وغیرہ کا صحیح ہے تو اوس سے قصاص چاہیے - اور ایک روایت مین یہ بہی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس باب مین زیادہ مبالغہ کیا تو حضرت صدیق رض نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ شاید خالد رض سے اس معاملے مین کوئی تاویل بہی ہوئی ہو اور اوس تاویل مین کوئی خطا ہوئی ہو اسلیے اے عمر رض اپنی زبان کو اوسکے حق مین نگاہ رکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو سیف اللہ فرمایا ہے اور جس شمشیر کو اللہ جلشانہ نے کافرون پر کہینچی ہے مین اوسکو غلاف مین نکرونگا اور خالد رض کو حضرت صدیق رض نے نامہ لکھا کہ لشکر اپنا وہین چہوڑ کر تنہا مدینے آؤ جب یہ نامہ اونکے پاس پہونچا فوراً اپنی سانڈنی پر سوار ہو کر مدینہ منورہ پہونچے اور اوسیطرح سیدہی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین بحضور حضرت خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہی حضرت بلال رض کے حاضر ہوئے اور صورت

واقعہ قتل مالک بن نویرہ کی بیان کی اور اپنا عذر اس قصہ مین بیان کیا حضرت ابوبکر رض
نے اونکو معذور فرمایا اور اوسی جگہہ سے اونکو رخصت فرمایا اور حکم دیا کہ لشکر مین پونہچکے جانب
یمامہ کوچ کرو اور جنگ مسیلمہ کذاب مین مشغول ہو اور لشکر عکرمہ بن ابی جہل سے جاملو اور
حضرت صدیق رض نے فرمایا کہ مالک بن نویرہ کی دیت بیت المال سے دیجاوے چنانچہ
ادا کی گئی اور جملہ اسباب مالک بن نویرہ کا اوسکے بہائی کو واپس دیا کذا فی روضۃ الاحباب
اس باب مین حضرات شیعہ نے بہ نسبت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کچہہ طعن کیا ہے
تشریح طعن کی اور جواب طعن کا باب مطاعن مین مفصل مذکور ہے

قصۂ مسیلمہ کذاب

مسیلمہ کذاب بنی ثمامہ بن کبیر بن حبیب بن الحارث بنی حنیفہ سے ہے اور اسکو رحمن بہی کہتے
تھے اسوجہ سے کہ وہ کہتا تہا کہ جو شخص مجہپر وحی لاتا ہے اوسکا رحمٰن نام ہے قصہ اسکا یہ ہے
کہ سال ۹ ہم مین وہ خود بنی حنیفہ کے ہمراہ مدینہ مین آیا جب اوسکی قوم مجلس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم مین آئی اور مسلمان ہوئی وہ نہین آیا اپنے قیام گاہ مین رہ گیا کہتا تہا کہ اگر
محمد صلی اللہ علیہ وسلم امر حکومت کو اپنے بعد میرے سپرد کرین تو مین اونکی متابعت کرون
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمراہ اپنے بعض یارون کے کہ ثابت بن قیس بن شماس بہی
اونمین تھے مسیلمہ کے مقام قیام پر تشریف لیگئے اوسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
دست مبارک مین ایک شاخ خرمے کی تہی فرمایا کہ اگر تو مجہسے یہ شاخ بہی چاہے تو نہ دون
اور جو کچہہ کہ جناب باری تعالی نے تیرے حق مین مقدر کیا ہے اوس سے تجاوز نہین کر سکتا
اور اگر میرے بعد تو باقی رہیگا تو تجھکو اللہ تعالی ہلاک کرے گا۔ ایک روایت مین یہ بہی آیا ہے
کہ مسیلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان
لایا تہا جب اپنے ملک کو گیا تو پہر مرتد ہوگیا اور دعوی نبوت کرنے لگا اور ایک بار آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا مضمون اوسکا یہ تہا کہ مسیلمہ رسول خدا نے یہ نامہ لکھا ہی طرف محمد رسول اللہ کے اما بعد نیمہ زمین ہمارے حصے کی ہی اور نیمہ قریش کی لیکن قریش تعدی کرتے ہین اور نامہ کو دو مرد کو دیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین بہیجا جب وہ دونون بحضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوئے اور وہ خط دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس خط کو ملاحظہ فرمایا اور اون دونون سے استفسار فرمایا کہ ہماری رسالت پر تمہارا اعتقاد کیا ہے اونہون نے کہا کہ بے شک آپ رسول خدا ہین پہر آپ نے اونسے پوچہا کہ مسیلمہ کی طرف تمہارا کیا اعتقاد ہے کہا کہ وہ نبوت مین شریک ہے یہ سُنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ اگر ایلچیون کا مارنا ناجائز ہوتا تو مین تمکو قتل کرتا اور مسیلمہ کے نامہ کا جواب یون تحریر فرمایا کہ یہ خط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو لکہا جاتا ہے اما بعد بتحقیق زمین ملک خداوند تعالی کی ہے جسکو چاہے دیوے اور عاقبت نیک پرہیزگارون کے واسطے ہی تو نے اہل یمامہ کو ہلاک کیا تجھکو اللہ تعالے ہلاک کرے منقول ہی کہ مسیلمہ ملعون اوسیطرح کفر پر مُصر تہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جہان سے انتقال ہو گیا پہر تو اوس مردود کے کام نے اسقدر رونق پکڑی کہ ایک لاکھ آدمی سے زیادہ اوسکے پاس جمع ہو گئے اور اوسکی رسالت پر ایمان لاکر داخل امت مسیلمہ کذابی ہو گئے اور کلمات بیہودہ اور مزخرف بکنے لگے اور خوارق کہ برعکس معجزات نبویہ کے تہے مسیلمہ کے ناپاک ہاتہون سے ظاہر ہوتے تہے یعنے اوسکو قوت استدراج یعنے ہوا پر اوڑنے کی حاصل تہی اور سحر کامل اور شعبدہ اور علم نیرنجات بخوبی جانتا تہا اور پہلے پہل اوسی نے بیضہ کو شیشہ تنگ دہن مین اوتارا تہا اور جانوران پر دار کے پر کترکے وصل کر دیتا تہا ایک عورت اوسکے پاس گئی اور کہا کہ دعا کر کہ اوسکی برکت سے میرے باغ ہرے ہو جاوین اور کنوئین پانی پیدا ہو جاوے کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کے واسطے دعا کی اونکے بے آب کنوئین پانی پیدا ہو گیا مسیلمہ نے

اوس عورت سے پوچھا کہ کیونکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی اوس عورت نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈول پانی طلب فرمایا اور اوسپر دعا پڑھکر اور اوس سے کلی کرکے پھر اوس ڈول مین ڈالکر اوسکو کنوئین داخل کیا اوس کنوئین بافراط پانی ہوگیا مسیلمہ نے بھی ویسا ہی کیا جس کنوین مین اوس ڈول کا پانی ڈالا اوس کنوین کا پانی بالکل خشک ہوگیا۔ ایک مرد نے اوس سے کہا کہ ہمارے بچون کے واسطے دعائے برکت کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے اصحاب کی اولاد کے لیئے دعاے برکت فرماتے ہین پس جس لڑکے کو اوسکے آگے پیش کیا اوسکے لیے اوسنے دعای برکت کی اور جس لڑکے کے سر پر اوس شقی نے ہاتھہ پھیرا وہ لڑکا اندھا خواہ بہرا یا گونگا ہوگیا یا زبان منہ سے نکل پڑی۔ ایک مرتبہ رونق باغ کے واسطے اوسکے وضو کا پانی باغ مین چھڑکا گیا پھر کبھی اوس باغ مین گھاس تک بھی نہ اوگی۔ ایک مرتبہ آب دہن نامبارک اوسکا ایک کنوئین مین اس غرض سے ڈالا کہ برکت ہو اوسکی نحوست سے اوس کنوئین کا پانی بالکل کھاری ہوگیا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے اوس سے کہا کہ میرے دو لڑکے ہین اونکے حق مین دعا کر اوسنے دعا کی اونمین سے ایک کو بھیڑیا لیگیا دوسرا کنوئین مین گر گیا ایک مرد کی آنکھ مین درد تھا اوس سے شفا چاہی اوسنے واسطے شفا کے اوسکی آنکھ پر ہاتھہ پھیرا اوسیوقت دونون آنکھین اوسکی سفید ہوگئین اور وہ اندھا ہوگیا۔ القصہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلے لشکر عکرمہ بن ابوجہل کا بعد اوسکے لشکر شرجیل کا برسر مسیلمہ کے روانہ فرماکر حکم دیا کہ تم جاکر دروازہ یمامہ کا گھیر لو اور وہین جمے رہو اور میرے حکم کے منتظر رہو چنانچہ ویسا ہی ہوا جب مسیلمہ نے دیکھا کہ دروازہ یمامہ کا گھر گیا اب نکلنا یہان سے مشکل ہے تب اوسنے یہ بند و بست کیا کہ راہ مدینے کی بند کرنا چاہیے تاکہ اور مدد انکی نہ پونہچے اسلیے تمام دیہاتی لوگون کو جو اوسکے مطیع تھے بہکاکر مدینہ منورہ کی راہ مین فساد برپا کرا دیا۔ اس عرصہ مین حضرت خالد رض اپنا لشکر لیکر وہان پونہچے اس لشکر مین تیرہ ہزار مہاجرین و انصار تھے مہاجرین

مین دو سردار تھے ابو حذیفہ بن عتبہ اور زید بن خطاب بہائی حضرت عمر بن الخطاب رضؓ کے
اور انصار مین ثابت بن قیس اور براء بن مالک برادر حضرت انس بن مالک رضؓ کے
اور مقدمۃ الجیش کے سردار عبد اللہ بن عمر اور یہ سب ماتحت حضرت خالد بن الولید رضؓ کے
تھے جب یہ لشکر وہان پوہنچا تو شرجیل بن حسنہ نے اس لشکر کی پیشوائی کی جب مسیلمہ کو
ہجوم لشکر اسلام کی خبر ملی تو اوسنے اہل یمامہ اور اونکے سردار مجاعہ بن مرارہ اور قوم
بنی حنیفہ اور اونکے سردار ثمامہ بن اثال اور رجال الرجال کو کہ وہ حضرت کے وقت مین
قرآن پڑہا کرتا تہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر مسیلمہ کی معلوم ہوئی تو اونکو بہیجا تہا
کہ وہان جاکر احکام دین اسلام سکہا دین بدراہ نہونے دین جب یہ وہان پوہنچا تو مسیلمہ
کا شریک ہوکر اوسکا مصاحب ہوگیا اور اسلام سے مرتد ہوگیا اور لوگون سے کہنے لگا کہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت مسیلمہ کو دیدی اور مجہے بہیجا ہے کہ تم لوگون کو اس امر کی خبر
کرون تاکہ تم لوگ مسیلمہ پر ایمان لاؤ جب یہ سب جمع ہوئے مسیلمہ نے اونسے کہا کہ کیا رائے ہے
تم لوگون کے اسبارہ مین ان سبنے کہا کہ کوئی ہراس کی بات نہین ہے تمہارا لشکر اون سے
بہت زیادہ ہے مگر یہان قلعہ بند ہونا چاہیے باہر قلعے سے نکلکر لڑنا چاہیے چنانچہ چالیس ہزار مرد
جنگ آزما کے ہمراہ باہر نکلا اور لڑائی شروع ہوئی اور لڑائی بہت سخت ہوئی اس لڑائی
مین دس ہزار کفار واصل جہنم ہوئے اور سات سو مسلمان شہید ہوئے مسلمانون کو پہلے
شکست ہوئی اسمین قریب ساڑہے چار سو کے حافظ قرآن مجید شہید ہوئے حضرت خالد رضؓ
کو بڑا رنج ہوا قسم کہائی کہ جب تک اعدا کو شکست دیکر اونکی پشت نہ دیکہونگا تب تک کسی سے
بات نکرونگا پس حضرت خالد رضؓ بذات خود معہ لشکر اصحابہ رضؓ کے چڑہ گئے اور ایسا سخت قتال کیا
کہ ایک گہنٹے مین دس ہزار کفار کو قتل کرڈالا انگوری باغ کی دروازے تک جا پوہنچے
کہ اوسکے اندر خیمہ مسیلمہ کا تہا اور اس سخت قتال سے لشکر مسیلمہ کا پریشان ہوکر بہاگا
اور مسیلمہ سے جاکر کہا کہ وہ وعدہ تیرا کہان گیا جو تو کہتا تہا کہ فتح آخر تمہاری ہے مسیلمہ نے

کہاکہ کل تمہاری فتح ہوگی آج اونکی فتح ہوئی نبوت کا یہی طریق ہے اب کوشش کرو
لڑائی مین اون سبھون نے کہاکہ اب تو شہر و قلعہ مین چلکر قلعہ بند ہوا وسے اس لئے کہ یقین یہ
تھاکہ جو مین باغ سے نکلا تو مارا گیا حیلہ کرکے کہاکہ نبوت کی یہ شان نہین ہے جو اپنی جگہہ
سے بخوف دشمنان ہٹ جاؤن مقام صبر ہے اور یہی جگہہ ہماری اور تمہاری ہے پہر وہ
شقی تیار ہوکر گہوڑے پر سوار ہوکر دروازہ باغ انگوری پر آیا اور بہت سخت لڑائی
ہوئی کہ مسلمانون کے دو سو آدمی شہید اور پانسو زخمی ہوئے اسکے باعث غم بالا سے غم
حضرت خالد رض کو ہوا اپنی کو دپڑے آپ اندر باغ کے اور وہان پوہنچکر وہ داد شجاعت
دی کہ سبحان اللہ بہت سخت قتال کیا اور جہٹ پٹ دروازہ باغ کا کہول دیا اور سات ہزار کفار
اوسوقت قتل کیے گئے اوسوقت حضرت خالد رض وہ داد شجاعت دے رہے تھے کہ گردون
سے بارک اللہ کی صدا آتی تھی غضب چلائی وہ تلوار اونہنے وہان زمین ہل گئی کانپ اٹھا آسمان
اوسی روز سے اوس باغ کا نام حدیقۃ الموت ہوگیا پہلے اوسکو حدیقۃ الکرم کہتے تھے آخر وہ
کفار وہان سے شکست فاش کہاکر باغ انگوری سے قلعے کی طرف بہاگے حضرت خالد رض نے
فوج اسلام کو حکم دیاکہ یہ کفار قلعے تک نہ پوہنچنے پاوین جلد انکو مار ڈالو مسلمانون نے اونکا
تعاقب کیا اور اون مفرورین مین سے بہی قریب سات آٹھ ہزار کے کفار قتل ہوئے اب
مسیلمہ کو یقین کامل ہوگیا کہ میرا بچنا دشوار ہے لہذا بغرض اپنی جان بچانے کے گہوڑا چہوڑ
پیادہ پا باغ سے قلعے کی طرف منہ چہپاکر بہاگا قضارا وہان ایک شخص وحشی قاتل حضرت
امیر حمزہ مع ایک شخص انصاری کے گہات مین کہڑا تہا انصاری نے مسیلمہ پر تلوار مارکر
گرادیا چونکہ تلوار نے بوجہ خود و زرہ کے کام نہ کیا لہذا اوس انصاری نے وحشی سے
پکارکر کہاکہ اے وحشی یہ مسیلمہ ہے مار لو اسکو جانے ندو بس وحشی نے پوہنچکر اس زور سے
بہالا مارا کہ دونون زرہ توڑکر پیٹ اور پیٹہہ کے پار ہوگیا مسیلمہ کی آنتین نکل پڑین مثل
گدہون کے چلا چلاکر دوزخ مین پوہنچا۔ اس لڑائی مین علاوہ حضرت خالد رض کے

ثابت بن قیس بن شماس نے اور زید بن الخطاب برادر حضرت عمرؓ نے اور براء بن مالک برادر حضرت انس بن مالک نے بہی وہ وہ جوہر شجاعت کے دکہائے کہ کفار کے قدم میدان مین نہ جمنے پائے مسیلمہ کی عمر ایک سو چالیس برس کی تہی ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد بہی اسکے سامنے پیدا ہوئے تہے - ایسے ہی سواے شیطان اور چند کفار کے کم نصیب ہوگئے یہی مسیلمہ کذاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ منورہ مین آیا تہا اور اسکے ہمراہ جو آئے تہے وہ دولت اسلام سے مالامال ہوکر داخل بہشت برین ہوئے اور یہ شقی ملعون دولت دین سے محروم کف افسوس ملتا ہوا راہی جہنم ہوا - وحشی اکثر کہا کرتے تہے کہ حالت کفر مین بہترین مردم یعنے امیر حمزہ رضہ کو شہید کیا اور ہنگام اسلام مین بدترین مردم یعنے مسیلمہ کذاب کو مارا مسیلمہ کذاب ملعون کے وحی کے بہت سے کلام مشہور ہین چنانچہ چند کلام کہ جنکو وہ وحی کے آیات کہتا تہا ذیل مین لکہے جاتے ہین یَا ضِفْدَعَ بِنْتِ الضِّفْدَعَیْنِ اِلٰی کَمْ تَنْقِیْنَ لَا الْمَاءَ تُکَدِّرِیْنَ وَلَا الشَّارِبَ تَمْنَعِیْنَ رَاْسُكِ فِی الْمَاءِ وَذَنَبُكِ فِی الطِّیْنِ ترجمہ یعنے اے مینڈک لڑکی دو مینڈکونکی کب تک آواز کریگی نہ تو پانی کو گندلا کریگی اور نہ پینے والے کو منع کریگی تیرا سر پانی مین ہے اور دُم کیچڑ مین - اور دوسری وحی یہ ہے والزارعات زرعا والحاصدات حصداً والذاریات قمحاً والطاحنات طحناً والخابزات خبزاً والثاردات ثرداً ولاقمات لقماً اهاً لواسمناً لقد فضلتم علی اهل الوبر وما سبقکم اهل المدر فقیرکم فامنعوه والغریب فاووه والمعتر فواسوه والباغی فناووه ترجمہ یعنے قسم ہے زراعت کرنے والیون کی اور کاٹنے والیون اور گیہون صاف کرنے والیون اور پیسنے والیون کی اور روٹی پکانے والیون اور روٹی شوربے مین تر کرنے والیون کی اور نوالہ لینے والیون کی گہی ڈالکے تمکو بزرگی ہے جنگلی لوگون پر اور شہر والے تمپر سبقت نہین لے جاتے تم اپنے فقیرون کو پیٹ بہر کے

کہانا کہلاؤ اور مسافر کو جگہہ دو اور نادار کو اعانت کرو اور طلب کرنے والے کا قصد کرو
کہتے ہین کہ جب حضرت صدیق رضؓ نے یہہ کلام سُنا تو فرمایا تمہارا بُرا ہو تمہاری عقل
کہان گئی ہے یہ کلام اللہ کے یہان سے نہین اُترا اور یہ بہی کلام ادس کی جہوٹی
وحی کا ہے جسکو کلام الٰہی کہتا تہا الفیل ما الفیل وما ادراک ما الفیل له ذنب
وخرطوم طویل ترجمہ ہاتہی کیا ہے ہاتہی تو نہین جانتا کیا ہی ہاتہی اوسکی ایک دم
ہے اور ایک سونڈ لبنی ہے۔ ایک بار عمرو اوسکے یہان گئے تہے اوسنے پوچہا کہ تمہارے
نبی پر ان دنون کونسی سورۃ نازل ہوئی ہے وہ بولے کہ ایک مختصر سورۃ والعصر ان
الانسان لفی خسر نازل ہوئی ہے مسیلمہ تہوڑی دیر فکر کرکے بولا کہ مجہپر بہی اسیطرح کی
ایک سورۃ نازل ہوئی ہے وہ یہ ہے یا دبر یا وبر انما انت اذنان وصدر و
سائرک حفر ونقر ترجمہ اے وبرلے وبر نہین تجہکو مگر دو کان اور سینہ اور باقی
تیرا حقیر اور ذلیل ہے یہہ پڑہکر مسیلمہ نے عمرو سے پوچہا کہ یہ کلام کیسا ہے عمرو نے
جواب دیا کہ اسکو میرا جہوٹا سمجہنا تجہکو بہی معلوم ہے

قصہ بحرین کے مرتدون کا

منذر بن ساوی عبدی بحرین کا حاکم تہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے
پاس علاء بن حضرمی رضؓ کو واسطے دعوت اسلام کے بہیجا تو منذر نے نہایت خوشی سے
دین اسلام قبول کیا اور اسلام کی نہایت شہرت دی اور عدل و انصاف سے برتاؤ
کرتا رہا بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند روز بعد اوسکا بہی انتقال ہوگیا
تب سوا ے قریہ جواثا کے کل دیہات والے مرتد ہوگئے دیہات و اطراف والون نے
مسلمانان جواثا کو محاصرہ کرکے آمد غلہ وغیرہ کی بند کرکے درپے قتل و ایذا ہوئے جب
یہ خبر حضرت صدیق رضؓ کو پونہچی تو آپنے مسلمانان جواثا کی مدد اور قتل مرتدین کے لیے

علاء بن حضرمی رضہ کو معہ لشکر اسلام روانہ فرمایا راہ مین جب آیا ایک مقام پر ٹھہرے تو
ہنوز لوگ اُترے نہ تھے اور اونٹون پر سے کچھ اسباب اوتارا تھا کہ تمام اونٹ معہ جملہ اسباب
کے بھاگ گئے شب کا وقت تھا لشکر اسلام مین اسکی وجہ سے بڑی پریشانی تھی کہ نہ کچھ
اسباب کھانے پینے کا باقی تھا نہ کچھ اوڑھنے اور بچھانے کا سب آلات حرب و مسافرت
اونٹ لیکر بھاگ گئے یہان تک پریشان ہوئے کہ سب کو اپنی موت پر یقین ہوگیا اور
ایک دوسرے سے رخصت ہونے اور وصیت کرنے لگے اس پریشانی کی خبر حضرت علاء
بن حضرمی رضہ نے سنکر منادی کرادی کہ سب میرے پاس جمع ہون جب سب جمع ہوئے
تو آپنے فرمایا کہ کیا تم لوگ مسلمان اور اللہ کے انصار نہین ہو کیا اوسکی راہ مین نہین نکلے
لوگون نے کہا کہ کیون نہین تب آپنے فرمایا کہ پھر جو لوگ اس صفت سے موصوف ہین اونکو
اللہ تعالی کبھی رسوا نہ کریگا یہہ سنتے ہی مسلمانون کے دل قوی اور خوش ہوگئے۔ غرض
کہ جب صبح صادق ہوئی اور بعد اذان نماز فجر ادا کی گئی تو پھر حضرت علاء بن حضرمی رضہ نے ہاتھ
دعا کے واسطے اوٹھائے اور دعا مانگنے لگے یہانتک کہ طلوع آفتاب ہوا اور آپنے تیسری
مرتبہ دعا کے واسطے ہاتھ اوٹھائے پس دعا مانگنا تھا کہ دعا انکی مستجاب ہوئی آپکی بازو میں
ایک چشمہ پانی کا جاری ہوگیا اور وہ پانی نہایت صاف و سرد و شیرین تھا کہ خود حضرت
علاء اور تمامی اہل لشکر نے اوس چشمے سے پانی پیا اور غسل اور وضو کیا ہنوز آفتاب بلند
نہوا تھا کہ وہ اونٹ فرار شدہ بھی چارون طرف سے معہ مال و اسباب آکر جمع ہوگئے کسیکا
کچھ اسباب نہین گم ہوا تھا سب دھرا تھا پھر لوگون نے اوسی چشمے سے دو دو بار اونٹون کو
پانی پلایا اور دل قوی اور شیر ہوکر دشمنونکی طرف بڑھے اور قریب دشمنون کے پونہچے
کفار دشمنان دین اسلام بھی با فوج جرار و بسیار آکر مقابلے مین ٹھہرے تھوڑی دیر
کے بعد شب کو اونکی فوج مین نہایت شور و غل اوٹھا حضرت علاء رضہ نے فرمایا کہ کوئی
جاکر خبر لادے کہ کفار کے لشکر مین یہ غل کیسا ہے چنانچہ مخبر اسلام خبر لایا کہ اون لوگون نے

شراب پی ہی اوسی کے نشے مین بدمست ہو کر غل مچا رہے ہین حضرت علاء رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے اوپر جا گرے اور سخت قتال کر کے شکست فاش دی اکثر قتل ہوئے تہوڑے سے بچے وہ بھاگ نکلے مال و اسباب جو رہ گیے مقتولین کے مسلمانون کے ہاتھ لگے کفار باقی ماندہ موضع دارین مین کہ ایک دریا عظیم و عمیق کے پار تہا کشتیون پر سوار ہو کر جا ٹہرے یہان بعد تقسیم مال غنیمت علاء رضہ نے کہا کہ یارو ان کفارون کو دم نہ لینے دو مفرورین کو بہی مارلو چنانچہ اونکا تعاقب کیا کنارے دریا کے پونچے تو دریاے عظیم و عمیق نظر آیا لیکن کشتی ندارد مسلمان لوگ متردد ہوئے کہ اب کیونکر پار اوترین اور جب تک کشتی وغیرہ کی فکر ہو گی دشمنان دین نہین معلوم کہان سے کہان نکل جائینگے حضرت علاء رضہ نے ایک دعا پڑہی اور دریا مین گہوڑا ڈال دیا اور اہل لشکر سے بہی کہدیا کہ تم لوگ بہی یہی دعا پڑہتے ہوئے ہمارے قدم کے پیچہے چلے آؤ چنانچہ تمام لشکر اسلام ایک آن واحد مین اوس دریا کے پار ہو گیا یہ معلوم ہوا کہ گویا زمین مسطح پر چلے جاتے ہین گہوڑون کی سُم اور جانورون اور اونٹون کے کُہر بہی نہ بہیگے اور کشتی کے سوارون کے لیے وہ ایک دن و رات کی مسافت تہی جسکو مسلمانون نے اِس دعا کی برکت اور حضرت علاء حضرمی رضہ کی کرامت سے تہوڑی دیر مین بلا کشتی و ملاح کے دشمنان دین اسلام کو جا لیا اور سبکو قتل کر کے اونکا مال و اسباب و ہتیار و جانور اور بال بچون پر قبضہ کر لیا ہر ایک سوار کو دو ہزار اور ہر ایک پیادے کو ایک ہزار درم حصہ غنیمت مین ملا علاء رضی اللہ عنہ وہان سے بفتح و فیروزی جانب بحرین متوجہ ہوئے وہان کے لوگ مجوسی تھے کچہہ تو مسلمان ہو گئے اور تہوڑون نے جزیہ دینا قبول کیا۔ اس بحرین کی لڑائی مین ایک راہب بہی ہمراہ تہا وہ یہ کرامت حضرت علاء بن حضرمی رضہ کی دیکہکر مسلمان ہو گیا اور کہا کہ بیشک تمہارا دین حق ہے اگر مین مسلمان نہون تو مسخ ہو جاؤن اور آج صبح مجھے غیب سے ایک آواز سنائی دی کہ جس سے مجھے تمہارے دین کی حقیقت مین کوئی شبہہ نہ رہا

جنگ مرتدین اہل عمان و مہرہ اور باقی اہل یمن

جب حضرت ابوبکر صدیق رض کو اطلاع ہوئی کہ عمان و مہرہ اور یمن کے لوگ بھی مرتد ہوگئے ہین تو آپ نے اونکی تنبیہ اور تادیب اور سرکوبی کے لیے حذیفہ بن محصن حمیری و عرفجہ البارقی اور زیاد بن لبید انصاری اور مہاجر بن ابی امیہ مخزومی کو روانہ کیا باین تفصیل کہ حذیفہ کو عمان پر اور عرفجہ کو مہرہ اور مہاجر کو یمن پر اور زیاد کو بھی اوسی طرف بنی کندہ کے مرتدون پر روانہ کیا اور حذیفہ اور عرفجہ کو تاکید فرمائی کہ تم دونون متفق ہوکر پہلے عمان پر جاؤ اور عکرمہ بن ابی جہل کو جو یمامہ پر گئے تھے اونکو عتاب نامہ لکھا کہ تمنے قبل پونہچنے شرجیل کے مسیلمہ سے کیون جنگ شروع کردی تھی اب بلا آئندہ ایسی تہین تمکو دیکھونگا اور نہ تمہاری بات سنونگا اب تم عمان کو حذیفہ بن محصین اور عرفجہ البارقی کی کمک کو لئے جاؤ اور معلوم رہے کہ ہر شخص اپنے لشکر کا امیر ہے مگر جب تک عمان مین ہو تب تک تم سب کا امیر حذیفہ ہے اور جب عمان سے فراغت ہوجاوے تب تم سب ملکر مہرہ کو جاؤ اور وہان سے فراغت کرکے یمن کو اور حضرموت کو اور پھر وہان سے مہاجر بن امیہ کے ہمراہ رہنا عمان و حضرموت اور یمن مین جسکو مرتد پاؤ قتل کرو جب یہ فرمان حضرت خلیفہ کا عکرمہ کو پونہچا یمامہ سے کوچ کرکے اون تینون امیرون کے ساتھ شریک ہوگئے اور تینون ملکر عمان پر گئے عمان مین لقیط بن مالک ذوالتاج نے باغی ہوکر دعوی نبوت کیا تھا اور بیوقوف لوگون نے اوسکی اطاعت اختیار کرلی تھی اور اونہین کا ایک لشکر جمع کرکے عمان پر قابض اور متصرف ہوگیا تھا لقیط مردود نے آمد لشکر اسلام سنکر عمان کے پایہ تخت شہر دبا مین آکر انتظام جنگ کیا اور اہل اسلام کی لڑائی پر مستعد اور آمادہ ہوا اور کل مال و اہل و عیال اپنی پشت پر رکھا تا لوگون کو اوسکے بچانے اور ننگ و ناموس کا خیال ہو اور خوب دل دیکر لڑین جب لشکر اسلام موضع صحار مین

فرو کش ہوا دونوں لشکر کفر و اسلام کے مقابل ہوئی تو سخت لڑائی ہوئی قریب تہا کہ اسلام
کے لشکر پر ہزیمت واقع ہو عین جنگ مین آمد لشکر جدید معلوم ہوئی جب وہ لشکر پہونچا تو معلوم
ہوا کہ بنی ناجیہ اور بنی عبد القیس کے امرا اپنی اپنی قوم لیکر مسلمانون کی مدد کو آئی ہین چنانچہ
اللہ جلشانہٗ کی مہربانی اور انکی مدد سے مسلمانون کی فتح ہوئی کفار بہاگے مسلمانون نے پیچہا
کیا دس ہزار آدمی کفار کے قتل کرکے اونکے زن و فرزند و مال و اسباب سب لوٹ لی اور
لقیط بن مالک کو بہی مار ڈالا اور اوس غنیمت کا خمس عرفجہ کے ہمراہ حضرت خلیفہ رضہ کے حضور مین
روانہ کرکے بقیہ کو اہل اسلام کے لشکر پر تقسیم کردیا بعد فتح و نصرت عکرمہ لوگون کو لیکر موضع مہرہ پر
چڑہ گئی وہان مخالفین کے دو گروہ ہو گئی ستہے بڑی جماعت تابع مسیح محارلی کی تہی اور دوسر
فریق کا امیر شنخرب تہا دونون فریق مخالفت پر تہے عکرمہ نے جاکر شنخرب کو دعوت اسلام دی
وہ اور اوسکے تابعین اسلام لائی اور داخل لشکر اسلام ہو گئی اور مسیح بدستور سرکش رہا آخر
اوس سے اور اہل اسلام سے لڑائی سخت واقع ہوئی یہ لڑائی موضع دبا سے بہی سخت تر واقع
ہوئی آخر اللہ تعالیٰ جلشانہ نے فتح نصیب اہل اسلام کی مسیح مع اپنے تابعین کے داخل جہنم ہوا
اور بہت غنیمت مسلمانون کے ہاتہ لگی صرف عمدہ گہوڑے عربی کی تعداد دو ہزار تہی عکرمہ رضہ
نے اوسکا خمس بحضور خلیفہ رضہ کے شنخرب کے ہمراہ روانہ کیا۔ اور یمن کی یہ کیفیت ہوئی کہ بعد قتل
اسود عنسی کے قیس بن مکشوح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد مرتد ہو گیا اور ایک
جماعت کثیر جمع کرکے فیروز دیلمی اور دادویہ کے مارنے کے درپی ہوا ایک روز بحیلہ دعوت
دادویہ کو مار ڈالا اوسکے بعد فیروز کو بہی دعوت کہانیکی لئی طلب کیا جب وہ اپنے گہر سے چلا تو
راہ مین ایک عورت دوسرے سے کہہ رہی تہی کہ یہ شخص بہی دادویہ کیطرح مارا جاویگا فیروز یہ خبر
سنکر پہر گیا اور اپنی مان کے قرابت دارون کے یہان پناہ لی قیس نے فیروز اور دادویہ کے
لوگون کو اور ابنا کو یمن سے جلا وطن کیا جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ خبر سنی تو امرا
روساء یمن کے نام خطوط لکہی کہ تم لوگ فیروز دیلمی اور ابنا کے ہمراہ ہو کر قیس بن مکشوح کی تنبیہ کرو

اور ہم بھی مدینہ سے مدد تمہاری کمک کو جلد روانہ کرتے ہین ثابت قدم رہنا پہر مہاجر بن امیہ مخزومی کو یمن کیطرف روانہ کیا وہان کے مسلمان حسب ارشاد حضرت خلیفہ رضہ کے فیروز کے شریک حال ہو گئی اور عقیل و عکہ وغیرہ کے بہی بہت لوگ فیروز کے شریک ہو گئی آخر دونون لشکرونکا مقابلہ ہوا مسلمانون کی ثابت قدمی سے مرتدین بہاگے اور قیس بن کشوح مسلمانون کے ہاتہ قید ہو گیا اور عمرو بن معدیکرب جو مرتد ہو کر شریک اسود عنسی ہوا تہا وہ بہی گرفتار ہوا یہ دونون قیدی ہمراہی مہاجر بن امیہ روانہ مدینہ بحضور حضرت خلیفہ رضہ کے کئی گئی اور وہ دونون حسب ہدایت حضرت خلیفہ رضہ کے معذرت کر کے از سر نو مسلمان ہوی اور زیاد بن لبید کو کندہ کے مرتدون کے قتل کیواسطے روانہ کیا زیاد نے اون پر شبخون مار کر شکست فاش دی اور اونکے چارون افسران باغی بنام مسمیان جمد اور مخوص اور مشرح اور ابضعہ کو قتل کر ڈالا۔ غرض کہ ایک برس کے عرصہ مین حضرت ابو بکر صدیق رضہ خلیفہ برحق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کل جزائر عرب کو مرتدون سے خالی اور پاک صاف کر دیا ساٹہہ ستر ہزار سے زیادہ کفار مارے گئی اب جزیرۂ عرب مین کوئی ایسا نرہا کہ حضرت صدیق رضہ سے سرکشی اور سرتابی کرے سب لوگ موافق تہے یا جزیہ دینے والے تہے ان لڑائیون مین مرتدون کا بہت کچہ مال مسلمانون کے ہاتہ آیا کہ اوس سے اہل اسلام نہایت باقوت ہو گئی اور کسری اور قیصر سے جنگ کرنیکا سامان مہیا ہو گیا اور یہ ردت کی لڑائی سلہ ہجری کے آخر اور اوائل سلہ ہجری مین واقع ہوی۔ اور اسی سال مین جناب حضرت بیبی فاطمہ سیدۂ النسا اہل الجنہ اور حضرت ابو بکر رضہ کے صاحبزادہ عبد اللہ اور ام ایمن والدۂ اسامہ رضہ نے وفات پائی۔

روانگی حضرت خالد رضی اللہ عنہ سمت عراق وغیرہ

جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے امرا اور لشکر نے ایک سال مین تمامی جزیرہ عرب مین قواعد دین متین اور احکام شریعت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوط اور

دین اسلام کو تازہ کردیا اور تمام ملک عرب حضرت خلیفہ برحق رضہ کا تابعدار ہوگیا تو وہان کے
بندوبست کے بعد آپنے لشکر اسلام کو جنگ اہل عجم کیواسطے جانب عراق کوچ کا حکم دیا یہ فرمان
روانگی عراق خالد رضہ کے نام ابو سعید خدری کے ہمراہ یمامہ کو روانہ فرمایا اوسمین لکھا تھا کہ تم
اپنا لشکر لیکر طرف عراق کے جاؤ وہان سے ایلہ جسکو فرج الہند بہی کہتے ہین جاتا وہان کے لوگونکو
طرف وحدانیت باریتعالی اور نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوت کرنا اگر دعوت اسلام
نہ قبول کرین تو اون سے جزیہ طلب کرنا اگر جزیہ بہی ندین تو محض خدایتعالی کیواسطے اونسے
جنگ کرنا اور اپنے ہمراہ لیجانے مین لوگون پر جبر نکرنا اور جن لوگون نے بعد ارتداد دین اسلام
قبول کیا ہے اونکو اپنی مدد کیواسطے نہ لیجانا اور جس امیر پر سے تمہارا گذر ہو اوسکو ہمراہ لیجانا۔
غرض کہ خالد رضہ محرم کے مہینے مین یمامہ سے نکل کر عراق کو روانہ ہوے جب خالد رضہ حسب الحکم
حضرت خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معہ لشکر کثیر قریب دس ہزار سوارون کے سواد کوفہ
اور عراق عرب مین داخل ہوے تو اوسوقت مین حکومت سواد کی ابن صلوبا اور حکومت حیرہ کی
قبیصہ بن ایاس طائی سے متعلق تہی ان دونون نے حضرت خالد رضہ کا دبدبہ اور شوکت دیکہکر
اسبات پر صلح کرلی کہ ہرسال مبلغ کثیر اہل اسلام کو دیا کرین گے یہ پہلا جزیہ ہے جو عراق مین مقرر
کیا گیا اور بعض روایت مین آیا ہے کہ جب خالد رضہ نواحی حیرہ مین داخل ہوے تو وہان کے
رہنے والے قلعہ بند ہوگئے خالد رضہ نے زیر قصر بنی ثعلبہ کے جاکر کہا کہ تم لوگ کسی مرد عاقل کو
اپنے مین سے بہیجدو ہم اوس سے کچھ باتین کرین گے چنانچہ اونہون نے ایک سن رسیدہ
عبد المسیح نام کو کہ بڑا فصیح تہا اور عمر بہی اوسکی تین سو پچاس برس کی تہی بہیجا یہ وہ شخص ہے
کہ جس نے نوشیروان کے خواب کی تعبیر کہی تہی بعد بہت سوال و جواب کے اس امر پر صلح قرار
پائی کہ ہرسال ایک سو نوے ہزار درم اہل اسلام کو جزیہ دیا کرین گے عبد المسیح کے پاس ایک
پوڑیہ تہی خالد رضہ نے اوس سے پوچہا کہ یہ کیا ہے اوس نے کہا کہ یہ زہر ساعت ہے اسکے کہانے
سے ایک لحظہ مین آدمی مرجاتا ہے اگر مجہسے یہ کام حسب خواہش نہوتا تو مین مارے شرم کے اسکو

کہا کر مر جاتا حضرت خالد رضؓ نے اوس سے وہ پوڑیہ مانگکر پڑہا بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ
بِسْمِ اللّٰہِ خَالِقِ الْخَلِیْقَۃِ مِنَ السَّمَآءِ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ
مثل شکر کے اوسکو کہا گئی تہوڑی دیر اونکو غشی ہوئی بعد اوسکے عرق آیا اور اوٹہ بیٹہی اور
کوئی آسیب اور ضرر اونکو نہیں پہونچا عبد المسیح نے یہ حال دیکہکر اپنی قوم مین جاکر کہا کہ اے
قوم یہ لوگ جو کچہہ مانگین دو اور جو کچہہ کہین مانو عجب بات دیکہی ہے پیتے وہ زہر کہ اگر اوس مین
سے ذرہ کوئی کہا لیوے اوسی ساعت مرجاوے اس شیر مرد کو اوس سے کچہہ بہی ضرر نہ پہونچا
یہ لوگ آدمی کی جنس سے نہین ہین آخر عبد المسیح ترک نصرانیت کرکے دین محمدی صلی اللہ علیہ
وسلم مین داخل ہوا حضرت خالد رضؓ نے رقم صلح بحضور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے روانہ کی یہ
پہلا جزیہ صلح ہے کہ عراق سے مدینہ منورہ کو روانہ ہوا بعد اس صلح کے ایک ہزار آٹہہ سو مرد کے
ساتہہ حیرہ سے ایلہ کیطرف متوجہ ہوئی اور ہرمز سے کہ منجانب کسری وہانکا حاکم تہا محاربہ عظیم
کیا کہ جسکے دیکہنے سے چشم عقل خیرہ ہوتے ہے اوس روز کے معرکہ جنگ مین کسیتی یہ چند اشعار
لکہے ہین ــ بہر سو کہ خالد شدی رزم خواہ ٭ فرو ریختی خون ازان رزم گاہ ٭ بیامد بسان نہنگ
دژم ٭ کہ گفتے جہان را بسوزد بدم ٭ ہمین تاخت اندر فراز و نشیب ٭ ہمین زد و بگرزد و بتیغ
و رکیب ٭ دل ہرمز از غم بہ از درد بود ٭ کہ تا جیش ز اختر برانگرد بود ٭ آخر خالد رضؓ نے ہرمز کو
قتل کیا اور مال و متاع اوسکا خالد رضؓ کو ملا تاج ہرمز کا ایک لاکہہ درہم کو بہی ارزان تہا فارسیون
کی یہ عادت تہی کہ جس شخص کا مرتبہ بزرگ ہوتا تہا اوسکا تاج بہی ایک لاکہہ درہم کا ہوتا تہا
لشکر کثیر ہرمز کا قتل ہو گیا اور غنایم بسیار اور قیدیان بے شمار مسلمانون کے ہاتہہ آئی ایک
ہاتہی نایاب کہ لشکر ہرمز مین تہا وہ بہی مسلمانون کو ملا بعد فتح و نصرت خالد شہر ایلہ مین داخل
ہوئی اور دوسرے دن اوس لوٹ کا خمس معہ اوس ہاتہی کے بحضور حضرت خلیفہ رضؓ روانہ کیا
اور باقی مال غنیمت کو لشکر پر تقسیم کیا حضرت خلیفہ رضؓ نے حکم دیا کہ اوس ہاتہی کو گرد مدینہ منورہ
کے پہراکر پہر خالد کے پاس بہیجدین عورات مدینہ اوس ہاتہی کو نہایت تعجب سے دیکہتے تہین اور

کہتی تہین کہ اللہ تعالی نے اسکو ایسا ہی پیدا کیا ہے یا یہ بنا یا گیا ہے بعد قتل ہرمز کے قارن کہ کسری کیطرف سے اہواز کا امیر تہا اور اوسکے حکم سے پچاس ہزار مرد جنگی سے ہرمز کی مدد کو آتا تہا جب خالد رضہ نے اوسکی آمد اس جانب سنی تو خود سبقت کرکے اوسکے طرف بڑہے اور موضع مدار امین مقابلہ ہوا پہونچتے ہی خالد رضہ نے مقابلہ شروع کر دیا اوس روز کے جنگ مین یہ چند اشعار بہی حضرت خالد رضہ کی شان مین کسی شاعر نے حسب حال لکہی ہین

ہماندم ہمی لشکر آراستند	ہمی تیغ و نیزہ و پیرآستند
سبک خالد زرم زن کان بدید	چو رعد بہاران بغرہ بر کشید
گہی سوی چپ وگہی سوی راست	بگردید وانہر سو کینہ خواست
بگرز و بہ تیغ و سنان در انہ	ہمی کشت از ایشان یلی سرفراز
ز گرد سواران جہان تار شد	سر انجام قارن گرفتار شد

مسلمانون نے اوس دن سپاہ عجم کو زرات تمام تعاقب کیا تیس ہزار کافر قتل کئی گئی اونکی اموال وافرہ اور سپاہی تکاشہ اہل اسلام کے ہاتہ آئی حضرت خالد رضہ نے خبر فتح معہ خمس اموال غنائم کے مدینہ منورہ بہیجی اموال سابقہ کے دو روز پہونچنی کے بعد یہ اموال بہی پہونچے صحابہ رضہ اس مژدہ سے نہایت خوش وقت ہوئی اور خالد رضہ کے حق مین دعای خیر وثنا کی - اسکی بعد واقعہ موضع دلجہ اوسکے بعد نواحی شہر لیس مین ایک جماعت کثیرہ سے کہ کسری نے واسطے حرب خالد رضہ کے بہیجے تہی دونون موضع مین لڑائی ہوئی دونون جگہہ اسلام کی فتح ہوئی اور حرب لیس مین اسقدر کفار مارے گئی کہ خون کی ندی جاری ہوگئی اسکا بہی فتح نامہ معہ خمس غنایم حضرت ابوبکر صدیق رضہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین مدینہ منورہ بہیجا اور حضرت صدیق رضہ نے خالد رضہ کی تعریف کی علاوہ اسکے چند اور قلعہ خالد رضہ نے فتح کئی مانند انبار و عین التمر و دومۃ الجندل اور اس عرصہ مین کسری اردشیر فوت ہوگیا اسوجہ سے عجم مین اختلال کلی لاحق حال ہوگیا اب